تألیفاتِ رشیدیہ

مع

فتاویٰ رشیدیہ، مکمّل مبوّب

فقیہ العصر، قطب الارشاد

امام ربّانی حضرت مولانا رشید احمد مُحدّث گنگوہی قدّس سرّہٗ

کے فتاویٰ، رسائل اور تصانیف کا مجموعہ

ادارۂ اسلامیات لاہور

- فتاویٰ رشیدیہ، مکمّل مبوّب
- سبیل الرشاد
- ہدایۃ الشیعہ
- زُبدۃ المناسک
- فیصلۃ الاعلام فی دار الحرب و دار الاسلام
- لطائفِ رشیدیہ
- ہدایۃ المُعتدی فی قراءۃ المُقتدی
- القطوف الدانیۃ فی تحقیق الجماعۃ الثانیۃ
- الحق الصریح فی إثبات التراویح
- فتویٰ مولد شریف
- ردُّ الطُّغیان فی اوقاف القرآن
- تعداد رکعاتِ تراویح
- اَوثق العری فی تحقیق الجُمعۃ فی القُریٰ
- فتویٰ احتیاط الظُّہر

www.ahlehaq.org

اضافہ شدہ ایڈیشن

تالیفاتِ رشیدیہ

مع

فتاویٰ رشیدیہ

مکمل مبوّب

○

فقیہ العصر، قطب الارشاد

امام ربّانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس اللہ سرہٗ

کے فتاویٰ، رسائل اور تصانیف کا مجموعہ

○

ادارہ اسلامیات

پبلشرز، بک سیلرز، ایکسپورٹرز

★ ۱۹۰، نسبت روڈ، لاہور، پاکستان
فون ۳۷۲۱۰۹۹۱ - ۳۷۲۳۲۵۵۵

★ موہن روڈ
بک اردو بازار، کراچی فون ۲۲۷۲۲۹۰۱

Web: www.idaraeislamiat.com Email: idara.e.islamiat@gmail.com

پہلی بار عکسی طباعت ——— محرم الحرام ۱۴۰۸ھ، ستمبر ۱۹۸۷ء

تصحیح شدہ جدید ایڈیشن بار دوم ——— ۱۴۱۲ھ، ۱۹۹۲ء

باہتمام ——— اشرف برادران سلّمہم الرحمٰن

ناشر ——— ادارۂ اسلامیات۔ لاہور

مطبع ——— ارشد سلمان وہاب پرنٹرز لاہور

قیمت ——— مجلّد ڈائی دار

کتابت ——— مشتاق احمد جلالپوری

www.ahlehaq.org

ادارۂ اسلامیات

پبلشرز، بک سیلرز، ایکسپورٹرز

★ ——— دینا ہاؤس سینٹ، مال روڈ، لاہور
فون ——— ۳۶۳۱۳۲۰-۳۶۳۱۳۲۱۱-۳۶۳۱۳۲۸۸-۹۲

★ ——— ۱۹۰، انارکلی، لاہور، پاکستان
فون ——— ۳۶۳۱۳۹۹۱ - ۳۶۳۵۲۲۵۵

★ ——— مومن روڈ
بک اُردو بازار، کراچی فون ۲۲۶۲۲۴۰۱

Web: www.idaraeislamiat.com Email: idara.e.islamiat@gmail.com

ترتیب

مضمون	صفحہ نمبر
عرضِ ناشر	۵
مختصر سوانح مؤلف قطب الارشاد امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہٗ	۷ تا ۱۲
مفصل فہرست مضامین فتاویٰ رشیدیہ	۱۷ تا ۴۱
فہرست مضامین تالیفاتِ اشرفیہ	۴۲ تا
فتاویٰ رشیدیہ مکمل مبوب	۴۹ تا ۴۹۸
رسالہ سبیل الرشاد	
تقلید شخصی آمین بالجہر رفع یدین وغیرہ مسائل پر علمی تحریر	۴۹۹ تا ۵۳۲
ہدایۃ الشیعہ	
مسئلہ خلافت، تقیہ، فدک، وراثت انبیاء، مقام صحابہ وغیرہ کی تحقیق، اور روافض کے شبہات کا مسکت جواب	۵۳۳ تا ۶۰۷
زبدۃ المناسک	
حج وعمرہ کے مسائل پر مستند کتابچہ	۶۰۸ تا ۶۵۱
فیصلۃ الاعلام فی دار الحرب ودار الاسلام	
دار الحرب اور دار الاسلام کی شرعی تحقیق	۶۵۳ تا ۶۶۸
لطائف رشیدیہ	
بعض قرآنی آیات، چند احادیث اور فقہی مسائل کا حل	۶۶۹ تا ۷۰۳

عنوان	صفحہ نمبر
رسالہ ہدایۃ المعتدی فی قراءۃ المقتدی	
قراءت فاتحہ خلف الامام ـــــ کے مسئلہ پر دس اعتراضات کے مدلل جوابات اور احناف کے دلائل	۷۰۴ تا ۷۲۸
القطوف الدانیۃ فی تحقیق الجماعۃ الثانیہ (فارسی)	۷۲۹ تا ۷۵۱
الحق الصریح فی اثبات التراویح (فارسی)	۷۵۳ تا ۷۵۶
اَلقُطُوفُ الدَّانیہ فی تحقیق الجماعۃُ الثانیہ (اُردو ترجمہ)	۷۵۷ تا ۷۸۱
وہ رسائل جو فتاویٰ رشیدیہ کا جزو بن کر شائع ہو رہے ہیں	
فتویٰ مولد شریف	۱۱۶ تا ۱۲۵
ردّ الطغیان فی اوقاف القرآن	۲۷۳ تا ۲۸۰
تعداد رکعات تراویح	۳۰۶ تا ۳۲۳
اوثق العری فی تحقیق الجمعۃ فی القری	۳۲۹ تا ۳۴۵
فتوی احتیاط النظر	۳۴۵ تا ۳۵۱

عرضِ ناشر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین اما بعد -

اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ ایک سال کی کوشش کے بعد "تالیفاتِ رشیدیہ" کا یہ مجموعہ آپ کے ہاتھوں میں موجود ہے۔ اس مجموعہ میں قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس اللہ سرّہٗ العزیز کے "فتاویٰ رشیدیہ" سمیت ساری تصانیف کو یکجا شکل میں شائع کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ حضرت گنگوہی قدس سرّہٗ کی علمی وروحانی شخصیت محتاجِ تعارف نہیں۔ اُن کی ذاتِ گرامی اپنے دَور میں فقہ وتصوف کی جامعیت کا یکتا نمونہ تھی۔ وہ اپنے وقت کے "قطب الارشاد" اور بجا طور پر فقیہ النفس تھے۔ ان کی تصانیف کی تعداد اگرچہ زیادہ نہیں مگر ان میں علم وحکمت کی جو گہرائی ملتی ہے وہ سطحی علم کے اس دَور میں ناپید نظر آتی ہے۔ اُن کا ایک ایک جملہ بڑے بڑے علمی مضامین پر بھاری ہوتا ہے اور ان کے چند لفظوں سے بسا اوقات ایسے ایسے علمی اشکالات رفع ہو جاتے ہیں جن کے حل کے لئے پوری پوری کتابیں لکھی جاتی ہیں۔

حضرت گنگوہی قدس سرّہٗ کے قلم فیض رقم کے یہ موتی چھوٹے چھوٹے رسائل کی شکل میں بکھرے ہوئے تھے جن میں بھی بعض کمیاب تھے تو چند رسائل بالکل نایاب، جن کا حصول اب مشکل ہو گیا تھا بلکہ نایاب ہونے کی وجہ سے آہستہ آہستہ عام لوگ ان کے ناموں سے بھی آشنا نہ رہے تھے۔ بہت عرصہ سے خواہش تھی کہ حضرت گنگوہیؒ کی یہ تمام تالیفات یکجا طبع ہو جائیں تاکہ علوم ومعارف کا یہ قیمتی ذخیرہ محفوظ ہو جائے اور لوگوں کو استفادہ میں آسانی ہو جائے۔ بحمداللہ کہ یہ خواہش پوری ہوئی ہے اور اب یہ مجموعہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

ہم اس سلسلہ میں اپنے بزرگوار مشفق حضرت سیّد نفیس شاہ صاحب مدظلّہم کے بطور خاص شکر گزار ہیں جن کے خصوصی تعاون کی بدولت بعض نادر رسائل مہیا ہوئے اور جن کی توجّہ اور ہمت افزائی کے طفیل یہ مجموعہ مرتب ہُوا۔ اللہ تعالیٰ اس مجموعہ کو قبول فرمائے اور مصنف قدس سرّہٗ اور جملہ معاونین کو اپنی بارگاہ سے ان کی عظیم دینی خدمات پر دائماً اجرِ جزیل عطا فرمائے۔ آمین

حضرت گنگوہی قدس سرّہٗ کی تالیفات کے اس مجموعہ کے بعد دیگر اکابر علماء کرام کی تالیفات کے مرتب مجموعے بھی "ادارۂ اسلامیات" کی طرف سے شائع کرنے کا پروگرام ہے۔ قارئین سے دعائے توفیق کی خصوصی درخواست ہے۔ والسّلام

ناشرین۔ اشرف برادران سلمہم الرحمٰن

ادارۂ اسلامیات انارکلی لاہور ۲

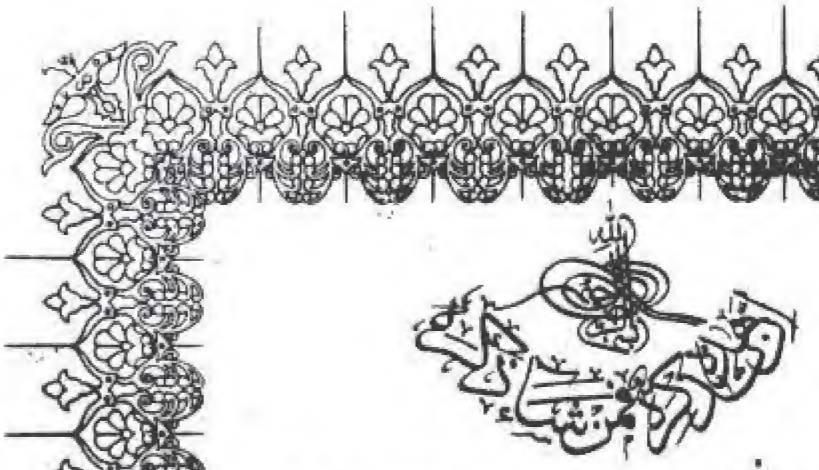

تذکرۃ الرشید

سوانح قدوۃ العلماء، زبدۃ الفقہاء، فخر المحدثین قطب العالم
حضرت مولانا الحاج الحافظ رشید احمد گنگوہی قدس اللہ سرہ

تالیف

حضرۃ الحاج مولانا محمد عاشق الٰہی صاحب میرٹھی نور اللہ مرقدہ

ادارۂ اسلامیات

۱۹۰- انارکلی ○ لاہور

حضرت گنگوہیؒ کی یہ سوانح صرف حالات و کمالات کا ہی مجموعہ نہیں بلکہ یہ نادر علمی مسائل، فقہی اشکالات کے حل، مشکل قرآنی آیات کی تفسیر اور چیدہ چیدہ احادیث کی تشریحات پر مشتمل ایک اہم علمی سرمایہ ہے، نیز اس میں تصوف و اخلاق کے وہ اہم مضامین و فوائد بھی موجود ہیں جو مشائخ طریقت کے لئے نسخۂ اکسیر اور سالکانِ راہِ طریقت کے لئے مشعلِ راہ ہیں۔ تذکرۃ الرشید کا مطبوعہ ہمارا یہ نسخہ کئی وجہ سے امتیازی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کے آخر میں تذکرۃ الرشید سے متعلق حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ کا ایک اہم مضمون شامل ہے۔ کاغذ اعلیٰ لگایا گیا ہے۔ طباعت عمدہ اور بہترین ہے مضبوط جلد مجلد ڈائی ڈار کے ساتھ

اس اعلےٰ ایڈیشن کی قیمت صرف ـــــ روپے ہے

مختصر سوانح

قطب الارشاد امامِ ربّانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس اللہ تعالےٰ سرّہٗ العزیز

ترتیب

بندہ محمود اشرف عثمانی مدرس جامعہ اشرفیہ لاہور

ماخوذ

از تذکرۃ الرشید مؤلفہ حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت ۶ ذوالقعدہ ۱۲۴۴ھ بروز پیر چاشت کے وقت ضلع سہارنپور (انڈیا) کے مشہور قصبہ گنگوہ کے محلہ سرائے کے اُس مکان میں ولادت ہوئی جو شیخ المشائخ حضرت مولانا عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے خانقاہ کے متصل تھا۔

نسب والد کا نام مولانا ہدایت احمد بن قاضی پیر بخش تھا۔ ماں اور باپ دونوں میزبانِ رسولؐ سید حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی اولاد سے تعلق رکھتے تھے۔ ۱۲۵۲ھ میں جب کہ حضرتؒ کی عمر صرف سات برس کی تھی والد ۳۵ سال کی عمر میں گورکھپور میں انتقال کر گئے۔ دادا جناب قاضی پیر بخش نے پرورش کی۔ چار ماموں تھے ایک مولانا محمد نقی صاحب جو آپ کے خسر بھی ہیں (۲) مولانا محمد تقی صاحب (۳) مولانا عبدالغنی صاحب جنہوں نے آپ کے ساتھ غیر معمولی شفقت کا برتاؤ رکھا اور (۴) مولوی محمد شفیع صاحب جو آپ سے صرف آٹھ سال بڑے تھے۔

مشہور اساتذہ فارسی میں مولانا محمد تقی صاحب (ماموں) مولوی محمد غوث صاحب عربی میں استاذ الکل مولانا مملوک علی صاحبؒ (والد حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ) حدیث پاک میں حضرت مولانا شاہ عبدالغنی صاحب مجددی مہاجر مدنیؒ متوفی ۱۲۹۵ھ۔

اولین تلامذہ (۱) حضرت ملا محمود دیوبندی (۲) ماموں زاد بھائی مولوی ابوالنصرؒ (۳) مولوی ابوالقاسمؒ (۴) سید مومن علیؒ۔

نکاح اکیس سال کی عمر میں آپ کے دادا نے آپ کی ماموں زاد بہن محترمہ خدیجہ سے نکاح کر دیا۔ نکاح کے بعد ہی امام ربانی نے ایک سال سے کم عرصہ میں از خود قرآن مجید حفظ کیا اور اُسی سال تراویح میں مکمل قرآن مجید سنایا۔

بیعت سید الطائفہ قطب العالم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرّہٗ (متوفی ۱۳۱۷ھ) کے ہاتھ پر تھانہ بھون میں بیعت کی اور پھر تو اُن پر مر مٹے۔ بیعت کے موقعہ پر قیام کا ارادہ طویل نہ تھا مگر قیام ۴۲ روز تک مسلسل

رہا۔ آٹھویں دن حضرت حاجی صاحبؒ نے فرمایا "میاں مولوی رشید احمد جو نعمت حق تعالیٰ نے مجھے دی تھی وہ آپ کو دیدی آئندہ اس کو بڑھانا آپ کا کام ہے۔ ۲۴ ویں دن رخصت کے موقعہ پر مسنون مشایعت کی اور فرمایا "اگر تم سے کوئی بیعت کی درخواست کرے تو اس کو کر لینا" عرض کیا "مجھ سے کون درخواست کرے گا؟" فرمایا "تمہیں کیا جو کہتا ہوں وہ کرنا" (تذکرۃ الرشید صفحہ ۵۰-۵۱ ج ۱)

شیخ کی نظر میں مقام

مولانا عبدالمومن راوی ہیں کہ ایک مرتبہ کسی شخص نے اعلیٰ حضرت (حاجی صاحبؒ) کی خدمت میں شکایت کی تھی کہ حضرت مولانا رشید احمد صاحب میں باوجود عالم ہونے کے خُلق نہیں پایا جاتا۔ اعلیٰ حضرت نے یوں جواب دیا تھا کہ "میاں غنیمت سمجھو کہ مولانا آبادی میں ہیں، میرا رشید تو درجۂ ملکوتیت پر پہنچ گیا تھا اگر حق تعالیٰ کو اصلاحِ خلق کا کام لینا نہ ہوتا تو آج خدا جانے کس پہاڑ کی کھوہ میں بیٹھا ہوتا۔ علمی خدمت اور خداوند تعالیٰ کو ایک بڑا کام لینا منظور تھا اس لئے کمر پکڑ کر نیچے اتارا گیا اور بستی میں رکھا گیا ہے۔ (صبر ۵۷ ج ۱)

انگریزوں کے خلاف جہاد

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کی قیادت میں ۱۲۷۳ھ یعنی مئی ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی میں انگریزوں کے خلاف اس درویشِ خدامست نے ہتھیار اُٹھا کے انگریزوں کے کئی رسالوں پر چھاپے مارنے کے بعد "جنگِ شاملی" میں دیوانہ وار حصہ لیا جس میں ان کے چچا پیر حضرت حافظ ضامن شہیدؒ نے شہادت کا رُتبہ پایا اور ان کے ساتھی اور پیر بھائی مولانا محمد قاسم نانوتوی شدید زخمی ہوئے۔ حضرت گنگوہیؒ بھی ڈیڑھ دو سال مختلف علاقوں میں روپوش رہے اور ۱۲۷۵ھ کے آخر میں رامپور میں حکیم ضیاء الدین صاحب کے مکان سے گرفتار کئے گئے۔ بیس یوم سہارنپور کی کال کوٹھڑی اور حوالات میں مقید رکھا گیا۔ پھر پا پیادہ مظفر نگر لاکر یہاں کی جیل میں چھ ماہ تک محبوس رکھا گیا۔ بالآخر رہا کر دیئے گئے۔ (تذکرۃ الرشید صفحہ ۷۳ تا صفحہ ۸۴ ج ۱)

چند مشہور تلامذہ

مولانا حکیم جمیل الدین صاحب نگینویؒ، مولانا حکیم نصیر الدین میرٹھیؒ، مولانا عبدالکریم پنجابیؒ، مولانا محمد صدیق احمدؒ، مولانا حامد حسن دیوبندیؒ، مولانا محمد حسن صاحب مراد آبادیؒ، مولانا صادق الیقین، مولانا حافظ محمد احمد مہتمم دارالعلوم دیوبند، مولانا حبیب الرحمٰن عثمانیؒ، مولانا یحییٰ صاحب کاندھلویؒ وغیرہ وغیرہ سمیت سینکڑوں علماء نے آپ سے استفادہ کیا۔

اولاد

۱۲۷۴ھ ماہ ربیع الثانی میں صاحبزادی صفیہ خاتون کی ولادت ہوئی، ۱۲۷۸ھ جمادی الثانیہ میں صاحبزادہ حکیم مسعود احمد کی ولادت ہوئی۔ رجب ۱۲۸۷ھ میں مولوی محمود احمد مرحوم پیدا ہوئے جنہوں نے ۱۳۱۰ھ میں عین عالم عنفوانِ شباب میں باپ کو داغِ مفارقت دیا۔

چند مشہور خلفاء اور مستفیدین

(۱) شیخ الحدیث حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ (۲) شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسنؒ صاحب دیوبندی (۳) حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحبؒ رائے پوری (۴) حضرت مولانا صدیق احمد صاحب انبیٹھویؒ (۵) حضرت مولانا محمد روشن خاں صاحبؒ مراد آبادی (۶) حضرت مولانا صدیق احمد صاحبؒ مہاجر مدنی (۷) حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنیؒ (۸) حضرت مولانا محمد اسحاق صاحبؒ نہوڑی (۹) مولانا حکیم محمد صدیق صاحب

مراد آبادی (۱۰) مولانا حافظ محمد یاسین نگینویؒ (۱۱) حضرت مولانا صدیق احمد کاندھلویؒ (۱۲) مولانا صادق الیقینؒ (۱۳) حضرت مولانا محمد مظہر نانوتویؒ (۱۴) مولانا قاری مغیث الدین صاحب ساڈھوراوی (۱۵) حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب کاندھلویؒ وغیرہ سمیت ہزاروں افراد نے آپ سے استفادہ کیا اور دولتِ باطنی سے مالامال ہوئے۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ روحانی نسب کے اعتبار سے اگرچہ حضرت گنگوہیؒ کے پیر بھائی ہیں مگر انہوں نے بھی حضرت گنگوہیؒ کو اپنے شیخ کا قائم مقام سمجھتے ہوئے ظاہراً و باطناً استفادہ فرمایا ہے۔

رفعتِ تواضع آپ کی کسرِ نفسی اور تواضع یہاں تک بڑھی ہوئی تھی کہ عام مسلمانوں سے اپنے لئے دُعا کراتے اور یوں فرمایا کرتے تھے کہ لوگوں کے حسنِ ظن کی وجہ سے نجات کی امید ہے "من آنم کہ من دانم"۔ بیسیوں خطوط میں آپ کے یہ الفاظ موجود ہیں کہ "مجھے دعا میں ضرور شامل رکھنا اور خدا کرے کہ تمہارے ظن کے موافق مجھ سے حق تعالیٰ کا معاملہ ہو۔ ایک بار مولانا حکیم محمد حسن صاحب نے اپنے حالِ قلب کی کچھ شکایت کی کہ مجھے کچھ نفع اور اثر محسوس نہیں ہوتا جی چاہتا ہے کہ چھوڑ دوں۔ آپ نے اُن کو تشفی دی اور فرمایا۔ میاں کام کئے جاؤ ہمت نہیں ہارتے، چلتے کام کا چھوڑنا کس نے بتایا ہے تمہیں کچھ ہو رہا ہے۔" انہوں نے عرض کیا کہ حضرت مجھے کیونکر اطمینان ہو جبکہ میں دیکھتا ہوں کہ قلب میں کچھ اثر نہیں اس وقت آپ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور بھرائی ہوئی آواز میں یوں کہا کہ خدا کے بندے تمہیں اپنے بڑے کے کہنے پر بھی اعتماد نہیں! مجھے نہیں دیکھتے کہ عام مسلمانوں کے حسن ظن پر جی رہا ہوں"۔

مکاتب رشیدیہ میں حکیم عبدالعزیز خاں صاحب کے نام ایک مکتوب گرامی میں آپ تحریر فرماتے ہیں "بخدا اپنے علم میں بحلف کہتا ہوں کہ تمہارے واسطے ہر روز تو دعا یقیناً کرتا ہوں مگر پانچ وقت میں شاید کسی وقت ترک ہوتی ہو۔ لیکن آپ کے اس حسن ظن سے سخت پریشان ہوتا ہوں کہ تم کو میرے ساتھ اس قدر عقیدت بے محل ہو گئی جس سے صدہا عالم میں موجود اور بہتر بھی بہت ہیں۔ بندہ کا حال تو اسی سے واضح ہو جائے گا کہ تا ایندم شب و روز آپ کے باب میں دعا کرتا ہوں اور کچھ اجابت کے آثار نہیں۔ جس سے صاف روشن ہے کہ مثل دیگر عوام مؤمنین کے میں بھی ایک ہوں۔ کوئی شخص اپنی تعریف کو بُرا نہیں جانتا۔ میں بار بار اپنا عیب اور حقیقت جو ظاہر کرتا ہوں سو اس سبب سے کہ میرے سبب تم اپنے مقصود سے نہ رہ جاؤ، میری عقیدت تم کو مضر نہ ہو جاوے، ناقص کے ساتھ ہو کر اپنا نقصان ہوتا ہے، دوسرے قیامت کو جب اپنا حال ظاہر ہو گا تو مجھ کو ندامت نہ ہو کہ خلافِ توقع ظاہر ہو جاوے گا۔ الخ

جس قدر لوگ آپ کی خدمت میں محبت و تعظیم اور تواضع و تکریم کرتے اسی قدر حق تعالیٰ کی جناب میں آپ تواضع الحاح زیادہ کرتے اور یوں دُعا مانگتے تھے کہ "یا اللہ! میں جیسا ہوں تو جانتا ہے لیکن میرے ساتھ ان کے حسن ظن کے موافق معاملہ فرمانا"۔ (تذکرۃ الرشید ص ۵۷ ج ۲)

عفو و درگزر مولانا مولوی سراج احمد صاحب نے ایک مرتبہ چاہا کہ مولوی احمد رضا صاحب کی فحش گوئی کا ترکی بہ ترکی جواب دیں ہر چند حسنِ تقریر سے انہوں نے کوشش کی حضرت صراحتاً حکم نہ دیں تو ایماءً ہی فرما دیں مگر حضرت نے فرمایا تو یہ فرمایا "میاں کیا دھرا ہے ان قصوں میں! اُن کی تحریر کا جواب لکھنے سے کوئی نفع نہیں تضییع اوقات

ہے امید نہیں کہ وہ مانیں"۔ ایسی صورتوں میں جب آپ کے خدام کی خواہش جواب لکھنے کی ظاہر ہوئی تو آپ نے ان کو روک دیا اور یوں ارشاد فرمایا کہ "آدمی جس قدر وقت کسی کی بُرائی میں صَرف کرے اتنے وقت اگر اللہ اللہ کرے تو کتنا نفع ہو"۔ (تذکرہ ص ۶۸ ج ۲)

بدگوئی و خرافات نویسی کی جتنی ایذائیں آپ کو مولوی احمد رضا صاحب سے پہنچیں شاید اتنی نہ کسی دوسرے کو مولوی احمد رضا صاحب نے پہنچائی ہوں اور نہ کسی دوسرے سے حضرت امام ربانی کو پہنچی ہوں۔ مگر واللہ العظیم کہ حضرت کی زبان سے عمر بھر میں کبھی ایک کلمہ بھی ایسا سننے میں نہیں آیا جس سے یہ بھی معلوم ہو جائے کہ حضرت ان کو اپنا دشمن سمجھتے ہیں۔ جس زمانہ میں مولوی احمد رضا صاحب کو مرضِ جذام لاحق ہُوا اور خون میں فساد آیا تو بعض لوگوں کو مسرت ہوئی کہ سب و شتم کا ثمرہ دنیا میں ظاہر ہوا مگر جس وقت کسی شخص نے حضرت سے عرض کیا کہ "بریلوی مولوی کوڑھی ہو گئے"۔ تو حضرت گھبرا اُٹھے اور یہ الفاظ فرمائے کہ میاں کسی کی مصیبت پر خوش نہ ہونا چاہیئے خدا جانے اپنی تقدیر میں کیا لکھا ہے"۔

ایک دن آپ ڈاک میں آئے ہوئے خطوط سننے بیٹھے سب سے پہلا خط جو پڑھا گیا بمبئی سے آیا ہُوا کارڈ تھا جس میں لکھا تھا کہ مولوی ہدایت رسول کو ایک منکوحہ عورت سے نکاح کرنے کے جرم میں عدالت سے سزائے قید کا حکم سنایا گیا۔ بعض سامعین کو تو مسرت ہوئی کہ یہ حضرت کے بڑے مخالف تھے مگر آپ کی زبان سے بے ساختہ نکلا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون (ص ۸۲، ۸۳ ج ۲)۔

دریائے معرفت سید طاہر صاحب رئیس مولانگر نے قسم کھا کر فرمایا کہ ایک دن میں اپنے مرشد حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب گنج مراد آبادیؒ کی خدمت میں حاضر تھا بزرگوں کا تذکرہ ہو رہا تھا کہ ایک شخص نے حضرت مولانا رشید احمد صاحب قدس سرہٗ کی حالت دریافت کی مجھے خوب یاد ہے کہ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحبؒ نے فرمایا۔ مولانا رشید احمد صاحب کا کیا حال پوچھتے ہو وہ تو دریا پی گئے اور ڈکار تک نہیں لیا۔ تذکرہ ص ۳۲۱ ج ۲

اتباعِ سنت اور فنائیت کی خاص شان اتباعِ سنت اور اطاعتِ شریعت جو آپ کی طبعی عادت بن گئی تھی اس کا نتیجہ تھا کہ دس برس کے بعد حاضر ہونے والا شخص بھی آپ کو اسی حالت پر دیکھتا جس حال میں دس سال قبل دیکھ چکا تھا۔ اتباع شرع کی محویت اور فنائیت میں اس درجہ استحکام اور استقامت کا یہ بھی نتیجہ تھا کہ آپ کا وجود اور آپ کی نقل و حرکت ہی سنتِ نبوی کے طلب گاروں کے لئے سینکڑوں سوالات کا جواب تھی۔ یہی وہ کبریتِ احمر تھی جس کو دیکھ کر علماء نے گردنیں جھکائیں اور ہزارہا انسانوں کو راہِ ہدایت نصیب ہوئی۔ دیوبند کے جلسہ دستار بندی میں عصر کی نماز کے وقت مخلوق کے اژدحام اور مصافحہ کی کثرت کے باعث عجلت کے باوجود جس وقت آپ جماعت میں شریک ہوئے تو قرأت شروع ہو گئی تھی۔ سلام پھیرنے کے بعد دیکھا گیا کہ آپ کے اداس چہرہ پر اضمحلال برس رہا تھا اور آپ رنج کے ساتھ یہ الفاظ فرما رہے تھے کہ افسوس بائیس برس کے بعد آج تکبیر اولیٰ فوت ہو گئی۔ تذکرہ ص ۱۶ ج ۲

وفات ۱۲ یا ۱۳ جمادی الاوّل ۱۳۲۳ھ کی شب حجرہ مبارک میں نوافل ادا فرما رہے تھے اور حق تعالیٰ سے مناجات میں محویت تھی کہ دو انگلیوں کے درمیان کسی زہریلے جانور نے کاٹا محویت کے سبب وقتی طور پر احساس نہ ہُوا مگر صبح صادق کے بعد دو انگلیوں اور کپڑوں پر خون کی سُرخی دیکھی گئی مصلّی بھی خون سے تر تھا۔ یہی زخم مرضِ وفات کا پیش خیمہ

بن گیا۔ تکلیف بڑھتی رہی اس میں تیز بخار کا حملہ ہُوا۔ اور بالآخر ۸ جمادی الثانیہ ۱۳۲۳ھ مطابق ۱۱ اگست ۱۹۰۵ء کو جمعۃ المبارک کے دن اذان جمعہ کے فوراً بعد دوپہر کے ساڑھے بارہ بجے آپ اپنے پروردگار سے جا ملے۔ عمر مبارک کل اٹھہتر سال سات ماہ تین یوم کی ہوئی۔ پسماندگان میں صاحب زادہ مولانا حکیم مسعود احمد صاحب پوتے سعید احمد بن صاحبزادہ محمود احمد صاحب مرحوم اور صاحب زادی صفیہ خاتون تھے۔ روحانی اولاد کا شمار ناممکن ہے جو آج مشرق و مغرب میں پھیلی ہوئی ہے۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔

ارشادات حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہٗ

فرمایا: ۔ مجاہدات اور ریاضات کے بعد اگر یہ بات حاصل ہو جائے کہ ہم کو کچھ حاصل نہ ہوا تو بس سب کچھ حاصل ہو گیا۔ (بحوالہ معارف گنگوہی ص۸)

فرمایا: ۔ کبھی تحمل سے زیادہ اپنے ذمہ کام نہ لو۔ (معارف گنگوہی ص۲۴)

فرمایا: ۔ کسی سے کسی قسم کی توقع مت رکھو چنانچہ مجھ سے بھی مت رکھو، یہ بات دین و دُنیا کا گُر ہے۔ (معارف ص۲۱)

ایک صاحب کی غلطی پر فرمایا: ۔ کیوں قصہ پھیلایا ہے گناہ ہو گیا ہے تو توبہ کر لو۔ (معارف گنگوہی ص۵۳)

ایک متشدد واعظ کی نسبت فرمایا: ۔ وہ متشدد بہت تھے اس قدر تشدد سے اصلاح نہیں ہوتی۔ ص۵۴

کوئی بلمبے چوڑے چندہ کی فہرست لے کر آتا تو فرماتے: ۔ میاں کیوں لوگوں کے پیچھے پڑے ہو، مسجد یا مدرسہ بنانا ہی ہے تو کچی دیواریں اٹھا کر بنا لو۔ اگر وہ کہتا کہ حضرت کچی دیواریں گر جائیں گی تو فرماتے کہ میاں پکی بھی آخر گریں گی تو جب گر جائیں گی دوسرا بنا دے گا۔ تم قیامت تک کا بندوبست کرنے کی فکر میں کیوں پڑے ہو؟ (ص۶۰)

فرمایا: ۔ ہم کو مدرسہ مقصود نہیں رضائے حق مقصود ہے اور نااہل کو (مدرسہ کا) ممبر بنانا معصیت ہے جو خلافِ رضائے حق ہے اس لئے ہم اپنے اختیار سے ایسا نہیں کریں گے۔ (تذکرۃ الرشید)

فرمایا: ۔ میاں ہم تو حق تعالیٰ کے عطا فرمائے ہوئے ایک کُوزہ پانی کا بھی شکریہ ادا نہیں کر سکتے جو ہزارہا سال کی عبادت کے معاوضہ میں بھی ارزاں ہے چہ جائیکہ ہزارہا انعام اور لکھوکھا احسانات! انسان پہلے پیشگی لی ہوئی تو بیباق کر دے تب ہی آئندہ چڑھاؤ کا استحقاق قائم کرے۔ (تذکرۃ الرشید ص۱۲۶ ج۲)

شیخ الشیوخ حضرت عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا مقولہ سالکین کی تسلی کے لئے نقل فرمایا "گھبراؤ مت استقلال کے ساتھ کام کئے جاؤ ؎

ہر چند کہ دیر است آہو بچنگ شیر است (تذکرۃ الرشید ص۲۷ ج۲)

اپنے استاذ حضرت شاہ عبدالغنیؒ کا مقولہ نقل فرمایا: ۔ "جس قدر اپنے نفس سے دُوری ہے اسی قدر قربِ حق تعالیٰ حاصل ہے۔" (تذکرۃ الرشید ص۲۲ ج۲)

فرمایا کرتے تھے: ۔ مجھ کو حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی سخت تاکید بیعت کرنے کی ہے اس لئے کر لیتا ہوں ورنہ جی اندر سے نہیں چاہتا۔" (تذکرۃ الرشید ص۵۶ ج۱)

تحریر فرمایا:۔ ہائے ہائے دنیا کیا ناپائیدار جا ہے اور ہم کو کس قدر غفلت ہے۔ (صہ ۵۵ ج ۱)

فرمایا:۔ تمام اذکار و اشغال و مراقبات کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ کی حضوری ہر وقت میسّر رہے۔ صہ ۱۲ ج ۲

فرمایا:۔ اللہ کا ذکر کرنا ہی زندگی کا فائدہ ہے باقی تمام نقصان ہی نقصان ہے۔ اگر کسی سے بحضور قلب نہ ہو سکے زبان ہی زبان تک رہے تاہم فائدہ سے خالی نہیں (صہ ۱۴ ج ۲)۔

فرمایا:۔ وہ شخص جو شریعت کا تابع ہو اگرچہ اُس کے قلب میں نور نہ ہو مگر اس شخص سے بہتر ہے جس کے قلب میں نور معلوم ہوتا ہو مگر وہ خلافِ شرع ہو۔" (صہ ۳۲ ج ۲)

فرمایا:۔ آدمی جس قدر قوت کسی کی برائی میں صَرف کرے اتنے وقت اگر اللہ اللہ کرے تو کتنا نفع ہو۔ صہ ۶۸ ج ۲

بارہا فرمایا:۔ جو کچھ حق تعالیٰ توفیق دے کئے جاؤ ہمت نہ ہارو اگر قلب میں اثر نہ ہو نہ سہی آخر زبان سے ہونا کیا تھوڑا نفع ہے جب زبان اللہ کی یاد کے سبب دوزخ سے بچ گئی تو دل بھی بچ جائے گا۔ صہ ۸۱ ج ۲

ایک روز ارشاد فرمایا:۔ کوئی شخص کیسا ہی پرہیزگار کیوں نہ ہو کتنے ہی کشف و کرامات اُس سے ظاہر ہوں لوگوں کے قلوب میں تصرف کر سکتا ہو مگر ہو اس کے دل میں غرور بس سمجھ لو کہ اُسے کچھ نہیں آتا۔

ایک بزرگ کا نام لے کر فرمایا کہ ان کے پاس ایک شخص مدتوں رہا اور پھر شکایت کی کہ قلب کی حالت درست نہیں ہوئی۔ شیخ نے دریافت فرمایا کہ میاں درستی سے تمہارا کیا مقصود ہے؟ اس شخص نے جواب دیا کہ حضرت جو نعمت آپ سے ملے گی وہ آپ سے لے کر دوسروں کو پہنچاؤں گا۔ شیخ نے فرمایا بس اسی نیت کی تو ساری خرابی ہے کہ پہلے سے پیر بننے کی ٹھان رکھی ہے۔ اس بے ہودہ خیال کو جی سے نکال دو اور یوں خیال کرو کہ اللہ تعالیٰ نے جو ہمیں طرح طرح کی نعمتیں دی ہیں ان کا شکر اور بندگی ہم پر فرض ہے۔ پس جو لوگ اس امید پر ذکر و شغل کرتے یا نماز پڑھتے ہیں کہ ہمیں اس کا نفع ملے یہ اُن کی حماقت ہے، ان کی نیت میں فساد ہے۔ کیسا نفع کہاں کا اجر؟ یہ ہستی، یہ جسم، یہ آنکھیں، یہ ناک، یہ کان، یہ زبان، یہ حواس جو حق تعالیٰ نے ہمیں دے رکھے ہیں پہلے ان کے شکریہ سے تو فراغت ہو لے تب دوسرے نفع اور اجر کی توقع رکھے۔

حافظ زاہد حسن صاحب نے اس موقع پر سوال کیا کہ حضرت جیسا کہ آپ نے فرمایا اگر کوئی شخص ہر وقت اللہ کو یاد رکھے تو بس کافی ہے اور کچھ اس کے واسطے ضروری نہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا! بس فرائض اور سننِ موکدہ۔ اس کے بعد یہ بھی فرمایا اللہ کا ذکر کرنا ہی زندگی کا فائدہ ہے باقی تمام نقصان ہے۔ اگر کسی سے حضورِ قلب نہ ہو سکے زبان ہی زبان تک رہے تاہم فائدہ سے خالی نہیں۔ (صہ ۱۴ ج ۲)

تمّت بالخیر

کلماتِ وصیّت

از قطب الارشاد امام گنگوہی قدس سرّہٗ العزیز

حامدًا ومصلیا: یہ وصیّت عام ہے سب دیکھیں اور سنا ویں اور عمل کریں۔

- اپنی اولاد اور زوجہ اور سب دوستوں کو بتاکید وصیت کرتا ہوں کہ اتباعِ سُنّت کو بہت ضروری جان کر شرع کے موافق عمل کریں اور رسومِ دنیا کو سرسری جان کر کرنا نہایت خرابی کی بات ہے۔
- اور لذّت کھانے اور کپڑے کی قید نہایت خرابی ڈالنے والی دین اور دنیا کی ہے اس سے بہت اجتناب کریں۔
- اپنے مقدور سے بڑھ کر کام کرنا مآل کار ذلیل ہونا ہے اس کی رسوائی دین و دُنیا میں اٹھانی ہوتی ہے۔
- بدمزاج و کج خلقی، سخت نامرضی حق تعالیٰ کی ہے، دُنیا میں ایسا آدمی خوار رہتا ہے اور آخرت میں نہایت ذلّت اُٹھاتا ہے۔ نرمی سب کے ساتھ لازم ہے۔
- اور بُرا کام قلیل بھی بُرا ہے اور اطاعت و اچھا کام اگرچہ تھوڑا ہو بہت بڑا رفیق ہے۔
- تکلفات شادی وغمی کے بدعت سے خالی نہیں ہیں اس کو سرسری نہ جانیں۔
- طعن وتشنیع خلق و برادری کے سبب سے اپنے مقدور سے زیادہ کام کرنا یا خلافِ شرع یا بدعت کو کرنا عقل کی بات نہیں۔ دنیا و دین میں اس کا خمیازہ بُرا ہے۔
- اسراف کی مذمّت اور برائی شریعت میں سخت آئی ہے کہ شیطان کا بھائی اس کو قرآن میں فرمایا ہے۔
- اگر میرا انتقال ہو جاوے تو حسب مقدور ثواب پہنچا ویں۔ اندازہ سے زیادہ ہرگز نہ کریں نہ کوئی تکلّف غیر مشروع کریں جو کچھ ہو موافق سُنّت کے ہو۔
- باہم اتفاق سلوک سے رہیں۔

(تذکرۃ الرشید ج ۲ ص ۳۴۱)

خواب گاہِ قطب الارشادؒ

خاتم المحدثین شیخ الاسلام والمسلمین سند الاصفیاء الکاملین حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہٗ کے حضور میں نذرانۂ نفیس

ہے یہ کس کی خوابگہِ حسیں، یہ نفیس کس کا مزار ہے
کہ نفس نفس کو جو ہے سکوں تو نظر نظر کو قرار ہے

یہاں اک نگار ہے خیمہ زن، یہ حریمِ حسنِ نگار ہے
یہاں محوِ جلوۂ سرمدی، وہ ہزار رشکِ بہار ہے

یہ فرودگاہِ رشیدؒ ہے، یہ مقامِ فردِ فرید ہے
یہ مکانِ خلد نشان ہے، یہ مکینِ عرش وقار ہے

جو ابو حنیفہؒ وقت تھا، جو کبھی بخاریؒ عصر تھا
جو جنیدؒ و شبلیؒ دہر تھا، یہ اُسی کی خاکِ مزار ہے

یہ مزار بقعۂ نور ہے، یہ جہانِ عشق کا طور ہے
یہاں آفتابِ جمال ہے، یہ تجلیوں کا دیار ہے

یہاں قدسیوں کا نزول ہے، یہ دلیلِ حسنِ قبول ہے
یہاں سو رہا ہے وہ نازنیں، جو نبیؐ کا عاشقِ زار ہے

جو کلامِ دوست کا نور ہے، تو حدیثِ یار کا فیض ہے
اسی فیض سے، اسی نور سے، یہ مزار قسمتِ زار ہے

یہ جنوں کا محملِ شوق ہے، یہ نظر کی منزلِ شوق ہے
مرا عشق حاصلِ شوق ہے، مرا عشق اس پہ نثار ہے

وہ کہ تھا مجاہدِ شاملی، صفیں جس نے الٹیں فرنگ کی
اُسی صف شکن کی یہ گھات ہے، اُسی شیر کا یہ کچھار ہے

کوئی دیدہ ور ہو تو دیکھ لے، بڑے معرکے کا یہ مرد ہے
یہ جو کہکشاں کی سی گرد ہے، اسی گرد ہی میں سوار ہے

کبھی جام پینے پہ آ گئے، تو سمندروں کو چڑھا گئے
یہ جو آج تک نہیں ہوش میں ہے، مے عشق ہی کا خمار ہے

یہ عنایتیں، یہ نوازشیں، ابھی آپ مجھ سے نہ پوچھیے
مری آنکھ محوِ جمال ہے، مرے سامنے رخِ یار ہے

میں نگاہِ شوق کا کیا کروں، دلِ ناصبور سے کیا کہوں
ابھی حشر میں بڑی دیر ہے، ابھی دور روزِ شمار ہے

کوئی نکتہ چیں ہو، ہوا کرے مگر اے نگاہ کمال ہیں
ذرا کر کے دیکھ مشاہدہ، یہاں نور ہے، وہاں نار ہے

کسی خشک طبع سے کیا غرض، کسی تنگ ظرف سے کام کیا
مری اہلِ دل سے ہے دوستی، مجھے اہلِ درد سے پیار ہے

یہی میرا ناز و نیاز ہے کہ اسیرِ زلفِ رشیدؒ ہوں
اسی سلسلے کا مرید ہوں، مرا اس پہ دار و مدار ہے

میں فدائے عشقِ رسولؐ ہوں، میں نبیؐ کے پاؤں کی دھول ہوں
مرا دل خدا کے حضور میں، بہ نیاز سجدہ گزار ہے

سہارنپور ۲۹ ذیقعدہ ۱۳۹۰ھ
۲۶ جنوری ۱۹۷۱ء

حضرت گنگوہیؒ کی شانِ تفقّہ اور فتاویٰ رشیدیہ

از

مفتیٔ اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہٗ

قطبِ عالم[1] حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہٗ تاسیس دار العلوم کے وقت سے دار العلوم کے رکن شوریٰ اور ارکان و بانیانِ دار العلوم کے ساتھ مدرسہ کی صلاح و فلاح میں ہمیشہ سے ساعی تھے ۱۲۹۷ھ میں حضرت قاسم العلوم والخیرات (حضرت نانوتویؒ) کی وفات کے بعد سب اہلِ مدرسہ کی نظر حضرت ممدوح پر پڑی اور آپ ہی کو مدرسہ کا سرپرست قرار دیا گیا۔

حضرت گنگوہی قدس سرہٗ کے یہاں فتاویٰ کی کثرت تھی اور یہیں سے دار العلوم کے فتاویٰ کا ابتدائی دور شروع ہوتا ہے اور فقہ و فتویٰ کے باب میں اس دور کی پوری جماعت میں سے حق تعالیٰ نے حضرت گنگوہی قدس سرہٗ کو چن لیا تھا۔ اس زمانہ کے تمام علماء و مشائخ فتوے کے باب میں حضرت گنگوہی قدس سرہٗ کے فتاوے پر اعتماد کرتے تھے۔ احقر نے سیدی حضرت حکیم الامت قدس سرہٗ سے خود سُنا ہے کہ حضرت نانوتوی قدس سرہٗ حضرت گنگوہیؒ کو ابو حنیفہ عصر فرمایا کرتے تھے۔ (بلفظہ او کما قال) اور سیدی حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہٗ کا اعتقاد و عمل بھی حضرت گنگوہی کے فتاویٰ کے ساتھ اسی طرز کا تھا۔

اور میرے استاذِ محترم شیخ مشائخ العصر حضرت العلامہ مولانا سید محمد انور شاہ صاحب کشمیری سابق صدر مدرس دار العلوم دیوبند فرمایا کرتے تھے کہ اب سے ایک صدی پہلے تک اس شان کا فقیہ النفس علماء کی جماعت میں نظر نہیں آتا۔ حضرت شاہ صاحب کی زبان سے فقیہ النفس کا لفظ متاخرین میں سے یا تو صاحب بحر الرائق کی نسبت سُنا ہے اور یا حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت۔ یہاں تک کہ علامہ ابن عابدینؒ شامی کے تبحر علمی کا اعتراف کرنے کے باوجود اُن کو فقیہ النفس نہ فرماتے تھے۔

الغرض دار العلوم کے فتاویٰ کا ابتدائی دور فتاویٰ رشیدیہ سے شروع ہوتا ہے۔ لیکن نہایت حسرت کا مقام ہے کہ حضرت ممدوح کے فتاویٰ کی نقول محفوظ رکھنے کا شروع میں تو کوئی انتظام ہی نہ تھا پھر کچھ مختصر اور ناتمام سا انتظام ہوا بھی مگر اُن کے ضبط و اشاعت یا حضرت ممدوح کی نظر ثانی کا کوئی موقع نہیں آیا۔ ان کی اشاعت

---

[1] یہ مضمون حضرت اقدس مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہٗ کا مستقل مضمون نہیں ہے بلکہ امداد المفتیین (فتاویٰ دار العلوم دیوبند جلد دوم) کے مقدمہ سے لیا گیا ہے جس میں فتاویٰ دار العلوم دیوبند کی مختصر تاریخ بیان کی گئی ہے۔ (ناشر)

حضرت کی وفات کے بعد مختلف اطراف میں گئے ہوئے خطوط کو جمع کر کے کی گئی اور اُن میں ایک اختلاط یہ بھی پیش آگیا کہ ۱۳۱۴ھ میں حضرت گنگوہی قدس سرہٗ کی ظاہری بینائی نزولِ ماء سے جاتی رہی تھی۔ (تذکرہ ص۱۰۱ ج۱) خود لکھنے پڑھنے سے معذور ہو گئے تھے اُس وقت اکثر خطوط اور فتاویٰ کا جواب حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرمایا کرتے تھے جن میں کبھی تو حضرت بطور املاء کے الفاظ لکھواتے تھے اور کبھی مضمون بتلا دیا کہ یہ لکھ دیں۔ اس لئے جو استناد و اعتماد کا درجہ حضرت ممدوح کے فتاویٰ کو ہونا چاہیئے تھا اُس میں ایک حد تک کمی رہ گئی۔

فتاویٰ رشیدیہ کے نام سے جو تین حصے شائع ہوئے ہیں اُن میں بعض مسائل ایسے بھی ہیں جن کے متعلق حضرت گنگوہی قدس سرہٗ کے مخصوص تلامذہ و مریدین اور خلفاء حضرت ممدوح کا فتویٰ شائع شدہ فتویٰ کے خلاف نقل کرتے ہیں۔ یہ ممکن ہے کہ اُن میں ابتداءً حضرت گنگوہیؒ کا وہی فتویٰ ہو جو شائع ہُوا لیکن آخر تک حاضرِ خدمت رہنے والے اکابر علماء نے جو نقل کیا وہ ہی آخری فتویٰ اور راجح قول شمار ہو گا۔ مثلاً ربوا فی دارالحرب کے متعلق فتاویٰ رشیدیہ میں امام اعظم ابوحنیفہؒ کے قول مشہور کے موافق دارالحرب میں کفار سے سود لینے کو ناجائز لکھا ہے مگر حضرت گنگوہی قدس سرہٗ کے متعدد خلفاء اور حضرت حکیم الامت قدس سرہٗ سے بارہا یہ سُنا کہ حضرت گنگوہی کا فتوےٰ اس باب میں صاحبین اور جمہور کے موافق تھا اور اسی وجہ سے حضرت ممدوح نے حضرت حکیم الامت کے رسالہ تحذیر الاخوان پر دستخط نہیں فرمائے کہ اس کے مضمون سے حضرت کو اختلاف تھا۔ اسی طرح سماعِ موتیٰ کے سلسلہ میں جو مضمون فتاویٰ رشیدیہ میں طبع ہُوا ہے استاذی وسیدی حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب سابق مفتی دارالعلوم حضرت گنگوہیؒ کا فتویٰ اس کے خلاف نقل فرماتے تھے۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔ خلاصہ یہ ہے کہ دارالعلوم کے ابتدائی دَور میں اصل مدار فتاویٰ حضرت گنگوہی قدس سرہٗ تھے۔

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند مطبوعہ کراچی جلد دوم ص۸۵/۸۶ امداد المفتین)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

فتاویٰ رشیدیہ ہر سہ حصص کامل مبوب

مضامین	صفحہ
کتاب الایمان والکفر	
اللہ تعالےٰ کے سوا اور کسی کی نذر ماننا	۵۲
جھوٹ کہہ کر اللہ تعالیٰ کو گواہ بنانا	۵۲
اللہ تعالیٰ کے نام کے سوا کسی نام کا وظیفہ	۵۳
غیر اللہ کی نداء کب شرک ہوگی۔	۵۴
غیر اللہ سے پناہ مانگنا	۵۵
موہم شرک اشعار	۵۶
تصدیق قلبی کے باوجود شرک کرنا بغیر مجبور کرنے کے۔	۵۶
مشرکانہ حکایات پر اعتقاد	۵۷
تعویذ میں موہم شرک الفاظ کا لکھنا	۶۲
شرک فی التسمیہ کا گناہ	۶۲
یزید کو کافر کہنا	۶۳
مولانا اسمٰعیل شہید کو کافر کہنا	۶۳
اشیاء کو مؤثر بالذات ماننا	۶۳
عمداً کلمہ کفر بولنا	۶۵
روافض کا کفر	۶۷
علماءِ حق کی اہانت کرنا	۶۸
قرآن شریف کو نظم کرنا	۶۸
زندوں کا مُردوں سے مانگنا	۶۸
اہل قبور سے مدد مانگنا	۷۰
انبیاء کے علم غیب کا قائل	۷۱

مضامین	صفحہ
یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پکارنا	۷۲
رسول اللہ کو صنم وغیرہ کہنا	۷۳
یارسول اللہ کا وظیفہ	۷۴
علمِ غیب کا قائل ہونا	۷۴
سجدۂ قبور وغیرہ	۷۴
تعزیہ پرستی	۷۵
بزرگوں کے خلافِ شرع کام	۷۵
یا شیخ عبدالقادر جیلانی کا وظیفہ	۷۶
وظیفہ یا خواجہ سلیمان	۷۷
طوافِ قبر	۷۷
قبر پر جانا اور اس کو بوسہ دینا	۷۸
نبی بخش وغیرہ نام رکھنا	۷۸
کتب فقہ وحدیث کا انکار کرنا	۷۸
ہنود یا انگریزوں کا لباس پہننا	۷۸
بیوہ کا نکاحِ ثانی عیب سمجھنا	۷۹
پردہ کی تنبیہ نہ کرنے والا مرد	۸۱
رنڈی کا ناچ ولہو ولعب	۸۱
یزید پر لعنت کرنا	۸۳
شاہ اسمٰعیل شہید کے متعلق رائے	۸۴
شاہ اسمٰعیل شہید کے مختصر حالات	۸۰
شاہ اسمٰعیل شہید کے فتوے پر رائے	۸۰
کتاب تقویۃ الایمان کے متعلق رائے	۸۸

www.ahlehaq.org

مضامین	صفحہ
تقویۃ الایمان کے بعض جملوں کی تشریح	۸۹
تقویۃ الایمان کے مسائل	۸۹
تذکیر الاخوان کی عبارت کی تشریح	۹۰
مراقبہ کا حکم	۹۱
رسول ؐ کے علمِ غیب کا معتقد	۹۱
ملفوظات	۹۲
وظیفہ "یا شیخ عبدالقادر" اور طلباء کا وظائف کا پڑھنا، پانی کا بہت پینا اور ماش کی دال اور غلیظ اشیاء کا کھانا ذہن کی تیزی کا وظیفہ۔	۹۲
شیئاً للہ کا پڑھنا	۹۲
حسبنا اللہ ونعم الوکیل کا پڑھنا، وہ استعانت جو کفر ہے اس کی تصریح	۹۴
استحلال معصیت کی صراحت، عورت کا زینت کے ساتھ نکلنا	۹۵
عیدین کے درمیان نکاح کرنا	۹۵
——(کتاب العقائد)——	
اللہ تعالیٰ کی طرف جھوٹ کی نسبت	۹۶
اللہ تعالیٰ کی طرف بالفعل جھوٹ کی نسبت	۹۷
خلاصہ تصحیح علماء مکہ مکرمہ زاد اللہ شرفہ، نقل خط حضرت	۹۸
سیدنا حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکہ مکرمہ زاد اللہ شرفہ	۹۸
در مسئلہ امکان کذب برفع شبہات مولوی نذیر احمد خان صاحب رامپوری	۹۸
علم غیب الٰہی	۹۹
دیدارِ الٰہی	۱۰۰
لوجہ اللہ صدقہ کا اظہار	۱۰۱
دعا کرتے وقت بحق فلاں کہنا	۱۰۱
کفار کے حقوق	۱۰۱
بشریت رسول ؐ کا مطلب	۱۰۱
انبیاء کا علم غیب	۱۰۲
نبی کو پکارنا	۱۰۳

مضامین	صفحہ
تشہد میں صیغہ خطاب کی تبدیلی	۱۰۳
بلا عقیدۂ غیب نبی کو پکارنا	۱۰۴
رسول ؐ اللہ کا علمِ غیب	۱۰۴
رحمۃ للعالمین	۱۰۴
شفاعت کبریٰ	۱۰۴
حضور ؐ کے والدین کا اسلام	۱۰۴
مزاراتِ اولیاء سے فیض	۱۰۵
اولیاء کی کرامات	۱۰۵
اولیاء و شہداء کے عذابِ قبر کا مسئلہ	۱۰۵
بڑے پیر کی کرامات	۱۰۶
بڑے پیر صاحب کا حضور ؐ کو کندھا دینا	۱۰۷
منصور حلاج	۱۰۷
منصور کون تھے؟	۱۰۷
ہر صدی کا مجدد	۱۰۸
مُردوں کا سُننا۔	۱۰۸
صحابۂ رسول ؐ کی بے ادبی	۱۰۸
ازواجِ مطہرات ؓ اور عام عورتوں میں فرق	۱۰۸
کرم اللہ وجہہ کہنے کی وجہ	۱۰۹
روحانی زندگی	۱۰۹
وہابیوں کے عقائد	۱۰۹
فرعون کا جھوٹ	۱۰۹
خلوصِ دل سے توبہ کرنا	۱۰۹
بیوہ عورت کا نکاح نہ کر کے عبادت کرنا	۱۰۹
اہلِ قبور سے دُعا کرنا	۱۱۰
شرافتِ نسبی	۱۱۰
حضور ؐ کا جسم مبارک مٹی میں ملنے کا مطلب	۱۱۰

مضامین	صفحہ
جنّات کا تکلیف دینا	۱۱۱
ملفوظ	۱۱۱
امکان کذب کا مطلب	۱۱۱
(کتاب البدعات)	
مجلسِ میلاد کی ابتداء	۱۱۲
مروجہ مجلسِ میلاد	۱۱۳
مجلسِ مولود وعرس جس میں خلافِ شرع امور نہ ہوں	۱۱۳
بدوں تجدید نعمتِ حقیقی کے سرور وفرحت کا اعادہ	۱۱۳
مکہ معظمہ میں مجلسِ میلاد	۱۱۴
مجلس میلاد	۱۱۴
مجلسِ میلاد کو جائز جاننا	۱۱۵
رسالہ مأتہ مسائل سے میلاد شریف کی اباحت	۱۱۵
مجلسِ میلاد میں حضورؐ کا تشریف لانا	۱۱۵
مجلسِ میلاد کا حکم (فتاویٰ میلاد شریف)	۱۱۶
بدوں قیام کے مجلسِ میلاد کا انعقاد	۱۲۵
مجالس میلاد وعرس، سوم وچہلم	۱۲۵
مجلسِ میلاد کا نہ کرنا	۱۲۵
محفلِ میلاد جس میں صحیح روایات پڑھی جائیں	۱۲۶
فتویٰ مولوی احمد رضا خاں صاحب در باب میلاد شریف	۱۲۶
عرس میں شرکت	۱۲۸
ہر سال عرس کرنا	۱۲۸
عرس کا حکم	۱۲۸
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ثواب پہنچانے کا کھانا کھلانا	۱۳۰
کونڈا کھچڑا صحنک گیارہویں توشہ سہ منی کا حکم	۱۳۰
خواجہ خضر کے دلئے کا حکم	۱۳۱
دس محرم کی مجلسِ شہادت	۱۳۱
پیران پیر کی گیارہویں	۱۳۱

مضامین	صفحہ
ایامِ محرم میں کتبِ شہادت کا پڑھنا	۱۳۲
محرم میں سبیل لگانا دودھ کا شربت پلانا	۱۳۲
توشہ شاہ عبدالحق کو توشہ حق کہنا	۱۳۲
نذر اللہ کا نام توشہ حق رکھنا	۱۳۲
اہلِ قبور سے استعانت	۱۳۲
قبروں کو پختہ بنوانا	۱۳۴
قبروں کو پختہ بنانا اور اس پر قبہ بنوانا	۱۳۴
قبر کا طواف کرنا	۱۳۵
قبر کو بوسہ دینا	۱۳۵
قبر پر دفن کے بعد اذان دینا	۱۳۶
بدعت کی اقسام	۱۳۷
اقسام بدعت غیر مقبولہ	۱۳۷
شرکت مجالس بدعت	۱۳۷
مساجد ومدارس کی موجودہ صورت وطرزِ تعلیم	۱۳۸
عیدین میں خطبہ سے پہلے دعا مانگنا	۱۳۸
معانقہ خصوصاً عیدین میں	۱۳۸
معانقہ کرنا خصوصاً عیدین میں	۱۳۸
الوداع کا خطبہ پڑھنا	۱۳۸
خطبۃ الوداع	۱۳۹
رسالہ ہفت مسئلہ	۱۳۹
مرنے کے بعد اسقاط کا حکم	۱۴۰
کتاب آذر جندی سے فاتحہ کا حکم	۱۴۰
فاتحہ کا طریقہ	۱۴۱
ہدیۃ الحرمین سے فاتحہ کا ثبوت	۱۴۲
تیجہ میں قرآن شریف کا پڑھنا	۱۴۲
فاتحہ کا موجودہ طریقہ	۱۴۲
کھانے یا شیرینی پر فاتحہ	۱۴۲

www.ahlehaq.org

مضامین	صفحہ
تیجہ کا حکم	۱۴۳
سوم وغیرہ کرنا	۱۴۳
بلاتعین یوم تصدق موتیٰ کے لئے مساکین کو کھانا کھلانا	۱۴۴
بلاتعین یوم وذکر تیجہ	۱۴۴
جواز تیجہ کے وجوہ پر بحث	۱۴۵
ایصالِ ثواب کی قیود	۱۴۵
کھانا سامنے رکھ کر پنج آیت پڑھنا	۱۴۵
مرنے کے بعد کھانا پکانا	۱۴۶
ایصالِ ثواب میں دن اور کھانے کی خصوصیت	۱۴۷
میت کے دفن کے بعد مکان پر فاتحہ	۱۴۷
برادری کا میت کے گھر جاکر رسوم ادا کرنا	۱۴۷
بلاقیود ورسوم ایصال ثواب کرنا	۱۴۷
اہل میّت کو کھانا کھلانا	۱۴۸
مرنے کے بعد چالیس دن تک روٹی دینا	۱۴۸
بلاچندہ کے حافظ کا خود مٹھائی تقسیم کرنا	۱۴۸
ختم قرآن کے لئے چندہ کرکے شیرینی منگوانا	۱۴۸
رجبی کا حکم	۱۴۸
درود تاج کا حکم	۱۴۹
شادی اور ختنہ کی روٹی	۱۴۹
صفر کے آخری چہارشنبہ کا حکم	۱۴۹
میت کے لئے پچھتر ہزار بار کلمہ پڑھنا	۱۵۰
صلوٰۃ غوثیہ کا حکم	۱۵۰
صلوٰۃ غوثیہ وہول ومعکوس	۱۵۰
صلوٰۃ الرغائب وغیرہ کا حکم	۱۵۰
۱۱ ربیع کو نذر اللہ کرکے غرباء امراد کو کھانا کھلانا	۱۵۰
تین برس کے بچہ کی فاتحہ	۱۵۱
تیجہ کن کی رسم ہے	۱۵۱

مضامین	صفحہ
بروز ختم مسجد میں روشنی	۱۵۲
پیر یا استاد کی برسی کرنا	۱۵۲
مصیبت کے وقت بخاری شریف کا ختم	۱۵۲
مرنے کے بعد چالیس شب تہلیل کرنا	۱۵۲
ملفوظات	۱۵۲
مجلس مولود، اس میں قیام، حضورؐ کو مجلس میں حاضر جاننا، بوقت	۱۵۲
ملاقات علماء صلحاؑ کے ہاتھ چومنا، قبور اولیاء اللہ سے دعا چاہنے کے مسائل	۱۵۲
طاعون وبا وغیرہ امراض کے شیوع کے وقت دعا یا اذان	۱۵۲
نقل مکتوب مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ درباره مجلس میلاد	۱۵۲
نقل خط حضرت سید نا حاجی امداد اللہ صاحبؒ مہاجر مکہ مکرمہ زاد اللہ شرفہا	۱۵۲
درمسئلہ مجلس میلاد فاتحہ برفع شبہات مولوی نذیر احمد خاں صاحب رامپوری	۱۵۳
طواف قبور اولیاء اللہ	۱۵۳
توشہ مُردہ کے ساتھ لے جانا	۱۵۴
بزرگان اہلسنت کے قدم کو بوسہ دینا اور یا مرشد اللہ کہنا	۱۵۴
آخری چہارشنبہ کی اصل	۱۵۴
(کتاب التفسیر والحدیث)	
ایمان میں کمی وزیادتی کا مطلب	۱۵۵
قرآن کو غنا سے پڑھنا	۱۵۷
غرائب قرآن کا مطلب	۱۵۷
سورۂ اخلاص وسورۂ یٰسین کے ثواب کا مطلب	۱۵۸
سورۂ توبہ کے شروع میں بسم اللہ نہ ہونے کا سبب	۱۵۹
مجدد کا مطلب	۱۵۹
حدیث صحابی کالنجوم کی صحت	۱۶۰
بہتر فرقہ کی بحث	۱۶۰
امام زمانہ کی معرفت	۱۶۰
کتے کے ہونے پر فرشتہ کا مکان میں داخل نہ ہونا	۱۶۱
احادیث اول ما خلق اللہ نوری ولولاک لما خلقت الافلاک	۱۶۱

مضامین	صفحہ
استغفار کا مطلب	۱۶۱
حضورؐ کی رضامندی کا مطلب	۱۶۲
شہد اور کلونجی کا حکم	۱۶۲
حالاتِ قیامت پر بحث	۱۶۲
رجال کی بحث	۱۶۳
صلوٰۃ العاشقین	۱۶۷
سایہ مبارک رسول اللہؐ	۱۶۷
عمارت میں خرچ کرنے کا مطلب	۱۶۷
معجزہ قدم شریف	۱۶۷
حضرت مرزا جان جاناںؒ کا مسلک	۱۶۸
معجزہ کی حقیقت	۱۶۸
پان کھانا	۱۷۰
عمارت کو بلند نہ بنانے کا مطلب	۱۷۰
صدقہ کے کھانے سے دل پر اثر	۱۷۱
غرامت مال کا مطلب	۱۷۱
تین دن سے کم میں قرآن مجید ختم کرنا	۱۷۲
ملفوظات	۱۷۲
بسم اللہ کو جہر سے تراویح میں پڑھنا	۱۷۲
لاصلوٰۃ الا بحضور القلب کا مطلب	۱۷۲
(کتاب العلم)	
جو عالم بہ نیت وعظ میلہ میں جائے	۱۷۳
والدین کی اجازت کے بغیر طلب علم کے لئے سفر کرنا	۱۷۳
تقویٰ اور فتویٰ کا فرق	۱۷۳
عبادت کا مطلب	۱۷۳
تقرب کا مطلب	۱۷۴
نماز میں حضور قلب رکھنے کا مطلب اور اس کا حکم	۱۷۴
قاضی جس جگہ نہ ہو وہاں حکم کے فیصلہ کا حکم	۱۷۴

مضامین	صفحہ
مناظرہ کرنے کی کس کو اجازت ہے	۱۷۴
ایسے معاملات کا حکم جس میں جواز و عدم جواز کا احتمال ہو	۱۷۵
بضرورت ایسے قول پر عمل کرنے کا حکم جو غیر مفتی بہ ہو	۱۷۵
عالم بے عمل کی تعریف	۱۷۵
جہلاء سے بحث و مباحثہ کر نیکی غرض سے علم حاصل کرنا	۱۷۵
نفس پرور عالم اور بدعتی صوفی میں کون افضل ہے	۱۷۶
تن پروری و کامرانی کرنے والا عالم	۱۷۶
ملفوظات	۱۷۶
جہلاؔ سے نہ اُلجھنا	۱۷۶
حافظؔ قرآن باترجمہ و مع ترجمہ میں فرق	۱۷۶
قرآن بھولنے کا گناہ	۱۷۶
خرق عادت	۱۷۷
(کتاب الأخلاق والتصوف)	
طریقت اور شریعت کا فرق	۱۸۹
شریعت اور طریقت کا فرق	۱۹۱
پیر استاد و مرشد کا تصور	۱۹۱
شجرۂ خاندان صبح و شام پڑھنا	۱۹۱
شیخ کے تصور کا حکم	۱۹۱
شیخ یا استاد یا والدین کے تصور کا حکم	۱۹۲
بدعتی صوفی کی بیعت	۱۹۲
فاسق کے ہاتھ پر بیعت کرنا	۱۹۲
عورت کا بیعت لینا	۱۹۲
عمل کا چھپانا	۱۹۳
ذکر اور طول قرأت	۱۹۳
شیخ کے تصور کا حکم	۱۹۳
استغفار زبانی	۱۹۴
صوفیاء کرام کے اشغال	۱۹۴

www.ahlehaq.org

مضامین	صفحہ
صوفیاء کے مجاہدات	۱۹۴
استغفار کی حقیقت	۱۹۶
قبروں پر شرح صدر کی اصلیت	۱۹۶
بیعت کی حقیقت	۱۹۶
اس قول کا مطلب کہ پیرانِ پیر کا قدم سب پیروں کی گردن پر ہے	۱۹۷
اس قول کا مطلب کہ العلم حجاب الاکبر	۱۹۷
امیر خسرو کے شعر کا مطلب	۱۹۸
فنا فی الشیخ والرسول کا مطلب	۱۹۸
بندہ کے بندہ ہونے کا مطلب	۱۹۸
مرید ہونا ضروری ہے یا مستحب	۱۹۸
عورتوں کا رسمی بیعت لینا	۱۹۸
صوفی کے لئے زیادتی علم کی ضرورت	۱۹۹
کسی سے حسنِ ظن کا فائدہ	۱۹۹
حال کی تفصیل	۱۹۹
وجد و تواجد کا مسئلہ	۱۹۹
نماز میں وسوسہ	۲۰۰
وسوسہ پر مواخذہ	۲۰۰
کتاب سے دیکھ کر ذکر مقرر کرنا	۲۰۰
صبر و شکر	۲۰۰
اولیاء اللہ کا بچشم ظاہری دیدارِ الٰہی کرنا	۲۰۱
اپنے یا کسی کے شیخ پر اعتراض	۲۰۱
کشف کمال ہے یا نہیں	۲۰۲
کلمہ کو خلاف طریقہ صوفیہ پڑھنا	۲۰۲
پاس انفاس	۲۰۲
ملفوظات	۲۰۲
بذریعہ خط بیعت کا جواز	۲۰۲
بذریعہ خط اپنے مرشد کی طرف سے بیعت لینا	۲۰۲

مضامین	صفحہ
خاندان حضرت شاہ ولی اللہ کے عقائد تقویۃ الایمان سے	۲۰۳
بدعتی پیر کی بیعت فسخ کرنا	
(تقلید اور اجتہاد کے مسائل)	
مطلق تقلید کا ثبوت	۲۰۴
اجماع اور قیاس کا حجت ہونا	۲۰۵
تقلید شخصی	۲۰۵
تقلید شخصی کا وجوب	۲۰۷
تقلید شخصی کا ثبوت	۲۰۷
تقلید شخصی کس پر ضروری نہیں	۲۰۷
غیر مقلدوں کی برائی	۲۰۷
ائمہ پر طعن	۲۰۸
غیر مسلک والوں کو برا نہ کہنا	۲۰۸
اہلحدیث کو برا نہ کہنا	۲۰۸
وصیت شاہ ولی اللہ صاحبؒ	۲۰۸
جماعت میں غیر مقلدوں کی شرکت	۲۰۹
شاہ اسمٰعیل شہید کا مسلک	۲۰۹
ملفوظات	۲۰۹
عند الضرورت مذہب شافعی پر عمل کرنا	۲۰۹
اصلیت تقلید شخصی	۲۱۰
محرم سے نکاح پر امام صاحب کا مسلک	۲۱۲
اگر کوئی شخص کسی عورت پر دعویٰ کرے کہ وہ اس کی بیوی ہے اس میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک	۲۱۳
دہ دردہ کی تحدید پر امام صاحبؒ کا مسلک	۲۱۵
ایمان کی زیادتی و کمی کے متعلق امام صاحبؒ کا مسلک	۲۱۵
ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کے لئے امام صاحبؒ کی دلیل	۲۱۶
تکبیرات کے لئے نماز میں رفع یدین	۲۱۶
نماز میں آمین خفیہ کہنے میں امام صاحبؒ کے دلائل	۲۱۶

www.ahlehaq.org

مضامین	صفحہ
نماز کے اوقات کے لئے امام صاحبؒ کی دلیل	۲۱۷
(ذکر و دُعا آداب قرآن و تعویذ کے مسائل)	
ذکر جہری	۲۱۸
ذکر جہری کی حقیقت	۲۱۸
ذکر جہری کا ثبوت	۲۱۸
ذکر جہری	۲۱۸
ذکر جہری	۲۱۹
ذکر جہری میں ضرب کا طریقہ	۲۱۹
ذکر کے وقت تصور	۲۱۹
ذکر جہری افضل ہے یا خفی	۲۱۹
حیض و نفاس کی حالت میں ذکر کرنا	۲۲۰
بغیر وضو کے ذکر کرنے کا مسئلہ	۲۲۰
جن درودوں کا ذکر احادیث میں نہیں آیا ہے	۲۲۰
تراویح میں قرآن مجید کا اجرت پر سُننا	۲۲۰
قرآن کے اوراق کی تعظیم کا طریقہ	۲۲۰
قرآن کو تعویذ بنانا	۲۲۱
قرآن مجید کے گرانے کا صدقہ	۲۲۱
بغیر وضو کے کلام اللہ کو چھُونا	۲۲۱
حالت جنابت میں قرآن مجید کا چھونا	۲۲۱
قرآن مجید کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونا	۲۲۱
چور معلوم کرنے کے لئے سورہ یٰسین شریف پڑھ کر لوٹا پھرانا	۲۲۱
نماز فجر کے بعد تلاوت و ذکر کرنا	۲۲۲
وضو کی دعائیں	۲۲۲
ہیضہ کے لئے دعاء	۲۲۲
عہد نامہ کا پڑھنا	۲۲۲
ادائے قرض کی دعا	۲۲۲
دعا کے بعد منہ پر ہاتھ پھیرنا	۲۲۳
فرض نماز کے بعد دُعا بلند آواز سے پڑھنا	۲۲۳
ملفوظات	
خط کے ذریعہ بیعت	۲۲۳
تعویذ مرسل پیر	۲۲۳
یا باسط یا مغنی دعا ضرب الجہر کے اوقات	۲۲۳
(حقوق کے مسائل)	
حقوق العباد میں روزہ دلایا جائے گا یا نہیں کس قدر مقبول نمازیں کتنے قرضہ میں دلائی جائیں گی -	۲۲۴
والدین کے حکم پر بیوی کو طلاق دینا	۲۲۴
والدین کے خلافِ شرع احکام	۲۲۴
والدین اور مُرشد میں اگر اختلاف ہو جائے	۲۲۴
خفیہ نکاح کرنے کے بعد بیوی سے احکامِ شرع کی تعمیل کرانا	۲۲۴
زنا حقوق اللہ میں ہے کہ حقوق العباد میں	۲۲۵
مہر بخشوانے کا طریقہ	۲۲۵
محلہ کی مسجد کی بجائے جامع مسجد کو جانا	۲۲۵
والدین کے احکام کی تعمیل کے حدود	۲۲۵
ہمسایہ کے حقوق عمارت کیا کیا ہیں	۲۲۵
میت کے حقوق کی ادائیگی	۲۲۶
بزرگانِ دین سے حق تلفی کا مواخذہ	۲۲۶
دستوری کے احکام	۲۲۷
ملفوظ	۲۲۷
نمازی کے نیچے سے بوریا کھینچنا	۲۲۷
(آداب اور معاشرت کے احکام)	
کھانے کے پہلے اور بعد میں ہاتھ کا دھونا	۲۲۸
سونے کے بعد اُٹھ کر ہاتھ دھونا	۲۲۸
سونے کے بعد اُٹھ کر ہاتھوں کا دھونا	۲۲۸
بغیر طب پڑھنے کے اپنا اور دوسروں کا علاج	۲۲۸

www.ahlehaq.org

مضامین	صفحہ
بغیر سند کے علاج کرنا	۲۲۸
طبیب کی صفات	۲۲۸
بدعتیوں اور مشرکوں سے تعلقات رکھنا	۲۲۸
بدعتی نمازیوں کی امام کی خاطر تواضع کرنا	۲۲۹
احسان کرکے ظاہر کرنا	۲۲۹
زوجہ کو کب تک نماز کی نصیحت کرے	۲۲۹
ملفوظات	۲۲۹
اندیشہ ضعف ہو تو غذا تر و قوی رکھنا	۲۲۹
سنت و فرض فجر کے درمیان تھوڑی دیر سو جانا	۲۲۹
(جنازے اور میت اور قبروں کے مسائل کا بیان)	۲۳۰
مُردوں کو ثواب کس طرح پہنچتا ہے	۲۳۰
ثواب میت کو کس طرح پہنچے گا	۲۳۰
ثواب پہنچنے کا طریقہ	۲۳۰
ایک قرآن مجید کا ثواب کئی کو کس طرح پہنچے گا	۲۳۰
طعام المیت یمیت القلب کا صحیح مطلب و منشاء	۲۳۱
غنی کو کھلانے کا ثواب مردہ کو	۲۳۱
قبرستان میں قرآن شریف کس طرح پڑھے	۲۳۱
قبر پر مُردے کو ثواب پہنچانے کے لئے ہاتھ اُٹھانا	۲۳۱
قبر پر قرآن شریف پڑھنا	۲۳۱
مٹی ہوئی قبروں پر قرآن مجید پڑھنا	۲۳۲
قبر پر قرآن مجید پڑھوانا	۲۳۲
قبروں پر قرآن مجید پڑھنا	۲۳۲
قبر پر خوشبو لگانا، پھول رکھنا، روشنی کرنا	۲۳۲
میت کے لئے کلام اللہ پڑھنے کی اجرت	۲۳۲
دفن کے بعد فاتحہ پڑھنا	۲۳۳
مسئلہ تلقین میت	۲۳۳
مومنین کی روحوں کا شب جمعہ کو اپنے گھر آنا	۲۳۳

مضامین	صفحہ
مردہ کی روح کا شب جمعہ گھر آنا	۲۳۴
شب جمعہ مُردوں کی روحوں کا اپنے مکانوں میں آنا	۲۳۴
رافضی تبرائی کے جنازہ کی نماز	۲۳۴
بدعتیوں کے جنازہ کی نماز	۲۳۴
مردہ کو زمین میں امانت رکھنا	۲۳۴
مرے ہوئے بچے کے پیدا ہونے پر نام رکھنا	۲۳۴
عورت کے انتقال کے بعد اُسکے شوہر کا اسکے جنازہ کو ہاتھ لگانا	۲۳۴
موت کے بعد میاں بیوی کا ایک دوسرے کا منہ دیکھنا	۲۳۵
قبل دفن قبر میں مُردہ کا دیکھنا	۲۳۵
جنازے کے لئے جاء نماز نکالنا	۲۳۵
کفن میں سے جاء نماز بنانا	۲۳۶
میت کو قبر میں کیسے لٹایا جائے	۲۳۶
قبر میں دفن کرتے وقت بیری کی لکڑی رکھنا	۲۴۰
ولی کی اجازت کے بغیر جنازہ سے جانا	۲۴۱
ملفوظات	۲۴۱
شیعہ کی تجہیز و تکفین سُنی کیسے کریں	۲۴۱
زمین غیر وقف میں میت کے استخواں بوسیدہ ہو کر مٹی ہو جاویں تو اس پر زراعت و بناء کا حکم۔	۲۴۱
(مسائل منثورہ یعنی متفرق مسائل)	
انجمن حمایت اسلام لاہور کی کتابوں کا مرکز	۲۴۱
تقویۃ الایمان و صراط مستقیم	۲۴۱
محمد بن عبدالوہاب نجدی کا مذہب	۲۴۱
وہابی کا عقیدہ	۲۴۱
حبیب حسن واعظ سہارنپوری	۲۴۱
حضرت معاویہؓ کا یزید کو خلیفہ بنانا	۲۴۲
حضرت معاویہؓ کا وعدہ حسینؓ سے	۲۴۲
کیا شمر حافظِ قرآن تھا؟	۲۴۲

مضامین	صفحہ
طہارت کے مسائل، غسل و وضو کا بیان	
منی کے مسائل	۲۴۳
سر کے مسح کرنے کا بیان	۲۴۳
استنجا کا بچا ہوا پانی	۲۴۳
وضو کا پانی اگر لوٹے میں گر جائے	۲۴۳
آنکھ دُکھنے کی وجہ سے اگر پانی آنکھ سے بہے	۲۴۴
شک سے وضو جانے کا حکم	۲۴۴
جمی ہوئی منی سے وضو اور غسل پر اثر	۲۴۴
وضو کے بعد رومالی پر پانی چھڑکنے کا حکم	۲۴۴
وضو کے بعد رومالی پر پانی چھڑکنا فرض ہے کہ واجب	۲۴۴
جس کو قطرہ آتا ہو وہ وضو کے بعد رومالی پر پانی چھڑکے یا نہیں؟	۲۴۵
وضو اور غسل کے لئے پانی کا وزن	۲۴۵
نماز جنازہ کے وضو سے فرض نماز کا حکم	۲۴۵
نماز جنازہ کے وضو سے نوافل کا حکم	۲۴۵
جو وضو یا تیمم نہ کر سکے وہ نماز کیسے پڑھے؟	۲۴۵
کس تالاب کا پانی نجس نہیں ہوتا	۲۴۵
دہ در دہ تالاب بول و براز پڑنے سے نجس نہیں ہوتا	۲۴۶
دہ در دہ پانی کب نجس ہوگا	۲۴۶
(کنویں کے احکام و مسائل)	
کنوئیں سے زندہ مرغی نکلنے کا حکم	۲۴۶
من ٹوٹے کنویں کے گڑھوں میں کتوں کے پانی پینے کے بعد کا حکم	۲۴۶
کنوئیں میں اگر جوتا گر جائے تو اس کا حکم	۲۴۷
نجس کنوئیں کے پانی سے بنائے ہوئے گلاب کا حکم	۲۴۷
من ٹوٹے کنوئیں کے گڑھوں سے کتے پانی پی لیں تو اس کا حکم	۲۴۷
ملفوظات	۲۴۷
کنوئیں میں نجاست معلوم ہو تو کب سے اس کی نجاست کا حکم لگایا جائے گا؟	۲۴۷

مضامین	صفحہ
(نجاستوں اور اسکو پاک کرنے کے مسائل)	
منہ کی رال کا حکم	۲۴۸
کھلیان کے غلّہ کا حکم	۲۴۸
گوبری کا حکم	۲۴۸
شراب اگر سرکہ بن جائے تو اس کا حکم	۲۴۸
مردہ جانور کی اون کے متعلق حکم	۲۴۸
بلّی، چوہے، کوّے وغیرہ کے جھوٹے کا حکم	۲۴۸
کولہو کے رس کا حکم	۲۴۹
منی کا حکم	۲۴۹
ناسور کے پانی کا حکم	۲۴۹
سرخ پڑیہ کا حکم	۲۴۹
پڑیہ کا حکم	۲۴۹
پڑیہ کی نجاست کی وجہ	۲۵۰
پڑیہ میں رنگا ہوا کپڑا کیسے پاک ہوگا	۲۵۰
پڑیہ میں رنگے ہوئے کپڑے کو پاک کرنے کا دوسرا طریقہ	۲۵۰
مٹی کا برتن کس طرح پاک کیا جائے؟	۲۵۰
ملفوظات	۲۵۰
پڑیہ کے رنگ میں رنگے ہوئے کپڑے کو پہن کر نماز پڑھنے سے اعادہ نماز لازمی نہیں	۲۵۰
پڑیہ کے رنگ کی حقیقت	۲۵۱
پڑیہ میں شراب پڑنے سے پڑیہ کا حکم	۲۵۱
پڑیہ میں کون سی شراب پڑتی ہے	۲۵۱
پڑیہ میں شراب پڑتی ہے یا نہیں؟	۲۵۲
(کتاب الصلوٰۃ۔ یعنی نماز کے وقتوں کا بیان)	
آفتاب کے طلوع و استواء و غروب کے وقت سجدہ تلاوت اور نماز جنازہ کا حکم	۲۵۳
نماز جمعہ کس مسجد میں پڑھی جائے جہاں جلد ہو کہ دیر سے ہو	۲۵۳
جمعہ اور ظہر کی نماز کے اوقات میں فرق	۲۵۳

مضامین	صفحہ
ظہر کا صحیح وقت	۲۵۳
ظہر کا وقت ایک مثل تک رہنے سے امام ابو حنیفہؒ نے رجوع کیا یا نہیں	۲۵۴
عصر و ظہر کے اوقات کے صحیح حدود	۲۵۴
مذہب حنفیہ میں عصر کا صحیح وقت	۲۵۶
نماز عصر کا صحیح وقت	۲۵۶
دو نمازوں کو ایک وقت میں جمع کرنے کا مسئلہ	۲۵۶
نماز جمعہ کا گھنٹوں سے وقت	۲۵۷
زوال کا صحیح وقت گھنٹوں سے	۲۵۷
مغرب کا انتہائی وقت صحیح	۲۵۷
جماعت کے لئے گھنٹوں سے وقت مقرر کر لینے کا حکم	۲۵۷
فجر کی سنتیں قبل طلوع آفتاب ادا کرنا	۲۵۷
ملفوظات	
دو نمازوں کے جمع کرنے کا مسئلہ	۲۵۸
جمعہ یا ظہر کا صحیح وقت گھنٹوں سے	۲۵۸
حد اسفار	۲۵۸
ظہر کا وقت کب کامل ہے کب ناقص	۲۵۹
عصر کا صحیح وقت	۲۵۹
(اذان اور اقامت کا بیان)	
مؤذن کیسا ہو ؟	۲۵۹
اذان اور جماعت میں کتنا فرق ہونا چاہیئے ؟	۲۵۹
اذان کے وقت اور اذان دینے کے درمیانی وقفہ میں دنیا کی بات	۲۶۰
خطبہ کی اذان کا جواب اور اس کے بعد کی دعا	۲۶۰
فجر کی اذان میں "الصلوٰۃ خیر من النوم" کا جواب	۲۶۰
اذان کے بعد دوبارہ نمازیوں کو بلانا	۲۶۰
(نماز کی کیفیت کا بیان)	
نمازی کے قدموں کے درمیان کا فاصلہ	۲۶۰
ایک نمازی دوسرے نمازی کے قدموں کے درمیان کا فاصلہ	۲۶۰

مضامین	صفحہ
جو لوگ بیت اللہ سے دور ہیں وہ قبلہ کیسے قرار دیں	۲۶۱
نماز میں ہاتھ ناف کے اوپر باندھیں کہ نیچے	۲۶۲
نماز میں ہاتھ کہاں باندھیں ؟	۲۶۳
امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنا اور آمین بالجہر کا مسئلہ	۲۶۳
امام کے پیچھے الحمد پڑھنے والے اور آمین بالجہر کہنے والے کا مسئلہ	۲۶۳
مقتدی کا سورہ فاتحہ پڑھنا	۲۶۴
مسئلہ رفع یدین	۲۶۴
مسئلہ آمین بالجہر	۲۶۵
قومہ میں ہاتھ باندھنا	۲۶۵
تشہد پڑھتے وقت انگلی سے اشارہ کیسے کیا جائے ؟	۲۶۵
تشہد کے وقت انگلی کب سے کب تک اٹھائے رکھے	۲۶۶
تشہد میں انگلی سے اشارہ کرنا کیسا ہے ؟	۲۶۶
قعدہ اخیرہ کی فرضیت کس قدر ہے ؟	۲۶۶
نوافل میں محبت رسولؐ کی بنا پر رفع یدین کرنا	۲۶۸
نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کا پڑھنا	۲۶۸
جمعہ کی سنتیں کتنی ہیں ؟	۲۶۹
اعتکاف کتنے دن کا کرنا چاہیئے ۔	۲۶۹
(قرأت اور تجوید کا بیان)	
علم تجوید کا سیکھنا کیسا ہے	۲۶۹
قرآن شریف کس لہجہ میں پڑھیں	۲۶۹
عیدین و جمعہ کی نماز میں مخصوص سورتیں پڑھنا	۲۶۹
تہجد میں قرأت کیسے پڑھیں ؟	۲۷۰
بسم اللہ کو تمام قرآن مجید میں کہاں پڑھے ؟	۲۷۰
ہر سورت کے شروع میں بسم اللہ کا پڑھنا	۲۷۰
نماز میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا پڑھنا	۲۷۰
دل میں قرأت ادا کرنا	۲۷۱
حرف ضاد ادا کرنے کا طریقہ	۲۷۱

مضامین	صفحہ
حرف ضاد ادا کرنے کا طریقہ	۲۷۲
قرآن مجید کے مختلف اوقاف کا مسئلہ (اوقاف القرآن)	۲۷۳
علامات ط اور لا پر ٹھہرے یا نہیں ٹھہرے ؟	۲۸۰
کسی مقتدی کو جماعت میں شریک نہ ہونے پر امام کا قرأت مختصر کرنا	۲۸۰
ملفوظ	۲۸۰
آیت پر لا ہو تو ٹھہرنا نہ چاہیئے	۲۸۰
(کن امور سے نماز میں کراہت آتی ہے اور کن سے نہیں)	
نمازی کے آگے جوتیوں کا رکھنا	۲۸۱
آمین بالجہر نماز میں حرام ہے یا بدعت ؟	۲۸۱
آمین بالجہر سے نماز میں فساد ہوتا ہے یا نہیں ؟	۲۸۱
ریشمی کپڑے سے نماز پڑھنا	۲۸۴
نماز میں آنکھیں بند کرنا	۲۸۴
نماز سے پہلے نماز میں سورتیں پڑھنے کا تعین کر لینا	۲۸۴
دھوبی کے یہاں بدلے ہوئے کپڑے سے نماز	۲۸۴
سرخ استر کے کپڑے سے نماز	۲۸۵
نمازی کے سامنے قرآن شریف کا ہونا	۲۸۵
نماز کی نیت توڑنا	۲۸۵
جلسہ اور تومہ کی دعائیں	۲۸۵
بلا عمامہ کے نماز پڑھنا	۲۸۵
بلا عمامہ کے نماز کا حکم	۲۸۵
بلا عمامہ کے نماز پڑھانا	۲۸۶
بغیر عمامہ کے نماز پڑھانے والے سے جنگ کرنا	۲۸۶
عمامہ والی نماز کا ثواب	۲۸۶
بحالت نماز نمازی کے پیر کے نیچے کپڑا دب جانا	۲۸۶
امام زمین پر اور مقتدی جا نماز پر	۲۸۷
اگر مقتدی قالین پر اور امام بغیر فرش کے ہو تو اس کا مسئلہ	۲۸۷
امام کے مصلے پر رومال ڈالنا	۲۸۷

مضامین	صفحہ
مسجد کے باہر کے دروں میں امام کا کھڑا ہونا	۲۸۸
امام کا خفی امور کو سیٹی کی سی آواز سے ادا کرنا	۲۸۸
(کن امور سے نماز فاسد ہوتی ہے اور کن سے نہیں ؟)	
نماز میں کوئی ایسا کلمہ چھوٹ جانا جس سے مطلب میں کوئی خرابی نہ پڑے	۲۸۸
ضاد کو دال کے مشابہ پڑھنا	۲۸۸
بغیر علم کے نماز نہ ہونے کا مطلب	۲۸۹
امام کو لقمہ دینا	۲۸۹
(نماز میں وضو ٹوٹ جانے کا بیان)	
جمعہ کے دن اگر کوئی شخص پہلی صف میں ہو اور اس کا وضو ٹوٹ جائے تو اس کا حکم	۲۸۹
قطرہ آنے سے نماز کا ٹوٹ جانا	۲۹۰
نماز میں امام کا وضو ٹوٹ جائے تو کیا کرے ؟	۲۹۰
(فوت شدہ نمازوں کی قضاء کا بیان)	
قضا نمازیں کیسے ادا کی جائیں	۲۹۰
قضا نمازوں کے پڑھنے کا طریقہ	۲۹۰
قضا نماز کی جماعت	۲۹۱
(امامت اور جماعت کا بیان)	
عالم و قاری میں جماعت کے لئے کون افضل ہے	۲۹۱
قاری اور عالم میں امامت کا کون اہل ہے	۲۹۱
والدین کے نافرمان کی امامت	۲۹۱
عالم تارک جماعت کی امامت	۲۹۲
غیر مقلد کی امامت	۲۹۲
رنڈیوں کے ساتھ جانے والے کی امامت	۲۹۲
رسوم و عرس کا اچھا جاننے والا اور برا جان کر کرنے والا، دونوں کی امامت	۲۹۲
النعمت کو غلط پڑھنے والے کی امامت	۲۹۲
گناہِ کبیرہ کے مرتکب کی امامت	۲۹۳

مضامین	صفحہ نمبر
مراہق کی امامت	۲۹۴
جامع مسجد کا امام بدعتی وفاسق ہو تو کیا کیا جائے	۲۹۴
بدعتی کی امامت	۲۹۴
رسول اللہ کو غیب دان جاننے والے کی امامت	۲۹۴
مشرک بدعتی فاسق کی امامت	۲۹۵
بدعتی کی امامت کا حکم	۲۹۵
بدعقیدہ شخص کی امامت	۲۹۵
دائی کے شوہر کی امامت	۲۹۵
بدعتی کے پیچھے جمعہ پڑھنا	۲۹۵
امام کا جماعت شروع کرنے میں کسی کا انتظار کرنا	۲۹۵
کسی شخص کی یہ خواہش کہ امام اسکی وجہ سے جماعت میں تاخیر کرے	۲۹۶
امام یا واعظ کا اپنی اجازت کے بغیر امامت یا وعظ نہ کرنے دینا	۲۹۶
قبرستان میں نماز باجماعت ہو تو سترہ کس کے لئے ضروری ہے	۲۹۶
نوافل کی جماعت کا مسئلہ	۲۹۶
جماعت ثانیہ کا حکم	۲۹۷
جماعت ثانیہ کا حکم	۲۹۷
جماعت ثانیہ کا حکم	۲۹۷
رمضان المبارک میں تہجد کی جماعت کا حکم	۲۹۷
وقت مقررہ سے پہلے کی جماعت کا حکم	۲۹۷
مقررہ وقت سے پہلے تکبیر کہنا	۲۹۸
مقررہ وقت جماعت سے پہلے جماعت کرنا	۲۹۸
کسی کی تکبیر اولیٰ فوت ہو جائے یا نماز قضا ہو جائے تو اسکی تلافی	۲۹۸
امام کو قعدہ میں پاکر دوسری مسجد میں نماز کے لئے جانا	۲۹۸
فجر کی سنتیں فرض کے بعد پڑھنے کا مسئلہ	۲۹۹
مغرب کی نماز میں تیسری رکعت پانیوالا باقی نماز کس طرح ادا کرے	۲۹۹
مقیم نے مسافر کی اقتداء کی تو باقی نماز کس طرح ادا کرے	۲۹۹
امام کے ساتھ جماعت میں کب تک شریک ہو سکتا ہے ؟	۳۰۰

مضامین	صفحہ نمبر
اذان کہہ کر لوگ نہ آئیں تو مؤذن کہاں نماز پڑھے ؟	۳۰۰
غیر آباد مسجد میں نماز کا حکم	۳۰۰
مستقل تارک جماعت کو کیا کہیں گے	۳۰۰
نابالغ لڑکے صف میں کہاں کھڑے ہوں ؟	۳۰۱
ایک بالغ مقتدی کے ساتھ کئی نابالغ مقتدی کیسے کھڑے ہوں ؟	۳۰۱
بدعتیوں کی مسجد میں نماز نہ پڑھنا	۳۰۱
بعد نماز سر پر ہاتھ رکھ کر پڑھنے کا وظیفہ	۳۰۲
دھوبی کے پاس سے کپڑا بدل کر آنے کا مسئلہ	۳۰۲
امامت تراویح یا فرائض کے لئے عمر کا تعین	۳۰۲
بدعتی کے پیچھے جو جمعہ پڑھا جائے اس کا اعادہ کیوں نہ کیا جائے ؟	۳۰۲
داڑھی منڈانے والے کی امامت	۳۰۲
جس شخص کے یہاں پردہ شرعی نہ ہو اس کی امامت	۳۰۳
قاتل کی امامت	۳۰۳
ملفوظات	۳۰۳
الزاق منکب والقدم کا مطلب	۳۰۳
پابند رسوم کفار کی امامت	۳۰۳
جماعت ثانیہ کا حکم	۳۰۳
طمع دنیا رکھنے والے کی امامت	۳۰۳
(سنتوں اور نفلوں کا بیان)	
فجر کی سنتیں قبل طلوع آفتاب پڑھنا	۳۰۳
فجر کی سنتیں بعد طلوع آفتاب پڑھ سکتے ہیں یا نہیں ؟	۳۰۴
عیدین کے روز اشراق و چاشت پڑھنا	۳۰۴
تہجد و اشراق کی قضاء کا مسئلہ	۳۰۴
صلوٰۃ التسبیح کے قومہ میں ہاتھ باندھیں یا کھلے رکھیں	۳۰۴
ظہر و مغرب کی نوافل کا ثبوت	۳۰۴
جمعہ کے بعد کی رکعات	۳۰۴
سنتوں کے بعد قضاء عمری کا پڑھنا	۳۰۴

مضامین	صفحہ
عشاء کے بعد کے نوافل کس طرح پڑھے ؟	۳۰۵
وتر کے بعد کے نوافل کس طرح پڑھے ؟	۳۰۵
تہجد کی رکعات	۳۰۵
(تراویح کا بیان)	
تراویح کی رکعات کی تعداد پر مفصل بحث	۳۰۶
جو نماز تراویح کی آٹھ رکعت پڑھے	۳۲۴
تراویح میں قرآن مجید سُننے والے کی اُجرت	۳۲۴
حافظ کو بغیر مانگے کے دینا	۳۲۵
تراویح کی دو رکعتوں کے بجائے سہواً چار چار رکعت پڑھنے کا مسئلہ	۳۲۵
نماز تراویح میں قرآن شریف کا سُننا کیسا ہے ؟	۳۲۵
تراویح میں قرآن مجید سنانا	۳۲۵
شبینہ کا مسئلہ	۳۲۵
ملفوظات	۳۲۵
ایک مسجد میں مکمل تراویح پڑھنے کے بعد دوسری مسجد میں تراویح میں شریک ہونا	۳۲۶
تراویح میں سورۂ اخلاص کا تکرار	۳۲۶
(بھول کے سجدوں کا بیان)	
سنن ونوافل میں قعدۂ اولیٰ کا چھوڑنا	۳۲۶
سنن ونوافل میں ضم سورۃ کا بیان	۳۲۸
قومہ وجلسہ کی دعاؤں کا حکم	۳۲۸
(وتر کا بیان)	
فرض پڑھانے والے کے سوا وتر کوئی اور پڑھا سکتا ہے یا نہیں ؟	۳۲۸
جس کو فرض کی جماعت نہ ملے وہ وتر کیسے پڑھے ؟	۳۲۸
دعاءِ قنوت کے بعد درود شریف کا پڑھنا	۳۲۹
(جمعہ وعیدین کا بیان)	
جمعہ کہاں اولیٰ ہوگا ؟	۳۲۹

مضامین	صفحہ
قریہ میں جمعہ وعیدین کا ہونا	۳۲۹
قریہ میں عیدین کا پڑھنا	۳۲۹
قریہ میں جمعہ پڑھے یا ظہر	۳۴۵
گاؤں میں جمعہ (اوثق العری فی تحقیق الجمعۃ فی القریٰ)	۳۲۹
فتوی بابت احتیاط الظہر	۳۴۵
جواب دوم از علمائے دہلی دامت افاداتہم	۳۴۷
شہر ودیہات میں احتیاط الظہر پڑھنے کا حکم	۳۴۸
مسئلہ احتیاط الظہر	۳۴۸
احکام فطر وتکبیرات تشریق کب بیان کرے	۳۵۱
عید الفطر کی تکبیرات کا جہراً پڑھنا	۳۵۲
خطبہ عیدین وجمعہ ایک شخص پڑھے نماز دوسرا شخص پڑھائے	۳۵۲
خطبہ میں اشعار کا پڑھنا	۳۵۲
خطبہ میں عربی عبارات کا ترجمہ کرنا	۳۵۳
غیر عربی عبارات میں خطبہ کا پڑھنا	۳۵۳
ملفوظ :	
جمعہ کا ثواب کس مسجد میں زیادہ ہوگا	۳۵۳
(جنازہ کی نماز کا بیان)	
مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا	۳۵۴
بوجہ عذر نماز جنازہ مسجد میں پڑھنا	۳۵۵
نماز جنازہ کے نمازی مسجد میں ہوں اور جنازہ خارج مسجد	۳۵۵
قبرستان میں نماز جنازہ	۳۵۵
نمازِ جنازہ سنتوں سے پہلے پڑھے یا بعد ؟	۳۵۵
نماز جنازہ جوتے کے ساتھ پڑھنا	۳۵۵
جنازہ کی نماز میں سورۂ فاتحہ کا پڑھنا	۳۵۵
نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کا پڑھنا	۳۵۶
کئی جنازوں کی نماز ایک ساتھ اور مجنون کی نماز جنازہ	۳۵۷

مضامین	صفحہ
(سجدۂ تلاوت کا بیان)	
سجدۂ تلاوت کے لئے تکبیر کا مسئلہ	۳۵۷
(بیمار کی نماز کا مسئلہ)	
بیٹھ کر نماز پڑھنا	۳۵۷
(مسافر کے احکام کا بیان)	
مسافر امام مقتدی مقیم کی نیتوں کا مسئلہ	۳۵۸
سفر میں سنت و نفل پڑھنا	۳۵۸
فرسخ اور میل کی صحیح حد	۳۵۸
صحیح مسافت سفر	۳۵۸
ملفوظ	
اگر سٹیشن شہر میں داخل نہیں ہے تو قصر کرے	۳۵۸
(شہید کا بیان)	
چور اور ظالم کے ہاتھ سے مارے جانے والے کی شہادت	۳۵۹
حضرت حسینؓ کی شہادت	۳۵۹
کتاب الزکوٰۃ یعنی زکوٰۃ کے مسائل کا بیان	
نوٹ پر زکوٰۃ کا حکم	۳۶۰
مال نصاب سے کوئی چیز خرید لینا	۳۶۰
زکوٰۃ اپنے مخصوصین کو دینا	۳۶۰
دوسرے شہر میں زکوٰۃ ادا کرنا	۳۶۱
زکوٰۃ کی رقم سے کوئی چیز خرید کر دینا	۳۶۱
مدیون کے قرضہ کو زکوٰۃ میں محسوب کرنا	۳۶۱
ملفوظ	
زکوٰۃ میں غلہ دینا اور اسقاط حمل کا بیان	۳۶۱
(عشر و صدقہ و زکوٰۃ کن کن کو دیا جائے اس کا بیان)	
جو زمیندار صاحب نصاب نہ ہو اور عشر دیتا ہو اس کو عشر لینا جائز ہے یا نہیں؟	۳۶۱
کیا میاں بیوی ایک دوسرے کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں؟	۳۶۲

مضامین	صفحہ
رشتہ داروں کو زکوٰۃ دینے کا مسئلہ	۳۶۲
رشتہ دار کو زکوٰۃ دینا افضل ہے کہ غیر رشتہ دار کو	۳۶۲
زکوٰۃ کے روپیہ سے کتب خرید کر تقسیم کرنا	۳۶۲
زکوٰۃ کی رقم تعمیر مسجد میں لگانے کے لئے حیلہ شرعی	۳۶۲
رفاہی انجمن کا چندہ زکوٰۃ سے دینا	۳۶۲
زکوٰۃ و صدقات کی ادائی کے لئے کسی کو وکیل بنانا	۳۶۳
صدقہ کے زیادہ مستحق ہم وطن ہیں کہ عرب	۳۶۳
جہاز ریلوے میں زکوٰۃ کی رقم دینا	۳۶۳
زکوٰۃ کا روپیہ مسجد میں لگانا	۳۶۳
زکوٰۃ کی رقم سید کو دینا	۳۶۴
ملفوظ	
زوجین میں سے کسی کو آپس میں زکوٰۃ دینا	۳۶۴
(صدقہ فطر کا بیان)	
صدقہ فطر صاحب نصاب شخص کن کن کا ادا کرے	۳۶۴
صاحب نصاب کن کن کا صدقہ فطر نکالے؟	۳۶۴
صاحب نصاب شخص کو کن کن کا فطرہ ادا کرنا لازم ہے	۳۶۴
قربانی و صدقہ فطر واجب ہونے کا نصاب	۳۶۵
صدقہ فطر واجب ہونے کا نصاب	۳۶۵
عید الفطر کے صدقہ کے لئے ہندوستانی وزن	۳۶۵
صاع اور مد ہندوستانی وزن سے کتنے کے ہیں	۳۶۵
ملفوظ: صاع بنانے کا طریقہ اور مد بنانے کا طریقہ	۳۶۵
(عشر و خراج کے احکام کا بیان)	
بٹائی میں عشر کا مسئلہ	۳۶۶
عشری زمین کی شناخت کا طریقہ	۳۶۶
عشر مالگذاری ادا کرنے کے بعد دیا جائے یا پہلے	۳۶۶
ہندوستانی اراضیات عشری ہیں کہ خراجی	۳۶۶
سرکاری جمع اور معافی شدہ زمین کے متعلق عشر کا مسئلہ	۳۶۶

مضامین	صفحہ
آم کا عشر کس طرح ادا کیا جائے؟	۳۶۷
نقد کرایہ کی زمین پر عشر کا مسئلہ	۳۶۷
زمانہ گذشتہ کی واجب الادا زکوٰۃ وعشر کا مسئلہ	۳۶۷
جس باغ کو پانی نہ دیا جاتا ہو اس کا حکم	۳۶۷
مواضعات مالگذاری کا مسئلہ	۳۶۷
ملفوظ	
بینڈ اور پھلے کے مسائل	۳۶۸
——(روزے کے مسائل کا بیان)——	
بچے کب سے روزہ رکھیں	۳۶۹
چاند کے معاملہ میں ایک شہر کی خبر سے دوسرے شہر پر کیا اثر پڑیگا	۳۶۹
چاند کی خبر کے لئے خط اور تار کا اعتبار	۳۶۹
ایک شہر میں چاند نظر آئے تو دوسرے شہر میں کیا کیا جائے؟	۳۶۹
چاند کے دیکھنے میں اختلاف مطلع کا اثر کن مہینوں میں پڑے گا؟	۳۷۰
اگر تیس دن گزرنے پر شوال کا چاند نہ نظر آئے؟	۳۷۰
تار پر چاند کی خبر کا حکم	۳۷۰
ستائیسویں رجب کے روزہ کی فضیلت	۳۷۲
ہزاری روزہ کا مسئلہ	۳۷۲
رجب کے روزہ کا مسئلہ	۳۷۲
۲۷ رجب کے روزہ کو ہزاری روزہ سمجھنا	۳۷۳
شہادت معتبرہ سے اگر ثابت ہو جائے کہ جس دن روزہ رکھنا چاہیئے تھا نہیں رکھا گیا تو کیا کیا جائے؟	۳۷۳
ملفوظات	
چاند کی خبر خط کے ذریعہ	۳۷۴
ہزاری روزہ رجب کا	۳۷۴
——(روزہ کی قضا اور کفارہ کا بیان)——	
کفاروں کی ادائی میں دیر کرنا	۳۷۵
کئی رمضان کے روزوں کا کفارہ	۳۷۵
کئی روزے توڑنے کے کفارے کتنے ہوں گے	۳۷۵
عید کی خبر دوسری جگہ سے آنے پر روزہ رکھنے والے کیا کریں؟	۳۷۵
ملفوظات	
غیر رمضان کا روزہ توڑنا	۳۷۵
روزہ کس بات سے فاسد ہوتا ہے اور کن باتوں سے نہیں	۳۷۶
بواسیر کے مسّوں کو دبانے کا روزہ پر اثر	۳۷۶
منجن سے روزہ پر اثر	۳۷۷
ملفوظ	
اگر اس قدر کھانا کھالے کہ بعد طلوع آفتاب کے ڈکاریں آئیں اور پانی بھی آئے تو روزہ پر کیا اثر ہوگا؟	۳۷۷
——(اعتکاف کا بیان)——	
اعتکاف مسنون کی مدت	۳۷۷
معتکف کا علاج کرنا	۳۷۸
معتکف حقہ کہاں پیئے	۳۷۸
معتکف کن وجوہ کی بنا پر مسجد سے نکل سکتا ہے؟	۳۷۸
اعتکاف فاسد ہو جائے تو کیا کرے؟	۳۷۸
ملفوظ	
اعتکاف مسنون اگر فاسد ہو جائے	۳۷۸
——(حج کا بیان)——	
رشوت کے روپیہ سے حج کرنا	۳۷۹
حج بدل کا مسئلہ	۳۷۹
عالم کا ہجرت کرنا	۳۷۹
مدینہ منورہ کی زیارت کا حکم	۳۷۹
——(نکاح کے مسائل)——	۳۸۰
بذریعہ خط وڈاک نکاح کا مسئلہ	۳۸۰
نامرد سے نکاح	۳۸۰
نکاح کا صحیح طریقہ	۳۸۰

مضامین	صفحہ
نکاح کا غلط طریقہ	۳۸۱
زوجہ کی بھانجی سے نکاح کا مسئلہ	۳۸۱
نکاح کے وقت کسی دوسری عورت سے نکاح نہ کرنے کی شرط	۳۸۱
ایک ماہ بعد طلاق دینے کی نیت سے نکاح	۳۸۲
ایک ماہ کے بعد طلاق کی شرط سے نکاح کرنا	۳۸۳
مرد کو چار نکاح کی اجازت کی وجہ	۳۸۳
سنّی عورت کا رافضی سے نکاح کرنے کا مسئلہ	۳۸۳
فاسق سے نکاح کرنا	۳۸۳
غیر کی بیوی سے نکاح کر لینا	۳۸۴
بے نمازیوں کی نکاح میں شہادت	۳۸۵
فاسق کا نکاح فسق سے فسخ ہونے کا مسئلہ	۳۸۵
عرس میں جانے والوں کے نکاح کا مسئلہ	۳۸۵
حلالہ کا صحیح طریقہ	۳۸۵
لڑکی کا قبل بلوغ نکاح ہونے پر بعد بلوغ رضامندی کر پھر انکار کرنا	۳۸۶
لڑکی ثیّبہ کس کو کہتے ہیں ؟	۳۸۶
(رضاعت کا بیان)	
رضاعی بھتیجی سے نکاح	۳۸۶
رضاعی بہن کب سمجھی جائے گی ؟	۳۸۷
مدت رضاعت	۳۸۷
(طلاق کے مسائل)	
ایک مجلس میں تین طلاق کا حکم	۳۸۸
تین طلاق بیک وقت دینا	۳۸۹
طلاق کے گواہوں کا نہ ہونا	۳۸۹
ثبوت طلاق کا نصاب شہادت	۳۸۹
طلاق کے لئے گواہوں کی ضرورت	۳۹۰
طلاق کے بعد میاں بیوی کا راضی ہو جانا	۳۹۰
بیوی کو ماں کہنا	۳۹۰
شوہر کا بیوی کو ماں بہن کہنا اور بیوی کا شوہر کو باپ بھائی کہنا	۳۹۱
بیوی کو گھر سے نکل جانے کا حکم دینا	۳۹۱
(عدت کا بیان)	
عدت والی عورت کا باپ کی عیادت کو جانا	۳۹۱
عدت والی عورت کا طاعون زدہ مقام سے نکلنا	۳۹۱
(بچّوں کی پرورش کا بیان)	
بچوں کی پرورش کا حق کن کن کو حاصل ہے اور مدت بلوغ کیا ہے ؟	۳۹۲
(اولیاء اور کفو کا بیان)	
ماں کی ولایت نکاح	۳۹۲
چچا کی ولایت نکاح	۳۹۳
دادا کی ولایت نکاح	۳۹۴
غیر کفو میں نکاح ہو تو فسخ کا مسئلہ	۳۹۴
(وہ عورتیں جن سے نکاح حرام ہے ان کا بیان)	
اگر لڑکا اپنے باپ پر اپنی بیوی سے زنا کی تہمت لگائے	۳۹۶
اگر عورت اپنے خسر پر زنا کے ارادہ کی تہمت لگائے -	۳۹۶
(غائب شخص کی بیوی کے مسائل)	
اگر کسی عورت کا شوہر لاپتہ ہو جائے	۳۹۶
(خرید و فروخت کے مسائل)	
غلّہ کی تجارت کا حکم	۴۰۰
چڑھاوے کے جانور	۴۰۰
نوٹ کی خرید و فروخت	۴۰۰
مندر اور قبر کا چڑھاوا خریدنا	۴۰۰
چڑھاوے کے جانور کا بیچنا	۴۰۱
تمباکو خوردنی و نوشیدنی کی تجارت	۴۰۱
بدعتیوں کی کتابوں کی تجارت	۴۰۱
مردار جانور کی ہڈی کی تجارت	۴۰۱

مضامین	صفحہ
شربت خشخاش کا بیچنا	۴۰۱
زمین مزروعہ مشترکہ شرکاء میں اپنی مِلک فروخت کرنا	۴۰۱
حشرات الارض فروخت کرنا	۴۰۲
بغیر قبضہ کے جائداد فروخت کرنا	۴۰۲
تصویر دار برتن کی فروخت	۴۰۲
امام باڑہ کی تعمیر کے لئے سامان بیچنا	۴۰۲
حرام مال والے کے ہاتھ کوئی چیز بیچنا	۴۰۲
حرام کمائی والوں کو کوئی چیز بیچنا	۴۰۳
نقد میں کم ادھار میں زیادہ قیمت لینا	۴۰۳
ادھار چیز کو زیادہ قیمت پر دینا	۴۰۳
غریب کو کم قیمت میں اور امیر کو زیادہ قیمت میں دینا	۴۰۳
قیمت معلوم کئے بغیر دوالے جانا اور بروقت حساب ادا کرنا	۴۰۴
اگر مشتری چیز پر قبضہ نہ کرے لیکن نہ قیمت دے نہ بیع فسخ کرے	۴۰۴
چیز دوسری جگہ سے لاکر نفع لے کر فروخت کر دینا	۴۰۴
قبر کی زمین خریدنے کے بعد کس کی مِلک ہو گی؟	۴۰۴
بیعانہ کا مسئلہ	۴۰۵
ملفوظ	
جو شخص اپنا حلال مال اُسکو بیچے جسکے پاس حرام روپیہ ہے	۴۰۵
——(بیع فاسد کا بیان)——	
ایکھ بونے کے وقت اس کی خریداری	۴۰۵
راب کے موسم کے پہلے کسی موضع کے نرخ سے کم مقرر کرنا	۴۰۶
پھول پھل کی تیاری سے پہلے نرخ مقرر کرنا	۴۰۶
کتب کا حق تالیف ہبہ یا بیع کرنا	۴۰۷
کسی کے مال سے خرید کردہ چیز کی بیع کا حکم	۴۰۷
چوری کا مال خریدنا	۴۰۷
بازار میں عموماً ملنے والی چیز کے نمونہ پر نرخ مقرر کرنا	۴۰۷

مضامین	صفحہ
بیع میں کونسی چیز داخل ہوتی ہے اور کون سی نہیں؟	
عام سڑک میں سے کچھ حصہ میں مکان یا مسجد بنانا	۴۰۸
سڑک کا ایک کونہ مکان میں داخل کرنا	۴۰۸
سڑک میں سے کچھ حصہ مکان کے لئے لینا	۴۰۹
ملفوظات	
شارع عام میں سے کچھ حصہ اپنے مکان میں شامل کر لینا	۴۰۹
مکان خریدنے کے بعد مکان میں سے روپیہ نکلنا	۴۰۹
——(سود کے مسائل کا بیان)——	
منی آرڈر سے روپیہ بھیجنا	۴۰۹
منی آرڈر میں روپوں کیساتھ پیسے بھیج دیں تو جائز ہو گا یا نہیں؟	۴۰۹
کفار سے سود لینا	۴۱۰
منی آرڈر کا محصول ادا کرنا	۴۱۰
منی آرڈر کے جواز کے لئے حیلہ شرعی	۴۱۰
منی آرڈر کی بجائے رقم بھیجنے کا دوسرا طریقہ	۴۱۰
منی آرڈر اور ہنڈی کا فرق	۴۱۰
ہنڈی کے عدم جواز کی وجہ	۴۱۰
بنک میں روپیہ رکھنے کا مسئلہ	۴۱۱
سود نہ لیتے ہوئے بنک میں روپیہ رکھنا	۴۱۱
بنک کے سود کا صحیح مصرف	۴۱۱
ہندوستان دارالحرب ہے یا نہیں؟	۴۱۲
کل کی بنی ہوئی چیزیں کس عدد میں ہیں	۴۱۲
کوڑیاں اور پیسے جزو روپیہ ہیں یا نہیں؟	۴۱۲
کافر کو سود دینا	۴۱۲
اصلی علت سود	۴۱۳
آٹے میں ملاوٹ ہو تو کیا کیا جائے؟	
——(کتاب السلم یعنی بدھنی کا بیان)——	
کوڑیوں اور پیسوں میں بدھنی جائز ہے یا نہیں؟	۴۱۴

مضامین	صفحہ
کتاب الصّرف یعنی سونا چاندی کی بیع	
سونار کا نیارہ چاندی سونے کا کیسے خریدا جائے ؟	۴۱۴
روپیہ کو خوردہ سے بدلنا	۴۱۴
کلابتو کی خرید و فروخت	۴۱۴
ملفوظ	
جاء نماز وردی وغیرہ سرکار جو قیدیوں سے بنواتے	۴۱۴
اور ملازمین جو قہراً بنواتیں اس کو خریدنا اور اس پر	۴۱۵
نماز پڑھنا، بیع صرف زبان سے، ایجاب و قبول سے	
ہونا اور بیع میں قبضہ شرط نہ ہونا اور ہبہ کے بغیر قبضہ	
کے منعقد نہ ہونے کے متفرق مسائل -	۴۱۵
(کتاب دعویٰ کے مسائل)	
مہر کا دعویٰ شوہر پر	۴۱۶
کسی کا سکوت اس کے قبول کرنے کی دلیل ہے یا نہیں ؟	۴۱۶
(اُجرت کے مسائل)	
کلام اللہ کے ختم کا ہدیہ	۴۱۷
قرآن شریف کے ختم پر نذرانہ لینا	۴۱۷
قرآن شریف کے ختم کا ہدیہ لینا	۴۱۷
تعلیم دین کی اُجرت	۴۱۸
وعظ کرنے کے لئے نذرانہ لینا	۴۱۸
دلالی کی اجرت لینا	۴۱۸
باغ کو سیراب کرنے کی اُجرت	۴۱۹
سواری کو کرایہ پر دینا	۴۱۹
درخت کو کرایہ پر دینا	۴۲۰
غیر مسلم کے پاس ملازمت	۴۲۰
سود کھانے والے کے پاس ملازمت	۴۲۰
رہن شدہ چیز کا کرایہ لینا	۴۲۰
مکان کو رہن رکھ کر مالک کی اجازت سے کرایہ پر لینا	۴۲۱

مضامین	صفحہ
مکان کو ناجائز کاموں کے لئے کرایہ پر دینا	۴۲۱
ناجائز اشیاء بیچنے والوں کو مکان دوکان کرایہ پر دینا	۴۲۱
زمین کو کرایہ پر دینا	۴۲۱
کھیت کی عملداری کرنا	۴۲۱
فرائض پورے ادا نہ کر کے تنخواہ لینا	۴۲۲
اجرت میں فاسد شرط نہ کرنی چاہیئے	۴۲۲
کسی کو مال دیکر مقررہ قیمت سے کم و زیادہ لینے کی اجازت دینا	۴۲۲
ملازمین کا ایام رخصت کی تنخواہ بلا مالک کی اجازت کے لینا	۴۲۳
ملفوظ	
قرآن شریف پڑھانے کی اجرت رمضان شریف	۴۲۳
میں تراویح میں قرآن مجید سنانے کی اجرت ختم قرآن	
میں شیرینی مسجد کے مال سے دینا -	۴۲۳
(فیصلہ اور حکم حاصل کرنے کے مسائل)	
حَکَم کے حکم سے کب پھر سکتے ہیں ؟	۴۲۳
(رہن کے مسائل)	
رہن شدہ چیز سے نفع اٹھانا	۴۲۴
رہن شدہ چیز سے نفع اٹھانا	۴۲۴
مکان رہن رکھ کر اس میں رہنا	۴۲۴
مسکونہ مکان کو رہن دخلی لینے کا مطلب	۴۲۵
چیز رہن رکھتے وقت رہن رکھانے والے کو ادائی خراج کا ذمہ دار بنانا	۴۲۵
مکان رہن لے کر رہنا یا کرایہ سے دینا	۴۲۵
(بخشش کے مسائل)	
تمسک و ہبہ کا فرق۔ راہ کے معنی خبر فاسق پر بعد تحری کے عمل بوجہ کثرت و تواتر خطوط و رجسٹری غلبہ ظن پر عمل	۴۲۶
(قرض کے مسائل)	
اس شرط پر روپیہ قرض لینا کہ منافع فی روپیہ دے گا	۴۲۶

مضامین	صفحہ
کوشش کے باوجود قرضہ نہ ادا کرسکنا	۴۲۶
ادھار ایک قسم کی جنس لے کر دوسری جنس دینا	۴۲۷
ایک جنس قرض لے کر دوسری جنس فضل پر ادا کرنے کا وعدہ	۴۲۷
ایک قسم کی جنس کے بدلے دوسری قسم کی جنس کے وعدہ پر ادھار لینا	۴۲۷
(جوئے کا بیان)	
اپنی حقیقت کا مقدمہ فروخت کرنا	۴۲۷
لاٹری ڈالنا	۴۲۸
(رشوت کا بیان)	
حوالدار کا گاؤں سے دودھ یا گنے لانا	۴۲۸
مقررہ تنخواہ کے علاوہ ملازمینِ سرکار کا زائد لینا	۴۲۸
ملازمین پولیس کا عام لوگوں سے مانگنا	۴۲۹
بادشاہ، نواب، پیر، ولی کو نذر دینا	۴۲۹
اہل عملہ ملازمین محکمہ کو خوشی سے دینا	۴۲۹
ظلم سے بچنے کے لئے رشوت دینا	۴۲۹
کسی کام کی کوشش کا عوض	۴۲۹
زمینداروں کا قصاب سے گوشت سستا لینا	۴۳۰
ملفوظات	
جس چیز کا لینا دینا پہلے سے معروف نہ ہو اسکا بعد ملازمت لینا دینا	۴۳۰
اسسٹنٹ صاحب کو جو شیرینی دی جائے۔ گیارہویں کی شیرینی	۴۳۰
قبضہ۔ پنج شنبہ و محرم کا طعام، رعایا سے مکان کرایہ پر لینا وغیرہ۔	۴۳۰
حکام کو جو دیا جاتا ہے اس کا حکم	۴۳۰
(امانت کے مسائل)	
رقم امانت کی تبدیلی	۴۳۱
امانت کو اپنے ذاتی خرچہ میں لاکر دوسری رقم دینا	۴۳۱
کسی کے پاس رقم امانت جمع کرا کر کسی کو دلانے کو صحیح طریقہ۔	۴۳۱

مضامین	صفحہ
(گری پڑی چیز کے مسائل)	۴۳۲
مسجد میں گری ہوئی رقم خادم کھالے تو کس طرح ادا کرے؟	۴۳۲
کوئی شخص دوکان پر کوئی چیز بھول جائے تو کیا کرے؟	۴۳۲
(کتاب کسی کو مجبور کرانے کے مسائل)	
حرام کھانے اور کفر کے کام کرنے پر کسی کو مجبور کرنا	۴۳۳
(زبردستی چھیننے کے مسائل)	
دریا سے مچھلی پکڑنیوالوں سے دریا کے مالک کا مچھلیاں لینا۔	۴۳۳
حاکم کا کسی چیز کو کسی سے زبردستی لے کر کسی کو بخش دینا۔	۴۳۳
(وقف کے مسائل)	
واقف کی اجازت کے بغیر موقوف شئے میں تصرف	۴۳۴
وقف کے بعد بیع	۴۳۴
مسجد کی موقوفہ زمین پر مکان بنانا	۴۳۵
واقف کی اجازت کے بغیر ایک مسجد کا مال دوسری مسجد میں صرف کرنا	۴۳۵
متولی کی اجازت کے بغیر مسجد کی آمدنی صرف کرنا	۴۳۵
مسجد کا مال اپنے مال میں ملا لینا	۴۳۵
مسجد کے بوریہ اور تیل کا بیچنا	۴۳۵
مسجد کا مال اپنے ذاتی استعمال میں لانا	۴۳۶
مدرسہ کے چندہ کا خرچ	۴۳۶
قبرستان میں مسجد بنانا	۴۳۶
قبرستان کی زمین کا حکم	۴۳۶
رقم چندہ محصل چندہ یا مہتمم کے ذاتی اخراجات میں صرف کرنا	۴۳۷
مسجد کا تیل	۴۳۷
مسجد کی خراب اشیاء کا مسئلہ	۴۳۷
ملفوظات	
کسی مسجد کا چندہ دوسری مسجد میں صرف کرنا	۴۳۷
مسجد کا چندہ اور روپیہ میں ملانا	۴۳۷
مسجد کے چندہ سے مسجد کے لئے زمین خریدنا	۴۳۷

مضامین	صفحہ
(مساجد کے احکام کا بیان)	
مسلمان بھنگی کا مال مساجد میں لگانا	۴۳۷
شیعہ کی بنائی ہوئی مسجد	۴۳۸
تعمیر مسجد کے لئے کافر سے چندہ وصول کرنا	۴۳۸
کافر کی بنوائی ہوئی مسجد	۴۳۸
طوائف کی بنوائی ہوئی مسجد	۴۳۸
مسجد کے لئے کافر کا چندہ	۴۳۸
مراثی وطوائف کی بنوائی ہوئی مسجد	۴۳۸
مسجد ومدرسہ میں کافر کا روپیہ لگانا	۴۳۸
مسجد میں کافر کا روپیہ لگانا	۴۳۹
کافر کی بنوائی ہوئی مسجد	۴۳۹
رمضان شریف میں مساجد میں زیادہ روشنی کرنا	۴۳۹
مسجد میں رمضان میں ضرورت سے زیادہ روشنی	۴۳۹
مسجد میں ضرورت سے زیادہ روشنی	۴۳۹
مساجد میں مٹی کا تیل دیا سلائی جلانا	۴۴۰
مسجد میں دیا سلائی جلانا	۴۴۰
مساجد میں مٹی کا تیل جلانا	۴۴۰
مساجد میں زیب وزینت کرنا	۴۴۱
مسجد کے اس گوشہ کی توقیر جو خارج از مسجد ہو	۴۴۱
صحن مسجد میں قبور قدیمہ پر مسجد کے لئے حوض بنوانا	۴۴۱
سود کے مال سے مسجد کا بنانا	۴۴۱
مسجد میں خرید وفروخت کرنا	۴۴۲
مسجد کو فروخت کرنا	۴۴۲
حرام مال سے بنائے ہوئے مکان میں نماز	۴۴۲
حرام مال سے مسجد کا غسل خانہ بنوانا	۴۴۲
طوائف کی بنوائی ہوئی مسجد کی تعظیم	۴۴۳

مضامین	صفحہ
مسجد کا روپیہ کنوئیں کی مرمت میں لگانا	۴۴۳
مسجد کے پھلدار درختوں کا مسئلہ	۴۴۳
مسجد کا بچا ہوا تیل	۴۴۳
مسجد کا حجرہ بنوانے کی جہت	۴۴۳
مسجد کی زمین میں حجرہ بنانا	۴۴۳
مسجد کی افتادہ زمین کا مسئلہ	۴۴۴
مسجد میں چارپائی بچھانا	۴۴۴
مساجد میں ذکر جہری	۴۴۴
مسجد میں راستہ داخل کرنا	۴۴۵
مسجد کے لئے جبراً جگہ لینا	۴۴۵
مسجد کی حفاظت کے لئے جہاد	۴۴۵
مسجد میں زیادتی کے لئے تغیر	۴۴۵
مسجد کا ثواب اندر وباہر	۴۴۵
مسجد کے اندر وضو کرنا	۴۴۵
مسجد کی رقم سے گھنٹہ وغیرہ خریدنا	۴۴۶
جنگل میں عید گاہ بنانا	۴۴۶
مسجد میں ختم قرآن کی رات ضرورت سے زیادہ روشنی	۴۴۶
مسجد میں دیا سلائی جلانا	۴۴۶
مسجد میں چارپائی بچھانا	۴۴۶
(نذر اور قسم کا بیان)	
نذر کا پورا کرنا کب واجب ہے؟	۴۴۶
نذر اللہ کا کھانا کون کھا سکتا ہے؟	۴۴۷
نذر کا کھانا نذر کرنے والا کھا سکتا ہے	۴۴۷
نذر کا روپیہ اغنیاء یا اعزہ کو کھلانے کا حکم	۴۴۷
مسجد میں کھانا بھیجنا	۴۴۷
کسی کے نام پر مرغا یا بکرا ذبح کرنا	۴۴۸
ناجائز اشیاء بیچ کر نذر اللہ کرنا	۴۴۸

مضامین	صفحہ نمبر
اللہ کے سوا کسی کی نذر کرنا	۴۴۸
ملفوظ	
اگر کسی نے نذر کی تو اس کے پورا کرنے کے لئے اس پر جبر	۴۴۹
(شکار اور ذبح کے مسائل)	
دریائی جانور اور بلاؤ کے انڈے	۴۵۰
جھینگوں کا کھانا	۴۵۰
خرگوش کا حکم	۴۵۰
بگلے کا حکم	۴۵۰
اوجھڑی کا کھانا	۴۵۰
اوجھڑی یعنی آنت یا جگری کھانا	۴۵۰
اوجھڑی اور کھیری کا کھانا	۴۵۱
حلال جانور کی حرام اشیاء	۴۵۱
ملفوظات	
بوم کی حلت	۴۵۱
ہندو اور کافر کے گھر کی شے کی حلت و حرمت اور ذبیحہ کے متعلق اس کا قول	۴۵۱
(قربانی اور عقیقہ کے مسائل)	
قربانی کب واجب ہوتی ہے؟	۴۵۲
قربانی کا جانور کس عمر کا ہو؟	۴۵۲
میت کی طرف سے قربانی کرنے پر گوشت کی تقسیم کیسے ہو؟	۴۵۲
میت کی طرف سے قربانی کرنا اور اس کا گوشت کھانا	۴۵۲
قربانی کی کھال کے دام مسجد میں صرف کرنا یا مؤذن کو دینا	۴۵۳
قربانی کی کھال مہتمم مدرسہ کو دینا	۴۵۳
عقیقہ مباح ہونے کا مطلب	۴۵۳
(جواز و حرمت کے مسائل)	
اولیاء اللہ کے مزارات پر جانا	۴۵۴
بزرگوں کے مزارات پر جانا	۴۵۴

مضامین	صفحہ نمبر
میلوں اور بازاروں میں وعظ کہنا	۴۵۴
اولیاء اللہ کی قبروں کی زیارت کو جانا	۴۵۴
مسلمانوں کے میلوں میں سوداگری کے لئے جانا	۴۵۵
ملازمین سرکار کا بغرض انتظام کفار کے میلوں میں جانا	۴۵۵
کفار کے میلوں میں بغرض تجارت جانا	۴۵۵
میلوں اور عرسوں میں تجارت کے لئے جانا	۴۵۵
نفع لینے کی شرعی حد	۴۵۵
نفع لینے کی شریعت میں مقررہ حد	۴۵۵
دلالی کا مسئلہ	۴۵۶
کمیشن کا مسئلہ	۴۵۶
دلالی کب طے کرنی چاہیئے	۴۵۶
مشتبہ چیز کا خریدنا	۴۵۶
حکیم کا عطار سے حصہ لینا	۴۵۶
طبیب کا نذرانہ	۴۵۶
بے بیاہی عورت کا حمل گرانا	۴۵۷
کسی شخص کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونا اور پاؤں چومنا	۴۵۷
پیشہ وکالت	۴۵۷
کسی مسلمان کی عزت بچانے پر جھوٹ بولنا	۴۵۷
کچہری میں جھوٹ بولنا	۴۵۷
اپنا حق ثابت کرنے کے لئے جھوٹ کہنا یا کسی سے کہلوانا	۴۵۷
برادری کے قوانین کا مسئلہ	۴۵۸
فاسق کی تعریف کرنا	۴۵۹
کافر و فاسق کی تعریف کرنا	۴۵۹
فاسق فاجر کی غیبت	۴۵۹
مردوں کو ہنڈولے میں جھولنا	۴۵۹
قرآن یا قل ہو اللہ احد یا تبت وغیرہ نام رکھنا	۴۵۹
مغرب کے بعد سو جانا	۴۶۰

مضامین	صفحہ نمبر
امام مسجد کا مغرب کے بعد سو جانا	۶۶۰
مغرب کے بعد اور عشاء سے پہلے سو جانا	۶۶۰
اونچا مکان بنانے کی حد	۶۶۰
انسان کے اجزاء کا استعمال کرنا	۶۶۰
ضرورت کے لئے غلّہ روکنا	۶۶۰
کسی مقام کو شریف کہنا	۶۶۰
مالک کی اجازت کے بغیر کسی چیز کا استعمال کرنا	۶۶۱
پیتل کے بلا قلعی برتن میں کھانا	۶۶۱
برہمنی برتنوں میں کھانا کھانا	۶۶۱
حقہ پینا	۶۶۱
حقہ پینے والے کا درود شریف	۶۶۱
تمباکو کھانا، سونگھنا یا حُقہ پینا	۶۶۱
حقہ نوش کا درود شریف	۶۶۲
پان میں تمباکو کھانا اور حقہ پینا	۶۶۲
نمبردار کے حقوق تلف ہونا	۶۶۲
حکام دریا و جنگل کا اشیاء جنگل و دریا پر محصول لگانا	۶۶۲
پولیس کا باغ بہاری کو لوٹنا	۶۶۲
ریل میں بلا اجازت سامان زیادہ لے جانا	۶۶۳
مقدمہ میں سچی گواہی کو چھپانا	۶۶۳
بزرگوں کو قبلہ و کعبہ وغیرہ لکھنا	۶۶۳
وعدہ کو پورا نہ کرنا	۶۶۳
خط میں القاب قبلہ و کعبہ کا لکھنا	۶۶۴
معافی طلب کرنے والے کو معاف نہ کرنا	۶۶۴
وعظ کے بعد واعظ سے مصافحہ	۶۶۴
شادی میں نکاح کے وقت کھجور لٹانا	۶۶۴
نکاح کے وقت کھجور لٹانا	۶۶۴
رسم بسم اللہ کا مسئلہ	۶۶۴

مضامین	صفحہ نمبر
بچوں کی سالگرہ منانا	۶۶۵
ڈوم کے گھر کا کھانا	۶۶۵
طلباء کے ساتھ کھانے میں شریک ہونا	۶۶۵
شادی سے پہلے کا کھانا کھانا	۶۶۵
گانے والے کی دعوت	۶۶۵
نعت یا احمد کے اشعار بلند آواز سے پڑھنا	۶۶۶
بغیر باجے کے راگ وغیرہ سننا	۶۶۶
راگ کے مسئلے	۶۶۶
چنگ و رباب و ساز کا مسئلہ	۶۶۶
ڈومنیوں کو بیاہ میں گوانا	۶۶۶
عیدین میں بانسری، تاشہ، باجا وغیرہ بجانا	۶۶۷
ہندوؤں کے تہوار میں خوشی کے گیت گانا	۶۶۷
آواز ملا کر چند لوگوں کا مناجات پڑھنا	۶۶۷
حرام مال سے بنائے ہوئے مکان میں رہنا	۶۶۷
حرام مال سے کنواں بنانا	۶۶۸
حرام مال والے کا ہدیہ قبول کرنا	۶۶۸
حرام مال سے بنا ہُوا مکان خریدنا	۶۶۸
حرام میراث	۶۶۸
حرام پیشہ والے کی دعوت قبول کرنا	۶۶۸
حرام آمدنی والے کا ہدیہ	۶۶۸
سود کی آمدنی والے کا ہدیہ	۶۶۹
تھانیدار کا ہدیہ	۶۶۹
دوا میں شراب کا استعمال	۶۶۹
حرام کسب والے کا ہدیہ	۶۶۹
انگریزی پڑھیا کا رنگ	۶۶۹
سرخ پڑھیا کا حکم	۶۷۰

مضامین	صفحہ نمبر
انگریزی پڑھنا پڑھانا	۷۰
کفار کو سلام کرنا	۷۰
آریہ سماج کا لکچر سننا	۷۰
انگریزی ادویہ	۷۰
بسکٹ نان پاؤ کا مسئلہ	۷۱
ہندوؤں کا ہدیہ قبول کرنا	۷۱
ہندوؤں کی شادی میں جانا	۷۱
ولائتی قند اور تر و خشک مٹھائی کا حکم	۷۱
ہندوؤں کے پیاؤ کا پانی پینا	۷۱
حضرت حسینؓ کی مجلسِ غم منانا	۷۱
رافضیوں سے مراسم رکھنا	۷۲
حضرت حسینؓ کی تصویر گھر میں رکھنا	۷۲
حضرت حسینؓ کا غم کرنا	۷۲
تعزیہ داری	۷۲
مرثیوں کی کتابوں کا جلانا	۷۲
شیعہ کا ہدیہ قبول کرنا	۷۳
مالدار آدمی کا سوال کرنا	۷۳
سوال مذکورہ پر مولوی احمد رضا خاں صاحب کا علیحدہ جواب	۷۵
گھوڑ سوار سائل کا سوال کرنا	۷۶
سوال کرنا کس کو جائز ہے ؟	۷۶
مَردوں کو سُرخ رنگ کا کپڑا پہننا	۷۷
دُولہا کو گوٹہ لچکا لگا ہُوا کپڑا پہننا	۷۷
مرد کا گوٹے کناری لگا ہُوا کپڑا پہننا	۷۷
سرخ رنگ ٹول یا پڑیہ کا حکم	۷۷
عالم کا سرخ کپڑے پہننا	۷۸
مَردوں کو سرخ رنگ کا کپڑا استعمال کرنا	۷۸

مضامین	صفحہ نمبر
بغیر کسم کا رنگا ہُوا کپڑا مَردوں کو پہننا	۷۸
مَردوں کو رنگین کپڑے پہننا	۷۹
سوائے زعفران کے زرد رنگ کا کپڑا مَردوں کو پہننا	۷۹
مردوں کو ٹول رنگ کا کپڑا استعمال کرنا	۷۹
ٹول اور پڑیہ کا رنگ مَردوں کو استعمال کرنا	۷۹
مردوں کو تُن اور کسم کا رنگ ملا کر استعمال کرنا	۷۹
گیرو میں رنگے ہوئے کپڑے پہننا	۷۹
مَردوں کو چاندی کی لیس کا پہننا	۸۰
ترکی ٹوپی کا پہننا	۸۰
گول ٹوپی	۸۰
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جُبّہ کی مقدار	۸۰
کرتہ کی گھنڈی یا بٹن کھلا رکھنا	۸۰
مردوں کو چاندی کے بوتام	۸۰
چاندی کے بٹن کا مسئلہ	۸۱
چاندی سونے کے بٹن کا استعمال کرنا	۸۱
چاندی کے بٹن	۸۱
لکڑی کی کھڑاؤں پہننا	۸۱
کھڑاؤں کا مسئلہ	۸۱
کمر میں سوت باندھنا	۸۲
مَردوں کو مہندی لگانا	۸۲
بالوں کو سیاہ کرنا	۸۲
اچکن و انگرکھا پہننا	۸۲
اچکن انگرکھے کا حکم	۸۲
ڈاڑھی کے بالوں کا کتروانا	۸۲
ڈاڑھی کی شرعی مقدار	۸۳
ننگے سر ننگے پاؤں رہنا	۸۳

www.ahlehaq.org

مضامین	صفحہ نمبر
بوجہ گرمی سر میں پان کھلوانا	۸۳
سر میں پان بنوانا	۸۳
بیماری کے عذر سے بیچ سے سر منڈانا	۸۳
گردن کے بال منڈوانا	۸۳
گردن کے بال منڈوانا	۸۴
صرف گردن کے بال منڈانا	۸۴
کاکلوں کا مسئلہ	۸۴
قینچی سے زیر ناف کے بال لینا	۸۴
خط بنوانا	۸۵
سینہ اور پیٹ کے بال منڈوانا	۸۵
عورتوں کو قبروں پر جانا	۸۵
شرعی پردہ	۸۵
بلا قصد غیر محرم کا دیکھنا	۸۵
عورتوں کو پیر کے سامنے آنا	۸۵
ہندوستان کی کافرات کا حکم	۸۵
عورتوں کا ناک کان چھدوانا	۸۶
عورتوں کو تعزیت کے لئے جانا	۸۶
عورتوں کو اونچی ایڑی کا مردانہ جوتا پہننا	۸۶
کانچ کی چوڑیاں عورتوں کو پہننا	۸۷
نامحرم مرد جس جگہ نہ ہو وہاں عورت کو باجہ والا زیور پہننا	۸۷
عورتوں کو پیتل تانبا کا زیور پہننا	۸۷
عورتوں کو چاندی سونے کے علاوہ زیورات کا پہننا	۸۷
زیور کے لئے کلمہ کا روپیہ تڑوانا	۸۷
عورتوں کو کانچ کی چوڑیاں پہننا	۸۷
چیتے وغیرہ جانوروں کی کھالوں کا مسئلہ	۸۷

مضامین	صفحہ نمبر
مچھلی کا شکار کرنے میں گھنیا کو کام میں لانا	۸۸
کھیتی کی حفاظت کے لئے کتا پالنا	۸۸
دوا میں بحری جانور کا استعمال کرنا	۸۸
قاضی کو عیدین میں ہاتھی پر سوار کرنا	۸۸
خچر پیدا کرنے کا طریقہ استعمال کرنا	۸۸
گھوڑوں کو خصی کرانا، بیل کو خصی کرانا	۸۸
جوں کو گرم پانی یا دھوپ میں مارنا	۸۹
حلال کوا کھانا	۸۹
بھڑوں کو جلانا	۸۹
ملفوظات	
بھاگلپوری کپڑے	۸۹
ذوق وشوق پیدا ہونے کا وظیفہ اور جس شئے کی ماں باپ کی طرف سے صراحت ہو	۸۹
جوتا طرف سب زن ومرد کو حرام ہیں ان کا بنانا	۸۹
سیاہ خضاب مرد کے لئے اور عورتوں کو نماز میں پشت پا اور پشت دست کا ڈھکنا	۸۹
فقراء کو غلہ تقسیم کرنا	۹۰
سارے سر پر بال ہوں اور مرض ہو تو ان کا منڈوانا	۹۰
مسلمان کا ذبیحہ اگر تحقیق معلوم ہو تو اس کا کھانا اور داڑھی کتنی کٹوائے ؟	۹۰
حرام مال سے بنے ہوئے مکان میں رہنا اور کافر کو غائبانہ گوشت جو بیچے اس کا لینا	۹۰
عورتوں کو ہر قسم کی چوڑیاں پہننا اور عدت میں عورتوں کو زینت کا ترک کرنا اور جس کی آمدنی نو روپیہ حلال ہو دس روپیہ حرام یا برعکس یا مساوی اس کا ہدیہ یا ضیافت قبول کرنا	۹۱

مضامین	صفحہ نمبر
لوہے اور پیتل کی انگوٹھی مرد و عورت دونوں کے لئے	۴۹۱
پیر نامحرم اور عورت بہت بڑھیا نہ ہو تو اُس کے پیر کے سامنے آنا ہاتھ سے مس کرنا	۴۹۱
ہمزاد سے بات کرنا	۴۹۱
قہقہہ اور ضحک کا فرق	۴۹۱
ناخن کاٹے کہ کٹوائے، چوہڑے چمار کے گھر کی روٹی	۴۹۱
خصی بنانا۔ خصی کرانا	۴۹۱
جس گھڑی کا چاندی سونے کا کیس ہو یا چاندی سونا اس میں غالب ہو اس کا استعمال	۴۹۱

مضامین	صفحہ نمبر
(کُل وراثت کے مسائل)	
پوتوں کا حصّہ	۴۹۲
وصیّت اور تقسیم میراث کے متفرق اہم مسائل	
بیوی بھائی لڑکی کے حصّے	۴۹۷
لاولد میّت کا وارث	۴۹۷
ملفوظ	
ترکہ کی تقسیم	۴۹۸
خاتمہ کتاب	۴۹۸

قابلِ توجّہ

یاد رہے کہ بہت سارے مسائل فقہیہ اور قرآن و حدیث سے متعلق بہت سے اہم مضامین حضرت گنگوہیؒ کی مشہور سوانح، تذکرۃ الرشید اول دوم میں بھی درج ہیں طالبانِ علم وہاں بھی رجوع فرمائیں۔

تذکرۃ الرشید مکمل بمع مفصّل فہرست مضامین اور مع اضافہ مضمون، از شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ عمدہ کاغذ و اعلیٰ جلد پر طبع ہو چکی ہے۔ شائقین حضرات ادارۂ اسلامیات سے طلب فرما سکتے ہیں۔

ادارۂ اسلامیات ۱۹۰ انارکلی لاہور ۲

فہرست مضامین تالیفاتِ رشیدیہ

سبیلُ الرّشاد

تقلیدِ شخصی، آمین بالجہر، فاتحہ خلف الامام و رفع یدین جیسے مسائل پر علمی تحریر

مضمون	صفحہ نمبر
تمہید از حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ	۴۹۹
صحابی و تابعی کی تعریف	۵۰۰
امام ابوحنیفہ تابعی ہیں یا نہیں ؟	۵۰۰
"اصحابی کالنجوم" حدیث کی صحت	۵۰۱
"علی شرط الشیخین" کا مطلب	۵۰۱
نص کے مقابلہ میں قیاس	۵۰۱
نص کے مقابل ہونے کا مطلب	۵۰۱
ظاہر نص پر عمل کرنا یا علتِ نص پر عمل کرنا	۵۰۳
قیاس کا اثبات	۵۰۴
تفقہ فی الدین کے واقعات صحابہؓ سے نظائر	۵۰۴
فقہ میں اختلاف کا سبب	۵۰۶
امام ابوحنیفہؒ کی احادیث	۵۰۶
ظاہر حدیث پر عمل واجب ہونے کا کیا مطلب ہے	۵۰۷
دلائل عدم قرأت فاتحہ خلف الامام	۵۰۸
رفع یدین، آمین بالجہر اور رفع یدین	۵۱۴
فرقۂ ناجیہ اور مذاہب اربعہ	۵۱۵
تقلید شخصی کے دلائل اور شبہات کا جواب	۵۱۷
تقلید شخصی سے متعلق ایک اہم مکتوب	۵۲۸

ہدایۃ الشیعہ

مسئلہ خلافت کی تفصیلی بحث، تقیہ کا پس منظر، کتاب اللہ میں صحابہؓ کا مقام، فدک، وراثتِ انبیاء کی تحقیق اور روافض کے شبہات کے مسکت جوابات

مباحث	صفحہ نمبر
دیباچہ	۵۳۳
اشتہار ضروری (از شیعہ)	۵۳۵
مقدمہ	۵۳۹
تقیہ کی بے بنیادی	۵۳۹
شیعیت کی دعوت ناجائز ہے	۵۳۹
تقیہ اور امام جعفر صادقؒ	۵۳۹
تقیہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم	۵۴۰
تقیہ اور قرآن	۵۴۰
تقیہ اور حضرت علیؓ	۵۴۱
ائمہ کے لئے تقیہ کی کوئی وجہ نہ تھی	۵۴۱

مباحث	صفحہ نمبر
تقیہ اور سیرت انبیاء و مومنین	۵۴۲
سوال اوّل ۱	۵۴۳
جواب سوال اوّل	۵۴۵
مہاجرین و انصار کا ایمان اور قرآن	۵۴۵
آیۃ میں الف لام کی وجہ سے عموم و استغراق	۵۴۵
بدء وعدہ میں نہیں ہُوا کرتا	۵۴۵
کوئی آیت الحاقی نہیں ورنہ وعدۂ حفاظت غلط ہوگا	۵۴۶
حفاظتِ قرآن کا مفہوم	۵۴۶
عقائد شیعہ اور تقیہ میں بے ربطی	۵۴۶
انصار و مہاجرین کا ایمان اور حضرت علیؓ	۵۴۷
مہاجرین و انصار اور امام جعفر صادقؒ	۵۴۷
اخطب کا قول حجت نہیں	۵۴۹
اہلسنت اور حضرت علیؓ کا مقام	۵۴۹
شیعہ کی مفروضہ حدیث بھی محلِ طعن نہیں	۵۴۹
خطاءِ اجتہادی صورۃً معصیت ہے حقیقۃً نہیں	۵۵۰
اہلِ بیت کے گھر جلانا بہتان ہے	۵۵۰
خطاء و عصیان اور ایمان	۵۵۱
محاربینِ امام کا ایمان بقول امام	۵۵۱
ندامت اور توبہ ماحی کفر ہیں	۵۵۲
شیعہ کے نزدیک کبیرہ بھی منافی عصمت نہیں	۵۵۲
سوال دوم ۲	۵۵۳
جواب دوم	
سقیفہ میں صرف اَلاَئمّۃُ مِن قُرَیشٍ پیش کرنے کی وجہ	۵۵۴
صدیقؓ کی اولیت اور قولِ امام	۵۵۵
صدیقؓ کی خدمات اور امام کا اعتراف	۵۵۵
بیعتِ امامؓ خلافتِ صدیقؓ کی حقانیت ہے	۵۵۶

مباحث	صفحہ نمبر
خلافتِ شیخینؓ حق نہ ماننے میں مفاسد	۵۵۶
روافض کے لئے دوگونہ مشکلات	۵۵۷
سوال سوم ۳	۵۵۸
جواب سوال سوم	۵۶۰
حدیث نحن معاشر الانبیاء اور فدک کی تحقیق	۵۶۰
فدک فئ تھا اور فئ کا حکم	۵۶۰
آیۂ میراث کی مخاطب امت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہیں	۵۶۱
حدیث مذکورہ کو موضوع کہنا سفاہت ہے	۵۶۲
وراثتِ انبیاء کا مفہوم	۵۶۲
سیدہؓ کو حدیث مذکورہ کا علم نہ ہونا عیب نہیں	۵۶۳
کُتب لُغت سے لُغت پر استدلال ہوگا نہ کہ دیگر امور پر	۵۶۳
غیر موضوع لہٗ پر استدلال کے مفاسد	۵۶۳
سیدہؓ اور صدیقؓ کا کوئی خطبہ ہجو کتب اہلِ سنت میں نہیں	۵۶۴
فضلِ صدیقؓ اور امام ابو جعفرؒ	۵۶۴
سیدہؓ صدیقؓ سے ناراض ہو کر فوت نہیں ہوئیں	۵۶۵
حضرت فاطمہؓ اور امامؒ میں بھی شکر رنجی ہوتی تھی	۵۶۶
فدک اور حضرت علیؓ اور امام باقرؒ	۵۶۶
سیدہؓ کی تدفین	۵۶۷
سیدہؓ کی قبر بقیع میں ہے	۵۶۷
سوال چہارم ۴	۵۶۸
جواب سوال چہارم	۵۷۰
انعقادِ خلافت شوریٰ سے ہوتا ہے منصوص نہیں ہوتا	۵۷۰
عقیدہ خلافت اور حضرت امام	۵۷۰
صاحبِ منہاج کا انصاف	۵۷۱
منافقین کو صحابہ جانتے تھے	۵۷۱

مباحث	صفحہ نمبر
حضرت فاروقؓ کا اسلام اور فضائل	۵۷۲
حضرت علیؓ نے حضورؐ کے فرمانے پر لفظ رسول نہ مٹایا	۵۷۲
فضائل شیخینؓ اور حضرت علیؓ	۵۷۳
نکاحِ کلثومؓ	۵۷۳
خلافتِ صدیقؓ اجماعِ صحابہؓ سے منعقد ہوئی تھی	۵۷۳
اجماع کی مخالفت حرام ہے	۵۷۴
اصحاب ثلٰثہ کی خلافت اجماعی نہ ماننے کے مفاسد	۵۷۴
آیت اِنَّمَا وَلِیکُم مثبت خلافت بلافصل نہیں	۵۷۴
آیت میں اگر حصر مطلق ہو تو حضرت علیؓ کے بعد کوئی بھی امام نہیں ہو سکتا	۵۷۴
حدیث غدیر مثبتِ خلافت نہیں	۵۷۵
بزعم شیعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ستر بار اظہارِ خلافتِ علیؓ کا حکم ہوا !	۵۷۵
آیۃ میں ایہام و اشتراک ہے	۵۷۵
حضورؐ حضرت عباسؓ کو خلیفہ نامزد کر چکے تھے	۵۷۶
حضرت عمرؓ کا حذیفہؓ سے بار بار پوچھنا کمال ایمان تھا اور اس کے دلائل	۵۷۶
امام سجادؒ معصومیت کے باوجود اپنے ایمان پر مطمئن نہیں تھے	۵۷۷
معاذ اللہ عمرؓ منافق ہوں تو حذیفہؓ جھوٹے ہوں گے	۵۷۸
سوال پنجم ۵	۵۷۸
جواب سوال پنجم	۵۷۹
سوال ششم ۶	۵۷۹
جواب سوال ششم	۵۸۰
تحریفاتِ شیعہ	۵۸۰
امامت کا صحیح مفہوم	۵۸۰

مباحث	صفحہ نمبر
احادیث سے ظاہر ہے کہ بعض ایامِ فتن میں امام نہ ہوگا	۵۸۰
ترجمہ حدیث میں تحریف	۵۸۱
حضرت صدیقہؓ پر افتراء	۵۸۱
صدیقہؓ قاتلانِ عثمانؓ پر لعنت کرتی تھیں	۵۸۲
صدیقہؓ علیؓ کی خلافت کو بھی حق جانتی تھیں	۵۸۲
صدیقہؓ اور امام کے مقاتلہ کا پس منظر	۵۸۲
ندامت محلِ طعن نہیں	۵۸۳
زلت انبیاء سے بھی ہوئی اور حضرت علیؓ بھی بقول خود خطا سے مامون نہ تھے	۵۸۴
امامت کے فرائض	۵۸۴
سوال ہفتم ۷	۵۸۵
جواب سوال ہفتم	۵۸۷
امام اپنے معاہدین کو مسلمان مانتے تھے	۵۸۷
حضرت علیؓ نے بیعت کر کے حکم الٰہی منسوخ کیا	۵۸۷
شیعہ مفسر طبرسی اور صدیقؓ کی خلافت بلافصل	۵۸۷
ازواجِ مطہرات اور قرآنی مباحث	۵۸۸
ارتدادِ ازواج کی صورت میں حضورؐ پر الزامات	۵۸۸
نزولِ آیتِ تخییر پر صدیقہؓ و حفصہؓ نے آخرت و رسول کو اختیار کر لیا تھا	۵۸۹
واقعۂ ایلاء و تخییر کے بعد خدا کا حکم کہ انہی ازواج کو رکھو کوئی تبدیلی نہ کرو	۵۸۹
آپؐ نے ازواج کو عمر بھر رکھا لہٰذا وہ طیبات تھیں	۵۸۹
عتابِ خداوندی ہر جگہ محلِ طعن نہیں کیونکہ خود حضورؐ کو بھی ہوا	۵۹۰
صراط پر اور قبر میں امامؑ کے بارے میں سوال موضوعاتِ شیعہ میں سے ہے	۵۹۱

مباحث	صفحہ نمبر
قتالِ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو ایذاء ابولہب پر قیاس کرنا حماقت ہے	۵۹۱
حضرت صدیقہؓ کی خطا کا باعث بھی حضرت علیؓ ہیں	۵۹۱
صرف ایک آیت کا منکر و مکذب بھی کافر ہے	۵۹۲
حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ سے گستاخ نہ ہوئے حالانکہ وہ کافر تھے	۵۹۲
حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا باوجودیکہ محبوبۂ رسول اُمّ المومنین ہیں، شیعہ نے کتنی گستاخیاں کیں؟	۵۹۲
سوال ہشتم	۵۹۳
جواب سوال ہشتم	۵۹۴
امام حسن رضی اللہ عنہ نے حفاظتِ خونِ مسلمین کے لئے صلح کی ورنہ آپ کے لاکھوں جاں نثار تھے	۵۹۴
حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے ناصر و مددگار نہ پائے (برعکس قول شیعہ)	۵۹۴
امیر معاویہؓ کی خلافت امام حسنؓ کے نزدیک جائز تھی۔	۵۹۵
حضرت علیؓ کا فرمان کہ لوگوں کے لئے امیر ضروری ہے خواہ اچھا ہو یا بُرا	۵۹۵
امام حسنؓ کی خلافت خلافتِ نبوت تھی	۵۹۵
انعقادِ خلافت کے لئے بیعتِ خواص لازم ہے۔	۵۹۵
تمام ائمہ میں استعدادِ خلافت مکمل تھی مگر اس کا ظہور نہ ہو سکا	۵۹۶
یزید کی امارت اجماعی نہ تھی خواص نے رد کیا عوام کا اعتبار نہیں	۵۹۶
سوال نہم	۵۹۷
جواب سوال نہم	۵۹۸
چند آیات اور احادیث کے معانی	۵۹۸
حسبنا کتاب اللہ اور تمسک بالثقلین کے معنی ایک ہی ہیں	۵۹۸
انہ لمجنون کفار کا قول تھا یا عملاً شیعہ کا ہے	۵۹۸
ہندیان کا بہتان	۵۹۹
سوال دہم	۶۰۰
جواب سوال دہم	۶۰۱
اہل بیت و ازواجِ مطہرات پر عتاب بسبب تعلق و شفقت کے تھا	۶۰۱
بندگانِ خاص کی معمولی زلت پر فوری تنبیہ ہوتی ہے اور اہل اہواء کو ڈھیل دی جاتی ہے	۶۰۱
شیعہ متخلفین عن الثقلین ہیں اور اس کے شواہد	۶۰۲
تمسک اور تخلف کی ایک علمی بحث	۶۰۳
ایک نکتہ	۶۰۳
شیعہ کے نزدیک قرآن غیر معتبر ہے	۶۰۴
شیعہ اور حضرت عباسؓ	۶۰۴
بنات طیبات اور قرآن	۶۰۴
اکثر اولادِ حسنینؓ کو شیعہ نہیں مانتے	۶۰۴
آیت تطہیر ازواجِ مطہرات کے حق میں اُتری	۶۰۵
شیعہ تمام صحابہؓ کو مرتد جانتے ہیں	۶۰۵
بعض شبہات اور ان کا جواب	۶۰۶
خاتمہ کتاب	۶۰۷

www.qamehaq.org

زبدۃ المناسک

حج وعمرہ کے مسائل پر ایک مستند کتابچہ

عنوان	صفحہ نمبر
حج کی فرضیت اور حج کا ارادہ	۶۰۸
استخارہ کی اہمیت اور اس کا طریقہ	۶۰۸
حج کے لئے نکلنے سے پہلے	۶۰۹
سفرِ حج کی اہم دُعائیں	۶۱۰
حج کی تین قسمیں	۶۱۱
حج کی پہلی قسم اِفراد اور اس کا طریقہ	۶۱۲
احرام باندھنے کا طریقہ	۶۱۲
احرام باندھنے کے بعد ممنوعات	۶۱۳
حرم پاک میں داخلہ اور طریقۂ طواف	۶۱۴
طواف کے بعد سعی کا طریقہ	۶۱۸
سات ذوالحجہ سے حج کی ابتداء	۶۱۹
منیٰ عرفات مزدلفہ	۶۲۰
کنکریاں مارنا	۶۲۲
حلق اور طوافِ زیارت	۶۲۳
منیٰ کا قیام اور رمی جمرات	۶۲۵
طوافِ وداع اور متفرق مسائل	۶۲۶
عورت کے لئے حج کا طریقہ	۶۲۸
عمرہ کا بیان	۶۲۹
قِران کا بیان	۶۳۰
جنایات کا بیان	۶۳۳
حج کی قربانی کا بیان	۶۴۳
حجِ بدل کے مسائل	۶۴۵
زیارتِ مدینہ منوّرہ	۶۴۸

فیصلۃ الأعلام فی دار الحرب و دار الاسلام

یعنی کیا ہندوستان دار الحرب ہے؟

عنوان	صفحہ نمبر
تمہید از مترجم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہٗ	۶۵۴
دار الحرب اور دار الاسلام ہونے کا مدار	۶۵۵
دار الحرب پر مسلمانوں کا قبضہ	۶۵۸
دار الاسلام پر کفار کا قبضہ ہو جانا	۶۵۹
حالتِ ہندوستان اور شرعی حکم	۶۶۷

لطائف رشیدیہ

قرآن وحدیث اور فقہ کے نادر مسائل، علمی شبہات اور اُن کا حل

عنوان	صفحہ نمبر
تمہید از حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب کاندھلوی قدس سرہٗ	۶۷۰
آیت "وعلی الذین یطیقونہ" اور شاہ ولی اللہ	۶۷۱
"فان خفتم الا تقسطوا فی الیتامی" شرط وجزاء ہیں یا نہیں	۶۷۱
"یوم تشقق السماء بالغمام" میں غمام سے کیا مراد ہے	۶۷۱
"قل مایعبؤ بکم ربی" کے مخاطب کون ہیں؟	۶۷۲
"علی ان تشرک بی مالیس لک بہ علم" میں قیدِ آخر کا فائدہ	۶۷۲
سورہ فتح کی ایک آیت پر شبہ کا حل	۶۷۲
ولکن اللہ حبب الیکم الایمان" میں "لکن" کا مطلب	۶۷۳
چھ دنوں میں خلقِ سموات والارض کی حکمت	۶۷۳
حضرت جبرئیل کا بصورتِ بشر حضرت مریم کے پاس آنا	۶۷۳
"حتی اذا بلغ مغرب الشمس" کے معنی کی تحقیق	۶۷۴
"ألقی الشیطن فی امنیتہ" کے معنی	۶۷۵
"ولا تنکحوا ما نکح آباؤکم" کی تفسیر اور حرمتِ مصاہرت پر شبہ کا جواب	۶۷۵
سماع موتیٰ سے متعلق سوال کا جواب	۶۷۶
ان لیس للإنسان الا ما سعیٰ پر شبہ کا حل	۶۷۷
حرمتِ مال قمار اور آیت "إنما الخمر والمیسر"	۶۷۷
نجاستِ شراب اور آیت " "	۶۷۹
جعلا لہ شرکاء فیما آتاہما کی تفسیر	۶۸۳
حرمتِ طواف مزاراتِ اولیاء اللہ	۶۸۵
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بُت یا صنم وغیرہ کہنا	۶۸۶
غبار کے ساتھ تیمم کا حکم	۶۸۸
حدیث "آخر رجل دخل الجنۃ" کی تفسیر	۶۹۱
عورتوں کے گہرے پردے پر ایک شبہ کا جواب	۶۹۷

☆ ہدایۃ المعتدے فی قراءۃ المقتدے

جس میں عدم جواز قرأت مقتدی کے دلائل شرعی نہایت عمدگی سے مندرج ہیں۔

از صفحہ ۷۰۵ تا ۷۲۸

☆ القطوف الدانیہ فی تحقیق الجماعۃ الثانیہ (فارسی)

از صفحہ ۷۲۹ تا ۷۵۱

☆ الحق الصّریح فی اثبات التراویح (فارسی)

از صفحہ ۷۵۳ تا ۷۵۶

☆ القطوف الدانیہ فی تحقیق الجماعۃ الثانیہ (اردو ترجمہ)

از صفحہ ۷۵۷ تا ۷۸۱

فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (القرآن)

فتاویٰ رشیدیہ کامل

(مبوّب بطرز جدید)

www.ahlehaq.org

افاضاتِ مبارکہ

قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس اللہ سرّہٗ

ناشر

ادارۂ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور ۲

مسلک صاحبِ فتاویٰ

صاحبِ فتاویٰ مذاہب اربعہ میں سے کسی پر طعن نہیں کرتے

الحمد للہ رب العٰلمین الرحمٰن الرحیم ملک یوم الدین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم۔ سیّد الانبیاء والمرسلین وعلیٰ اٰلہ واصحابہ الطیبین الطاہرین وعلیٰ مجتہدی ملّتہٖ واتباعہٖ الیٰ یوم الدین۔

امابعد۔ احقر العباد بندہ رشید احمد گنگوہی عفا اللہ تعالیٰ عنہ بخدمت ارباب فہم ودیانت عرض کرتا ہے کہ بندہ کا مذہب حسب مسلک حق جملہ حق ودین یہی ہے کہ جس مسئلہ میں صحابہ ومجتہدین علیہم الرحمۃ کا اختلاف ہو تو اس میں سے جس جانب کو اپنی تحقیق سے یا تقلید کسی مجتہد اہلِ حق سے راجح سمجھے اس پر عمل درآمد رکھے اور دوسری جانب پر بھی کوئی طعن وتشنیع نہ کرے اور عندالضرورت اس پر عمل بھی کرے۔ اسی وجہ سے یہ بندہ عاجز کہ حنفی المذہب ہے کسی اہلِ مذہب پر طعن نہیں کرتا اور نہ اپنے مذہب کی خواہ مخواہ ترجیح کے درپے ہوتا ہے۔ مگر عندالضرورت جہاں کچھ رفع فساد یا اصلاح متصوّر ہوتی ہے تو اس مسئلہ میں کچھ لکھ دیتا ہے۔ انتہیٰ۔

جواب :۔ مذاہب سب حق ہیں۔ مذہب شافعیؒ پر عندالضرورت عمل کرنا کچھ اندیشہ نہیں مگر نفسانیت اور لذتِ نفسانی سے نہ ہو۔ عذر یا حجۃ شرعیہ سے ہووے کچھ حرج نہیں ہے۔ سب مذاہب کو حق جانے کسی پر طعن نہ کرے سب کو اپنا امام جانے۔ فقط

کتبہ الاحقر

بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

دیباچہ فتاویٰ رشیدیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قطب عالم، عالمِ ربانی حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس اللہ سرہٗ کی شخصیت علمی و مذہبی حلقوں میں کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے۔ آپ کو یوں تو تمام علوم اسلامیہ میں ایک طرح سے منصبِ امامت حاصل تھا لیکن فقہ و حدیث آپ کی سرشت میں داخل تھے۔ ان علوم کے وہ مشکل مسائل جن کے حل میں علمائے عصر پریشان و سرگرداں رہتے تھے حضرت گنگوہیؒ چٹکی بجاتے حل کر دیا کرتے تھے اور ایسے جچے تُلے الفاظ میں کہ کسی کو دم مارنے کی مجال نہ رہتی تھی۔ حضرت مولانا انور شاہ صاحب کشمیریؒ علامہ شامیؒ کے تبحر علمی کو بیحد سراہتے تھے لیکن آپ نے "فقیہ النفس" کا موزوں ترین خطاب حضرت گنگوہیؒ ہی کو مرحمت فرمایا۔

حضرت گنگوہیؒ نے دین متین کے ہر اس گوشے کی حفاظت فرمائی جہاں سے رسومِ جاہلیت داخل ہو کر اسلام کی شکل و صورت کو داغدار کر رہی تھیں۔ یہ رسوم جاہلیت اور رواجِ قبیحہ کچھ تو نادانستگی کے سبب داخل ہو رہے تھے اور کچھ دانستہ طور پر قبول کئے جا رہے تھے۔ حضرت گنگوہیؒ نے ان کے خلاف اپنے فتوؤں کی شکل میں جہاد کیا اور اس سیلِ جہالت کے مقابل زیرِ نظر فتاویٰ کا پُشتہ کھڑا کر دیا۔ اس طرح اسلام اور مسلمان اس یلغارِ قبیح سے محفوظ و مصئون ہو گئے۔ یہ سارا فیضان ولی اللہی ہونے کا تھا۔ اس خاندان کی للّٰہیت، خدمتِ اسلامی اور علمی و عملی کمالات کی ایک دنیا معترف ہے اور اس خاندان کا ہر فرد آسمانِ علم و عمل پر ایک درخشندہ ستارہ بن کر چمکا اور ظلم و جہالت و ضلالت میں ڈوبی ہوئی دنیا کو انوارِ نبوت اور علومِ الٰہی سے منوّر کر دیا۔

حضرت گنگوہیؒ کے یہ فتاوے یوں تو اس سے پہلے بھی شائع ہوتے رہے ہیں لیکن ہم نے جدید عکسی ایڈیشن ترتیب و تہذیب کو فقہی ابواب کے مطابق مرتب کیا ہے اور عصرِ حاضر کی ذہنی اور مزاجی کیفیات کو بھی پیشِ نظر رکھا ہے۔ ہم نے جملہ مسائل کو ان کی نوعیت اور اقسام کے اعتبار سے الگ الگ کتاب اور ابواب کے ماتحت ایک جگہ کر دیا ہے۔ اس طرح قاری کو کسی بھی مسئلہ میں اس کا جواب تلاش کرنے میں دقت اور پریشانی نہ اُٹھانی پڑے گی۔ فہرست مضامین میں متعلقہ مسئلہ کی کتاب اور باب پر نظر ڈالئے اور صفحہ متعلقہ کھول کر جواب حاصل کر لیجئے۔ اسی طرح پچھلی اشاعت میں ملفوظات منتشر و متفرق تھے ہم نے انہیں بھی ابواب کے اختتام پر ایک جگہ کر دیا ہے۔ ان تمام مساعی اور کوششوں کے پیچھے یہ جذبہ کارفرما تھا کہ اس مفید چیز کے افادے کو زیادہ سے زیادہ وسیع کر دیا جائے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری اس حقیر سعی کو قبول فرمائے۔

ناشرین

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

کتابُ الإیمان والکفر یعنی ایمان اور کفر کے مسائل

اللہ تعالےٰ کے سوا اور کسی کی نذر ماننا

سوال :۔ جو کہ کتاب تقویۃ الایمان میں در بارۂ افعال شرکیہ کے واقع ہوا ہے جیسے نذر غیر اللہ یعنی توشہ وغیرہ وبوسہ دینا قبر کو اور سجدہ اور طواف کرنا قبر کو اور غلاف ڈالنا اُس کے اوپر اور جو اس کے مثل اور امور ہیں اور قسم کھانا بغیر اللہ اور شگونِ بدلینا اگر کسی شخص سے صادر ہوں تو اُس کو کافر محض جاننا اور دیگر معاملہ کفار کا اس کے ساتھ کرنا جائز ہے یا نہیں ؟

جواب :۔ افعال شرکیہ بعض ایسے ہیں کہ شرک محض ہے اور بعض ایسے ہیں کہ مشرک لوگ اُن کو کرتے ہیں اور تاویل اُن میں ہوسکتی ہے۔ پس پہلی قسم کا فعل جیسا سجدہ بُت کو کرنا، زنار ڈالنا ہے۔ ان امور سے تو مشرک ہوگیا اور سب معاملات مشرکین کے اُس کے ساتھ کرنا ہیں اور دوسری قسم کے افعال سے گناہ کبیرہ ہوتا ہے اس سے خروج عن الاسلام نہیں ہوتا۔ کیونکہ شرک بعض اصل شرک اور اعلیٰ درجہ کا ہے اور بعض کم اسی واسطے شرکٌ دون شرکٍ[1] کہتے ہیں تو دوسرے درجہ کے شرک حقیقتاً شرک نہیں جیسا قسم بغیر اللہ کو شرک فرمایا اور ریاء کو شرک فرمادیا۔ لہٰذا یہ سب افعال چونکہ صورت میں شرک کے ہیں ان کو شرک فرمادیا ہے۔ ان کے کرنے سے فاعل حقیقی مشرک نہیں ہوجاتا۔ فقہا نے لکھا ہے کہ مسلم کے فعل میں اگر ننانوے احتمال کفر کے ہوں اور ایک احتمال ایمان کا ہو تو اُس کو ایمان پر حمل کرنا اور مومن ہی کہنا چاہیئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ رشید احمد

جھوٹ کہہ کر اللہ تعالیٰ کو گواہ بنانا

سوال :۔ جو لوگ شہادت کاذبہ ان الفاظ کے ساتھ دیتے ہیں کہ میں خدائے تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر اس مقدمہ میں سچ کہوں گا، جھوٹ نہ کہوں گا یا میں نے جھوٹ نہ کہا یا سچ کہتا ہوں میں جھوٹ نہیں کہتا ہوں میں پھر باوجود اپنے علم کے مرتکب کذب کا ہو اور اُس کے خلاف کہا تو اس صورت میں یہ شخص گنہگار ہوگا یا کافر۔ اور ان الفاظ مذکورہ فی الشہادۃ الکاذبہ اور اُن الفاظ میں جو ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب زواجر میں لکھے ہیں او قال اللہ یعلم انی فعلت کذا وھو کاذبٌ فیہ نسبۃ اللہ سبحانہ الی الجھل[2] اور نیز اس کے قائل کو منسوب الی الکفر لکھا ہے اور ایسے ہی مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے ملحقات شرح فقہ اکبر میں لکھا ہے فی الفتاوٰی الصغریٰ من قال یعلم اللہ انی فعلت ھذا وکان لم یفعل کفر ای لانہ کذب علی اللہ وایضاً لو قال اللہ یعلم انہ ھکذا وھو یکذب کفر[3]۔ ان دونوں

---

[1] شرک سے کم شرک [2] یا یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے اگر میں نے ایسا کیا ہو اور وہ جھوٹ کہہ رہا ہو تو اس میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کو جہل کی طرف منسوب کرنا ہوا۔

[3] جس نے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں نے ایسا کیا ہے اور حالانکہ اس نے ایسا نہیں کیا ہے تو وہ کافر ہوگیا۔ اس لئے کہ اس نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کہا اور نیز اگر یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ یہ معاملہ ایسا ہی ہے اور وہ جھوٹ کہہ رہا ہو تو وہ کافر ہوجائے گا۔

صورتوں میں کچھ فرق ہے یا نہیں۔ اگر ایک ہی صورت ہے تو بر بنائے قول ابن حجر و ملّا علی قاری رحمہما اللہ تعالےٰ کے کاذب فی الشہادۃ کو کافر کہنا جائز ہے یا نہیں اور اگر کچھ فرق ہے تو اُن کے کلام کی کیا تاویل ہے۔

جواب :۔ فعل گذشتہ پر حق تعالیٰ کو شاہد کر کے جھوٹ بولنا کفر ہے جیسا ملّا علی قاری اور ابن حجر رحمہما اللہ نے کہا۔ اور یہ کہنا کہ جھوٹ نہ کہوں گا۔ استقبال کا زمانہ ہے کہ سچ بولنے اور جھوٹ نہ بولنے کا وعدہ کرتا ہے بقولہٗ اس مقدمہ میں سچ کہوں گا یا بقولہٗ سچ کہتا ہوں کیونکہ اگرچہ یہاں زمانہ حال بولتا ہے مگر مراد زمانہ استقبال ہے کہ بعد اس بیان کے بیان واقعہ کرتا ہے پس خلاف وعدہ کیا۔ لہٰذا روایات مُلّا علی قاریؒ و ابن حجرؒ سے فرق ہے۔ تیسری شکل کہ اس مقدمہ میں مَیں نے سچ کہا۔ اگر بعد اظہار کے یہ قول کہا تو البتہ یہ داخل روایت ملّا علی قاری و ابن حجر میں ہے۔ اور جو بعد اس قول کے اظہار کذب کیا ہے تو یہاں بھی مجازاً استقبال ہی مراد ہے۔ بہر حال درصورت مراد معنی استقبال کے کفر نہ ہوگا اور درصورت ماضی کفر ہے اور داخل روایت مذکورۂ سوال پہلی صورت میں یہ فاسق ہے نہ کافر۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

اللہ تعالےٰ کے نام کے سوا کسی نام کا وظیفہ

سوال :۔ اگر کسے نام سوائے خدائے تعالیٰ را بطریق تقرب ورد سازد از مسلمانی بیرون گردد[1]۔

جواب :۔ اگر نام کسے بطریق تقرب ورد زبان می سازد مشرک گردد انتہیٰ ملخصاً۔ اور شہرت دینے والا بسبب اعتقاد جواز کے مشرک ہے اور شہرت جواز کی دینی علاوہ شرک سے دوسرا وبال ہے۔ واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم۔ فقط

ہذا الجواب صحیح محمد قاسم علی عفی عنہ مراد آبادی
محمد قاسم علی خلف
مولانا عالم علی

الجواب صحیح
بینظیر ۱۳۰۰
شگفتہ محمد گل

لقد صح الجواب
احقر محمد حسن غفرلہ

اصاب من اجاب محمد احتشام الدین عفی عنہ
لقد اصاب المجیب احمد حسن دیوبندی عفی عنہ

الجواب صحیح بشیر احمد شاہ عفی عنہ
المجیب مصیب احقر الزمن محمود حسن غفرلہٗ
رشید احمد عفی عنہ

اس کی کل صورتیں گناہ سے خالی نہیں کسی میں شرک ہے کسی میں ایہام شرک لہٰذا اس کا رواج دینا جائز نہیں۔
عبدالرحمٰن عفی عنہ

وظیفہ جملہ مروجہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ کسی طرح جائز نہیں۔ فقط واللہ اعلم
خلیل احمد عفی عنہ انبیٹھوی

واقعی اموات کو بذریعہ شیئاً للہ ندا کرنا یا شرک ہے یا اندیشۂ شرک ہے اور مسلمانوں کو دونوں امر سے اجتناب

---

[1] سوال :۔ اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے سوا کسی نام کو بطور تقرب کے ورد بنالے تو کیا وہ اسلام سے باہر ہو گا؟
جواب :۔ اگر کوئی محض بطریق تقرب کے ورد کیا کرے تو مشرک ہو جائے گا۔

لازم ہے۔ محمود عفی عنہ دیوبندی۔ خادم الطلباء احقر الزمن احمد حسن الحسینی الرضوی نسبًا والچشتی الصابری مشربًا والحنفی مذہبًا والامروہی مولدًا ومسکنًا غفرلہ ولوالدیہ واحسن الیہما والیہ اسمہ احمد ۱۲۹۷۔

غیر اللہ کی نداء کب شرک ہوگی ؟

سوال :۔ پڑھنا ان اشعار وقصائد کا خواہ عربی ہوں یا غیر عربی جن میں مضمون استعانت واستغاثہ بغیر اللہ تعالیٰ ہوں کیسا ہے اور وہ پڑھنا کبھی بطور ورد و وظیفہ بہ نیت انجاح حاجت ہوتا ہے اور کبھی بطور نعت اشعار پڑھے جاتے ہیں ان کے ضمن میں اشعار استمدادیہ والتجائیہ بھی پڑھے جاتے ہیں۔ مثلاً یہ شعر ؎

یارسول اللہ انظر حالنا　　یا نجا اللہ اسمع قالنا
انتی فی بحر ھم مغرق　　جذیدی سھل لنا اشکالنا[1]

یا یہ شعر قصیدہ بردہ کا پڑھنا ؎

یا اکرم الخلق مالی من الوذبہ　　سواک عند حلول الحادث العمم[2]

تو کبھی فقط یہی شعر بطور ورد وعمل سو دو سو بار پڑھتے ہیں کبھی سارا قصیدہ بطور ورد پڑھتے ہیں اور اس کے ضمن میں وہ اشعار استعانت کے بھی آجاتے ہیں اور مداومت ورد واداے زکوٰۃ ان اشعار وقصائد کی کرتے ہیں اور اسی قسم کے اشعار نعتیہ واستمدادیہ منسوب بہ مولانا جامی ودیگر علماء ہیں اور شاید اشعار مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ومولانا محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہما کے بھی بطور قصیدہ نعتیہ متضمن اشعار استمدادیہ ہیں۔ پس یہ اشعار استعانت و استغاثہ بغیر اللہ تعالیٰ خواہ ضمن نعت میں تبعًا خواہ تنہا مستقلًا بطور ورد و وظیفہ بمداومت یا گاہے گاہے خواہ بطور محبت وذوق وشوق یا کسی اور نیت سے جائز ہیں یا مستحب ہیں یا ممنوع اور شرک ہیں اور اگر ناجائز ہیں اور شرک ہیں تو ان کے مصنفوں کے حق میں کیا کہا جاوے کہ وہ اکابر دین تھے اور پیشوائے اہل یقین۔ امید ہے کہ جواب مسئلہ ہذا بہ تفصیل وتحقیق تمام بطور کلیات، وتفصیل جزئیات تحریر فرمائیں کہ دوبارہ سوال کرنے کی ضرورت نہ رہے اور ان اشعار کا پڑھنا اس ملک میں بہت رائج ہے اور ان مسائل کو نہ کوئی دریافت کرتا ہے نہ کوئی عالم بخوف ملامت وطعن خلق صاف صاف بتاتا ہے۔ الا شاذ و نادر ان مسائل کے سائل کو یا بحث کرنے والے کو منکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بتاتے ہیں اور مساجد اور خانقاہوں میں روبرو علماء اور مشائخ کے یہ اشعار پڑھے جاتے ہیں اور کوئی عالم یا شیخ کہ بعض حضرات ان میں خوش عقیدہ اور دیندار بھی ہوتے ہیں کچھ تعرض نہیں کرتا اور تقریبات شادی میں بھی اور مجالس اعراس ومیلاد میں بھی اس کا رواج ہے اور پڑھنے والے از خود بدوں طلب کے پڑھنا شروع کر دیتے ہیں اور ہم لوگ جو بعض تقریبات شادی وغیرہ میں شریک محفل بضرورت ہوتے ہیں جو کچھ وہ پڑھنے والا جاہل پڑھتا ہے اگرچہ صاف کلمات شرکیہ وکفریہ سے پڑھے مجبوری سے سننا پڑتا ہے کیونکہ کوئی عالم ورئیس محلہ وغیرہ جو حاضر محفل ہوتے ہیں اس بارہ میں کچھ نہیں کہہ سکتا پھر اور لوگ کیا کہہ سکتے ہیں۔

---

[1] اے رسول اللہ ہمارے حال کو دیکھئے اے اللہ کے نبی ہمارا کہنا سن لیجئے میں دریا کے غم میں غرق ہوں میرا ہاتھ پکڑ لیجئے ہماری مشکلوں کو آسان کر دیجئے۔

[2] اے مخلوق میں سب سے زیادہ مکرم میرے لئے کوئی ایسا نہیں جس کے پاس فریاد کروں سوائے آپ کے عام حادثوں کے نازل ہونے کے وقت۔

جواب :۔ یہ خود آپ کو معلوم ہے کہ نداء غیر اللہ تعالیٰ کو کرنا دور سے شرک حقیقی جب ہوتا ہے کہ ان کو عالم سامع مستقل عقیدہ کرے ورنہ شرک نہیں ۔ مثلاً یہ جانے کہ حق تعالیٰ ان کو مطلع فرمائے گا یا باذنہ تعالیٰ انکشاف ان کو ہو جائے گا یا باذنہ تعالیٰ ملائکہ پہنچا دیں گے ۔ جیسا درود کی نسبت وارد ہے یا محض شوقیہ کہتا ہو محبت میں یا عرض حال محل تحسر و حرمان میں کہ ایسے مواقع میں اگرچہ کلمات خطابیہ بولتے ہیں لیکن ہرگز نہ مقصود اسماع ہوتا ہے نہ عقیدہ ۔ پس ان ہی اقسام سے کلماتِ مناجات و اشعار بزرگان کے ہوتے ہیں کہ فی حد ذاتہ نہ شرک نہ معصیت مگر ہاں بوجہ موہم ہونے کے ان کلمات کا مجامع میں کہنا مکروہ ہے کہ عوام کو ضرر ہے اور فی حد ذاتہ ایہام بھی ہے لہٰذا نہ ایسے اشعار کا پڑھنا منع ہے اور نہ اس کے مؤلف پر طعن ہو سکتا ہے اور کراہت موہوم ہونے کی بوجہ غلبہ محبت کے منجر ہو جاتی ہے ۔ مگر ایسی طرح پڑھنا اور پڑھوانا کہ اندیشہ عوام کے ضرر کا ہو ، بندہ پسند نہیں کرتا گو اس کو معصیت بھی نہیں کہہ سکتا ۔ مگر خلاف مصلحت وقت کے جانتا ہے مگر ہاں جس کلام میں صاف کلمات کفر ہوں اُس کو نہ سُننا حلال ہے اور نہ سکوت روا ہے اگر قادر نہ ہو تو الگ ہو جاوے اور جو عالم باوجود قدرت کے اس کو ردّ نہ کرے یہ مداہنت ہووے گی ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

غیر اللہ سے پناہ مانگنا

سوال :۔ کتاب حیوٰۃ الحیوان میں لکھا ہے کہ ابن سنی نے عمل الیوم واللیلۃ میں لکھا ہے روی ابن السنی فی عمل الیوم و اللیلۃ من حدیث داؤد بن الحصین عن عکرمۃ عن ابن عباس عن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم انہ قال اذا کنت بوادٍ تخاف فیہ الاسد فقل اعوذ ۔ بدانیال علیہ السلام و بالجب من شر الاسد حیوٰۃ الحیوان ۔ جلد اول صـ۲ ۔ در بیان اسد[1] اور بعد چند سطور کے مرقوم ہے :۔ فلما ابتلی دانیال علیہ السلام بالسباع اولا و آخرا جعل اللہ تعالیٰ الاستعاذۃ بہ فی ذلک تمنع شر السباع التی لا تستطاع[2] یہ عمل پڑھنا جائز ہے یا نہیں ۔ اگر نہیں تو اس روایت کا کیا جواب ہے اور استعاذہ بغیر اللہ تعالیٰ جائز ہے یا منع اور منع ہے تو شرک ہے یا کیا ؟

جواب :۔ اگر روایت حیوٰۃ الحیوان کی صحیح ہے تو وجہ یہ ہے کہ اس لفظ میں یہ اثر حق تعالیٰ نے رکھا ہے چنانچہ عبارت دوسری حیوٰۃ الحیوان کی اس پر شاہد ہے کہ حق تعالیٰ نے استعاذہ بدانیال کو مانع شر سباع بنا دیا ہے ۔ اس سے خود ظاہر ہے کہ اس طرح کے کلام میں تاثیر رکھ دی ہے ۔ پس نہ حضرت دانیال وہاں موجود ہوتے ہیں نہ ان کو کچھ علم و خبر ہے نہ وہ دفع کرتے ہیں اس کلمہ کے اثر سے باذنہ تعالیٰ منع شر ہو جاتا ہے ۔ پس بایں معنی یہ معنی سمجھ کر وقت ضرورت کے پڑھنا اس کا مباح ہوا کیونکہ ایسی حالت

---

[1] ابن سنی نے کتاب عمل الیوم واللیلۃ میں داؤد ابن حصین کی روایت سے عکرمہ از ابن عباس کے ذریعہ حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا ہے کہ جب تم کسی جنگل میں ہو اور اس میں شیر کا خوف ہو تو یوں کہہ کہ میں پناہ مانگتا ہوں دانیال کی اور کنوئیں کی شیر کی برائی سے (حیوٰۃ الحیوان در بیان اسد)

[2] چونکہ دانیال علیہ السلام اول و آخر درندوں سے آزمائش میں ڈالے گئے تھے ، اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعہ پناہ مانگنے کو اس بارہ میں ایسا قرار دے دیا کہ ان درندوں کے شر کو منع کرے جن کے دفع کی طاقت نہ رکھے ۔

میں استعاذہ بذریعہ دانیال حق تعالےٰ سے ہے تو تقدیر کلام یہ ہے اعوذ باللہ تعالیٰ بوجہۃ الدانیال[1] الخ اور اگر خود دانیال کو مفید عقیدہ کرے گا بدوں تاویل تو یہاں بھی شرک ہو گا۔ پس یہ عبارت اگرچہ موہم شرک ہے مگر بوجہ ضرورت اور ارتکاب مکروہ کے اباحت ہے جیسا توریہ اضطرار میں کرنا درست ہو جاتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

موہم شرک اشعار

سوال :۔ یہ مضمون شعراء ؎

محمد سترِ قدرت ہے کوئی رمز اس کی کیا جانے
شریعت میں تو بندہ ہے حقیقت میں خدا جانے
محمد کو خدا جانے خدا کو مصطفےٰ جانے
کوئی سمجھے تو کیا سمجھے کوئی جانے تو کیا جانے
خدا ؤ مصطفےٰ کے کنہ میں ادراک عاجز ہے
محمد کو خدا جانے خدا کو مصطفےٰ جانے
وہی ہے ایک دریا اُس کی موجیں دونوں عالم ہیں
غریقِ قلزمِ عرفاں ہو جب یہ ماجرا جانے
احد نے صورتِ احمد میں اپنا جلوہ دکھلایا
بھلا پھر کس طرح سے کوئی اُس کا مرتبہ جانے

چاند بدلی میں چھپا تھا مجھے معلوم نہ تھا
شکل انسان میں خدا تھا مجھے معلوم نہ تھا

اس میں الوہیت و رسالت میں فرق نہیں جانتے اور یہ بظاہر کفر ہے لہٰذا ان کا پڑھنا بالخصوص مجمع عوام میں اور نیز عقیدہ کرنا کیسا ہے کفر ہے یا فسق یا جائز ہے اور درصورت جواز مطلب کیا ہے ؟ فقط

جواب :۔ ان اشعار کے معانی اگرچہ بتاویل درست و صحیح ہو سکتے ہیں مگر چونکہ (بظاہر) موہم شرک ہیں اس لئے عوام کے روبرو تو ان کا پڑھنا موجب فتنہ کا ہے اس سے حذر کرنا چاہیئے اور پڑھنے والے ان کے مجلس عوام میں گنہگار ہوتے ہیں لہٰذا پڑھنا ان کا حرام ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

تصدیق قلبی کے باوجود شرک کرنا بغیر مجبور کرنے کے

سوال :۔ کتب عقائد و کلام میں لکھا ہے کہ اگر ایمان و تصدیق قلبی میں خلل نہ ہووے تو کلماتِ کفریہ و افعالِ کفریہ سے عنداللہ کافر نہیں ہوتا تو التماس یہ ہے کہ یہ امر کس صورت میں ہے کہ جو کلمات کفر اور افعالِ کفر سے کافر نہیں ہوتا، عنداللہ تعالےٰ بشرط صحت تصدیق قلبی آیا حالت اکراہ مراد ہے یا حالت اختیار مراد ہے اور عنداللہ اگر مومن ہو تو عندالشرع کافر ہو گا یا فاسق اور عنداللہ بھی فاسق ہوا یا نہیں اور یا کوئی ضرورت اور منفعت دنیوی مراد ہے کہ وہ حالت اکراہ نہیں ہے خیال میں نہیں آتا کہ کلماتِ کفر اور القاء مصحف فی القاذورات اور کلماتِ توہین و استخفاف بشانِ حضرت حق تعالیٰ ذیشان و حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام و حضرات ملائکہ علیہم السلام بدوں اکراہ وقوع میں آویں اور پھر یہ شخص عنداللہ مومن رہے۔ امید کہ جواب ان اُمور کا ارشاد فرمائیے۔ فقط

---

[1] میں اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں دانیال کے توسط سے۔

جواب :۔ یہ حالت اکراہ میں ہے ورنہ باوجود تصدیق قلبی کے اگر کچھ شرک کرے گا کافر عند اللہ تعالےٰ بھی ہو جاوے گا ۔ فقط

مشرکانہ حکایات پر اعتقاد

سوال :۔ ان کرامتوں مفصلہ ذیل میں کیا حکم ہے ۔ حضرتؒ غوثِ اعظم قدس سرہٗ کے ایک مرید نے انتقال کیا۔ اس کا بیٹا روتا ہُوا آپ کے پاس آیا۔ آپ نے اس کے حال پر رحم فرما کر آسمان چہارم پر جاکر ملک الموت سے روح مرید کو مانگا۔ ملک الموت نے جواب دیا کہ خدا تعالےٰ کے حکم سے روح آپ کے مرید کی قبض کی ہے۔ آپ نے فرمایا میرے حکم سے چھوڑ دے، جب ملک الموت نے نہ دی تو آپ نے زبردستی زنبیل تمام روحوں کی جو اس دن قبض کی تھیں چھین لی۔ تمام روحیں پرواز کر کے اپنے اپنے جسد میں داخل ہوئیں۔ ملک الموت نے خداتے تعالےٰ کے پاس فریاد کی کہ ایک شخص مجنون نے زنبیل روحوں کی چھین لی۔ فرمایا وہ ادھر کو تو نہیں آتا؟ عرض کیا نہیں آتا۔ کہا اچھا ہُوا جو واپس گیا ورنہ وہ اگر ادھر کو آتا تو حضرت آدمؑ سے لے کر اس وقت تک جتنے مرے ہیں سب کے زندہ کرنے کو کہتا تو مجھے سب زندہ کرنے پڑتے۔ رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت ۔

ایک[1] عورت حضرت عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا یا حضرت مجھے بیٹا دو۔ آپ نے فرمایا کہ تیری تقدیر میں لوح محفوظ میں نہیں ہے۔ اس نے عرض کی اگر لوح محفوظ میں ہوتا تو تمہارے پاس کیوں آتی ؟ آپ نے اللہ تعالےٰ سے کہا یا خدا تُو اس عورت کو بیٹا دے۔ حکم ہُوا اس کی قسمت میں لوح محفوظ میں بیٹا نہیں ہے کہا ایک نہیں تو دو دے۔ جواب آیا ایک نہیں تو دو کہاں سے دوں ؟ کہا تو تین[2] دے۔ کہا جب ایک بھی نہیں تو تین کہاں سے اس کی تقدیر میں بالکل نہیں۔ جب وہ عورت ناامید ہوئی غوثِ اعظم نے غصہ میں آکر اپنے دروازہ کی خاک تعویذ بنا کر دے دی اور کہا تیرے سات بیٹے ہوں گے۔ وہ عورت خوش ہو کر چلی گئی اور اُس کے سات بیٹے ہوئے۔

بعد[3] وفات حضرت عبدالقادر جیلانی، ایک بزرگ نے آپ کو خواب میں دیکھا۔ کہا منکر نکیر کے جواب سے آپ نے کیوں کر رہائی پائی ؟ جناب شیخ نے فرمایا یوں پوچھو منکر نکیر نے میرے سوالوں کے جواب میں کیونکر رہائی پائی۔ جس وقت میرے پاس قبر میں آئے میں نے ان کے دونوں ہاتھ پکڑ لئے اور کہا یہ بتلاؤ جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم زمین میں اپنا خلیفہ پیدا کریں گے تو تم نے یہ کیوں کہا کہ اے اللہ ! تو ایسے شخص کو پیدا کرتا ہے جو زمین میں فساد پیدا کرے گا شاید تم نے اللہ تعالےٰ کو مشورت طلب ٹھہرایا۔

جواب :۔ ان الحکم الا للہ[1] یہ کرامات مندرجہ سوال بُت پرستوں کے سے عقیدہ والوں کے ہیں قد جاء فی الحدیث من رأی منکم منکرا فلیغیّرہ بیدہ ومن لم یستطع فبلسانہ ومن لم یستطع فبقلبہ ولیس وراء ذلک[2] حبۃ خردل من الایمان ۔ جو لوگ ان کرامات شرکیہ مذکورہ کو حق جانتے ہیں اور اس عقیدہ شرکیہ کفریہ پر ہیں سراسر مخالف قرآن اور حدیث کے ہیں اور مثل بُت پرستوں کے عبدالقادر پرست ہیں۔ بندہ کو خدا اعتقاد کرتے ہیں العیاذ باللہ

---

[1] حکم بجز اللہ کے کسی کا نہیں [2] حدیث میں ہے "جو تم میں سے کوئی گناہ دیکھے تو اُسے اپنے ہاتھ سے بدل دے اور جو نہ کر سکے تو اپنی زبان سے اور جو نہ کر سکے تو اپنے دل سے اور اس سے کم تو ایمان رائی کے دانہ کے برابر بھی نہیں"

بلکہ اس واحد وقہار وقیوم وجبّار کو بندہ کے آگے مجبور جانتے ہیں۔ ایسے عقیدہ والے قطعی کافر اور مشرک ہیں۔ اگر وہ کوئی ابتدائے تمیز سے اس عقیدہ پر ہے تو پرانا کافر ہے جب تک اس کفریہ عقیدہ سے توبہ نہ کرے اور تجدید اسلام کلمہ شہادت سے نہ کرے مسلمان نہیں۔ قال اللہ تعالےٰ انہ من یشرک باللہ فقد حرم اللہ علیہ الجنۃ وماوٰہ النار وما للظالمین من انصار[1]۔ اگر کسی مسلمان کے گناہوں سے ساری زمین لبریز ہو اور شرک نہ ہو تو حق جل جلالہٗ اس کے بخشنے کا وعدہ فرماتا ہے اپنی رحمت سے مگر مشرک کافر ہرگز نہ بخشا جائے گا۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَمَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِیْدًا[2]۔ اور جو لوگ اوّل عقیدہ توحید کا رکھتے تھے اور بعد میں اس شرکیہ عقیدہ پر ہو گئے ہیں تو ان کے پہلے نیک عمل سب برباد ہو گئے۔ اگر اسی کفر پر مر جائیں تو دوزخی ہیں بموجب فرمان واجب الاذعان الٰہی کے وَمَنْ یَّرْتَدِدْ مِنْکُمْ عَنْ دِیْنِہٖ فَیَمُتْ وَھُوَ کَافِرٌ فَاُولٰٓئِکَ حَبِطَتْ اَعْمَالُھُمْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ[3]

نعوذ باللہ من شر الکاذبین المبتدعین الباطلین الطاغین الفاسقین واللہ اعلم بالصواب فاعتبروا یا اولی الالباب[4] حررہ الفقیر محمد حسین الدھلوی عفا اللہ عنہ۔

الجواب حق
محمد اشرف علی عفی عنہ سلہٹی

یقال لہ محمد ابراہیم

الجواب صحیح۔ عبد المجید عرف محمد قابل عفی عنہ مدرس مدرسہ اسلامیہ

یہ باتیں عوام کالانعام بل ہم اضل کی ہیں ان سے احتراز مسلمانوں پر واجب ہے۔ فقط قادر علی عفی عنہ

صح الجواب بعون اللہ الملک الوہاب شہر اسلام آباد عرف چاٹگام۔

الجواب صحیح سید عبد السلام غفرلہ — الجواب صحیح سید محمد ابو الحسن — الجواب صحیح سید معتصم باللہ حنفی

محمد عبد الحکیم عفی عنہ

کرامات مذکورہ بے اصل ہیں ان کے اعتقاد سے احتراز چاہیئے۔ محمد حسن عفی عنہ

---

[1] اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس نے اللہ تعالےٰ کے ساتھ شریک کیا تو اللہ تعالےٰ نے اس پر جنت حرام کر دی اور اس کا ٹھکانہ آگ ہے اور ظالموں کی کوئی مدد کرنے والا نہیں۔

[2] اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت نہیں فرمائے گا کہ اس کے ساتھ شریک کیا جائے اور اس کے علاوہ جس کی چاہے مغفرت فرمائے گا اور جس نے اللہ تعالےٰ کے ساتھ کسی کو شریک کیا تو وہ بے شک بڑی دور کی گمراہی میں پڑ گیا۔

[3] اور تم میں سے جو شخص اپنے دین سے مرتد ہو جائے اور وہ کفر کی حالت میں ہی مر جائے تو ان کے اعمال دنیا و آخرت میں برباد ہو گئے اور وہ جہنمی ہے جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

[4] ہم اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں جھوٹوں کے شر سے جو بدعتی اور باطل پر ہیں سرکش اور فاسق ہیں واللہ اعلم بالصواب۔ عبرت حاصل کرو اے عقلمندو۔

یہ حکایات لا اصل ہیں اعتقاد کے لئے یقینی باتیں درکار ہیں۔ معتقدان باتوں کا یا نادان ہے یا کبر و مسلمانوں کو بہرحال ایسی باتوں سے اعتقاد ہٹانا چاہیئے اور سچے اور پکے مسلمانوں کے عقائد دل میں جمانے چاہئیں۔ فقط محمد ناظر حسن عفی عنہ مدرس مدرسہ اسلامی میرٹھ شہر۔

کرامت مذکورہ کا معتقد مخالف قرآن و احادیث کا ہے ایسے اعتقاد سے پرہیز کرنا لازم ہے۔ فقط محمد مسعود نقشبندی

الجواب صحیح محمد عبیداللہ الجواب صحیح عبدالحق

ایسے عقائد مشرکین و مبتدعین کے ہیں جواب مجیب کا اور مواہیر و دستخط صحیح ہیں حسبنا اللہ بس حفیظ اللہ الجواب صحیح والرائے یکجح۔ الغرض جناب شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ ولی کامل فی زعمنا ہیں صاحب کرامات ہیں مگر عوام کالانعام جہلا لوگوں نے ہزارہا حکایات اکاذیب گھڑ رکھی ہیں منجملہ ان کے جو سوال میں درج ہیں اور انہی کے لگ بھگ یہ کرامت بھی افترا کی ہوئی ہے کہ بارہ برس کے بعد کشتی مع برات ڈوبی ہوئی نکالی۔ سو اس کی بھی کچھ اصل نہیں ہے، غرضیکہ ایسے عقیدے شرکیہ بدعیہ سے توبہ کرنی چاہیئے ورنہ ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔

حررہ العاجز ابو محمد۔ عبدالوہاب الفنجابی الملتانی خادم شریعت رسول الاداب

الجواب صحیح سید محمد اسمٰعیل فرید آبادی بقلم خود ابو محمد عبدالوہاب پیر محمد انصاری عفی عنہ ولی محمد

جواب بہت صحیح ہے جواب بہت صحیح ہے سید عطاء الرحمٰن عفی عنہ

مولوی دبیر الرحمٰن صاحب سید محمد عبدالحمید سید غلام حسین

عبدالجبار حیدر آبادی جواب صحیح ہے روح چھیننا غلط ہے اعتقاد اس پر باطل ہے۔

بمہر و قلم امیر احمد عفی عنہ قادر بخش عفی عنہ جواب صحیح ہے تلطف حسین

مخفی نہ رہے کہ مفتی جزاہ اللہ خیر الجزاء نے جو جواب دیا ہے اللہ وحدہٗ لاشریک لہ کے پوجنے والوں اور اس کے رسول برحق کے ماننے والوں کو کافی و وافی ہے البتہ ضال مضل مشرک و مبتدع کہ جس کے دل اور آنکھ اور کان پر شقاوت و بدبختی کی مہر ہے اُس کا کوئی علاج نہیں ہے۔ فی الواقع جو شخص ایسی کرامتوں لا اصل کا پیران پیر یا کسی دوسرے ولی و فقیر سے کہ جو مقدرات باری تعالےٰ و تصرفات قادر مطلق سے ہیں قائل و معتقد ہے اُس کے مشرک ہونے میں کوئی شک نہیں۔ خدا بے چون و چرا کے حکم و قدرت کے مقابلہ میں کسی نبی و ولی کی کچھ پیش نہیں چلتی وہ حاکم سارا جہان محکوم وہ خالق اور سب مخلوق۔ پھر کون اس شہنشاہِ دوجہان کے حکم کو رد کرسکتا ہے اپنے کلام معجز میں بیان فرماتا ہے قل من بیدہ ملکوت کل شئی وھو یجیر ولا یجار علیہ ان کنتم تعلمون ہ سیقولون للہ قل فانی تسحرون ہ یعنی فرمایا اللہ صاحب نے کہ کون ہے وہ شخص جس کے ہاتھ میں ہے قابو ہر چیز کا اور وہ حمایت کرتا ہے اور اُس کے مقابل کوئی نہیں حمایت کرتا جو جانتے ہو وہی کہہ دیں گے کہ اللہ ہی ہے پھر کہاں سے خبط میں پڑ جاتے ہو اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں لیس الفاعل والقادر والمتصرف الا ھو یعنی اللہ تعالےٰ و اولیاء اللہ ھم الفانون الھالکون فی فعلہ تعالیٰ و قدرتہ وسطوتہ لا فعل لھم ولا قدرۃ ولا تصرف لا الآن ولا حین کانوا حیا فی الدار الدنیا۔ یعنی قادر اور فاعل اور متصرف کوئی نہیں مگر اللہ اور اولیاء اللہ فانی اور گم ہیں اللہ کے فعل میں

اور اس کی قدرت اور غلبہ میں نہ ان کا کوئی فعل ہے نہ قدرت نہ تصرف نہ اب یعنی عالمِ برزخ میں اور نہ جبکہ زندہ تھے دنیا میں۔ پس اس آیت اور عبارت شیخ موصوف سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی اور کوئی کسی کی حمایت نہیں کر سکتا۔ پس ایسی کرامت پیرانِ پیر کی طرف منسوب کرنا محض تہمت و افترا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔
فقط حررہ حمایت اللہ عفا اللہ عنہ جلیسری۔

ایسی حکایات و کرامات جن میں خدا کے ساتھ مقابلہ یا اس کے کاموں میں کسی قسم کا دخل بے جا بخلاف مرضی حق تعالیٰ کے ہو محض افترا و بہتان ان بزرگوں پر ہے۔ انبیاء و صدیقین و شہداء و صلحاء اور ملائکہ سب اُس کے حکم کے آگے دم بخود ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ بل عباد مکرمون لا یسبقونہ بالقول وھم بامرہ یعملون۔ یعلم ما بین ایدیھم وما خلفھم ولا یشفعون الا لمن ارتضیٰ وھم من خشیتہ مشفقون ومن یقل منھم انی الٰہ من دونہ فذلک نجزیہ جھنم کذلک نجزی الظالمین۔ یعنی وہ بندے ہیں جن کو عزت دی ہے اُس سے بڑھ کر نہیں بول سکتے اور وہ اس کے حکم پر کام کرتے ہیں۔ اس کو معلوم ہے جو اُن کے آگے اور پیچھے ہے اور وہ سفارش نہیں کرتے مگر اُس کی جس سے وہ راضی ہو اور وہ اس کی ہیبت سے ڈرتے ہیں اور جو کوئی ان میں کہے کہ میں خدا ہوں سوائے اُس کے سو اُس کو ہم بدلہ دیں دوزخ یوں ہی ہم بدلہ دیتے ہیں ظالموں کو ع بزرگان بزرگی نہادہ زسر[1]

فقط حررہ العاجز ابو عبدالرحمٰن محمد عفی عنہ

الجواب صحیح محمد عبدالحکیم عفی عنہ۔ جواب صحیح ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے فسبحان الذی بیدہ ملکوت کل شئی و الیہ ترجعون[2] فقط حررہ عطا اللہ عفی عنہ۔ یہ جواب صحیح ہے۔ ابو محمد سلیم الدین۔ ہذا جواب صحیح۔ الجواب صحیح ابو عبداللہ محمد نعمت اللہ نصیر آبادی۔ جواب صحیح ہے۔ دستخط محمد فقیر اللہ الفنجابی شاہپوری۔ خادم شریعت متین محمد سلیم الدین عفی عنہ دیناجپوری۔

الجواب۔ واللہ سبحانہٗ الموفق للصواب۔ یہ کرامتیں جو سوال میں مرقوم ہیں اس کا ردّ و انکار نہیں ہو سکتا اس واسطے کہ اس میں کوئی امر خلاف شرع اور خلافِ عقیدہ اہلِ اسلام نہیں ہے اور ایک کرامت اخیرہ اقتباس الانوار میں جو معتبر کتاب ہے احوال حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالےٰ عنہ میں منقول ہے اور دو کرامتیں جو پہلی ہیں وہ میری نظر سے کسی کتاب میں نہیں گزریں لیکن کتب احوال حضرت ممدوح میں بہت کثیر ہیں اور میں نے ان کو بالاستیعاب نہیں دیکھا۔ پس ممکن ہے کہ کسی صاحب نے نقل کی ہوں۔ بہرحال انکار کرنے کی کوئی وجہ وجیہہ نہیں معلوم ہوتی اور حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ سے ایسی کرامتیں بکثرت صادر ہوئی ہیں اور یہ کرامتیں ان کے کمال اور شرف کے سامنے کچھ مقدار نہیں رکھتیں۔ ان کا کمال اس سے بہت زیادہ ہے اور یہ امر اہلِ معرفت پر مخفی نہیں ہے۔ اقتباس الانوار میں ہے واز آں حضرت ہر جنس کرامات نقل کردہ اند تصرف در ظواہر خلق و

---

[1] بزرگوں نے بزرگی سر سے اُتار کر رکھ دی۔
[2] پس پاک ہے وہ ذات جس کے ہاتھ میں سب چیزوں کا قبضہ ہے اور اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

بواطن ایشان و اجرائے حکم بر انس و جن و اطلاع ضمائر و اظہار سرائر و تکلم بخواطر و اطلاع بر بطائن ملک و ملکوت و کشف حقائق جبروت و اسرار لاہوت و اعطاء مواہب علیہ و امداد عطایاء لاریبیہ و تقلب و تصرف حوادث و دوائر و تصرف اکوان اثبات الٰہی و اتصاف بصفت احیاء و اماتت و ابراء اکمہ و ابرص و تصحیح مرضیٰ و طی زمان و مکان و نفاذ امر در زمین و آسمان و نیز بر آب و طیران در ہوا و تصرف ارادت مردم انتہیٰ [1]

العبد

فقط واللہ سبحانہٗ اعلم و علمہ اتم مہر مولوی ارشاد حسین صاحب رامپوری — احمدے محمد ارشاد حسین

مولوی ارشاد حسین صاحب سے تعجب ہے کہ ظاہر ان حکایات کو خصوصاً پہلی حکایت کو خلافِ شرع نہیں جانتے۔ حق تعالےٰ سے غالب ہونا اور امر حق تعالےٰ کو رد کر دینا اور خدا تعالےٰ کا شیخ قدس سرہٗ سے ڈرنا۔ تو صاف اس سے واضح ہے اور پھر بھی خلافِ قاعدہ شرع کے یہ نہیں تو معلوم نہیں وہ کونسا امر ہے کہ خلاف ہوتا ہے۔ اگر کوئی تاویل مولوی صاحب فرما کر یہ جواب لکھتے تو مضائقہ نہ تھا مگر صاف طور پر ان کو تسلیم کرنا تھا یہ مستبعد ہے علماء سے کہ عوام کی غوایت کو ایسا لکھنا کافی ہے، بہرحال یہ حکایات بظاہر خود کفر اور خلاف قاعدہ شرع کے ہیں خصوصاً پہلی حکایت کہ مسلمانوں کو ایسا عقیدہ نہ کرنا چاہیئے اور کمالاتِ شیخ کی عبودیت و بندگی اور عجز تام بدرگاہ حق تعالیٰ کے ہوتا ہے نہ ایسی حکایات واہیہ آپ کی شانِ رفیع تسلیم و رضا و فنا پیش حق تعالےٰ و اوامر حق تعالیٰ کے ہے۔ چنانچہ ان کے کلمات فتوح الغیب سے واضح لائح ہے نہ کہ مقابلہ امر حق تعالیٰ کا اور مخاصمہ ذات پروردگار کے ساتھ معاذ اللہ الیٰ صل ان حکایات کی کوئی اصل نہیں یہ واضح کسی ملحد کی ہیں اور شانِ بزرگان سے بعید ہے کہ ایسی حکایات لکھیں یا اُس پر عقیدہ کریں اور جو عبارت مولوی صاحب نے نقل کی ہے اُس سے کرامات کا واقع ہونا ثابت ہے نہ مقابلہ و برابری و مکابرہ حق تعالیٰ کے ساتھ۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ مسلمان ایسے عقائد سے احتراز رکھے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم ۔ کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی

فی الحقیقت حکایات مندرجہ سوال جس کو سائل کرامات حضرت شیخ قدس سرہٗ اعتقاد کرتا ہے حکایات کاذبہ مردودۃ الشرع ہیں نہ کرامات مقبولہ حاشا و کلا شان حضرت غوث اعظم قدس سرہٗ کے ہرگز ہرگز مقتضی اس کے نہیں ہے کہ ایسے امور مخالف شرع بطور کرامت ان سے صادر ہوویں کہ منافی ولایت ولی ہیں اس لئے کہ ولی اس مومن کو کہتے ہیں کہ جو عارف بذات اللہ و الصفات ہو کر حسب امکان عبادت پر مواظبت کرے اور گناہوں اور شہوات و لذات سے کنارہ کش ہو۔ پس اپنے کو عاجز و مغلوب اور ذات احدیث کو قادر و غالب اعتقاد کرنا اور مخالف اس کے عملاً بھی کاربند نہ ہونا لازم الولی ہے

---

[1] اور حضرت غوث پاک سے ہر قسم کے کرامات نقل کئے ہیں مخلوق کے ظاہر و باطن میں تصرف اور انسان و جن پر ان کے حکم کا جاری ہونا اور دلوں پر اطلاع پانا اور چھپی ہوئی باتوں کا ظاہر کرنا اور دلوں سے بات کرنا اور ملک و ملکوت کی باطنی باتوں پر اطلاع پانا اور حوادث میں الٹ پلٹ کرنا اور اس میں تصرف کرنا اور اثباتِ الٰہی کے اکوان میں تصرف کرنا اور زندہ کرنے اور مارنے کی صفت سے متصف ہونا اور کوڑھی و مادر زاد اندھے کو اچھا کرنا مریضوں کو تندرست کرنا اور زمان و مکان کو طے کرنا اور زمین و آسمان میں آپ کے امر کا نافذ ہونا بلکہ پانی پر بھی اور ہوا میں اُڑنا اور لوگوں کے ارادے میں تصرف کرنا۔

بناء علیہ جو کہ حکایات اولیٰ اور ثانیہ سے عجز و مغلوبیت خالق الارض والسمٰوات اور غلبہ حضرت شیخ قدس سرہٗ کا و نیز بزور رد کر دینا حکم حضرت رب العالمین کا صریح لازم ہے اور یہ منافی ولایت۔ پس کرامات حضرت غوث الثقلین رحمۃ اللہ تعالیٰ سے ہونا ان حکایات کا بالبداہتہ باطل ہے۔ جو شخص ایسا اعتقاد کرے وہ ملحد ہے۔ نعوذ باللہ من ذٰلک نہایت تعجب ان علماء سے ہے کہ جو ان حکایات کاذبہ کو کرامات حضرت شیخ قدس سرہٗ سے قرار دے کر عوام کالانعام کو گمراہ کریں۔ نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا۔ فقط

محمد قاسم علی خلف
مولانا محمد عالم علی

حررہ محمد قاسم علی عفی عنہ مرادآبادی

تعویذ میں موہم شرک الفاظ لکھنا

سوال :۔ ایک بزرگ نقشبندی کا معمول لکھا ہے کہ تعویذ میں یہ عبارت بھی شامل کرتے تھے یا حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنک صاحب این حرز را در ضمن تو سپردیم۔ ایسی عبارت تعویذ میں لکھنا جائز ہے یا نہیں ؟

جواب :۔ یہ عبارت جو کسی بزرگ سے منقول ہے اس کا لکھنا تعویذ میں درست نہیں کہ ظاہر اس کا موہم شرک کا ہے۔ کیونکہ متبادر اس کلام سے یہ ہوتا ہے کہ حضرت مجدد قدس سرہٗ حاضر اور سنتے ہیں اور سب خلق کے وہ ضامن و حافظ ہیں اور یہ شان وصفت حق تعالیٰ کی ہے بالاستقلال۔ پس ایسا کلام موہم لکھنا اور کہنا ناجائز ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ماشاء اللہ وشئت کو بہ سبب ایہام شرک کے منع فرما دیا ہے۔ اگرچہ تاویل کلام بزرگ کی درست ہو سکتی ہے جیسا کہ کلام وارد حدیث کی تاویل درست ہو سکتی ہے اسی ہی واسطے ان بزرگ کی شان میں کوئی نسبت عصیان کی نہ کرنا چاہیئے مگر بسبب ظاہر متبادر معنی کے خود اس سے اجتناب چاہیئے۔ چنانچہ حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ موہم کلمہ سے احتراز کرنا چاہیئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

شرک فی التسمیہ کا گناہ

سوال :۔ اس آیت کے جواب میں کیا فرماتے ہیں جو سورۂ اعراف کی اخیر میں حضرت آدم وحوا علیہما السلام کے بارے میں وارد ہے جعلا لہ شرکاء[1] تمام مفسرین کے کلام سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آدم اور حوا سے شرک ہوا کہ انہوں نے اپنے بیٹے کا نام عبدالحارث رکھا اور حارث شیطان کا نام ہے۔

جواب :۔ شرک جو آیت شریفہ میں آیا ہے وہ شرک نہیں گناہِ کبیرہ ہے اور گناہِ کبیرہ بلکہ صغائر و ترک اولیٰ پر بھی شرک کا اطلاق آیا ہے۔ چنانچہ شرک دون شرکٍ احادیث میں آیا ہے۔ پس یہ شرک جو اُن سے سرزد ہوا ہے یہ شرک فی التسمیہ ہے یعنی بوجہ عدم علم اس امر کے کہ حارث شیطان کا نام ہے انہوں نے عبدالحارث نام رکھ دیا۔ پس بہ صورت شرک ہے نہ واقعی اور حقیقی ترک اولیٰ اور مکروہ تنزیہی کا صدور انبیاء سے بعد نبوت بھی اتفاقاً جائز رکھا گیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

---

[1] ان دونوں نے اللہ کا شریک بنایا۔

یزید کو کافر کہنا

سوال :۔ یزید کہ جس نے حضرت امام حسین علیہ السّلام کو شہید کیا ہے وہ یزید آپ کی رائے شریف میں کافر ہے یا فاسق ؟

جواب :۔ کسی مسلمان کو کافر کہنا مناسب نہیں۔ یزید مومن تھا بسبب قتل کے فاسق ہوا۔ کفر کا حال دریافت نہیں، کافر کہنا جائز نہیں کہ وہ عقیدہ قلب پر موقوف ہے۔

مولانا اسمٰعیلؒ شہید کو کافر کہنا

سوال :۔ جو شخص کہ حضرت مولانا مولوی اسمٰعیل صاحب شہیدؒ کو کافر اور مردود کہتا ہے تو وہ شخص خود کافر ہے یا فاسق؟ اگر وہ کافر ہے تو اُس کے ساتھ معاملہ کفّار کا سا کرنا جائز ہے یا نہیں ؟ موافق اس فتویٰ کے جو مولوی عبدالرّب صاحب واعظ دہلوی کا ہے اور اُس پر چند علماء کی مہریں ہیں وہ یہ کہ جو کوئی مولوی محمد اسمٰعیل ولی کامل کو کافر کہتا ہے وہ خود کافر ہے اور مصداق ہے حدیث من عادی لی ولیا فقد باٰذنتہ[1] بالمحاربۃ ۔ فقط محمد اکبر علی خاں

اسی طرح اور بہت علمائے دہلی کی مُہریں ہیں تو موافق اس فتوے کے اس کے ساتھ معاملہ کفاروں کا سا کرنا جائز ہے یا نہیں ؟ فقط ۔

جواب :۔ مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کو جو لوگ کافر کہتے ہیں بتاویل کہتے ہیں اگرچہ وہ تاویل اُن کی غلط ہے لہٰذا ان لوگوں کو کافر کہنا اور معاملہ کفار کا سا نہ کرنا چاہیئے۔ جیسا کہ روافض و خوارج کو بھی اکثر علماء کافر نہیں کہتے حالانکہ وہ شیخین و صحابہ کو اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو کافر کہتے ہیں۔ پس جب بسبب تاویل باطل کے اُن کے کفر سے بھی ائمہ نے تحاشی کی تو مولوی محمد اسمٰعیلؒ کو بہ طریق اولیٰ کافر نہ کہنا چاہیئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

اشیاء کو مؤثر بالذات ماننا

سوال :۔ مجالس ابرار میں اقسام شرک کے بیان میں مرقوم ہے والخامس من انواع الشرک شرک الاسباب وھو اسناد تاثیر للاسباب العادیۃ کشرک الفلاسفۃ والطبائعین ومن تبعھم علی ذلک من جملۃ المؤمنین فانھم لما راوا ارتباط الشبع باکل الطعام وارتباط الروی بشرب الماء وارتباط ستر عورتہ بلبس الثیاب وارتباط الضوء بالشمس ونحو ذلک مما لا یحصر فھموا بجھلھم ان تلک الاشیاء ھی المؤثرۃ فیما ارتبط وجودہ معھا اما بطبعھا او بقوۃ وضعھا اللہ تعالیٰ فیھا وھو غلط وسبب غلطھم قیامھم ادراک الحس بادراک العقل فان الذی شاھدوہ انما ھو تاثر شئ

---

[1] جس نے میرے کسی دوست سے دشمنی کی تو اُس نے جنگ کا اعلان کر دیا۔

عند الشئ وهذا هو حظ الحس واما تاثيره فيه فلا يدرك بالحس بل انما يدرك بالعقل والسادس من انواع الشرك شرك الاغراض وهو العمل لغير الله تعالىٰ كشرك المرائين الخ وحكم السادس الذى هو شرك الاغراض المعصية بالاجماع وحكم الخامس الذى هو شرك الاسباب التفصيل وهو ان اهل هذا الشرك فى اعتقادهم التاثير لتلك الاسباب مختلفون فمنهم من يعتقد ان تلك الاسباب تؤثر بطبعها وحقيقتها فى الاشياء التى تقارنها ولا خلاف فى كفر من يعتقد هذا ومنهم من يعتقد ان تلك الاسباب لا تؤثر بطبعها وحقيقتها بل بقوة اودعها الله تعالىٰ فيه ولو نزعها منها لا تؤثر وقد تبعهم فى هذا الاعتقاد كثير من عامة المؤمنين ولا خلاف فى بدعة من يعتقد هذا وانما الخلاف فى كفره فمن كان فيه شئ من هذه المذكورات ولم يسع فى ازالته عن نفسه واصلاح شانه يختم له بالسر وان كان مع كمال الزهد والصلاح لان زهده وصلاحه انما ينفعه اذا كان مع الاعتقاد الصحيح الموافق لكتاب الله تعالىٰ وسنة رسوله صلى الله عليه وسلم واما اذا لم يكن مع الاعتقاد الصحيح الموافق لهما بل كان مع الاعتقاد الفاسد المخالف لهما فلا ينفعه ۔ اس عبارت کا مطلب ارشاد ہو۔ اور یہ بھی فرمایئے کہ اس قسم ثانی میں جس کے بدعت ہونے میں خلاف نہیں اور کفر میں خلاف ہے (اودعها الله تعالىٰ) سے کیا مراد ہے ؟ اس کی تقریر اس طور پر فرماد یجئے کہ خوب ذہن نشین ہو جائے اور علماء سے یہ بھی سنا گیا ہے کہ بعض اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تاثیر اشیاء میں رکھ دی ہے اور بعض کا یہ ہے کہ نہیں رکھی۔ پھر رکھنے سے کیا مراد ؟ اس مسئلہ تاثیر اشیاء میں جو مذہب صحیح ہے وہ بیان کر دیجئے یا یہ کہ یہ خلاف اور نزاع لفظی ہے اور مطلب فریقین کا واحد ہے ؟

جواب :۔ جو شخص عقیدہ کرتا ہے کہ اشیاء بطبعہا مؤثر ہیں تو یہ تو خود شرک ظاہر ہے کہ ان اشیاء کو مستقل مؤثر جانتا ہے کہ اپنی ذات سے تاثیر کرتی ہیں حق تعالیٰ کا تاثیر دینا نہیں جانتا اور دوسری قسم کہ ان اشیاء کو حق تعالےٰ نے پیدا کیا اور یہ تاثیر حق تعالےٰ نے ان اشیاء میں رکھی ہے یعنی پیدا کر دی ہے۔ یہ معنی اودعها کے ہوئے کہ تاثیر خود اپنے آپ ان میں نہیں ہوئی بلکہ حق تعالےٰ نے تاثیر ان میں پیدا کر دی ہے اس میں تاثیر خدا تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی سے مؤثر ہیں۔ پس اگرچہ عقیدہ خلق تاثیر کا تو درست ہے مگر بعد خلق تاثیر کے خود مؤثر ہو دیں یہ باطل ہے کیونکہ اس سے یہ ظاہر ہوا کہ جب حق تعالےٰ نے تاثیر ان کو دے دی تو پھر وقت تاثیر کے حق تعالیٰ کا تصرف اس میں نہیں ہوتا یہ خود تاثیر کرتی ہیں جیسا عامہ جہال کہتے ہیں کہ اولیاء کو حق تعالیٰ نے علم و قدرت و تصرف دے دیا ہے۔ اس کے ذریعہ سے خود اولیاء تصرف کرتے ہیں۔ چنانچہ تقویۃ الایمان میں لکھتے ہیں :

"خواہ اولیاء اللہ کی نسبت یہ گمان کرے کہ خود عالم و متصرف ہیں یا یہ گمان و زعم کرے کہ خدا تعالےٰ نے ان کو علم و تصرف دیا دونوں شرک ہیں"

ایسا ہی اشیاء کی تاثیر میں ہے لہٰذا یہ بھی شرک ہے بلکہ یہ عقیدہ چاہیئے کہ یہ تاثیرات حق تعالےٰ نے پیدا کر دی ہیں اور پھر جس وقت چاہتا ہے حق تعالیٰ ان تاثیرات کو نافذ کرتا ہے۔ اشیاء کو کوئی دخل و تصرف و تاثیر نہیں بلکہ اسباب عادیہ روپوش ظاہری ہیں۔ عین وقت تاثیر کے بھی حق تعالےٰ ہی خالق اثر ہے یہ ایمان ہے اور اولیاء کی نسبت بھی یہ عقیدہ ایمان ہے

کہ حق تعالیٰ جس وقت چاہے ان کو علم و تصرف دیوے اور عین حالت تصرف میں حق تعالیٰ ہی متصرف ہے اولیاء ظاہر میں متصرف معلوم ہوتے ہیں۔ عین حالت کرامت و تصرف میں حق تعالیٰ ہی ان کے واسطے سے کچھ کرتا ہے۔ اس نکتہ و فرق کو نہ سمجھ کر اکثر جہال تقویۃ الایمان پر طعن کرتے ہیں پس تاثیر رکھنا اس میں اثر پیدا کرتا ہے اور پھر اثر خود ہی کرتا ہے بذریعہ ظاہری ان اشیاء و اولیاء کے اور سب علماء کا یہی مذہب ہے اس کے خلاف شرک ہے بظاہر نزاع لفظی ہے ورنہ مبتدع علماء جہل مرکب کے مبتلا ہیں وہ تاثیر رکھنا کہتے ہوں گے مثل عوام جہلاء کے۔ جیسا کہ تقویۃ الایمان پر طعن کرتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عمداً کلمۂ کفر بولنا

سوال :۔ عیسائی مذہب کے پادریوں نے سہارنپور میں آکر نوجوان لڑکیوں کو تو اپنے مدرسوں میں داخل کر کے بہکانہ اور بے دین کرنا اور مرتد بنانا شروع کیا ہی تھا اب ایک اور فریب و جہل کی راہ نکالی۔ وہ یہ کہ مسلمانوں کی چھ چھ، آٹھ آٹھ، دس دس، بیس بیس وغیرہ لڑکیوں اور عورتوں کو اپنے مذہب کی کتابیں پڑھانا شروع کیا ہے اور وہ لڑکیاں اور عورتیں مطلق اپنے مذہب سے واقف نہیں ان کو ہر اتوار کو پیسے اور تصویریں اور شیرینی کے لالچ دیئے جاتے ہیں اور مسیح کو غزلوں اور بھجنوں میں خدا اور خدا کا بیٹا گوایا جاتا ہے اور لڑکیاں اور عورتیں خصوصاً مسلمانوں کی تنخواہ کے لالچ میں کفر و الحاد کے جملے بولتے ہوئے بھی نہیں ڈرتیں۔ ایسے مکر و فریب سے پادریوں نے ملک پنجاب میں گزشتہ سالوں میں سات سو لڑکیاں عیسائی کی ہیں۔ سہارن پور میں یہ بلائے جان گزا و ایمان وبا اسی سال آئی ہے نو مدرسے خاص سہارنپور میں مسلمانوں میں جاری ہیں اور مسلمانوں کی عورتیں اس وجہ سے کہ روپیہ کے لالچ میں آکر خود انتظام کر لیں گی اور لڑکیوں کو جمع کر کے بے دین بے ایمان کرنے کا ڈھنگ ہم کو بتلاویں گی معلمہ مقررہ کی گئیں ان مدرسوں میں پڑھنا اور پڑھانا اور پڑھائی کے واسطے مکان دینا اور پڑھنے والیاں اور پڑھانے والیاں جو اس فعل بد سے راضی ہوں اور جو عورتیں شوہروں کے اس حکم خاص کو نہیں مانتیں اور جو شخص اپنے مکان اور اپنے اہل و عیال کو اس کام سے باز نہیں رکھتا اور اپنی لڑکیوں کا ایسے مدرسہ میں جانے سے مانع نہیں ہوتا عند الشرع کیا حکم رکھتے ہیں مفصل بحوالہ آیات و احادیث تحریر فرمائیے اجر عظیم اللہ سے پائیے۔ فقط

جواب :۔ کلمۂ کفر بولنا عمداً اگرچہ اعتقاد اس پر نہ ہو کفر ہے۔ چنانچہ ردالمحتار میں لکھا ہے :۔

قال فی البحر والحاصل ان من تکلم بکلمة الکفر هازلا او لاعبا کفر عند الکل والاعتبار باعتقادہ کما صرح بہ الخانیة ومن تکلم خطیا او مکرها لا یکفر عند الکل ومن تکلم عامدا کفر عند الکل ومن تکلم بها اختیارا جاهلا بانها کفر ففیه اختلاف الخ وفی الفتح ومن هزل بلفظ کفر ارتد وان لم یعتقد یه للاستخفاف فهو ککفر المعتاد قال فی ردالمحتار ای تکلم باختیار ہ غیر قاصد معناہ وهذا لانا فی ما مر من ان الایمان هو التصدیق فقط او الاقرار لان التصدیق وان کان موجودا حقیقة لکنه زائل حکما لان الشارع جعل

بعض المعاصی امارۃ عدم وجودہ کالھزل المذکور وکمالو سجد لصنم او وضع مصحفا فی قاذورۃ فانہ یکفر وان کان مصدقا لان ذٰلک فی حکم التکذیب کما افادہ فی شرح العقائد انتھی رجل کفر بلسانہ طائعاً وقلبہ مطمئن علی الایمان یکون کافراً ولا یکون عنداللہ مومنا کذا فی قاضی خان [1]

پس روایات سے صاف واضح ہے کہ جو کوئی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ابن اللہ راگ میں گاوے یا کوئی کلمۂ کفریہ پادریوں کے کہلانے سے جو صاحب مدارس کے لڑکے لڑکیاں کہتی ہیں کہے مرتد کافر ہوا اور اس امر پر رضا دینا بھی کفر ہے قال فی شرح العقائد وشرح القاری علی الفقہ الاکبر الرضا بالکفر کفر انتھی [2]۔ اور ان سخت کلمات پر کچھ پرواہ نہ کرنا اور سہل جاننا بھی کفر ہے۔ الاستھانۃ بالمعصیۃ بان یعدھا ھنیئۃ ویرتکبھا من غیر مبالاۃ بھا ویجریھا مجری المباحات فی ارتکابھا کفر کذا فی شرح علی علی الفقہ الاکبر [3]۔

الحاصل اس مدرسہ کے لڑکے لڑکیاں جو ایسے کلمات بولتے ہیں سب مرتد ہیں اور جو اُن کو بخوشی ایسے کام کے واسطے وہاں بھیجتے ہیں دیدہ و دانستہ وہ بھی مرتد کافر ہیں اور ان مدارس کی پڑھانے والیاں اور اُس کے معین مکان و چندہ کے اگر اس فعل بد سے راضی ہیں سب کافر اور مرتد ہیں اور جو اس امر کو بُرا جان کر دنیا کی طمع سے یہ کام کرتے ہیں یہ سب فاسق فاجر ہیں سب اہلِ اسلام کو لازم ہے کہ ایسے لوگوں کو اور اپنے بچوں کو روکیں اور منع کریں۔ لقولہ علیہ السلام من رای منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ ولیس وراء ذٰلک حبۃ خردل من ایمان [4]۔

---

[1] بحر میں لکھا ہے اور حاصل یہ ہے کہ جس نے کلمۂ کفر سے کلام کیا مذاق سے یا کھیل کود کے طور پر تو وہ سب کے پاس کافر ہو گیا اور اس کے اعتقاد کا کوئی اعتبار نہیں جیسا کہ خانیہ میں اس کی صراحت کی اور جس نے خطأً یا جبراً کہا ہو تو وہ سب کے پاس کافر نہ ہو گا اور جس نے عمداً کیا وہ سب کے پاس کافر ہو گا اور جس نے اختیار سے کہا لیکن وہ جانتا نہ ہو کہ کلمۂ کفر ہے تو اس میں اختلاف ہے الخ اور فتح میں ہے کہ جس نے کفر کے الفاظ سے مذاق کیا تو وہ مرتد ہو جائے گا اگرچہ کہ اس کا اعتقاد نہ کرے بوجہ خفیف کرنے کے تو وہ ایسا ہی ہے جیسے کہ عادتی کفر اور درمختار میں ہے یعنی اپنے اختیار سے کہا اس کے معنیٰ کا ارادہ کئے بغیر اور یہ اس بات کے منافی نہیں ہے جو اوپر گزرا کہ ایمان فقط تصدیق کا نام ہے یا اقرار کا اس لئے کہ تصدیق اگرچہ کہ حقیقۃً موجود ہے لیکن وہ حکماً زائل ہے۔ اس لئے کہ شارع نے بعض گناہوں کو نشانی بنایا ہے ایمان کے عدم وجود کی جیسے کہ گذشتہ مذاق اور جیسے کہ اگر صنم کو سجدہ کیا یا مصحف کو کوڑے میں ڈال دیا تو وہ کافر ہو جائے گا اگرچہ کہ وہ تصدیق کرنے والا ہو اس لئے کہ یہ تکذیب کے حکم میں ہے جیسا کہ اس کو شرح عقائد میں بیان کیا ہے (ختم) اگر کوئی شخص اپنی زبان سے کفر کرے خوشی کے ساتھ اور اس کا قلب ایمان سے مطمئن ہو تو وہ کافر ہو جائے گا اور اللہ کے پاس مومن نہ رہے گا (قاضی خاں)

[2] شرح عقائد اور فقہ اکبر کی شرح قاری میں ہے کہ کفر پر راضی ہونا کفر ہے۔ [3] گناہ کو آسان سمجھنا اس طرح کہ اس کے بعد خوشی ہو اور اس کی پرواہ کئے بغیر اس کا مرتکب ہونا اور اس کے ارتکاب میں مباحات کے قائم مقام اس کو کرنا کفر ہے۔ فقہ اکبر کی شرح میں اسی طرح ہے۔

[4] اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے برائی کو دیکھا اس کو چاہیئے کہ اپنے ہاتھ سے بدل دے اگر ایسا نہ کر سکے تو پھر اپنی زبان سے اور جو یہ بھی نہ کر سکے تو اپنے قلب سے اور اس کے بعد رائی برابر بھی ایمان نہیں۔

الحاصل جو شخص استطاعت کسی قسم کے منع کی رکھتا ہے اور پھر منع نہ کرے تو اگر اس فعل کو مستحسن جانتا ہے یا سہل جانتا ہے تو کافر مرتد ہوا اور جو بُرا جان کر منع نہ کرے گا وہ مداہن و فاسق ہوا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

رشید احمد ۱۳۰۱

جواب صحیح ہے — الجواب حق والحق متبع

محمد مظہر مدرس مدرسہ سہارنپور — عنایت الٰہی سہارنپوری — الجواب صحیح — ابوالحسن

جواب صحیح ہے — جواب صحیح ہے — الجواب صحیح — الجواب صحیح — الجواب حق

عزیز حسن عفی عنہ — مشتاق احمد عفی عنہ — حبیب الرحمٰن عفی عنہ — محمد حسن مدرس مدرسہ دیوبند — عبدالرحمٰن عفی عنہ

اصاب المجیب — الجواب صحیح والمنکر فضیح — جواب صحیح ہے — الجواب صحیح حق

ذوالفقار علی عفی عنہ — احمد عفی عنہ — محمد امیر باز خاں — محمد محمود عفی عنہ مدرس مدرسہ دیوبند

الجواب صحیح — ہذا الجواب صحیح — الجواب صحیح — الجواب صحیح — جواب صحیح ہے

عزیز الرحمٰن دیوبندی — واللہ اعلم وعلمہ اتم — عبدالمومن — محمد منصب علی — محمد محمود حسن عفی عنہ

مدرس مدرسہ عربی میرٹھ — محمد ابراہیم عفی عنہ سنبھلی — دیوبندی — دیوبندی عفی عنہ — مدرس مدرسہ اسلامیہ دیوبند

الحق اجرائے کلمۃ الکفر کفر ہے اور آیاتِ کریمہ سے بھی یہ مضمون صراحۃً ثابت ہوتا ہے وہی ھذا من کفر باللہ من بعد ایمانہ الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان ولکن من شرح بالکفر صدرًا فعلیھم غضب من اللہ ولھم عذاب عظیم[1]۔ اس واسطے کہ آیت کریمہ میں صرف حالت اکراہ کا استثناء کیا ہے اور ماسوائے اس کے اجراء کلمۃ الکفر علی سبیل الاختیار کفر میں داخل تھا ہی اور ظاہر ہے کہ اشخاص مذکورہ کا راگ وغیرہ میں کلمات کفر کے زبان سے نکالنا قبیل اکراہ سے نہیں بلکہ باختیار خود ہے تو ضرور کفر میں داخل ہوگا اور اعانت کفر اور تعلیم اس کی اسی قبیل سے ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

الراقم خلیل احمد عفی عنہ مدرس مدرسہ عربی سہارنپور

صح الجواب قال اللہ تعالےٰ فی کتابہ وتعاونوا علی البر والتقویٰ[2] ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان واتقوا اللہ ان اللہ شدید العقاب واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی۔

محمد عبدالحی ابوالحسنات

روافض کا کفر

سوال:۔ روافض یا خوارج کو کافر کہنا جائز ہے یا نہیں؟ اور ان کے ساتھ عقد نکاح وغیرہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

---

[1] جس نے اللہ کا کفر ایمان کے بعد کیا بجز اس کے کہ وہ مجبور کر دیا گیا ہو اور اس کا قلب ایمان سے مطمئن ہو۔ لیکن جس کا سینہ کفر کے لئے مشروح ہو جائے تو اُن پر اللہ کا غضب ہوگا اور ان کو عذابِ عظیم ہوگا۔

[2] اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ نیکی اور تقویٰ پر آپس میں مدد کیا کرو اور گناہ اور ظلم پر مدد نہ کیا کرو۔

مکروہ تحریمی ہے یا تنزیہی حرام ہے یا غیر حرام اور عند التقویٰ کیسا ہے ؟

جواب :۔ رافضی کے کفر میں خلاف ہے جو علماء کافر کہتے ہیں، بعض نے اہلِ کتاب کا حکم دیا ہے بعض نے مرتد کا۔ پس درصورت اہل کتاب ہونے کے عورت رافضیہ سے مرد سنّی کا نکاح درست ہے اور عکس اس کے ناجائز اور بصورت ارتداد ہر طرح ناجائز ہوگا اور جو اُن کو فاسق کہتے ہیں اُن کے نزدیک ہر طرح درست ہے مگر ترک بہر حال اولیٰ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

علماءِ حق کی اہانت کرنا

سوال :۔ نواب مولوی قطب الدین صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل عالمگیری سے کیا ہے۔ ایک شخص نے کہا کہ قیاس امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا حق نہیں کافر ہوا۔ اس کا کیا مطلب ہے اور یہ قول صحیح ہے یا غیر صحیح اور اس کے معنے کیا ہیں یہ عبارت کلمات روۃ ہیں جس جگہ کہ کلمات روۃ متعلق بعلم و علماء ہیں اس جگہ یہ عبارت ہے عالمگیری میں۔

جواب :۔ علماء کی توہین و تحقیر کو چونکہ علماء نے کفر لکھا ہے جو بوجہ امر علم کے اور دین کے ہو لہٰذا جب قیاس مجتہد کو حق نہ کہا تو اہانت اس عالم کی امر دین و علم میں لہٰذا کفر ہوا۔ فقط

قرآن شریف کو نظم کرنا

سوال :۔ ایک اور عبارت نواب صاحب نے اسی رسالہ میں عالمگیری سے نقل کی ہے یعنی ایک شخص نے نظم کیا قرآن کو فارسی میں قتل کیا جاوے اس لئے کہ وہ کافر ہے۔ یہ عبارت اُن کلمات روت میں ہے جو متعلق بہ قرآن شریف ہیں اس کا کیا مطلب ہے ؟

جواب :۔ علیٰ ہذا قرآن کو نظم کرنا اور فارسی کرنا تغیر کتاب اللہ تعالیٰ کی اور نظم منزل کو بدلنا اہانت و بے تعظیمی قرآن کی ہوئی سو کفر ہوگیا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

زندوں کا مُردوں سے مانگنا

سوال :۔ ماقول العلماء فی استعانۃ الاحیاء بالموتی فی طلب الجاہ ووسعۃ الرزق والاولاد مثلاً یقال لھم عند القبور ان تدعو اللہ تعالیٰ لنا فی دفع فقرنا وبسط رزقنا وکثرۃ اولادنا وشفاء مرضنا وفلاحنا فی الدارین لانکم مستجاب الدعوات عند اللہ فھل یجوز الاستعانۃ بالاموات بھذا الطریق المذکور امر لا فبینوا جوازھا وعدم جوازھا من الکتاب والسنۃ واقوال المجتھدین توجروا من اللہ رب العلمین[1]۔

---

[1] یعنی کیا فرماتے ہیں علماء مدد مانگنے میں زندوں کے ساتھ مُردوں کے، طلب کرنے جاہ اور فراخی رزق اور اولاد میں مثلاً کہا جائے اُن کے لئے قبروں کے پاس یہ کہ دعا کرو تم اللہ تعالیٰ سے ہمارے لئے دفع کرنے فقر اور فراخی رزق اور کثرت اولاد اور شفا پانے بیماروں اور کامیاب ہونے کے دارین میں یعنی دنیا و آخرت میں اس لئے کہ تم پیشتر و ہمارے ہو تمہاری دعا قبول ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک پس آیا جائز ہے مدد مانگنی اور فریاد ایسی چاہنی ساتھ مُردوں کے اس طریق سے یا نہیں ؟ پس بیان کرو جائز ہونا اس کا اور ناجائز ہونا اس کا کتاب و سنت سے اور اقوال مجتہدین سے ثواب دیئے جاؤ گے اللہ رب العالمین کی طرف سے۔

جواب :- الحمد للہ رب العلمین رب زدنی علما : الاستعانۃ بالانبیاء والاولیاء مطلوبۃ الا انہا لم ترتشرع فی المواضع المذکورۃ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم امر برقمہ العبد المقصر عبد اللہ بن محمد میر غنی الحنفی مفتی مکۃ المکرمۃ کان اللہ تعالیٰ لہما حامدا مصلیا مسلما [1]

عبد اللہ میر غنے مفتی مکہ مکرمہ

الجواب صحیح — الحق احق بالاتباع — الجواب صحیح

محمد ہدایت العلی — احقر الزمن محمود حسن — بندہ محمود عفی عنہ — الہٰی عاقبت محمود گردان

مقیم مراد آباد — سہسوانی غفرلہ — مدرس اول مدرسہ دیوبند

الجواب صحیح — الجواب صحیح

خادم الموحدین محمد احتشام الدین — محمد صدیق — محی الدین احمد

مراد آبادی — عفی عنہ — قاضی حال ریاست بھوپال

رسول اللہ
خادم شریعت مفتی محمد لطیف اللہ
ہجری ۱۲۹۸ سنہ

آیہ کریمہ ایاک نعبد و ایاک نستعین میں تخصیص استعانت نسبت جناب باری تعالےٰ عزاسمہٗ کے خود مذکور ہے اُسی کے مطابق علمائے محققین نے تحقیق فرمائی ہے وہی لائق عمل کے ہے العبد المذنب الاواہ -

ھذا احق بالقبول والیق بالافتاء والعلم الحق عند اللہ — احمد

سبحانہ وتعالیٰ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم [2] — ۱۲۹۷ھ — مولانا احمد حسن صاحب امروہی

الجواب صحیح محمد حسن عفی عنہ مدرسہ گلاوٹی -

لیکن اتنی بات اور لکھنی مناسب ہے کہ جواب مذکور اپنے اجمال پر صحیح ہے اور تفصیل یہ ہے کہ استمداد تین قسم کا ہے ایک یہ کہ اہلِ قبور سے مدد چاہے اسی کو سب فقہاء نے ناجائز لکھا ہے۔ دوسرے یہ کہ کہے اے فلاں خدائے تعالےٰ سے دُعا کر کہ فلاں کام میرا پورا ہو جائے یہ مبنی اوپر مسئلہ سماع کے ہے جو سماع موتیٰ کے قائل ہیں ان کے نزدیک درست دوسروں کے نزدیک ناجائز اسی کو شیخ نے لکھا ہے کہ وان الاستمداد باھل القبور الی قولہ فقد انکرہ کثیر من الفقہاء [3] الخ۔ انبیاء کو اسی وجہ سے مستثنیٰ کیا کہ اُن کے سماع میں کسی کو اختلاف نہیں۔ تیسرے یہ کہ دعا مانگے الہٰی بحرمۃ فلاں میرا کام پورا کر دے۔ یہ

---

[1] یعنی سب تعریف ہے اللہ کے لئے کہ جو صاحب ہے سارے جہان کا۔ اے رب میرے زیادہ دے مجھ کو علم، فریاد رسی چاہنی ساتھ انبیاء اور اولیاء کے یعنی ان کی زندگی کی حالت میں طلب کی گئی ہے مگر تحقیق وہ نہیں ثابت ہے شرع سے جگہ ذکر کی گئی ہیں یعنی قبر پر اور اللہ سبحانہٗ وتعالےٰ خوب جانتا ہے۔ حکم کیا اس کے لکھنے کا تقصیر دار عبد اللہ بیٹے محمد کے، لقب اس کا میر غنی ہے مذہب میں حنفی مفتی مکہ مکرمہ کا ہو۔ اللہ کارساز ان دونوں کا دعا کرتا ہوں حمد کرتا ہوا اللہ تعالیٰ کی اور درود بھیجتا ہوا اس کے رسول پر - ۱۲

[2] یہ بات ماننے کے قابل ہے اور فتویٰ کے لائق ہے اور علم صحیح اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے اور اس کا علم تمام ہے۔

[3] اور قبر والوں سے مدد مانگنا (یہاں سے) تو اکثر فقہاء نے اس کا انکار کیا ہے (تک)۔

بالاتفاق جائز ہے اور تمام شجروں میں موجود ہے، اسی وجہ سے اقوال علماء میں اختلاف ہے کہ استمداد لفظ مشترک ہے کسی نے کسی کو لیا، قول ہر ایک کا اپنے معنی و مراد پر صحیح ہے۔ فقط

محمد حسن عفی عنہ مدرس مدرسہ گلاوٹی مدرس اوّل — محمد حسن مراد آبادی ۱۳۰۵

الجواب بہذا التفصیل صحیح — الجواب صحیح — ابن مولوی عنایت اللہ
رشید احمد گنگوہی عفی عنہ — عبدالرحمٰن کان اللہ ولوالدیہ — عبدالرحمٰن مرحوم
مدرس مدرسہ امروہہ — ۱۳۱۲

اہلِ قبور سے مدد مانگنا

استفتاء حضرت مولانا محمد اسحٰق صاحب محدث و فقیہ دہلوی علیہ الرحمۃ والغفران در باب عدم جواز استعانت اہلِ قبور از کتاب فتاویٰ مسمی بہ مسائل اربعین تصنیف مولانا موصوف مسئلہ نمبر ۴۰ [1]

سوال :۔ حاجت خواستن از اہلِ قبور بطریق دعا جائز است [2] یا نہ ؟

جواب :۔ استعانت و استمداد اہلِ قبور بہر نہج کہ باشد جائز نیست۔ چنانچہ شیخ عبدالحق در شرح مشکوٰۃ شریف کہ بزبانِ عربی نوشتہ می آرد ر اما الاستمداد باھل القبور فی غیر النبی والانبیاء علیھم السلام فقد انکرہ کثیر من الفقھاء وقالوا لیس الزیارۃ الا للدعاء للموتیٰ والاستغفار لھم والیصال النفع الیھم بالدعاء وتلاوۃ القرآن انتھی [3]۔

ازیں عبارت شیخ علیہ الرحمۃ والغفران چناں مستفاد گردیدہ کہ قبور انبیاء علیہم السلام ازیں حکم ممانعت استعانت و استمداد از اہل قبور مستثنیٰ اند بلحاظ آنکہ ایشاں را در برزخ حیات ابدی ثابت شدہ کہ دیگراں را سوای شہداء فی سبیل اللہ ثابت نیست وحال آنکہ حیات آنجا مماثل حیات دنیا نیست بلکہ احکام حیات دنیا دیگر ست و احکام حیات آنجا دیگر بنا بر آن ایں استثناء درست نمی آید وحق آنست کہ انکار فقہاء عام ست از انکہ استمداد از قبور انبیاء کنند یا از قبور غیر ایشاں ہمہ جائز نیست۔ چنانچہ از عبارت دیگر فقہاء کہ دریں جواب ایراد کردہ می شود واضح خواہد گردید ومنجملہ آن صاحب

---

[1] استفتاء حضرت مولانا محمد اسحٰق صاحب محدث و فقیہ دہلوی علیہ الرحمۃ والغفران اہلِ قبور سے استعانت جائز نہ ہونے کے بارہ میں کتاب فتاویٰ مسمی بہ اربعین سے جو مولانا موصوف کی تصنیف ہے مسئلہ ۴۰ ۔ [2] سوال ۔ اہلِ قبور سے بطریق دعا کے حاجت مانگنا جائز ہے یا نہیں ؟

[3] جواب ۔ اہلِ قبور سے اعانت و مدد طلب کرنا جس طرح بھی ہو جائز نہیں جیسا کہ شیخ عبدالحق نے مشکوٰۃ شریف کی شرح میں جو زبان عربی میں ہے اسطرح لکھا ہے۔

[4] شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سوائے انبیاء کے اور کسی اہل قبور سے استعانت چاہنے کو اکثر فقہاء انکار اور منع فرماتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قبروں کی زیارت کرنی اس واسطے مقرر ہوئی ہے کہ وہاں جاکر اہلِ قبور کے واسطے اللہ تعالیٰ سے دعا اور استغفار کریں اور ان کو نفع پہنچاویں دعا اور قرآن شریف پڑھ کر انتہی ۔ ۱۲

مجمع البحار آوردہ[1] ۔ من قصد لزیارۃ قبور الانبیاء والصلحاء ان یصلی عند قبورھم ویدعو عندھا ویسئلھم الحوائج فھذا لا یجوز عند احد من علماء المسلمین فان العبادۃ وطلب الحوائج والاستعانۃ حق اللہ وحدہ انتھیٰ وقال البغوی فی المعالم یقال الاستعانۃ نوع تعبدٍ والعبادۃ الطاعۃ مع التذلل والخضوع وسمی العبد عبدا لذلتہ وانقیادہ یقال طریق معبدای مذلل[2] انتھیٰ وفی الحدیث عن ابن عباس قال کنت خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوما فقال یاغلام احفظ اللہ یحفظک احفظ اللہ تجدہ تجاھک واذا سالت فاسئل اللہ واذا استعنت فاستعن باللہ واعلم ان الامۃ لو اجتمعت علی ان ینفعوک بشئ لم ینفعوک الا بشئ قد کتبہ اللہ لک ولو اجتمعوا علی ان یضروک بشئ لم یضروک الا بشئ قد کتبہ اللہ علیک رفعت الاقلام وجفت الصحف رواہ احمد والترمذی کذا فی المشکوٰۃ[3] الزہدیۃ المکہ مؤلفہ مولانا نواب قطب الدین خاں صاحب مرحوم تلمیذ حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق صاحب علیہ الرحمۃ والغفران ۔

انبیاء کے علم غیب کا قائل

سوال :۔ بعض لوگ انبیاء علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کے لئے علم غیب ماسوائے اللہ اس آیت سے جو سورۂ قل اوحی میں ہے عَالِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ[4] الآیہ ۔ اس آیت سے ثابت کرتے ہیں اور

---

[1] ۔ شیخ علیہ الرحمۃ والغفران کی عبارت سے اس طرح معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی قبریں اس حکم ممانعت امداد واعانت اہل قبور سے مستثنیٰ ہیں اس لئے کہ ان کے لئے برزخ میں حیات ابدی ثابت ہوگئی ہے کہ دوسروں کو سوائے شہدائے فی سبیل اللہ کے ثابت نہیں ہے اور واقعہ یہ ہے کہ اس جگہ کی زندگی دنیوی زندگی کے مماثل نہیں ہے بلکہ دنیا کی زندگی کے احکام اور ہیں اور اس جگہ کی زندگی کے احکام اور ہیں اس لئے یہ استثناء درست نہیں اور صحیح تو یہ ہے کہ فقہاء کا انکار عام ہے اس بات سے کہ انبیاء کی قبروں سے مدد طلب کریں یا اُن کے غیر کی قبر کی کسی سے بھی جائز نہیں جیسا کہ فقہاء کی دوسری کتابوں سے جو اس جواب میں وارد کئے جاتے ہیں، ظاہر ہوگا اور منجملہ ان کے صاحب مجمع البحار نے بیان کیا ہے ۔

[2] ۔ جو شخص زیارت کرنے قبور انبیاء علیہم السلام اور صلحاء کو اس نیت سے جاوے کہ وہاں جاکر ان کے پاس نماز پڑھوں گا اور دعا چاہوں گا اور اپنی حاجتیں مانگوں گا سو یہ تو کسی عالم اہلِ اسلام کے نزدیک جائز نہیں اس لئے کہ عبادت اور طلب حاجت اور استعانت صرف اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کا حق ہے اور امام بغوی نے معالم میں فرمایا ہے کہ استعانت ایک قسم کی عبادت ہے اور عبادت اطاعت ہے ساتھ عجز و انکسار کے اور بندہ کا نام بندہ اس واسطے رکھا ہے کہ اس میں ذلت اور انقیاد ہے ۔ چنانچہ عرب بولا کرتے ہیں طریق معبدای مذلل انتھیٰ ۔ ۱۲

[3] ۔ روایت ہے ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کہا تھا کہ میں پیچھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک دن آپ نے فرمایا اے لڑکے ! یاد رکھ اللہ کو یاد رکھیگا تجھے اللہ ۔ تو اللہ کو یاد رکھ پائیگا تو اس کو اپنے روبرو اور جب کبھی تو مدد چاہے تو اللہ ہی سے مدد چاہنا اور جان رکھ اس بات کو کہ بے شک اگر سب لوگ اکٹھے ہو جاویں اس بات پر کہ تجھ کو نفع پہنچا دیں تو نفع نہ پہنچا سکیں گے تجھ کو کچھ مگر جتنا کہ لکھ دیا ہے اللہ نے تیرے واسطے اور اگر سب اکٹھے ہو جاویں اس بات پر کہ تجھ کو نقصان پہنچا دیں تو نقصان نہ پہنچا سکیں گے تجھ کو کچھ مگر جتنا کہ لکھ دیا ہے اللہ نے تیرے واسطے اٹھائے گئے قلم اور سوکھ گئے کاغذ انتھیٰ ۔ ۱۲

[4] ۔ عالم الغیب ہے کہ اپنے غیب کو کسی پر ظاہر نہیں فرماتا مگر اسی کو جس پر راضی ہو رسولوں میں سے ۔

دلیل اس آیت کو گردانتے ہیں مسلمانوں کو ایسا عقیدہ رکھنا درست ہے یا نہیں اور معتقد کافر ہو گا یا نہیں ؟

جواب :۔ علم غیب میں تمام علماء کا عقیدہ اور مذہب یہ ہے کہ سوائے حق تعالیٰ کے اُس کو کوئی نہیں جانتا۔ وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا اِلَّا هُوَ ۔ خود حق تعالیٰ فرماتا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ ہی کے پاس علم غیب کی کنجیاں ہیں کہ کوئی نہیں جانتا سوائے اس کے ۔ پس اثبات علم غیب غیر حق تعالیٰ کو شرک صریح ہے۔ مگر ہاں جو بات کہ حق تعالیٰ اپنے کسی مقبول کو بذریعہ وحی یا کشف بتادیوے وہ اُس کو معلوم ہو جاتا ہے اور پھر وہ مقبول کسی کو خبر دیوے تو اس کو بھی معلوم ہو جاتا ہے جیسا علم جنت اور دوزخ اور رضا وغیرہا کا حق تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو بتلا دیا اور پھر اُنہوں نے اُمت کو خبر دی۔ چنانچہ اس آیت سورۂ جن سے معلوم ہوا سو حاصل اس آیت کا یہ ہے کہ جس غیب امر کی خبر حق تعالیٰ اپنے مقبول کو دیوے تو اُس کی خبر اس کو ہو جاتی ہے نہ یہ کہ تمام مغیبات حق تعالیٰ کے نبی کو کشف ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ اگر یہ معنی اس کے ہوویں کہ تمام علم غیب رسولؐ کو معلوم ہو جاتا ہے تو دوسری آیت صاف اس کے خلاف کہہ رہی ہے۔ قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ (ترجمہ) کہہ دے کہ میں نہیں مالک اپنے نفس کے واسطے کسی نفع اور کسی ضرر کا مگر جو خدا تعالیٰ چاہے اور جو میں غیب کو جانتا ہوتا تو بہت سی بھلائی جمع کر لیتا اور کوئی برائی مجھ کو نہ لگتی۔"

پس صاف روشن ہو گیا کہ مغیبات آپ کو معلوم نہیں اپنا نفع اور ضرر بھی آپ کے اختیار میں نہیں تو یہ عقیدہ البتہ خلاف نص قرآن کے شرک ہُوا۔ خود دوسری آیت میں موجود ہے۔ لَآ اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ ۔ (ترجمہ) میں نہیں جانتا کہ کیا کیا جاوے گا میرے ساتھ اور تمہارے ساتھ۔ پس جب صاف ظاہر ہو گیا کہ رسول علیہ السلام کو ہرگز علم غیب نہیں مگر جس قدر اطلاع دی جاوے اور اس پر بہت آیات و احادیث شاہد ہیں تو خلاف اس کے عقیدہ کرنا کہ انبیاء علیہم السلام سب غیب کو جانتے ہیں شرک قبیح جلی ہووے گا۔ معاذ اللہ حق تعالیٰ سب مسلمانوں کو ایسے عقیدۂ فاسد سے نجات دے آمین۔ پس ایسے عقیدے والا مشرک ہُوا۔

یارسول اللہ پکارنا

سوال :۔ یارسولؐ اللہ دُور سے یا نزدیک قبر شریف سے پکارنا جائز ہے یا نہیں ؟

جواب :۔ جب انبیاء علیہم السلام کو علم غیب نہیں تو یارسولؐ اللہ کہنا بھی ناجائز ہو گا۔ اگر یہ عقیدہ کر کے کہے کہ وہ دُور سے سُنتے ہیں بسبب علم غیب کے تو خود کفر ہے اور جو یہ عقیدہ نہیں تو کفر نہیں مگر کلمہ مشابہ بکفر ہے البتہ اگر اس کلمہ کو درود شریف کے ضمن میں کہے اور یہ عقیدہ کرے کہ ملائکہ اس درود شریف کو آپ کے پیش عرض کرتے ہیں تو درست ہے کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ ملائکہ درود بندۂ مومن کا آپ کی خدمت میں عرض کرتے ہیں اور ایک صنف ملائکہ اسی خدمت پر ہیں۔ فقط

رسولؐ اللہ کو صنم وغیرہ کہنا

سوال :۔ شاعر جو اپنے اشعار میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صنم یا بت یا آشوب ترک فتنہ عرب باندھتے ہیں اس کا

کیا حکم ہے ؟

جواب :- یہ الفاظ قبیحہ بولنے والا اگرچہ معنی حقیقیہ بمعانی ظاہرہ خود مراد نہیں رکھتا بلکہ معنی مجازی مقصود لیتا ہے مگر تاہم ایہام گستاخی و اہانت و اذیت ذات پاک حق تعالیٰ شانہ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خالی نہیں۔ یہی سبب ہے کہ حق تعالیٰ نے لفظ راعنا بولنے سے صحابہ کو منع فرمایا۔ انظرنا کا لفظ عرض کرنا ارشاد کیا حالانکہ مقصود صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین ہرگز وہ معنی کہ جو یہود مراد لیتے تھے نہ تھی مگر ذریعہ شوخی یہود کا اور موہم اذیت و گستاخی جناب رسالت کا تھا لہٰذا حکم ہوا لا تقولوا راعنا وقولوا انظرنا[1] الخ اور علی ہذا حضرات صحابہ کا پکار کر بولنا مجلس شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں ہرگز بوجہ اذیت و گستاخی معاذ اللہ نہ تھا بلکہ حسب عادت و طبع تھا۔ مگر چونکہ اذیت و بے اعتنائی شان والا کا اس میں ایہام تھا یہ حکم ہوا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ[2]

کیا صاف حکم ہے کہ اگرچہ تمہارا قصد گستاخی نہیں مگر اس فعل سے حبط اعمال تمہارے ہو جاویں گے اور تم کو خبر بھی نہ ہوگی اور ایسا ہی حدیث میں تکنی بکنیۃ ابی القاسم[3]۔ آپ کی حیات شریف میں منع ہوگئی تھی بوجہ اذیت ذات سرور عالم کے کہ کوئی کسی کو اگر پکارے گا تو آپ یہ سمجھ کر کہ مجھ کو ارادہ کرتا ہے التفات فرمائیں گے حالانکہ نادی ہرگز اذیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہیں کرتا تھا اور ابن ماجہ نے روایت کیا کہ اشعث بن قیس کندی جب آئے تو انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کیا آپ ہم میں نہیں ہیں اور یہ عرض والغیب عند اللہ تعالیٰ بایں وجہ تھی کہ سب عرب از قریش تا کندہ بنو اسماعیل ہیں تو آپ نے فرمایا کہ ہماری ماؤں کو تہمت زنا مت لگاؤ اور ہمارے نسب کی نفی ہمارے باپوں سے مت کرو ہم اولاد ناظر ہیں۔ دیکھو اس لفظ میں فقط ایہام بعید کو کس قدر آپ نے نفی کر کے نہی فرمایا اور کلام کا ادب تلقین کیا و علی ہذا خبثت[4] نفسی کو منع فرمایا اور لقست[5] نفسی کی اجازت دی کہ وہ بظاہر سخت لفظ ہے گو معنی ایک ہیں۔ الحاصل ان الفاظ میں گستاخی اور اذیت ظاہرہ ہے۔ پس ان الفاظ کا بکنا کفر ہوگا۔ إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُهِينًا ۞ قال فی الشفاء الوجه الثانی وهو ان یکون القائل لما قال فی جهته صلی الله علیه وسلم غیر قاصد للسب والازدراء ولا معتقدٍ له ولکنه تکلم فی جهته صلی الله علیه وسلم بکلمة الکفر من لعنه اوسبه او تکذیبه او اضافة ما لا یجوز علیه او نفی ما یجب له مما هو فی حقه علیه الصلوٰة والسلام نقیصة الی ان قال او یاتی بسفه من القول او

---

[1] راعنا نہ کہو بلکہ انظرنا کہو (نوٹ) راعنا کے دو معنی ہو سکتے ہیں ایک تو یہ کہ ہماری طرف توجہ فرما کر، دوسرے اے ہمارے چرواہے! چونکہ منافقین مدینہ اس طرح کا ذو معنی لفظ کہہ کر مراد چرواہا لیتے تھے اس لئے اس لفظ کو منع فرما کر انظرنا کہنے کا حکم دیا گیا جس کے ایک ہی معنی ہیں ہماری طرف دیکھئے۔

[2] اے ایمان والو! اپنی آواز کو نبی کی آواز پر بلند مت کرو اور نہ آپ کے سامنے ایسے زور سے کہو جیسے تم آپس میں زور سے باتیں کرتے ہو ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال برباد ہو جائیں اور تم کو خبر بھی نہ ہو۔

[3] ابی القاسم کنیت رکھنا [4] میرا نفس خبیث ہو گیا [5] میرا دل پتھر بن گیا۔

قبیح من الکلام ونوع من السبغی جهتہ وان ظهر بدلیل حالہ انہ لم یتعمد ذمہ ولم یقصد سبہ اما لجهالۃ حملتہ علی ما قالہ اما لضجر او سکر او قلۃ مراقبۃ وضبط اللسانہ او عجرفۃ وتهور فی کلامہ فحکم هذا الوجہ حکم الوجہ الاول القتل دون تلعثم انتهی ملخصاً [1]

پس اس کلماتِ کفر کے لکھنے والے کو منع کرنا شدید چاہیئے اگر مقدور ہو اگر باز نہ آوے تو قتل کرنا چاہیئے کہ موذی وگستاخ شان جناب کبریا تعالیٰ اور اس کے رسول النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

یارسول اللہ کا وظیفہ

سوال :۔ ورد و وظیفہ ان اشعارِ ذیل کا اگر کوئی کرے تو کیا حکم ہوگا؟ جائز یا منع اور گناہ صغیرہ یا کبیرہ اور کیا شرک ہوگا؟ جیسے ورد یارسول اللہ انظر حالنا۔ یارسول اللہ اسمع قالنا۔ اننی فی بحر ہم مغرق خذیدی سہل لنا اشکالنا۔ یا یہ شعر قصیدہ بردہ کا ورد کرنا یا اکرم الخلق مالی من الوذ بہ۔ سواک عند حلول الحادث العمم۔ یا اور کوئی شعر یا نثر بیں ورد اسماء مخلوق بطور وظیفہ کرنا۔

جواب :۔ ایسے کلمات کو نظم ہو یا نثر ورد کرنا مکروہ تنزیہی ہے کفر و فسق نہیں کیونکہ وجہ کفر کی غیر کو حاضر و متصرف جاننا ہے اور وجہ فسق کی احتمال فساد عقیدہ عوام اور اپنے اوپر تہمت شرک رکھنا ہے اور کراہت تنزیہی یہ کہ فی الجملہ مشابہت استعانت غیر سے ہونے کی تھی گو نیت نہیں جیسا کہ قسم غیر اللہ کی کو شرک حدیث میں فرمایا اور خود آپ نے بھی بعض اوقات غیر کی قسم کھائی تو اس کو عمداً صغیرہ پر حمل کیا ہے علماء نے، اور سہواً معاف و مباح۔ پس اس کو بھی ایسا ہی سمجھنا چاہیئے۔ یہ وہ جواب ہے جو بندہ نے شیئاً للہ کے جواب میں لکھا تھا اور آپ کو شبہ ہوا تھا۔ فقط والسلام

اُن صاحب کو فرما دو کہ ہر دو اسم کو پڑھے جاویں بندہ بھی دُعا کرتا ہے اور سورہ فاتحہ کو درمیان سنت و فرض فجر کے اکتالیس بار پڑھ لیا کریں حق تعالیٰ رحم فرماوے آمین! فقط والسلام

علمِ غیب کا قائل ہونا

سوال :۔ حضور فرماتے ہیں کہ جو شخص علم غیب کا قائل ہو وہ کافر ہے حضرت جی آج کل تو بہت آدمی ہیں کہ نماز پڑھتے ہیں وظائف بکثرت پڑھتے ہیں مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد میں حاضر رہنا و حضرت علی کا ہر جگہ موجود ہونا دور کی آواز کا سُننا مثل مولوی احمد رضا خاں بریلوی کہ جنہوں نے رسالہ علم غیب لکھا ہے کہ نمازی اور عالم بھی ہیں کیا ایسے شخص کافر ہیں ایسوں کے پیچھے نماز پڑھنی اور محبت و دوستی رکھنی کیسی ہے؟

جواب :۔ جو شخص اللہ جل شانہٗ کے سوا علم غیب کسی دوسرے کو ثابت کرے اور اللہ تعالیٰ کے برابر کسی دوسرے کا علم جانے وہ بے شک کافر ہے۔ اُس کی امامت اور اس سے میل جول محبت مودت سب حرام ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

---

[1] بے شک کہ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو اذیت دیتے ہیں اللہ تعالیٰ ان پر دنیا و آخرت میں لعنت فرماتا ہے اور ان کے لئے اہانت آمیز عذاب تیار کر رکھا ہے۔ شفا میں کہا ہے کہ دوسری وجہ یہ ہے کہ فاعل نے جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کہا اور اس کا ارادہ گالی اور نقص نکالنے کا نہ ہو اور نہ اس کا مقصد ہو لیکن اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کلمہ کفر کہا۔ لعنت یا گالی یا آپ کو جھٹلانے یا کسی ایسی چیز کی طرف آپ کو نسبت کرنے سے۔

سجدۂ قبور وغیرہ

سوال :۔ زید ایک عالم ہے اور اکثر احکام شرعیہ کو بجالاتا ہے اور اکثر امور مستحب تک بھی ادا کرتا ہے لیکن اس کے ساتھ یہ بھی کرتا ہے کہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ[1] ۔ کی تسبیح بھی پڑھتا ہے یا سجدۂ قبور کو یا زندہ پیروں کو کرتا ہے۔ یا مرغی بکری پیروں کی تعظیم کے واسطے ذبح کرتا ہے یا قبروں کا طواف کرتا ہے یا تعزیہ بناتا ہے اور اس پر عرضیاں چڑھاتا ہے یا وقت حاجت کے غیروں کی نذر مانتا ہے اور مدد چاہتا ہے اور یہ بھی ظاہر کرتا ہے کہ میں ان افعال کو اچھا اور موجب تقرب خدائے تعالیٰ کا اور باعث سعادت دارین کا جانتا ہوں اور حضرت شیخ کو حاضر و ناظر جانتا ہوں اور متصرف فی الامور اور مدد کرنے والا اور حاجت روا کرنے والا جانتا ہوں اور ہر وقت یہ خیال کرتا ہوں کہ جس وقت اُن کو پکاروں گا وہ سُن لیں گے اور میری حاجت روائی کریں گے۔ بلکہ جو کوئی اُن کو پکارتا ہے اُس کی سُنتے ہیں اور اس کی حاجت روائی کر سکتے ہیں اور یہ بھی اعتقاد کرتا ہوں کہ یہ تصرف اور علم اُن کا خدا تعالےٰ کا دیا ہُوا ہے۔ آیا یہ شخص عنداللہ مومن ہے یا کافر اور اس کی کبھی رہائی ہو جائے گی یا ہمیشہ دوزخ میں رہے گا اور کبھی نجات نہ پاوے گا اور دنیا میں ایسے شخص کے ساتھ معاملہ مسلمانوں کا سا کرنا چاہیئے یا کافروں کا سا (یعنی نماز جنازہ اور دعا وغیرہ) اور بعضے ایسے شخص بھی ہیں کہ افعالِ مذکورہ تو کرتے ہیں مگر اعتقاد کو ظاہر نہیں کرتے یا تاویل کرتے ہیں۔ اب التماس یہ ہے کہ جواب اس کا بطور قاعدہ کلیہ کے ایسا ارشاد فرما دیں کہ سارے اقسام کا حال معلوم ہو جاوے۔

جواب :۔ فریق اول اگر کوئی تاویل قابلِ التفات نہیں رکھتے تو کافر ہیں اور دوسرے فریق کے حرکات کی تاویل ممکن ہے لہٰذا نہ کافر ہیں نہ فاسق اور کتاب تقویۃ الایمان میں اس کو مفصل لکھا ہے اُس کا مطالعہ کر لو اس سے زیادہ کوئی نہیں لکھ سکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

تعزیہ پرستی

سوال :۔ تعزیوں کے ساتھ بہ نیت تماشہ غیر اعتقاد سے جانا کیسا ہے اور اعتقاد سے جانا کیسا ہے؟ زید کہتا ہے کہ زیارت کرنا تعزیوں کا اچھا ہے جیسے خانہ کعبہ کا نقشہ لاتے ہیں اور اُس کی زیارت کرتے ہیں ایسے ہی یہ بھی ایک مکان کا نقشہ ہے اس کی زیارت میں کچھ نقصان نہیں اس کا جواب کس طرح ہے؟

جواب :۔ تعزیہ بُت ہے اور کعبہ کا نقشہ مثل نقشہ مکان کے ہے اس کی کوئی پرستش نہیں کرتا اگر اس کی پرستش کرے گا تو بھی کفر ہو جائے گا۔

بزرگوں کے خلاف شرع کام

سوال :۔ بعضے حضرات نقشبندیہ کے رسائل سلوک میں جو صدی سیزدہم[2] میں گزرے ہیں یہ مضمون پایا جاتا ہے کہ استمداد اور استعانت یعنی مدد چاہنا پیروں سے جو غائب ہیں یا انتقال کر گئے ہیں کرنا چاہیئے۔ چنانچہ مولانا رؤف احمد صاحب اپنے دار المعارف کے صد ۱۲ میں لکھتے اور حضرت شاہ غلام علی صاحب مجددی دہلوی کا قول کرتے ہیں :۔

---

[1] یا شیخ عبدالقادر جیلانی اللہ کے لئے کچھ دیجئے۔ [2] تیرہویں صدی

"طریقہ توجہ حضرات عالیہ نقشبندیہ کہ بمارسیدہ است و بیاران خودمی کنم بریں نہج است کہ اول فاتحہ برارواح طیبہ حضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم وحضرات پیرانِ کبار خصوصًا حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند وحضرت امام مجدد الف ثانی وحضرت میرزا صاحب رضی اللہ عنہم خواندہ دعا وتضرع از جناب الٰہی نمودہ واستمداد از پیران خواستہ متوجہ بطرف قلب طالب می شوم[1]"

اور اسی قسم کا مضمون اسی کتاب کے مواضع عدیدہ میں پایا جاتا ہے۔ پس اس استمداد اور استعانت سے کیا مراد ہے؟ اور یہ جائز ہے یا ناجائز اور بعضے یہاں کے خوش عقیدہ یہ فرماتے ہیں کہ استعانت اہلِ باطن اور اصحاب توجہ کو جائز ہے کیونکہ اُن کی ملاقات ارواحِ طیبہ پیران سے ہوجاتی ہے۔

جواب :۔ السلام علیکم مراد استمداد سے بطفیل وبرکت بزرگان مراد از حق تعالیٰ خواستن[2] ہے نہ بزرگوں سے مراد مانگنا۔ چنانچہ وہ خود تصریح کرتے ہیں اور یا شیخ عبدالقادر[3] کی جگہ یا ارحم الراحمین کہنا صریح لکھتے ہیں۔ بہرحال یہ تاویل یا مثل اس کے کلام بزرگوں میں ضروری ہے اور جو کسی کی فہم میں معنی مراد نہ آویں تو سکوت کرنا چاہیئے حجۃ ان کے کلام سے نہیں ہے حجۃ کلام اللہ وسنت ومجتہدین کے اقوال سے ہے۔ فقط

یا شیخ عبدالقادر جیلانی کا وظیفہ

سوال :۔ پڑھنا یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئًا للہ کا بطور وردیا برائے قضائے حاجات یا اس میں اثر جان کر یا شیخ کو متصرف عالم غیب تصور کرکے اُن سے اپنی حاجت طلب کرے تو یہ دونوں صورتیں کفر وشرک کی ہیں یا نہیں؟ کیونکہ منادی مستقل الاستعانت ومدد شیخ مذکور ٹھہریں گے اور حق سبحانہ تعالیٰ واسطہ پڑے گا اور اس کو اکثر علماء کفر وشرک فرماتے ہیں۔ چنانچہ مولانا عبدالحی صاحب مرحوم مجموعہ فتاویٰ میں فرماتے ہیں :۔

"ازیں چنیں وظیفہ احتراز لازم وواجب اولًا ازیں جہت ایں وظیفہ متضمن شیئًا للہ ہست وبعض فقہاء از ہمچو لفظ کفر کردہ اند چنانکہ در درمختار می نویسد کذا قولہ شیئًا للہ قیل یکفر[4]"

---

[1] حضرات نقشبندیہ عالیہ کے توجہ کا جو طریقہ ہم تک پہنچا ہے اور میں اپنے دوستوں کے ساتھ کیا کرتا ہوں اس طرح ہے کہ اوّل فاتحہ ارواح طیبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور بڑے بڑے پیروں خصوصًا حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبندی اور حضرت امام مجدد الف ثانی اور حضرت میرزا صاحب علیہم الرحمۃ کی پڑھ کر دعا وتضرع جناب الٰہی سے کرکے پیروں سے مدد طلب کرکے طالب کے دل کی طرف توجہ کرتا ہوں۔

[2] بزرگوں کے طفیل وبرکت سے حق تعالےٰ سے دعا مانگنا ہے۔

[3] چنانچہ دارالمعارف یعنی ملفوظات حضرت شاہ غلام علی صاحبؒ میں ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں ایک روز کہہ رہا تھا یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئًا للہ! تو غیب سے آواز میرے کان میں بلا کسی شک وشبہ کے یہ پڑی کہ اس طرح کہہ یا ارحم الراحمین شیئًا للہ (اے ارحم الراحمین کچھ اللہ کے واسطے)۔

[4] ایسے وظیفہ سے پرہیز لازم وواجب ہے اولًا اس لئے کہ یہ وظیفہ شیئًا للہ کو شامل ہے اور بعض فقہاء ایسے کلمے کو کفر کہتے ہیں جیسا کہ درمختار میں لکھا ہے کہ اسی طرح شیئًا للہ کا کہنا کہا جاتا ہے کہ اس سے کافر ہوجاوے۔

عبارت مذکورہ میں لفظ عام ہے عقیدہ حضورؐ کی قید نہیں۔ لہٰذا ان دونوں صورتوں میں کفر و شرک ہے یا ایک صورت میں اور دوسری صورت میں کس قسم کا گناہ ہے اور لفظ یا حاضر کے واسطے بولا جاتا ہے یا حاضر و غائب دونوں کے واسطے ؟

جواب :۔ اس کا ورد کرنا بندہ جائز نہیں جانتا اگرچہ شرک نہیں لیکن مشابہ بشرک ہے اور بعض فعل مشابہ بشرک ہوتے ہیں اور صغیرہ ہوتے ہیں کہ شرک کلی مشکک ہے کہ اُس کے افراد قلّت و کثرت معصیت میں متفاوت ہیں، مثلاً قسم بغیر اللہ تعالےٰ کو حدیث میں شرک فرمایا ہے لہٰذا وہ گناہِ صغیرہ ہے۔ پس ورد اُس کا مشابہ بشرک ہے کہ غیر اللہ سے طلب حاجات ہے مگر جو محض ان کلمات میں اثر جان کر پڑھتا ہے وہ کافر اور مشرک نہ ہو گا اگرچہ معصیت سے خالی بھی نہ ہو گا اور جو شیخ قدس سرہٗ کو متصرف بالذات اور عالمِ غیب بذاتِ خود جان کر پڑھے گا وہ مشرک ہے اور اس عقیدہ سے پڑھنا کہ شیخ کو حق تعالیٰ اطلاع کر دیتا ہے اور باذنہ تعالیٰ شیخ حاجت براری کر دیتے ہیں یہ بھی مشرک نہ ہو گا۔ باقی مومن کی نسبت بدظن ہونا بھی معصیت ہے اور جلدی سے کسی کو کافر کہنا مشرک بتا دینا بھی غیر مناسب ہے اور ایسے موہم الفاظ کا پڑھنا بھی بے جا و معصیت ہے۔ فقط واللہ تعالےٰ اعلم

وظیفہ یا خواجہ سُلیمان

سوال :۔ ورد کرنا یا شیخ عبدالقادر و خواجہ سلیمان وغیرہ جائز ہے یا شرک ؟

جواب :۔ ورد کرنا یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ وغیرہ حرام ہے۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے ترجمہ ارشاد الطالبین میں لکھا ہے "آنکہ جہاں میگویند کہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ یا خواجہ شمس الدین ترک پانی پتی شیئاً للہ جائز نیست و اگر روح حضرت شیخ را متصرف الامور اعتقاد می کند کفرے دیگر ست فی بحر الرائق[۲] من ظن ان المیت یتصرف فی الامور دون اللہ واعتقد بذٰلک یکفر۔ انتہی۔

طوافِ قبر

سوال :۔ جو افعالِ قبیحہ مثل نذر غیر اللہ یعنی گیارہویں و توشہ وغیرہ و ندائے غیر اللہ یعنی یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ وغیرہ و سجدہ و طواف قبر و استعانت غیر اللہ و تسمیہ غیر اللہ یعنی عبدالنبی و حلف غیر اللہ و شگونِ بد وغیرہ اگر فاعل کا عقیدہ شرک و کفر کا ہے کہ بالاستقلال حاضر و ناظر عالم الغیب جان کر کرتا ہے تو مشرک اور اگر عقیدہ شرکیہ نہیں تو اس کے حق میں یہ افعال حرام و گناہ کبیرہ کے ہوں گے یا نہیں ؟ چنانچہ حضرت مولانا محمد اسحاق صاحب علیہ الرحمۃ مائۃ مسائل میں در تحت امور ذیل فرماتے ہیں " و بعض افعال اگر شرک حقیقی کہ کفر ست نیستند لیکن مشابہ افعال مشرکان و بُت پرستان انداز ان افعال ہم اجتناب و احتراز لازم چنانچہ مردماں رو بروئے علماء و عظماء تقبیل زمین می کنند کنندۂ ایں افعال و آں کس کہ راضی بایں

---

[۱] جاہل جو یہ کہتے ہیں کہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ یا خواجہ شمس الدین ترک پانی پتی شیئاً للہ، جائز نہیں ہے اور اگر حضرت شیخ کی روح کو امور میں متصرف اعتقاد رکھے تو یہ دوسرا کفر ہے۔

[۲] بحر الرائق میں ہے کہ جس نے گمان کیا یہ کہ تحقیق مردے اختیار رکھتے ہیں کاموں میں سوائے اللہ تعالیٰ کے اور اس پر اعتقاد کیا تو ہو جاویگا کافر۔ انتہیٰ۔

فعل باشد ہر دو گنہگار می شوند کہ ایں فعل حرام و گناہ است[1]۔ الخ

جواب :۔ ان سب امور میں جیسا کہ مآتہ المسائل میں لکھا ہے وہی بندہ کی طرف سے جواب ہے۔ اس میں بندہ موافقت رکھتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

قبر پر جانا اور اُس کو بوسہ دینا

سوال :۔ قبر پر جانا اور اُس کو بوسہ دینا درست ہے یا نہیں ؟

جواب :۔ قبر کو بوسہ دینا حرام ہے کہ یہ عبادت اہل کتاب کی ہے یعنی یہود و نصاریٰ کی۔

نبی بخش وغیرہ نام رکھنا

سوال :۔ نبی بخش، پیر بخش، سالار بخش، مدار بخش، ایسے ناموں کا رکھنا کیسا ہے ؟

جواب :۔ ایسے نام موہم شرک ہیں منع ہیں ان کو بدلنا چاہیئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتب فقہ و حدیث کا انکار کرنا

سوال :۔ زید کہتا ہے کہ کتب فقہ یا دوسری کتب احادیث جن کو صحاح ستہ کہتے ہیں فرقہ معتزلہ اور خارجیہ اور گمراہان فرقوں کی ہیں اور ان کے بنانے والے اہلِ سنت وجماعت سے نہیں اور عمرو کہتا ہے کہ یہ کتب چاروں مذہب اہل سنت وجماعت کی ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث ان میں ہیں اور ان کے بنانے والے اہل سنت وجماعت سے ہیں انہی پر دار و مدار ہے اُن کو برا جاننے والا اور گالیاں دینے والا بدعتی اور چاروں مذاہب سے خارج اور فاسق ہے آیا زید حق پر ہے یا عمرو ؟

جواب :۔ صحاح کتب میں احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور اُن کے جمع کرنے والے صحابہ اور بعد کو علماء عاملین و مقبولین رہے اور باتفاق جمیع اہلِ اسلام مقبول اللہ تعالےٰ کے ہیں۔ جو شخص ان کتابوں کو بُرا کہتا ہے اور توہین کرتا ہے گویا وہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا ہے۔ وہ شخص فاسق و مرتد بلکہ کافر و ملعون حق تعالیٰ کا ہے۔ جو مسائل فقہ کے ہیں وہ احادیث ہی سے مستنبط ہیں۔

ہنود یا انگریزوں کا لباس پہننا

سوال :۔ جیسے زنار ہنود کی اگر کوئی مسلمان پہنے تو کافر ہو جاتا ہے ایسے ہی انگریزوں کی صلیب اور ٹوپی بھی حکم رکھتی ہے یا صلیب پہننا کفر ہے اور انگریزی ٹوپی حرام ؟

جواب :۔ صلیب کا ڈالنا گلے میں کفر ہے کہ صلیب شعار نصرانیہ کا ہے قال علیہ السلام من تشبہ بقوم فھو منھم الحدیث[2]۔ پس دونوں چونکہ شعار کفر ہیں لہٰذا دونوں کفر ہیں اور ٹوپی نصرانیوں کی پہننا یا کوٹ یا پتلون شعائر کفر کا نہیں ہے بلکہ

---

[1] اور بعض افعال اگرچہ شرک حقیقی کہ کفر ہیں نہیں لیکن مشرکوں اور بت پرستوں کے افعال کے مشابہ ہیں ان افعال سے بھی اجتناب و پرہیز لازم ہے جیسا کہ ذی علماء اور بڑے کے سامنے زمین کی تقبیل کرتے ہیں ان افعال کا کرنیوالا اور وہ شخص جو اس فعل سے راضی ہو گا ہر دو گنہگار ہوتے ہیں کہ یہ فعل حرام اور گناہ ہے۔

[2] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو کسی قوم کے ساتھ مشابہت کرے تو وہ انہی میں سے ہے۔ (حدیث)

لباس اُس قوم کا ہے۔ پس اُن کا پہننا ہندوستان میں تو تشبّہ لباس میں ہے اور گناہ ہے اور جو لوگ اُس ملک میں رہتے ہیں کہ وہاں مسلمانوں کا بھی یہی لباس ہے وہاں گناہ بھی نہیں ہوگا کیونکہ وہاں یہ لباس شعار نصاریٰ کا نہیں ہے بلکہ عام ہے مسلمانوں اور کفار میں۔ فقط واللہ تعالےٰ اعلم

بیوہ کا نکاح ثانی عیب سمجھنا

سوال :۔ جو شخص نکاح ثانی کو باوجود علم اس امر کے کہ یہ قرآن شریف سے ثابت ہے اور حضرت کی سُنّت ہے عیب اور بے عزتی سمجھتا ہو اور اس کے کرنے والے کو بے عزت اور کمینہ کہتا ہو یا یوں کہتا ہو کہ ہم اس کو حق جانتے ہیں اور حضرت کی سنت سمجھتے ہیں مگر چونکہ ہماری قوم میں اس کا رواج نہیں اس واسطے ہم اس کو عار و ننگ جانتے ہیں۔ اب ان دونوں صورتوں میں شرع شریف سے ایسے شخص کا کیا حکم ہے ؟ اس شخص کے ساتھ معاملہ رشتہ ناطے کا کرنا یا شادی غمی میں اس کی شامل ہونا یا اُس کے جنازے کی نماز پڑھنا کیسا ہے۔

جواب :۔ حکم حق تعالیٰ یا کسی طریقۂ سنّت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عیب یا موجب بے عزتی کا جانے یا اس کے کرنے والے کو بے عزت کہے لاریب وہ ملعون کافر ہے اور مخالف حق تعالیٰ کا اور جہنمی ہے اور مرتد ہے اور باوجود اعتراف اس امر کے کہ یہ حکم خدا تعالےٰ کا اور سنت ہے اور پھر بھی اس کو اپنے رواج کے سبب ننگ و عار کا باعث جانتا ہے یہ زیادہ تر موجب اُس کے کفر اور مخالف حق تعالیٰ کا ہے کہ وہ شقی ملعون اپنے رواج کفر کو حق تعالیٰ کے حکم سے اچھا جانتا ہے۔ پس ایسے شخص سے ترک ملاقات و معاملات کرنا عین دین ہے اور اس سے رشتہ و قرابت رکھنا ہرگز جائز نہیں بلکہ اس سے علیحدہ ہو جائے اور اس کو مبغوض ترین خلق اللہ تعالیٰ کا جان کر اس کا دشمن ہو جاوے اور اس کے جنازہ کی نماز ہرگز نہ پڑھے کہ وہ کافر ہے۔ کذا فی کتب الحدیث والفقہ والعقائد۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

جواب صحیح ہے بموجب حدیث ترمذی کے عن صہیب رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَا اٰمَنَ بالقراٰنِ من استحل محارمہ[1]۔ منکر و مستخف سنّت نبوی کا خصوصاً ایسی عبادت کا کافر ہے اور بمقتضائے حسن ظن توبہ و وسعت رحمتِ الٰہی کے معاملہ جائز ہو تو بعید نہیں ہے والا مثل معاملات روافض و خوارج و ہنود کے ضرور تاً جائز ہوگا۔

واللہ اعلم بالصواب۔ کتبہ العبد المذنب عبدالرحمٰن[2] پانی پتی ۲۵ شعبان یوم شنبہ۔

لاریب فیہ بلکہ جو اس مسئلہ کو چھپاوے یا اظہار سے سکوت برتے وہ بھی بموجب حدیث من سکت[3] الخ گونگا شیطان ہے اور جو ایسے کام کے مخالف کا اشارۃً بھی معین ہوگا، دوزخ میں اوندھے منہ ڈالا

---

[1] صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال کرے وہ قرآن پر ایمان نہیں لایا۔ [2] شاگرد مولانا شاہ محمد اسحاق صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۱۲ [3] جو خاموش رہا۔

جاوے گا۔ کما فی الحدیث فقط العبد محمد مسعود نقشبندی دہلوی

حررہ الفقیر العاصی محمد جمال الدین دہلوی عفی عنہ

جواب درست ہے۔ الجواب صحیح ومعتبر وحق الجواب صحیح

قادر علی عفی عنہ مقیم دہلی فقیر محمد حسین محمد اسمٰعیل مدرس مدرسہ فتح پوری دہلی

صح الجواب الجواب صحیح الجواب صحیح نقہ الجواب صحیح

محمد ابراہیم دہلوی محمد محی الدین عفی عنہ اعظم پوری محمد یٰسین الرحیم آبادی خلیل اللہ خادم العلماء

سید محمد عبدالسلام سید محمد ابوالحسن محمد حسن سید محمد نذیر حسین

دہلوی دہلوی دہلوی محدث دہلوی

الجواب صحیح ثابت علی عفی عنہ ۔ المجیب مصیب بشیر احمد عفا اللہ عنہ ۔ الجواب صحیح میاں محمد بقلم خود۔ الجواب حق صریح الحق ان یتبع عبداللہ شاہ جلال آبادی کرنالی ۔ محمد ابراہیم سنبھلی عفی عنہ ۔ جواب صحیح ہے فقیر مغیث الدین حنفی کرنالی بقلمہ ۔

الجواب صحیح ابوالحسن عفی عنہ سہارنپوری ۔

الجواب صحیح صد شکر کہ الجواب صحیح المجیب مصیب الجواب صحیح

پیر محمد سہارنپوری من پیر محمد دارم خلیل احمد عفی عنہ محمد حسن دیوبندی محمد منفعت علی دیوبندی

اصاب من اجاب قمر الدین عفی عنہ محمد ابراہیم

کرامت علی سہارنپوری قمر الدین سہارنپوری۔ امام جامع مسجد سہارنپور عفی عنہ

جو شخص کہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مثل نکاح وغیرہ کے عیب یا ذلت یا باپ دادا کی بے عزتی سمجھے بے شک وہ کافر دوزخی واجب القتل ہے بسبب ارتداد کے ۔

عبداللہ خان الجواب صحیح احمد عفی عنہ بن مولانا محمد قاسم صاحب

عفی عنہ مرحوم مدرس عربی مدرسہ عالیہ دیوبند اسمہ احمد

محمد عثمان عفی عنہ ۔ ہذا الجواب حق لاشک فیہ سراج احمد عفی عنہ ۔ المجیب المصیب محمد عبدالحق عفی عنہ۔ ان ہذا ہوالحق محمد شفیع ۔

الجواب صحیح جلال الدین عفی عنہ ۔ رحیم بخش ۔ عبدالوہاب عفی عنہ ۔ محمد اسماعیل عفی عنہ ۔ احمد اللہ چاٹگامی۔ لاشک فیہ محمد عبدالرحمٰن سخاوت علی عفی عنہ مدرس مدرسہ عربی قصبہ انبیٹھ ضلع سہارنپور۔ محمد صدیق عفی عنہ مدرس مدرسہ عربیہ انبیٹھ ۔

الجواب صحیح والمجیب بنجیح احقر العباد محمد بن عمر بن مولوی شیخ محمد غفرلہ الصمد تھانوی

فاروقی چشتی، صابری، اسمٰعیلی نوری عبدالحقی انواری ۔

محمد عمر بن مولانا شیخ محمد

من اجاب اصاب غلام احمد عفی عنہ الجواب صحیح سعید احمد عفی عنہ الجواب صحیح حبیب احمد عفی عنہ

الجواب صحیح جمیل احمد اللہ جمیل الجواب صحیح

رسول احمد عفی عنہ عفی عنہ ویحب الجمال دین محمد عفی عنہ ۔

دین محمد دارم

پردہ کی تنبیہ نہ کرنے والا مرد

سوال :۔ جس شخص کی زوجہ ماموں زاد بھائی یا بہنوئی وغیرہ سے حسبِ رواج زمانہ پردہ نہ کرتی ہو تو یہ زوج حکم فاسق معلن میں ہے یا نہیں ؟

جواب :۔ اگر عورت پردہ شرعی سے سامنے آتی ہے یا پردہ شرعی نہیں کرتی مگر خاوند اُس پر تنبیہ کرتا ہے اور اس کے اس فعل سے ناخوش ہے تب تو اس کے ذمہ کوئی معصیت نہیں اور اگر وہ پردہ شرعی نہیں کرتی اور خاوند اس سے ناخوش نہیں تو بے شک سخت گناہگار ہے۔

رنڈی کا ناچ و لہو لعب

سوال :۔ زید نے اپنے پسر کی تقریب نکاح میں پندرہ بیس روز قبل سے ڈھول اپنے گھر میں رکھوا کر عورتوں سے بجوایا اور گوایا اور نوبت نقارے بجوائے اور آرائش باغ باڑی آتشبازی کثرت سے جھاڑوں کی روشنی اور معہ تاشے باجے نوشہ کو سہرۂ نقرئی طلائی سے معہ دیگر رسومات ممنوعہ کے بازار میں گشت کرائے، مثل برات ہنود کے اور تمام شب دُلہن کے گھر پر ناچ رنڈی کا کرایا۔ لوگوں کو ناچ کی دعوت کر کے بلایا پھر عقد نکاح کرایا گیا اور بروقت رخصت معہ تاشے باجے بکھیر کرتا ہوا روپیہ پیسہ کی اپنے گھر آیا۔ ہر چند کہ زید کو لوگوں نے ایسی حرکات نالائقہ سے منع کیا مگر باز نہ آیا اور فخریہ اصرار کر کے جواب دیتا تھا کہ یہ جملہ امور جائز ہیں کسی میں کچھ حرج نہیں خود رسول اللہ نے ناچ راگ باجہ عورتوں کا سنا دیکھا ہے اور رنڈی بھی عورت ہی ہے میں ان افعال کو جائز اور ثابت بالحدیث جانتا ہوں باوجودیکہ زید اپنے کو مقتدائے قوم اور بزرگ بننے کا دعویٰ بھی کرتا ہے اور لوگوں کی امامت بھی کرتا ہے۔ لہٰذا زید کس جرم شرعی کا مرتکب ہے فسق کا یا کفر کا؟ درصورت کفر اُس کی زوجہ نکاح سے خارج ہوئی یا نہیں اور امامت اُس کی جائز ہے یا نہیں ؟ اور لوگوں کو اس سے ترک ملاقات و اختلاط و سلام ضروری ہے یا نہیں اور اس کی قوم والے اتفاق کر کے اُس کو برادری سے نکال دیں یا نہیں ؟ اور جو لوگ اُس کے ان افعال و حرکات میں شریک ہوں اور اُس سے اتحاد رکھیں، میل جول ناطہ رشتہ پیدا کریں اُن کا کیا حکم ہے اور انعقاد نکاح میں ایسی مجالس ممنوعہ سے نقصان واقع ہوتا ہے یا نہیں ؟

جواب :۔ لہو و لعب کے تاشے باجے ڈھول آتشبازی طلائی نقرئی سہرا رنڈی کا ناچ اُس کے لئے لوگوں کی دعوت روپیہ پیسہ بکھیر کر مال کی اضاعت تفاخر و ریا کی حالت یہ سب افعال گناہ و ناجائز اور حرام تھے کفر نہ تھے، مگر رنڈیوں کے ناچ کو جائز جاننا کفر ہوا کہ زنان فاحشہ کے اس ناچ کی حرمت ضروریاتِ دین سے ہے۔ قرآن عزیز کی متعدد آیات اُس کی حرمت پر ناطق ہیں کما تلوناھا فی الخطر من فتاوینا منظومۃ وھبانیۃ[1] ۔ درمختار وغیرہما میں ہے ومن یستحل الرقص قالوا یکفر[2] ولا سیما بالدف یلھو ویزمر[2] وجیز اکردی کتاب السیر فصل فی المتفرقات میں ہے۔ وقد نقل القرطبی ان

---

[1] جیسا کہ ہم نے اپنے فتاویٰ کے باب الخطر میں لکھا ہے (نوٹ باب الخط والاباحت اس کتاب کی دیکھو) ۔

[2] اور جو شخص رقص کو حلال جانے فقہاء اس کو کافر قرار دیتے ہیں خصوصاً جو دف کے ساتھ ہو کہ کھیلتا ہو اور بجاتا ہو۔

هذا الغناء وضرب القضيب والرقص حرام بالاجماع عند مالك[ح] وابی حنيفة والشافعی واحمد رأيت فتوی شيخ الاسلام السيد جلالة الملة والدين الگيلانی رضی الله تعالیٰ عنهم ان مستحل هذا الرقص كافر ولما علم ان حرمته بالاجماع لزم ان يكفر مستحله اھ بالاختصار[۱]

پھر اس کے دیکھنے کو عیاذاً باللہ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیہم وسلم کی طرف نسبت کرنا اُس سے بدتر کفر اخبث واکبر ہے کہ اس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر افتراء کے سوا صراحۃً حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہے۔ اور حضور والا تو حضور والا کسی نبی کی توہین مطلقاً اجماعاً کفر مبین ہے صلی اللہ تعالیٰ علی الحبیب وسلم قال اللہ تعالیٰ ان الذين يؤذون الله ورسوله لعنهم الله في الدنيا والآخرة واعد لهم عذابا مهينا[۲]

پس صورت مستفسرہ میں زید بلا شبہ کافر مرتد ہو گیا اُس کی جورو اس کے نکاح سے نکل گئی۔ اگر زید توبہ کرے اور اسلام لائے جب بھی عورت کو اختیار ہے کہ اس سے نکاح نہ کرے جس سے چاہے نکاح کرلے نماز اس حالت میں اُس کے پیچھے نہ فقط حرام ہے بلکہ باطل محض ہو گی جیسے گنگا دین یا رام چرن کے پیچھے بلکہ بدتر کہ وہ کافر اصلی ہے اور یہ مرتد اور مرتد کا حکم کافر اصلی سے اشد ہے جب تک اسلام نہ لائے اپنے ان اقوال ملعونہ سے صراحۃً توبہ نہ کرے اُس سے میل جول سلام وکلام سب حرام برادری والوں پر فرض ہے کہ اُسے برادری سے نکال دیں۔ جو لوگ ان افعال ممنوعہ میں شرکت کریں گنہگار ہیں اور جو اُس سے میل جول ناطہ ورشتہ کریں سب مستحق نار قال اللہ تعالیٰ ولا ترکنوا الی الذين ظلموا فتمسكم النار[۳] اور اگر ان دو قول ملعون میں اُس کے شریک ہوں تو وہ بھی اس کی طرح صریح کفار اور انہی سب احکام کفر وارتداد کے سزاوار۔ افعال ممنوعہ سے انعقاد نکاح میں خلل نہیں ہوتا ہاں اگر دولہا دولہن میں کوئی ایک یا جمیع حاضرینِ جلسہ ایجاب وقبول وعقیدہ کفریہ رکھتے ہوں تو نکاح نہ ہو گا یوں ہی اگر حاضرین میں صرف ایک مرد یا عورت یا ایک مرد ایک عورت یا دو عورتیں مسلمان باقی عقائد کفریہ والے تو وہ بھی اس حکم میں ہیں اما علی الاول فلان المرتد لا نكاح له ولا مع مرتد تھا والمرتدة لا نكاح لهما ولا مع مرتد واما علی الاخر فلاشتراط شاهدين مسلمين في نكاح مسلمين فلا انعقاد بمحض مرتدين كما لا يخفى والله سبحانه وتعالیٰ اعلم كتبه عبده المذنب احمد رضا عفی عنه بمحمد المصطفیٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم

بلاشک ناچ رنگ رنڈیوں کا اور اسراف بیجا اور بکھیر مال کی اور اس کا ضائع کرنا اور نقرہ وسونے کا سہرہ مردوں کیلئے یہ سب ناجائز ہیں تو اسکو ہرگز جائز نہ جاننا چاہیئے ۔

محمدی حنفی قادری
عبدالمصطفیٰ احمد رضا خاں

---

[۱] اور نقل کیا ہے قرطبی نے کہ یہ گانا اور لکڑی کا مارنا اور ناچنا بالاجماع حرام ہے۔ مالک اور ابو حنیفہ اور شافعی و احمد رحمہم اللہ کے پاس میں نے شیخ الاسلام جلالۃ الملۃ والدین گیلانی رضی اللہ عنہم کا فتویٰ دیکھا ہے کہ اس ناچ کو جائز سمجھنے والا کافر ہے اور جب اس کی حرمت بالاجماع جان لی گئی تو لازماً اس کو حلال جاننے والا کافر ہے۔

[۲] اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو لوگ اللہ اور اُس کے رسول کو اذیت دیتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان پر دنیا و آخرت میں لعنت نازل فرمادی ہے اور ان کے لئے اہانت کرنے والا عذاب تیار رکھا ہے۔

[۳] اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ ظالموں کی طرف توجہ نہ کرو کہ تم کو بھی آگ پکڑ لے گی۔

یزید پر لعنت کرنا

سوال :۔ یزید کہ جس نے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو شہید کرایا وہ قابلِ لعن ہے یا کہ نہیں ؟ گو کہ لعن کرنے میں احتیاط کرے۔ بہت اکابرین درباب لعن یزید تحریر فرما چکے ہیں۔ چنانچہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ شب شہادت کو میں نے ایک آواز غیب سُنی کہ کوئی کہتا تھا ؎

ایھا القاتلون جھلا حسینا　　بشروا بالعذاب والتذلیل

قد لعنتم علی لسان ابن داؤد　　وموسی وحامل الانجیل

کذا فی تحریر الشہادتین[1] (وصواعق محرقۃ) اور امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ تاریخ الخلفاء میں تحریر فرماتے ہیں :۔
قال صلی اللہ علیہ وسلم من اخاف اھل المدینۃ اخافہ اللہ وعلیہ لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین (رواہ مسلم)
وکان سبب خلع اھل المدینۃ لہ ان یزید اسرف فی المعاصی[2]۔ اور دوسری جگہ فرماتے ہیں۔ وقتل وجیئ براسہ فی طست حتی وضع بین یدی ابن زیاد لعن اللہ قاتلہ وابن زیاد ومعہ یزید[3]۔ اور بعض محققین مثل امام ابن جوزی اور مُلّا سعد الدین تفتازانی وغیرہما رحمہم اللہ بھی لعن کے قائل ہیں۔ چنانچہ مولانا قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں۔

"وجہ قول جواز لعن آنست کہ ابن جوزی روایت کردہ کہ قاضی ابویعلی در کتاب خود معتمد الاصول بسند خود از صالح بن احمد بن حنبل روایت کردہ کہ گفتم پدر خود را کہ اے پدر مردم گمان می برند کہ ما مردم یزید را دوست می داریم احمد گفت کہ اے پسر کسے کہ ایمان بخدا و رسول داشتہ باشد او را دوستی یزید چگونہ روا باشد و چرا لعنت نہ کردہ شود بر کسیکہ خدا بروئے در کتاب خود لعنت کردہ گفتم در قرآن کجا بر یزید لعنت کردہ است احمد گفت فھل عسیتم ان تولیتم[4] الخ اور نیز مکتوبات صـ ۲۰۳ میں ہے۔ غرض کہ کفر بر یزید از روایت معتبرہ ثابت می شود

---

[1] اے وہ لوگو! جنہوں نے حسینؓ کو جہالت سے قتل کیا عذاب اور ذلت کی خوشخبری حاصل کرو تم ابن داؤد کی زبان پر لعنت کئے گئے ہو اور موسیٰ اور صاحب انجیل کی زبان پر تحریر الشہادتین میں اسی طرح لکھا ہے۔

[2] نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اہلِ مدینہ کو ڈرایا اللہ تعالےٰ اس کو ڈرائے گا اور اس پر اللہ کی اور فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہوگی (اس کو مسلم نے روایت کیا ہے) اور اہلِ مدینہ نے اس لئے بیعت کو توڑ دیا کہ یزید نے گناہوں میں بے حد زیادتی کر دی تھی۔

[3] پس حسینؓ قتل کئے گئے اور ان کا سر طشت میں لایا گیا حتیٰ کہ ابن زیاد کے سامنے رکھا گیا۔ اللہ تعالےٰ اس پر اور قاتل حسین پر اور اس کے ساتھ یزید پر لعنت کرے۔

[4] لعنت کے جواز کا قول اس بنا پر ہے کہ ابن جوزی نے روایت کی ہے کہ قاضی ابویعلی اپنی کتاب معتمد الاصول میں اپنی سند کے ساتھ صالح بن احمد بن حنبل سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے کہا کہ اے باپ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم یزید کے لوگوں کو دوست رکھتے ہیں۔ احمد نے فرمایا اے بیٹے جو شخص خدا اور رسول پر ایمان رکھتا ہو اس کی یزید کی دوستی کس طرح جائز ہو سکتی ہے اور کس لئے لعنت نہ کی جائے اس شخص پر جس پر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں لعنت فرمائی ہو۔ میں نے کہا قرآن میں یزید پر لعنت کہاں ہے ؟ تو احمد نے فرمایا اس آیت میں فھل عسیتم ان تولیتم الخ میں۔ (سو اگر تم کنارہ کش ہو تو آیا تم کو یہ احتمال بھی ہے کہ تم دنیا میں فساد مچاؤ اور آپس میں قطع قرابت کر دو۔)

پس او مستحق لعن است اگرچہ در لعن گفتن فائدہ نیست لیکن الحب فی اللہ والبغض فی اللہ مقتضی آنست واللہ اعلم[1]۔

ان عبارات مذکورہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض حضرات کفر کے بھی قائل تھے اور بعض حضرات اکابر دین لعن کو جائز نہیں سمجھتے ہیں۔ اس واسطے کہ یزید کے کفر کا حال محقق نہیں۔ پس وہ قابلِ لعن نہیں، لہٰذا یزید کو کافر کہنا اور لعن کرنا جائز ہے یا نہیں مدلل ارقام فرمائیں۔

جواب :۔ حدیث صحیح ہے کہ جب کوئی کسی پر لعنت کرتا ہے، اگر وہ شخص قابل لعن کا ہے تو لعن اس پر پڑتی ہے ورنہ لعنت کرنے والے پر رجوع کرتی ہے پس جب تک کسی کا کفر پر مرنا محقق نہ ہو جاوے اس پر لعنت نہیں کرنا چاہیئے کہ اپنے اوپر عود لعنت کا اندیشہ ہے۔ لہٰذا یزید کہ وہ افعال ناشائستہ ہر چند موجب لعن کے ہیں۔ مگر جس کو محقق اخبار سے اور قرائن سے معلوم ہو گیا کہ وہ ان مفاسد سے راضی و خوش تھا اور اس کو مستحسن اور جائز جانتا تھا اور بدوں توبہ کے مر گیا تو وہ لعن کے جواز کے قائل ہیں اور مسئلہ یوں ہی ہے اور جو علماء اس میں تردد رکھتے ہیں کہ اول میں وہ مومن تھا اس کے بعد اُن افعال کا وہ مستحل تھا یا نہ تھا اور ثابت ہُوا یا نہ ہُوا، تحقیق نہیں ہُوا۔ پس بدوں تحقیق اس امر کے لعن جائز نہیں۔ لہٰذا وہ فریق علماء کا بوجہ حدیث منع لعن مسلم کے لعن سے منع کرتے ہیں اور یہ مسئلہ بھی حق ہے۔ پس جواز لعن و عدم جواز کا مدار تاریخ پر ہے اور ہم مقلدین کو احتیاط سکوت میں ہے۔ کیونکہ اگر لعن جائز ہے تو لعن نہ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ لعن نہ فرض ہے نہ واجب نہ سنت نہ مستحب محض مباح ہے اور جو وہ محل نہیں تو خود مبتلا ہونا معصیت کا اچھا نہیں۔ فقط واللہ تعالےٰ اعلم۔

شاہ اسمٰعیل شہید کے متعلق رائے

سوال :۔ جناب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم جو ہمراہ سید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے شہید ہوئے تھے ان کو مردود کہنا اور بے ایمان کافر کہنا درست ہے یا نہیں؟ اور اگر نادرست ہے تو مردود اور بے ایمان کہنے والے کا کیا حکم ہے اور تقویۃ الایمان جو تصنیف مولانا مرحوم کی ہے اس کا مطالعہ کرنا اور پڑھنا اور پڑھانا اچھا ہے یا بُرا؟

جواب :۔ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ عالم متقی اور بدعت کے اکھاڑنے والے اور سنت کے جاری کرنے والے اور قرآن و حدیث پر پورا عمل کرنے والے اور خلق اللہ کو ہدایت کرنے والے تھے اور تمام عمر اسی حالت میں رہے۔ آخر کار فی سبیل اللہ جہاد میں کفار کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ پس جس کا ظاہر حال ایسا ہو وہ ولی اللہ اور شہید ہے۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے ان اولیاءہ الا المتقون[2] اور کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اور ردّ شرک و بدعت میں لاجواب ہے استدلال اس کے بالکل کتاب اللہ اور احادیث سے ہیں اُس کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے اور موجب اجر کا ہے اس کے رکھنے کو جو بُرا کہتا ہے وہ فاسق اور بدعتی ہے۔ اگر اپنے جہل سے کوئی

---

[1] غرضیکہ یزید پر کفر معتبر روایت سے ثابت ہوتا ہے پس وہ مستحق لعنت ہے اگرچہ لعنت کرنے میں کوئی فائدہ نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے لئے محبت اللہ تعالیٰ کے لئے دشمنی کا مقتضاء یہ ہے۔ واللہ اعلم۔ [2] اللہ کے ولی متقیوں کے سوا کوئی نہیں۔

اس کتاب کی خوبی نہ سمجھے تو اس کا قصورِ فہم ہے کتاب اور مؤلف کتاب کی کیا تقصیر؟ بڑے بڑے عالم اہلِ حق اس کو پسند کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر کسی گمراہ نے اُس کو بُرا کہا تو وہ خود ضال و مضل ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

شاہ اسمٰعیل شہید کے مختصر حالات

سوال :۔ مولانا محمد اسمٰعیل صاحب شہید دہلوی جو مستند الوقت شیخ الکل مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کے پوتے تھے ان کو مردود اور کافر کہنا اور لعن طعن کرنا صحیح ہے یا نہیں؟ اگر صحیح نہیں ہے تو ایسے شخص کا کیا حکم ہے اور کتاب تقویۃ الایمان مصنفہ مولانا مرحوم کیسی ہے اس کا پڑھنا اچھا ہے یا بُرا۔

جواب :۔ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب عالم متقی بدعت کے اکھاڑنے والے اور سنت کے جاری کرنے والے اور قرآن و حدیث پر پورا پورا عمل کرنے والے اور خلق کو ہدایت کرنے والے تھے اور تمام عمر اسی حال میں رہے۔ آخر کار فی سبیل اللہ جہاد میں کفار کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ پس جس کا ظاہر حال ایسا ہووے وہ ولی اللہ اور شہید ہے۔ حق تعالےٰ فرماتا ہے۔ ان اولیاءہ الا المتقون۔ کوئی نہیں اولیاء حق تعالےٰ کے سوائے متقیوں کے۔ بموجب اس آیت کے مولوی اسمٰعیل ولی ہوئے اور حسب فحوائے حدیث من قاتل فی سبیل اللہ فواق ناقۃ فقد وجبت لہ الجنۃ[1] الحدیث کے وہ جنتی ہیں سو جو ایسا شخص ہو کہ ظاہر میں ہر روز تقویٰ کے ساتھ رہا اور پھر حق تعالیٰ کی راہ میں شہید ہُوا وہ قطعی جنتی ہے اور مخلص ولی ہے ایسے شخص کو مردود کہنا خود مردود ہونا ہے اور ایسے مقبول کو کافر کہنا خود کافر ہونا ہے۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔

من عادی لی ولیا فقد آذنتہ بالحرب۔ جس نے عداوت کی میرے ولی سے سو میری طرف سے اُس کو اعلام لڑائی کا ہے تو گویا خدائے تعالیٰ سے وہ مقابل ہُوا۔ پس دیکھو جس کو خدائے تعالےٰ اپنے سے لڑائی کرنے والا فرمائے وہ کون ہوتا ہے۔ بہر حال ایسے عالم مقبول کو مردود کہنے والا بالضرور سخت فاسق ہے۔ تمام ائمہ اور ابو حنیفہؒ کے نزدیک اور قریب کفر کے حق تعالیٰ ایسے بدزبانوں، فاسقوں، بدعتیوں کو ہدایت کرے اور حق یہ ہے کہ مولوی اسمٰعیل صاحب سے اہلِ بدعت کو اس واسطے عداوت ہے کہ انہوں نے بدعات کو خوب ظاہر کر کے قلع کیا ہے۔ اہلِ بدعت کے بازار کو بے رونق کر دیا۔ اس واسطے اس صاحبِ سنّت سے یہ لوگ بدعتی ناخوش ہو گئے اور سب و شتم کرنے لگے جیسا روافض صاحبِ سنت اور شیخین رضی اللہ عنہما سے عداوت کر کے طعن کرتے ہیں۔ بہر حال یہ لوگ مولوی اسمٰعیل کے طعن کرنے والے ملعون ہیں۔ چنانچہ حدیث میں وارد ہے کہ جو کوئی کسی پر لعنت کرتا ہے وہ لعنت کرنے والے پر عود کرتی ہے اگر لعنت کیا گیا قابل لعنت کے نہ ہو اور معلوم ہو چکا کہ مولوی اسمٰعیل شہید ولی مہبطِ رحمۃ حق تعالےٰ کے ہیں تو بالضرور ان کی لعنت کرنے والے پر عود کرتی ہے۔ وہ خود ملعون مطرود الرحمۃ ہوئے واللہ تعالیٰ اعلم۔

اور کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اور وہ ردّ شرک و بدعت میں لاجواب ہے۔ استدلال اُس کے بالکل کتاب اور احادیث سے ہیں اُس کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے اور موجب اجر کا ہے اس کے

---

[1] جس نے اللہ کی راہ میں اونٹنی کا دودھ دوہے جانے کے وقت کے برابر بھی جنگ کی وہ جنت میں داخل ہُوا۔

رکھنے کو جو کفر کہتا ہے خود یا کافر ہے یا فاسق بدعتی ہے۔ اگر اپنے جہل سے کوئی اس کتاب کی خوبی نہ سمجھے تو اس کا قصورِ فہم ہے کتاب اور مؤلف کتاب کی کیا تقصیر ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم　　چشمۂ آفتاب را چہ گناہ[1]

بڑے بڑے اہلِ حق اس کو پسند کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر کسی گمراہ نے اس کو بُرا کہا تو وہ خود ضال و مضل ہے۔ فقط واللہ تعالےٰ اعلم۔

شاہ اسمٰعیل شہید کے فتویٰ پر رائے

سوال :۔ درصورتیکہ بعض افعال شرکیہ کہ در رسالہ تقویۃ الایمان محرر شدہ مثل نذر لغیر اللہ یعنی توشہ وغیرہ و بوسہ دادن قبر و غلاف انداختن بدان و سوگند بنام غیر اللہ و مثل آنہا از زید صادر شد پس زید را کافر گفتن و خون و مال او را مباح دانستن و دیگر معاملۂ کفار با او نمودن جائز است یا نہ[2]

جواب :۔ زید را کافر محض دانستن و با او معاملۂ کفار بمجرد صدور آنچہ در سوال محرر است جائز نیست و ہر کہ با او معاملۂ کفار بمجرد صدور افعال مذکورہ نماید گنہگار می شود و آنچہ در رسالۂ تقویۃ الایمان محرر شدہ بیانش اینست کہ چنانکہ در حدیث شریف وارد ست کہ ایمان را چند و ہفتاد شعبہ ست افضل جمیع شعبہ لا الہ الا اللہ و ادنیٰ آنہا دور کردن چیزے موذی از راہ ست و ہمچنیں در روایت دیگر وارد شدہ کہ حیا شعبہ ایست از ایمان و ہمچنیں در روایات متعددہ وارد شدہ کہ صبر و سماحت یعنی علوے ہمت و حسن خلق شعبہائے ایمان ہستند و حالانکہ بسیار دیدہ می شود کہ بعض ازیں امور در بعضے از کفار یافتہ میشود۔ مثلاً بسیارے از کفار صاحب حیا ہم می شوند و بسیارے از ایشاں خوش خلق ہم میشوند۔ پس بمجرد یافتن حیا مثلاً آن کافر را مومن نتواں گفت و با او معاملۂ مسلمانان نمی تواں کرد۔ آرے ایں قدر البتہ ضرور باید دانست کہ حیا شعبہ ایست از ایمان و چیز ایست کہ نہایت پسندیدہ است نزد حق جل و علیٰ۔ اگرچہ ایں شخص پسندیدہ نیست زیرا کہ کافر ست اما ایں خلق او پسندیدہ ہمچنیں وقتیکہ شرک مقابل ایمان ست پس لابد اور اہم ایں قدر شعبہا باشند پس چنانکہ زید را بمجرد حیا مومن نتواں گفت اگرچہ خلق و حیا را تحسین باید کرد۔ ہمچنیں او را بمجرد سوگند خوردن بنام غیر خدا مشرک نتواں گفت اگرچہ ایں فعل او را از فعل شرکیہ باید شمرد و انکار بریں فعل بیش از بیش باید نمود و اہانت ایں فعل باید کرد و اہانت فاعل آں بالخصوص بباید کرد زیرا کہ ممکن ست کہ در آں شخص چنانکہ ایں شعبۂ شرکیہ یافتہ شدہ بسیارے از شعبہ ہائے ایمان ہم موجود باشد۔ پس بسبب شعبہائے ایمان

---

[1] اگر دن کو کوئی شب پرہ چشم نہ دیکھے تو اس میں آفتاب کا کیا قصور

[2] ایسی صورت میں کہ بعض افعال شرکیہ کہ رسالہ تقویۃ الایمان میں لکھے ہوئے ہیں جیسے نذر لغیر اللہ یعنی توشہ وغیرہ اور قبر کو بوسہ دینا اور اس پر غلاف ڈالنا اور غیر اللہ کے نام سے قسم کھانا اور اسی کے مثل اور امور زید سے صادر ہوں تو زید کو کافر کہنا اور اس کے خون و مال کو جائز سمجھنا اور کفار کے مثل دوسرے معاملات اس کے ساتھ کرنا جائز ہیں یا نہیں ؟

مقبول عنداللہ گردد۔ گو این فعل او مردود باشد و این تفصیل ملحوظ باید داشت مادامیکہ فاعل آں مقابلۂ شرع شریف بے پردہ ننمودہ باشد اما وقتیکہ رد شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا افضل الصلوٰت واکمل التحیات والتسلیمات الزاکیات نماید مثلاً بگوید کہ او را با شریعت ہیچ کار نیست یا بگوید کہ فلاں کار البتہ خواہد کرد خواہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راضی شوند یا ناخوش، بگوید ممنوعیت این فعل در شرع است اما شرع برائے او نیست بلکہ برائے دیگراں ست مذہب او طریقت ست نہ شریعت۔ پس آں وقت کافر مطلق میشود ہمہ شعبہائے ایمان کہ در او موجود باشد برباد گردد و در غضب الٰہی گرفتار میشود[1] اعاذنا اللہ و سائر المسلمین من غضب اللہ وغضب رسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم[2]

---

[1] زید کو کافر محض جاننا اور اس کے ساتھ بمجرد ان باتوں کے صادر ہونے کے جو سوال میں درج ہیں کفار کے جیسا معاملہ کرنا جائز نہیں ہے اور جو شخص اس کے ساتھ بمجرد ان افعال مذکورہ کے صادر ہونے کے کفار کے جیسا معاملہ کرے وہ گنہگار ہوگا اور جو کچھ رسالہ التقویۃ الایمان میں لکھا گیا ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ ایمان کی کچھ اوپر ستر شاخیں ہیں اور تمام شاخوں میں افضل لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ ہے اور ادنیٰ اس کا کسی موذی چیز کا راستہ سے دور کر دینا ہے اور اسی طرح دوسری روایت میں وارد ہوا ہے کہ حیا ایمان کی ایک شاخ ہے اور اسی طرح متعدد روایات میں وارد ہوا ہے کہ صبر اور جوانمردی یعنی بلند ہمتی اور حسن اخلاق ایمان کے شعبے ہیں اور حالانکہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ ان امور میں سے بعض کفار میں بھی پائے جاتے ہیں۔ مثلاً بہت سے کفار صاحب حیا بھی ہوتے ہیں ان میں سے بہت سے خلیق بھی ہوتے ہیں۔ پس بمجرد اس کافر میں حیا کو پانے کے مومن نہیں کہہ سکتے ہیں نہ اس کے ساتھ مسلمانوں کا سا معاملہ کر سکتے ہیں البتہ اتنا ضرور جاننا چاہیئے کہ حیا ایمان کی ایک شاخ ہے اور نہایت پسندیدہ چیز ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک اگرچہ یہ شخص پسندیدہ نہیں ہے اس لئے کہ کافر ہے لیکن اس کی یہ عادت پسندیدہ ہے۔ اسی طرح جس وقت کہ شرک ایمان کے مقابل میں ہے تو ضرور ہے کہ اس کے بھی اسی قدر شاخیں ہوں گی۔ اسی طرح اس کو بمجرد غیر خدا کی قسم کھانے کے مشرک نہیں کہہ سکتے۔ اگرچہ اس کے اس فعل کو افعال شرک سے سمجھنا چاہیئے اور اس فعل پر اعتراض زیادہ سے زیادہ کرنا چاہیئے اور اس فعل کی اہانت کرنا چاہیئے اور اس کے کرنے والے کی اہانت خصوصیت سے کرنی چاہیئے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ جس طرح اس شخص میں یہ شعبۂ شرکیہ پایا جاتا ہو بہت سے شعبہ ہائے ایمان بھی موجود ہوں پس وہ بسبب ایمان کے شعبوں کے اللہ تعالیٰ کے پاس مقبول ہوگا اگرچہ اس کا یہ فعل مردود ہوگا اور اس تفصیل کا یہ خیال رکھنا چاہیئے کہ یہ اُس وقت تک ہے جب تک کہ اس کا کرنے والا شرع شریف کا مقابلہ اعلانیہ نہ کیا کرے۔ لیکن اگر وہ شریعت محمدیہ علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ واکمل التحیات والتسلیمات الزاکیات کی رد کرنے لگے مثلاً یہ کہے کہ اس کو شریعت سے کوئی تعلق نہیں یا یہ کہے کہ وہ فلاں کام ضرور کرے گا خواہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راضی رہیں یا ناراض یا یہ کہے کہ اس فعل کی ممانعت تو شرع میں ہے لیکن شرع اس کے لئے نہیں ہے بلکہ دوسروں کے لئے ہے۔ اس کا مذہب طریقت ہے نہ کہ شریعت تو اس وقت وہ کافر مطلق ہوگا۔ ایمان کے تمام شعبے جو اس میں موجود ہوں گے برباد ہو جائیں گے اور وہ غضب الٰہی میں گرفتار ہو جائے گا۔ فتاویٰ عزیزی جلد دوم صفحہ ۱۰۴

[2] اللہ تعالیٰ ہم کو اور تمام مسلمانوں کو اپنے اور اپنے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے غضب سے پناہ میں رکھے۔

کتبہ محمد اسماعیل　　مصنف تقویۃ الایمان عفی عنہ　　محمد اسماعیل

درشاہجہان آباد محررہ دوازدہم جمادی الاولیٰ ۱۲۴۰ھ تمام شد　　دہلوی

جواب :۔ جواب مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کا نہایت صحیح ہے کہ افعال شرکیہ بعض ایسے ہیں کہ شرک محض ہیں اور بعض ایسے ہیں کہ لوگ ان کو کرتے ہیں اور تاویل ہوسکتی ہے پس پہلی قسم جیسا بت کو سجدہ کرنا زنار ڈالنا ان امور سے مشرک ہو جاتا ہے اور دوسری قسم کے افعال سے کبیرہ گناہ ہوتا ہے خروج عن الاسلام نہیں ہوتا کیونکہ بعض شرک اصل شرک ہے اور بعض کم کہ شِرْكٌ دُوْنَ شِرْكٍ کہتے ہیں تو دوسرے درجہ کے شرک حقیقۃً شرک نہیں۔ مثلاً قسم لغیر اللہ کو شرک فرمایا اور ریا کو شرک فرمایا اور تسمیہ لغیر اللہ کو شرک فرمایا۔ چونکہ یہ افعال صورۃً شرک ہیں اُن کو شرک فرمادیا ہے اُن کے کرنے سے مشرک حقیقی نہیں ہوتا ۔ فقط

واللہ تعالےٰ اعلم

رشید احمد ۱۳۰۱

بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

کتاب تقویۃ الایمان کے متعلق رائے

سوال :۔ کتاب تقویۃ الایمان کیسی کتاب ہے اس کو اچھا سمجھنا اور اس کا درس کرنا اور اس پر عمل کرنا کیسا ہے ؟ اور مولانا محمد اسحاق صاحب کو بُرا سمجھنا اور اُن کو کافر و مردود بتانا اور حقیر سمجھنا کیسا ہے۔ اگر کسی کے ماں باپ نماز جماعت و وعظ سُننے کو منع کریں تو اُس کو چھوڑ دے یا اُن کے کہنے کو ردّ کرے۔ مجھ عاجز کے واسطے دُعا کیجئے۔ مجھ کو کوئی دعا تعلیم فرمائیے جس کے حد سے وسواس ہونا دور ہوں اور اللہ تعالیٰ کی محبت دل میں پیدا ہو اور عشق حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نصیب ہو۔ آپ سے اللہ واسطے عرض کرتا ہوں ۔ فقط والسّلام

جواب :۔ کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ اور سچی کتاب اور موجب قوت و اصلاح ایمان کی ہے اور قرآن و حدیث کا مطلب پورا اس میں ہے اس کا مؤلف ایک مقبول بندہ تھا اور مولانا محمد اسحاق دہلوی ولی کامل محدث فقیہ عمدہ مقبولین حق تعالےٰ کے تھے جو کوئی ان دونوں کو کافر یا بد جانتا ہے وہ خود شیطان ملعون حق تعالیٰ کا ہے اور اگر کسی کا باپ یا والدہ نماز جماعت سے منع کرے یا وعظ سننے سے کسی عالم مقبول متدین کے منع کرے تو قول والدین کا ہرگز نہ مانے بلکہ ان کاموں کو کرتا رہے اور دفع وسوسہ شیطانی کے واسطے لاحول اور استغفار پڑھا کرو۔ فقط والسّلام

سوال :۔ قبر کے طواف کرنے والے کو کافر کہا جائے گا یا نہیں ؟

جواب :۔ صلحا اور اولیاء کی قبروں کا طواف کرنا بلا شبہ بدعت ہے اس لئے کہ زمانہ سابق میں نہ تھا لیکن اب اختلاف ہے کہ یہ بدعت حرام ہے یا مباح۔ بعض کتب فقہ میں مباح لکھتے ہیں اور صحیح یہ ہے کہ مباح نہیں ہے اس لئے کہ بت پرستوں سے مشابہت لازم آتی ہے، اس لئے کہ وہ بھی بتوں کے اطراف یہی عمل کرتے ہیں و نیز طواف شرع میں محض کعبہ کے لئے وارد ہُوا ہے اور بزرگ کی قبر کو کعبہ کے مشابہ کرنا بہتر نہیں ہے۔ لیکن جو شخص یہ عمل کرے اس کو کافر کہنا اور دائرۂ اسلام سے خارج کرنا بہت ہی برا اور غیر پسندیدہ کام ہے اور اسی طرح کافر بتانے والے کو کافر بنانا بہت ہی بُرا ہے ۔

تقویۃ الایمان کے بعض جملوں کی تشریح

سوال :۔ تقویۃ الایمان کے صفحہ ۱۴ میں ہے (یہ یقین جان لینا چاہیئے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ خدا کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے) اس عبارت کے مضمون کا کیا مطلب ہے؟ مولانا علیہ الرحمۃ نے کیا مراد لیا ہے ؟

جواب :۔ اس عبارت سے مراد حق تعالیٰ کی بے نہایت بڑائی ظاہر کرنا ہے کہ اس کی سب مخلوقات اگرچہ کسی درجہ کی ہو اس سے کچھ مناسبت نہیں رکھتی۔ کمہار لوٹا مٹی کا بنادے اگرچہ خوبصورت پسندیدہ ہو اس کو احتیاط سے رکھے مگر توڑنے کا بھی مختار ہے اور کوئی مساوات کسی وجہ سے لوٹے کو کمہار سے نہیں ہوتی۔ پس حق تعالےٰ کی ذات پاک جو خالق محض قدرت سے اس کے ساتھ کیا نسبت و درجہ کسی خلق کا ہو سکتا ہے۔ چمار کو شہنشاہ دنیا سے اولادِ آدم ہونے میں مناسبت و مساوات ہے اور شہنشاہ نہ خالق و رازق چمار کا ہے تو چمار کو تو شہنشاہ سے مساوات بعض وجوہ سے ہے بھی مگر حق تعالےٰ کے ساتھ اس قدر بھی مناسبت کسی کو نہیں کہ کوئی عزت برابری کی نہیں ہو سکتی۔ فخر عالم علیہ السلام باوجودیکہ تمام مخلوق سے برتر و معزز و بے نہایت عزیز ہیں کہ کوئی مثل ان کے نہ ہوا نہ ہوگا۔ مگر حق تعالیٰ کی ذات پاک کے مقابلہ میں وہ بھی بندۂ مخلوق ہیں تو یہ سب حق ہے مگر کم فہم اپنی کجی فہم سے اعتراضِ بیہودہ کر کے شانِ حق تعالیٰ کو گھٹاتے ہیں اور اُس کا نام حُبِّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکھتے ہیں۔ فقط واللہ تعالےٰ اعلم

تقویۃ الایمان کے مسائل

سوال :۔ تقویۃ الایمان میں کوئی مسئلہ ایسا بھی ہے جو قابلِ عمل نہیں یا کُل اس کے مسائل صحیح اور علماء دین کو مقبول ہیں اور ایک بات یہ مشہور ہے کہ مولوی اسمٰعیل صاحب شہید نے اپنے انتقال کے وقت بہت سے آدمیوں کے روبرو بعض مسائل تقویۃ الایمان سے توبہ کی ہے آپ نے بھی کہیں یہ بات سنی ہے یا محض افترا ہے اور جو مولانا مرحوم کا معتقد نہ ہو اور اُن کو خوش عقیدہ اور بزرگ نہ جانے وہ بدعتی اور فاسق ہے یا نہیں ؟ اور مولوی صاحب شہید مقلد تھے یا عامل بالحدیث اور اگر مقلد تھے تو کون سے امام کے حنفی تو شاید نہ ہوں چونکہ سنا ہے کہ رفع یدین اور آمین بالجہر کرتے تھے اور اکثر غیر مقلد مولانا موصوف کو عامل بالحدیث بتاتے ہیں اور اسی وجہ سے اُن کو زیادہ مانتے ہیں اور انہی کے قول کو زیادہ سند میں لاتے ہیں بہ نسبت اور علماء کے اور انہی کو اپنے زمانے کا مجتہد بتاتے ہیں حالانکہ اُس زمانے میں اور بہت سے علماء عظام موجود تھے اور انہی کو اکثر مواقع پر حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر ترجیح دیتے ہیں اور اکثر مسائل حضرت شاہ صاحبؒ کے نہیں مانتے اور اُن کے کل مسائل مقبول جانتے ہیں۔ ان باتوں سے تو معلوم ہوتا ہے کہ مولوی اسمٰعیل صاحب مقلد نہیں تھے عامل بالحدیث تھے۔

اور بعض علماء یہ فرماتے ہیں کہ نہیں مقلد تھے غیر مقلد ہرگز نہیں تھے۔ بعض یہ کہتے ہیں کہ ان کو مرتبہ اجتہاد کا تھا اس وجہ سے انہوں نے تقلید نہیں کی۔ اس کا خلاصہ حال جو ہو تحریر فرما دیجئے اور مولوی صاحب کے عقیدے میں اور محمد بن عبدالوہاب کے عقیدہ میں کچھ فرق تھا یا یہ دونوں صاحب ایک ہی مسلک کے ہیں اور حضرت سید صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ کے جو ان کے مرشد ہیں یہ بھی عالم اور مقلد تھے یا نہیں اور حضرت سید صاحب کے خلفاء میں اور بھی کوئی ان سے زیادہ لائق

خلیفہ ہُوا یا سب سے زیادہ سربرآوردہ یہی حضرت تھے۔ اور جو مسائل تقویۃ الایمان میں مختلف ہیں اُن پر عمل کرے یا نہ کرے؟ اور مولوی صاحب موصوف سے سلسلۂ صوفیّت کے نہ چلنے کی کیا وجہ ہے حالانکہ مولوی صاحب خود سیّد صاحب سے بیعت ہوئے ہیں اور ان سے بھی آدمی غالباً مرید ہوئے ہوں گے اور مولوی صاحب ممدوح علماء میں شمار کئے گئے ہیں یا صوفیاء میں ؟

جواب :۔ بندہ کے نزدیک سب مسائل اس کے صحیح ہیں اگرچہ بعض مسائل میں بظاہر تشدّد ہے اور توبہ کرنا ان کا بعض مسائل سے محض افتراء اہلِ بدعت کا ہے اور اگر ان کو بزرگ نہ جانے جھوٹے حالات ان کے سن کر تو معذور ہے اور اگر کتاب کے خلاف عقیدہ رکھتا ہے تو وہ مبتدع فاسق ہے۔ اور وہ یہ فرماتے تھے کہ جب تک حدیث صحیح غیر منسوخ ملے اُس پر عامل ہوں ورنہ ابوحنیفہ کی رائے کا مقلد ہوں اور سیّد صاحب کا بھی یہی مشرب تھا اور محمد بن عبدالوہاب کے عقائد کا مجھ کو مفصّل حال معلوم نہیں اور نہ خلفاء سیّد صاحب کا اور مولوی اسمٰعیل صاحب وعظ و ردِ بدعت میں مصروف رہے پھر جہاد میں جاکر شہید ہوگئے سلسلہ بیعت کا کہاں جاری کرتے اور تمام تقویۃ الایمان پر عمل کرے۔ فقط

تذکیر الاخوان کی عبارت کی تشریح

سوال :۔ تذکیر الاخوان کے صفحہ ۵ میں ہے کہ فرمایا اللہ صاحب نے سورۂ آل عمران[1] میں " اور مت ہو اُن کی طرح جو علیحدہ علیحدہ ہوگئے اور اختلاف کرنے لگے بعد اس کے کہ پہنچ چکے ان کو صاف حکم اور اُن کے واسطے بڑا عذاب ہے جس دن سفید ہوں گے بعض منہ اور سیاہ ہوں گے بعض منہ سو وہ جو سیاہ ہُوئے منہ اُن کے کیا تم کافر ہو گئے ایمان میں آکر اب چکھو عذاب بدلا اُس کفر کرنے کا "۔ اس کے فائدے میں ہے کہ " بہت گروہ فرقہ فرقہ ہو گئے چنانچہ یہود و نصاریٰ بہتّر بہتّر فرقہ ہوگئے اور پھر آگے تحریر فرماتے ہیں " پھر ان میں کوئی قادری کوئی نقشبندی کوئی چشتی ہے الخ اور صفحہ میں فرماتے ہیں " پھر کسی نے خود کو چشتی مقرر کیا کسی نے قادری کسی نے نقشبندی کسی نے سہروردی کسی نے رفاعی ٹھہرایا الخ " تو اس جگہ پر یہ شبہ واقع ہوتا ہے کہ ان خاندانوں کو ان فرقوں میں شامل جو فرمایا تو اس کی کیا وجہ ہے اور یہ مضمون صحیح ہے یا غلط ؟

جواب :۔ مراد یہ ہے کہ فرقہ فرقہ جدا ہونا باعتبار عقائد و اعمال کے بدعت ہے جیسا روافض و خوارج عقائد میں اپنے اہواء سے مختلف ہو گئے ہیں تو اسی طرح اس زمانے کے قادری و چشتی مثلاً اپنے اپنے عقائد مبتدعہ میں اور اعمال ناجائز میں مختلف ہو کر ہر ایک نے خلافِ شرع کو اپنا طریقہ مقرر کر لیا ہے کہ اگر عالم ان کو کسی عقیدہ باطلہ مبتدعہ سے یا کسی عمل غیر مشروع سے منع کرے تو کہتے ہیں کہ ہم قادری ہیں ہم کو جس طرح اپنے بزرگوں سے پہنچا اس کو ہی حق جانتے ہیں اور یہ بالکل غلط ہے کیونکہ عقائد و اعمال سب بزرگانِ دین کے موافق سنّت کے تھے ان لوگوں نے احداثِ بدعات کیا ہے پس ایسے اہلِ طریقہ کو وہ مثل بہتّر فرقے کے فرماتے ہیں۔ نہ اُن اہل اللہ لوگوں کو جو ان خاندان کے مقبول متبع سُنّت ہیں

---

[1] آل عمران آیت ۱۰۵، ۱۰۶ ۔

کیونکہ ان کا کوئی فرقہ سوائے اہلِ سُنّت کے نہیں اور کوئی امر طریقہ کا خلاف شرع کے نہیں یہ خود ایک ہی فرقہ ہے فقط نام ہر ایک کا جدا ہے۔ فقط واللہ تعالےٰ اعلم

مراقبہ کا حکم

سوال :۔ تصوّر کرنا اولیاء اللہ کا مراقبہ میں کیسا ہے اور یہ جاننا کہ جب ہم ان کا تصوّر باندھتے ہیں تو وہ ہمارے پاس موجود ہو جاتے ہیں اور ہم کو معلوم ہو جاتے ہیں ایسا اعتقاد کرنا کیسا ہے ؟

جواب :۔ ایسا تصوّر درست نہیں اس میں اندیشہ شرک کا ہے۔ فقط واللہ تعالےٰ اعلم ۔

رسول کے علم غیب کا معتقد

سوال :۔ زید کہتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنا کل علم غیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرما دیا تھا اور اب بھی آپ مخلوق کے ہر ایک حال ظاہر و باطن خیر و شر سے بخوبی واقف ہیں۔ یہاں تک کہ مچھر کے پَر ہلانے کا بھی آپ کو علم ہو جاتا ہے اور ہر ایک کی آواز خواہ وہ مشرق میں ہو یا مغرب میں بذاتِ خود سُن لیتے ہیں۔ پس یہ عقیدہ کیسا ہے اور ایسا عقیدہ رکھنے والا مذہب احناف اور کتب معتبرہ حنفیہ کی رو سے مسلمان رہا یا کافر مشرک ہو گیا۔

جواب :۔ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عالم غیب ہونے کا معتقد ہے سادات حنفیہ کے نزدیک قطعاً مشرک و کافر ہے[1]۔ صاحب بحر الرائق کتاب النکاح میں صاف تحریر فرماتے ہیں کہ جو کوئی نکاح کے شاہدین اللہ اور رسول اللہ مقرر کرے اور اعتقاد یہ کرے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم غیب ہیں وہ یقیناً کافر ہے اور مشرک تو اسی کو کہتے ہیں کہ کسی مخلوق کو اللہ تبارک وتعالےٰ کے ساتھ کسی وصف ذاتی مثل علم کے اور قدرت کے یا عبادت کے شریک کرے اس واسطے کہ اشراک فی الذات یعنی تعدّد آلہ کا قائل تو بہت ہی کم ہوا ہو گا۔ شامی نے ردالمحتار کی کتاب الارتداد میں صاف طور سے ایسے عقیدے رکھنے والے کی تکفیر کی ہے اور جو یہ کہتے ہیں کہ علم غیب بجمیع اشیاء آنحضرت ؐ کو ذاتی نہیں بلکہ اللہ تعالےٰ کا عطا کیا ہُوا ہے سو محض باطل اور خرافات میں سے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو محشر میں بھی بعض لوگوں میں قابل سقی ماء کوثر ہونے کا احتمال ہو گا اور باری تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہو گا انک لا تدری ما احدثوا بعدک اخرجہ البخاری الحدیث[2] فقط

الجواب صحیح ۔ اصاب المجیب عزیز الرحمٰن عفی عنہ مفتی مدرسہ عالیہ دیوبند

اصاب من اجاب محمد ریاض الدین عفی عنہ مدرس مدرسہ اسلامیہ میرٹھ

الجواب صحیح خلیل احمد عفی عنہ — خلیل احمد — مدرس اول مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور

بندہ محمود عفی عنہ — الٰہی عاقبت محمود گردان — مدرس اول مدرسہ عالیہ دیوبند

وتوکل علی العزیز الرحمٰن — ناظر حسن دیوبندی — محمد ناظر حسن

---

[1] مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے موضوعاتِ کبیر میں تحریر فرمایا ہے جس نے اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول کا علم یکساں ہونے کا اعتقاد کیا اس کے کفر پر سب کا اجماع ہے ۔

[2] آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا بدعتیں نکالیں ۔

الجواب صواب	ہذا ہوالحق و ماذا بعد الحق	الجواب صحیح محمد اسحاق عفی عنہ
عبدالمومن مدرس مدرسہ میرٹھ	الا الضلال اسمہ احمد	مدرس مدرسہ میرٹھ
الجواب صحیح خاکسار	احمد حسن الحسینی	اسمہ احمد
سراج احمد عفی عنہ میرٹھ	الامروہی غفرلہ	

علم غیب خاصہ حق تعالیٰ کا ہے اس لفظ کو کسی تاویل سے دوسرے پر اطلاق کرنا ایہام شرک سے خالی نہیں۔

کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

ملفوظات

(۱) علم دین کے برابر کوئی چیز نہیں اگر کسی کو نصیب ہو جاوے جہاں تک ہو کوشش کر کے پڑھو سب وظائف درست ہیں مگر وظیفہ یا شیخ عبدالقادر کا بندہ اچھا نہیں جانتا اس کو ترک کر دو۔ اور طالب علمی میں اگر وظائف پڑھو گے تو سبق کس طرح یاد ہو گا۔ اگر پڑھنے کے واسطے اوراد کو موقوف کرو تو بہتر ہے بعد فراغت قدر ضروری علم کے شروع کر دینا اور ذہن وحافظہ جیسا خدائے تعالےٰ نے کسی کا بنا دیا بن گیا اب اس کی کشائش اس کے ہی اختیار میں ہے۔ پانی کا بہت پینا اور ماش کی دال اور غلیظ اشیاء کا کھانا مضر ہے۔ بندہ بھی آپ کو دعا میں شریک کرتا ہے اور ذہن کے واسطے سورۂ فاتحہ کو اکیس بار پانی پر دَم کر کے پی لیا کرو۔ فقط والسلام

(۲) شیاءً للہ کا پڑھنا کسی وجہ سے جائز نہیں۔ اگر شیخ قدس سرہٗ کو عالم الغیب و متصرف مستقل جان کر کہتا ہے تو خود شرک محض ہے بقولہ تعالیٰ وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمہا الا ھو[1] الآیۃ و دیگر نصوص قال فی البزازیۃ وغیرھا من الفتاوی من قال ان ارواح المشائخ حاضرۃ تعلم کفر و من ظن ان المیت یتصرف فی الامور دون اللہ واعتقد بہ کفر کذا فی البحر الرائق انتھی من مائۃ المسائل[2] اور جو یہ عقیدہ نہیں تو بھی ناجائز ہے کیونکہ اس صورت میں گو یہ ند اشرک نہ ہو مگر مشابہ بشرک ہے اور جو لفظ موہم معنی شرک ہو اس کا بولنا بھی ناروا ہے لقولہ تعالیٰ لا تقولوا راعنا و قولوا انظرنا[3] اور بقولہ علیہ السلام لا تقولوا ماشاء اللہ و ماشاء فلان ولکن قولوا ماشاء اللہ ثم شاء فلان الحدیث[4]۔ حالانکہ صحابہ کی نیت میں کوئی معنی قبیح نہ تھے مگر بسبب، مشابہت اور موہم معنی قبیح کے یہ الفاظ ممنوع ہو گئے۔ پھر عوام اس سے ورطۂ شرک و گناہ میں مبتلا ہوتے ہیں۔ تفسیر عزیزی میں بیان وجوہ شرک میں لکھا ہے۔ از انجملہ اند کسانیکہ در ذکر دیگر انرا با خدا تعالےٰ

---

[1] اللہ تعالیٰ کے اس قول کی بنا پر کہ "اسی کے پاس غیب کی چابیاں ہیں کہ جن کو اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

[2] بزازیہ وغیرہ فتاویٰ کی کتابوں میں ہے کہ جس نے کہا کہ مشائخ کی ارواح حاضر ہیں اور وہ سب کچھ جانتی ہیں تو کافر ہو جائیگا اور جس نے یہ گمان کیا کہ میت اللہ کے سوا خود بھی امور میں متصرف ہے اور اس کا اعتقاد رکھے تو وہ کافر ہو جائیگا۔ بحر الرائق میں اسی طرح ہے۔ (مائۃ مسائل)

[3] اللہ تعالیٰ کے اس قول کی وجہ کہ "راعنا نہ کہو بلکہ انظرنا کہو۔

[4] نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی بنا پر کہ اس طرح نہ کہو کہ "اگر اللہ چاہے اور فلاں چاہے" بلکہ اس طرح کہو کہ "اللہ چاہے پھر وہ چاہے"۔ (حدیث)

ہمسری کنند۔ وازانجملہ اند کسانیکہ در دفع بلا دیگراں را می خوانند وہمچنیں در تحصیل منافع بدیگراں رجوع می نمایند بالاستقلال نہ آنکہ توسل بآں دیگراں نمایند[1]

پس ظاہر ہے کہ دعوت اس کلام کی داخل ہر دو قسم میں ہے کیونکہ غرض اس سے دفع بلا وجلب منافع ہے یا مثل ذکر اللہ تعالیٰ اس سے تحصیل برکات وتقرب مقصود ہے یا بوجہ تبرک کے اس کو تکرار کرتے ہیں۔ ہاں کسی کے توسل سے دعا کرانا درست ہے مگر یہ صورت توسل کی ہرگز نہیں بلکہ دعا واستعانت ہے۔ مجیب صاحب کو شبہ واقع ہُوا کہ دعا کو توسل سمجھ گئے۔ توسل کی صورت یہ ہے یا اللہ بجاہ شیخ عبدالقادر شیئاً للہ۔ نہ یہ کہ خود شیخ سے طلب کرے بصیغۂ دعا یا شیخ اعطنی شیئاً یہ توسل کس طرح ہوسکتا ہے۔ معہذا لفظ شیئاً للہ کا موہم معنی شرک کو ہے کیونکہ اس کے معنی یہ بھی ہوسکتے ہیں کہ کچھ حق تعالےٰ کو دو۔ اس واسطے کہ لفظ لام کا معطی لہٗ پر آتا ہے۔ یہ معنی تو اشد شرک ہیں۔ دوسرے معنی یہ ہیں کہ شیخ مجھ کو لوجہ اللہ تعالےٰ کے کچھ دو سو اس معنی میں اگر مستقل معطی شیخ کو جانتا ہے تو بھی شرک ہُوا۔ اور جو باذن اللہ معطی سمجھا تو اس کی توجیہ وہ ہے جو تفسیر عزیزی سے مجیب نے نقل کیا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ بعض اولیاء کو حق تعالےٰ آلہ تکمیل وارشاد خلق بناتا ہے کہ اس کے ذریعہ سے باذن اللہ مطالب برآمد ہوتے ہیں نہ کہ اولیاء خود متصرف ومستقل بنتے ہیں اور ظاہر ہے کہ جب وہ آلہ ٹھہرے تو اگرچہ بظاہر حاجت روائی تو بذریعہ آلہ ہوتی ہے مگر خود آلہ سے بھی دعا واستعانت طلب کرنا شرک ہے۔ پس ایسی صورت میں متصرف حقیقی کو چھوڑ کر آلہ سے طلب کرنا بھی خالی از مشابہت شرک نہیں۔ ندا و دُعا کرنا دوسری شئے ہے کہ منادی کے علم وتصرف کو چاہتا ہے اور ذریعہ ہونا اور امر ہے کہ ذریعہ کا واسطہ اور مقبول ہونا بدرگاہ فیاض اس سے مستفاد ہوتا ہے شتان بینہما مثلاً نور بواسطہ شمس کے آتا ہے مگر طلب نور شمس سے شرک ہے ندا کسی کو کرنا مبنی بر علم وتصرف منادی کے ہے۔ پس اس عبارت عزیزی سے جواز ندا کا کیونکر مفہوم ہُوا۔ غایت تعجب ہے کہ اگر گاہے اولیاء کو بطور کشف باذن اللہ تعالےٰ کچھ معلوم ہو جاوے تو اس سے ہر وقت باستقلال علم وتصرف کا ہونا کہاں سے لازم آتا ہے۔

پس ایسی دعوت بہر حال یا شرک جلی یا خفی یا لغو مشابہت بشرک ہو کر حرام و ناجائز ہووے گی کسی وجہ جواز کا شائبہ اس میں نہیں ہوسکتا۔ اب استدلالت مجیب کا حال سنو کہ پڑھنا اس کلام کا بطور توسل جائز فرماتے ہیں حالانکہ توسل کی کوئی صورت نہیں۔ کما مرّ اور شاہ ولی اللہ صاحب نے طریقہ بعض جیلانیہ کا بیان کیا ہے اس سے اجازت ومشروعیت کا فہم محض غفلت ہے اور تحکم ہے اور شاہ عبدالعزیز صاحب کی عبارت کا مطلب خود واضح ہو گیا کہ ندا کو ہرگز جائز نہیں فرماتے بلکہ شرک لکھتے ہیں اور جو وہ فرماتے ہیں اُس سے جواز ندا و مطلب ہرگز مستفاد نہیں ہوسکتا۔ علی ہذا تفسیر مظہری کا مطلب بھی یہی ہے کہ ندا اور استعانت اولیاء سے نہ حیات میں روا ہے نہ بعد موت اور جو صاحب خزینہ کی

---

[1] منجملہ ان کے وہ لوگ ہیں جو ذکر میں دوسروں کو اللہ تعالیٰ کا ہمسر بناتے ہیں اور منجملہ ان کے وہ لوگ ہیں جو بلا کے دفع کرنے کے لئے لوگوں کو پکارتے ہیں اور اسی طرح نفع کے حاصل کرنے میں دوسروں کی طرف مستقل رجوع کرتے ہیں نہ کہ وہ جو ان دوسروں کو ذریعہ قرار دیتے ہیں۔

عبارت مجیب نے نقل کی ہے کہ یا شیخ عبد القادر فھو نداء واذا اضیف الیہ شیئا للہ فھو طلب شی اکراما للہ تعالیٰ فما الموجب بحرمتہ[1] جب تک اس کے سابق لاحق کا حال معلوم نہ ہو اس پر حکم نہیں ہو سکتا۔ سلمنا اگر اس کی مراد یہی ہے جو مجیب نقل کرتے ہیں تو فتویٰ اس کا مردود ہے نصوص قطعیہ و روایات فقہاء معتبرین سے جیسا کہ سابق لکھا گیا کہ نداء غیر اللہ بہر حال ناجائز ہے اور شیئاً للہ کے معنی موہم شرک ہیں اگرچہ نیت داعی کی قبیح معانی کی نہ ہو تاہم درست نہیں۔ یہ وجہ حرمت اس کلام کی ہے اگرچہ موجب حرمت مجیب صاحب کو معلوم نہ ہو اگر نصوص و روایات سے ہم ثابت کر چکے۔ پس جو فتویٰ خلاف نصوص و روایات صحیحہ کے ہو وہ قطعاً مردود ہو گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

پڑھنے والا اس جملہ کا تقریباً اور شہرت دینے والا اس کے جواز کا اعتقاداً آثم بلکہ مشرک ہے۔ سند اس کی حجۃ اللہ البالغہ مؤلفہ شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی صفحہ ۶۱ میں موجود ہے قال ومنھا ای من مظان الشرک انھم کانوا یستعینون بغیر اللہ فی حوائجھم من شفاء المریض وغناء الفقیر وینذرون لھم یتوقعون انجاح مقاصدھم بتلک النذور ویتلون اسماء ھم رجاء ببرکتھا فاوجب اللہ علیھم ان یقولوا فی صلوٰتھم ایاک نعبد وایاک نستعین وقال اللہ تعالیٰ فلا تدعوا مع اللہ احدا ولیس المراد من الدعاء العبادۃ کما قالہ بعض المفسرین بل مرادہ الاستعانۃ بقولہ تعالیٰ بل ایاہ تدعون فیکشف ما تدعون[2]۔ انتہی اور قاضی ثناء اللہ صاحب نے بھی اس مضمون کو صراحۃً ارشاد الطالبین میں ذکر کیا ہے۔

مسئلہ انچہ جہال میگویند یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ یا خواجہ شمس الدین ترک پانی پتی شیئاً للہ جائز نیست شرک وکفر است حق تعالےٰ می فرماید والذین تدعون من دون اللہ عباد امثالکم[3] انتہی اور اسی طرح شاہ عبد العزیز صاحب کی تقریر بھی بعض حواشی میں صراحۃً اسی مضمون پر دال ہے، میگویند۔

(۳) تم اپنے مقصد کے واسطے حسبنا اللہ ونعم الوکیل پانسو بار پڑھا کرو خواہ ایک جلسہ میں خواہ متفرق جلسات میں کوئی قید اور کوئی پرہیز اس میں نہیں نہ وقت مقرر ہے فقط۔ مرزا حفیظ اللہ بیگ صاحب سلمہ بعد سلام مسنون مطالعہ فرمانیدوہ

---

[1] یا شیخ عبد القادر تو وہ ندا ہے اور جب اس کی طرف شیئاً للہ کی اضافت کی جائے تو وہ کسی چیز کا طلب کرنا ہے۔ اللہ تعالےٰ کے پاس اکرام ظاہر کرنے کے لئے تو حرمت کا موجب کیا ہے۔

[2] اور فرمایا اور اسی سے یعنی شرک کے مواقع گمان میں سے یہ بھی ہے کہ وہ غیر اللہ سے اپنی حاجتوں میں جیسے مریض کی شفاء اور فقیر کے غناء کے لئے مدد مانگتے تھے اور ان کے لئے نذر مانتے تھے اور ان نذروں سے اپنے مقاصد کے پورا ہونے کی امید رکھتے تھے اور اُن کے ناموں کی تلاوت کرتے تھے اس کی برکت کی امید سے، تو اللہ تعالیٰ نے ان پر واجب کر دیا کہ اپنی نمازوں میں اس طرح کہیں کہ "ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں"۔ اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ "اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو اور دعا سے مراد عبادت نہیں ہے، جیسا کہ بعض مفسرین نے کہا بلکہ اس سے مراد مدد مانگنا ہے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی بنا پر کہ "بلکہ تم اسی کو پکارتے ہو تو پھر وہ تم کو کھول دیتا ہے وہ چیز جو تم مانگتے ہو"۔

[3] یہ جو نادان کہتا ہے یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ یا خواجہ شمس الدین ترک پانی پتی شیئاً للہ جائز نہیں ہے شرک وکفر ہے اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے "اور جن لوگوں کو تم اللہ کو چھوڑ کر پکارتے ہو وہ تمہارے ہی جیسے بندے ہیں"۔

استعانت جو کفر ہے وہ یہ ہے کہ تم میرا کام کر دو اور یہ کہ دعا کرو کہ میرا کام حق تعالےٰ کر دیوے کفر نہیں مگر جو منکر سماع ہیں وہ منع کرتے ہیں بسبب لغو ہونے کے اور عدم ثبوت کے سنت سے اور مجوزین جائز کہتے ہیں بسبب سماع کے ثبوت کے ان کے نزدیک اور ثبوت اس کی اصل کے پس یہ مسئلہ مختلف فیہا ہے۔

(۴) استحلال معصیت یہ ہے کہ اس کو مباح جانے لہٰذا خوف اُس پر عذاب کا مطلقاً جائز ہے بلکہ جائز جانے نہ یہ کہ دل میں غیر جائز جان کر کچھ اندیشہ غالب نہ ہو یا اس قدر علم ہو کہ یہ فعل اچھا نہیں یہ بھی استحلال نہیں اور استحلال بھی اس معصیت کا کفر ہے کہ ثبوت معصیت کا نص قطعی الثبوت قطعی الدلالۃ سے ہو اور حرمت بھی اس کی بعینہ ہو نہ لغیرہ اور اگر ان قیود سے کوئی مرتفع ہو جاوے گی تو کفر نہ ہوگا لہٰذا کم ایسے لوگ ہوویں گے جو کفر کے درجہ کو پہنچیں گے۔ فقط

اور زینت سے خروج جو ممنوع ہُوا ہے تو رفع فتنہ کے واسطے ہے۔ اگر فتنہ کا محل ہے تو ہر حال میں خروج ممنوع ہے خواہ باذن زوج ہو خواہ بلا اذن اور جو فتنہ کا محل و اندیشہ نہیں تو ہر حال درست ہے اگر باذن ہے اور بدوں اذن خروج درست نہیں۔ بس اس پر ہی مدار جواز و عدم جواز کا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم والسلام

(۵) درمیان عیدین کے نکاح کرنا سنت اور موجب برکت کا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے شوال[1] میں ہُوا اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا اپنے عزیزوں کا نکاح شوال میں کراتی تھیں۔ پس اس نکاح کو منحوس جاننا جہل و فسق ہے اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مخالفت اور عداوت ہے۔ ایسے اقوال سے توبہ کرنی چاہیئے ورنہ فعل سُنت کے بُرا جاننے سے کافر ہو جاوے گا اور ایسا قول سخت احمق جاہل یکتا کا ہے عالم ایسی بات نہیں کہتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم ❊

---

[1] سرور المحزون مؤلفہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ملاحظہ ہو۔

کتابُ العقائد

اللہ تعالےٰ کی طرف جھوٹ کی نسبت

سوال :۔ ذات باری تعالےٰ عزاسمہٗ موصوف بصفت کذب ہے یا نہیں اور خدا تعالیٰ جھوٹ بولتا ہے یا نہیں ؟ اور جو شخص خدائے تعالیٰ کو یہ سمجھے کہ وہ جھوٹ بولتا ہے وہ کیسا ہے ؟

جواب :۔ ذات پاک حق تعالیٰ جل جلالہٗ کی پاک و منزّہ ہے اس سے کہ متصّف بصفت کذب کیا جاوے معاذ اللہ تعالےٰ اس کے کلام میں ہرگز ہرگز شائبہ کذب کا نہیں ہے قال اللہ تعالیٰ ومن اصدق من اللہ قیلا[1] ۔ جو شخص حق تعالےٰ کی نسبت یہ عقیدہ رکھے یا زبان سے کہے کہ وہ کذب بولتا ہے وہ قطعاً کافر ہے اور ملعون ہے اور مخالف قرآن اور حدیث کا اور اجماع اُمت کا ہے وہ ہرگز مومن نہیں تعالیٰ اللہ عما یقول الظالمون علوًا کبیرا[2]۔ البتہ یہ عقیدہ اہلِ ایمان کا سب کا ہے کہ خدائے تعالےٰ نے مثل فرعون و ہامان و ابی لہب کو قرآن میں جہنمی ہونے کا ارشاد فرمایا ہے وہ حکم قطعی ہے اس کے خلاف ہرگز ہرگز نہ کرے گا مگر وہ تعالیٰ قادر ہے اس بات پر کہ ان کو جنت دے دیوے عاجز نہیں ہو گیا قادر ہے اگرچہ ایسا اپنے اختیار سے نہ کرے گا۔ قال اللہ تعالےٰ ولو شئنا لاتینا کل نفس ھدٰھا و لکن حق القول منی لاملئن جھنم من الجنۃ والناس اجمعین[3]

اس آیت سے واضح ہے کہ اگر خدا تعالےٰ چاہتا سب کو مومن بنا دیتا مگر جو فرما چکا ہے اُس کے خلاف نہ کرے گا اور یہ سب اختیار سے ہے اضطرار سے نہیں وہ فاعل مختار فعال لما یرید[4] ہے۔ یہ عقیدہ تمام علماء امت کا ہے۔ چنانچہ بیضاوی میں تحت تفسیر قولہ تعالےٰ ان تغفر لھم[5] الخ لکھا ہے کہ عدم غفران شرک کا مقتضی وعید کا ہے ورنہ کوئی امتناع ذاتی نہیں اور یہ ہے عبارت اس کی وعدم غفران الشرک[6] مقتضی الوعید فلا امتناع فیہ لذاتہ[5]۔ واللہ اعلم بالصواب ۔

---

[1] اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا کہ اور اللہ سے بڑھ کر سچ کہنے والا کون ہے ۔

[2] اللہ تعالےٰ اس کلام سے جو ظالم کہتے ہیں پاک ہے اور بہت پاک ۔

[3] اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور اگر ہم چاہیں تو ہر نفس کو اس کی ہدایت دیدیں لیکن میری طرف سے قول ثابت ہو گیا کہ میں جہنم کو تمام جن و انس سے بھر دونگا۔

[4] جو چاہے کرنے والا ۔

[5] اگر تُو ان کو بخش دے ۔

[6] اور شرک کا معاف نہ ہونا وعید کا مقتضی ہے لہٰذا اس میں اس کی ذات کے لئے کوئی امتناع نہیں ۔

اللہ کی طرف بالفعل جھوٹ کی نسبت

سوال :- بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ ما قولکم دام فضلکم فی ان اللہ تعالیٰ ھل یتصف بصفۃ الکذب امرًا ومن یعتقد انہ یکذب کیف حکمہ افتونا ماجورین [1]

جواب :- ان اللہ تعالیٰ منزہ من ان یتصف بصفۃ الکذب ولیست فی کلامہ شائبۃ الکذب ابدًا کما قال اللہ تعالیٰ ومن اصدق من اللہ قیلا ومن یعتقد ویتفوہ بانہ تعالیٰ یکذب فھو کافر ملعون قطعًا ومخالف الکتاب والسنۃ واجماع الامۃ تعالی اللہ عما یقول الظٰلمون علوا کبیرا نعم اعتقاد اھل الایمان ان ما قال اللہ تعالیٰ فی القراٰن فی فرعون وھامان وابی لھب انھم جھنمیون فھو حکم قطعی لا یفعل خلافہ ابدًا لکنہ تعالےٰ قادر علی ان یدخل الجنۃ ولیس بعاجز عن ذلک ولا یفعل ھذا مع اختیارہ قال اللہ تعالیٰ ولو شئنا لاٰتینا کل نفس ھدٰھا ولکن حق القول منی لاملئن جھنم من الجنۃ والناس اجمعین فیتبین من ھذہ الاٰیۃ انہ تعالیٰ لوشاء لجعلھم کلھم مؤمنین ولکنہ لا یخالف ما قال وکل ذلک بالاختیار لا بالاضطرار وھو فاعل مختار فعال لما یرید۔ ھذہ عقیدۃ جمیع علماء الامۃ کما قال البیضاوی تحت تفسیر قولہ تعالیٰ ان تغفر لھم الخ وعدم غفران الشرک مقتضی الوعید فلا امتناع فیہ لذاتہ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب [2]

کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

---

[1] آپ کا کیا قول ہے آپ کی فضیلت ہمیشہ باقی رہے اس بات میں کہ کیا اللہ تعالیٰ صفت کذب سے متصف ہو سکتا ہے یا نہیں اور جو یہ اعتقاد رکھے کہ وہ جھوٹ کہہ سکتا ہے تو اس کا کیا حکم ہے فتویٰ دیجئے اجر حاصل کیجئے۔

[2] ترجمہ :- بے شک کہ اللہ تعالیٰ صفت کذب سے متصف ہونے سے منزہ ہے اور اس کے کلام میں جھوٹ کا شائبہ کبھی نہیں جیسے کہ خود اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اور "اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر سچا کون ہے" اور جو شخص کہ یہ اعتقاد رکھے اور زبان سے کہے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ کہتا ہے تو وہ قطعی کافر و ملعون ہے اور کتاب وسنت واجماع امت کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ پاک ہے اس بات سے جو ظالم کہتے ہیں انتہائی پاکی ہے ہاں اہل ایمان کا اعتقاد اس بارے میں کہ جو کچھ اللہ تعالےٰ نے فرعون و ہامان و ابی لہب کے بارے میں قرآن میں فرمایا ہے کہ وہ جہنمی ہیں وہ حکم قطعی ہے اس کے خلاف وہ کبھی نہ فرمائے گا لیکن اس کے ساتھ یہ بھی ہے کہ وہ ذات پاک اس پر قادر ہے ان کو جنت میں داخل کر دے اور وہ اس سے عاجز نہیں ہے لیکن باوجود اختیار کے وہ ایسا نہ کریگا۔ ارشاد الٰہی ہے "اور اگر ہم چاہیں تو ہر نفس کو اس کی ہدایت دیدیں لیکن میرا قول صحیح ہے کہ میں جہنم کو جن وانس سب سے بھر دوں گا" تو اس آیت سے ظاہر ہوا کہ وہ ذات پاک اگر چاہے تو سب کو مومن بنا دے لیکن وہ خلاف اپنے قول کے نہ کرے گا اور یہ سب اختیار سے ہے نہ کہ مجبوری سے اور وہ فاعل مختار ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ یہ عقیدہ تمام علماء امت کا ہے جیسا کہ بیضاوی نے اس آیت کی تفسیر کے تحت کہا ہے اِنْ تَغْفِرْ لَھُمْ (اگر تو ان کو بخش دے) اور شرک کا نہ بخشا جانا وعید کا مقتضی ہے تو اس میں اس کی ذات کے لئے کوئی منع نہیں ہے۔

خلاصہ تصحیح علماء مکہ مکرمہ زاد اللہ شرفہ

الحمد لمن هو به حقيق ومنه استمد العون والتوفيق ما اجاب به العلامة رشيد احمد المذكور هو الحق الذي لا محيص عنه وصلى الله على النبيين وعلى آله وصحبه وسلم۔ امر برقمه خادم الشريعت راجي اللطف الخفي محمد صالح بن المرحوم صديق كمال الحنفي مفتي مكة المكرمة حالاً كان الله لهما راقمه المرتجي من ربه كمال النيل محمد سعيد بن محمد بابصيل مفتي الشافعية بمكة المحمية غفر الله له ولوالديه ومشائخه وجميع المسلمين الراجي العفو من واهب الوطيه محمد عابد بن المرحوم الشيخ حسين المالكية ببلدة الله المحمية مصليًا مسلمًا هذا وما اجاب به العلامة رشيد احمد فيه الكفاية وعليه المعول بل الحق الذي لا محيص عنه راقمه الخير خلف بن ابراهيم خادم افتاء الحنابلة بمكة المشرفة حالا حامدا مصليًا ومسلمًا ۔

نقل خط حضرت سیدنا حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مہاجر مکہ مکرمہ زاد اللہ شرفہ در مسئلہ امکان کذب برفع شبہات مولوی نذیر احمد خاں صاحب رامپوری

(شبہ) براہین قاطعہ میں یہ لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے کذب ممکن ہے اس مسئلہ کی وجہ سے کتب الٰہیہ میں احتمال جھوٹ کا پیدا ہو سکتا ہے یعنی مخالفین کہہ سکتے ہیں کہ شاید یہ قرآن ہی جھوٹا ہے اور اس کے احکام ہی غلط ہیں اور براہین قطعہ کی اس تحریر کی وجہ سے بہت لوگ گمراہ ہو گئے۔ از فقیر امداد اللہ چشتی فاروقی عفا اللہ عنہ۔ بخدمت مولوی نذیر احمد خاں صاحب بعد سلام تحیہ اسلام آنکہ آپ کا خط آیا مضمون سے مطلع ہوا۔ ہر چند کہ بعض وجوہ سے عزم تحریر جواب نہ تھا مگر بغرض اصلاح اور توضیح مطلب براہین قاطعہ بالاختصار کچھ لکھا جاتا ہے شاید اللہ تعالےٰ نفع پہنچاوے اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِيقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ ط

جواب :۔ واضح ہو کہ امکان کذب کے جو معنی آپ نے سمجھے ہیں وہ تو بالاتفاق مردود ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف وقوع کذب کا قائل ہونا باطل ہے اور خلاف ہے نص صریح وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا ط وَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ[1] ط وغیرہما آیات کے وہ ذات پاک مقدس ہے شائبہ نقص کذب وغیرہ سے۔ رہا خلاف علماء کا جو درباره وقوع وعدم وقوع خلاف وعید ہے جس کو صاحب براہین قاطعہ نے تحریر کیا ہے۔ وہ دراصل کذب نہیں صورت کذب ہے اس کی تحقیق میں طول ہے۔ الحاصل امکان کذب سے مراد دخول کذب تحت قدرت باری تعالیٰ ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ وعید فرمایا ہے اس کے خلاف پر قادر ہے اگرچہ وقوع اس کا نہ ہو امکان کو وقوع لازم نہیں بلکہ ہو سکتا ہے کہ کوئی شے ممکن بالذات ہو اور کسی وجہ خارجی سے اس کو استحالہ لاحق ہوا ہو۔ چنانچہ اہل عقل پر مخفی نہیں۔ پس مذہب جمیع محققین اہل اسلام و صوفیائے کرام و علماء عظام کا اس مسئلہ میں یہ ہے کہ کذب داخل تحت قدرت باری تعالیٰ ہے۔ پس جو شبہات آپ نے وقوع کذب پر متفرع کئے تھے وہ مندفع ہو گئے کیونکہ وقوع کا کوئی قائل نہیں۔ یہ مسئلہ دقیق ہے عوام کے سامنے

---

[1] اور اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر سچ کہنے والا کون ہے اور اللہ تعالیٰ وعدے کے خلاف نہیں فرماتا ۔

بیان کرنے کا نہیں اس کی حقیقت کے ادراک سے اکثر ابناء زماں قاصر ہیں۔ آیات و احادیث کثیرہ سے یہ مسئلہ ثابت ہے۔ ایک ایک مثال قرآن و حدیث کی لکھی جاتی ہے۔ ایک جگہ ارشاد جناب باری ہے قل ھو القادر علی ان یبعث علیکم عذاباً[1] الایہ دوسری جگہ ارشاد فرمایا وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ[2] الآیۃ۔ آیت ثانیہ میں نفی عذاب کا وعدہ فرمایا اور ظاہر ہے کہ اگر اس کا خلاف ہو تو کذب لازم آئے مگر آیت اولیٰ سے اس کا تحت قدرت باری تعالیٰ داخل ہونا معلوم ہوا۔ پس ثابت ہوا کہ کذب داخل تحت قدرت باری تعالےٰ جل وعلیٰ ہے کیوں نہ ہو وھو علی کل شئی قدیر[3] احادیث کو دیکھئے کہ عشرہ مبشرہ مثلاً بالیقین جنتی بار ارشاد نبی جو حقیقۃً وحی الٰہی جل وعلی ہے ہو چکے پر چونکہ صحابۂ کرام جانتے تھے کہ خدائے پاک مجبور نہیں ہے اس لئے نظر بقدرت وجلال کبریائی ڈرتے ہی رہے بلکہ خود سرور کائنات علیہ وعلی آلہ الصلوٰت والتسلیمات جن کی شان میں لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر[4] فرماتے رہے۔ واللہ ما ادری و انا رسول اللہ ما یفعل بی ولا[5] بکم اور کما قال اللہ تعالیٰ یحق الحق وھو یھدی السبیل[6]۔

علم غیب الٰہی

سوال :۔ علم غیب وصفات رحمان وقدوس جل شانہٗ مختصہ بجناب باری تعالیٰ کے ہے یا نہیں ؟

جواب :۔ علم غیب خاصہ حضرت حق است جل شانہٗ خاصۃ الشی ما یوجد فیہ ولا یوجد فی غیرہ[7]۔ عقیدہ فقیر ہیں است[8]۔ فقیر غلام فرید بقلم خود سکنہ کوٹ مٹھن و چاچڑاں ریاست بہاولپور۔

از بندہ رشید احمد عفی عنہ۔ بندہ کو آپ کے کارڈ کا مضمون معلوم ہوا جو کچھ آپ نے لکھا ہے درست ہے۔ علم غیب خاصہ حق تعالیٰ ہے اس لفظ کو کسی تاویل سے دوسرے پر اطلاق کرنا ایہام شرک سے خالی نہیں۔

علم غیب الٰہی

سوال :۔ ایک شخص مثلاً زید کہتا ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت اقوال گذشتہ و آئندہ اللہ تعالیٰ کے بتلانے سے معلوم ہوئے بطور کشف اور خواب اور وحی اور الہام کے اور بعضے وقت میں احوال اس چیز کا کہ زمین و آسمان میں معلوم ہوا۔ اور اب بھی سلام اور درود امت کی طرف سے دور دور سے فرشتے حضرت کی خدمت میں لے جاتے ہیں۔ لیکن علم محیط کل شئے کا حضرت کو حاصل نہیں ہے بلکہ علم جس چیز کا جس وقت کہ اللہ تعالےٰ نے چاہا بخشا اور ایک شخص مثلاً عمرو کہتا ہے کہ علم دائمی کل شئے کا حضرت کو حاصل ہے اللہ کا بخشا ہوا اور حضرت ہمیشہ ہر جگہ ناظر اور حاضر اور ہر چیز کا احوال ہر وقت حضرت جانتے ہیں۔ آیا ان دونوں قولوں میں کس کا قول حق اور صحیح ہے اور کس کا قول باطل اور کفر ہے۔

---

[1] کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ قادر ہے اس بات پر کہ تم پر عذاب بھیجے [2] اور اللہ تعالیٰ ان کو عذاب نہ دے گا جبکہ آپ ان میں موجود ہیں [3] اور وہ ہر چیز پر قادر ہے [4] تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کے اگلے پچھلے گناہ بخش دے [5] خدا کی قسم میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا کیا جائیگا اور تمہارے ساتھ کیا حالانکہ میں اللہ کا رسول ہوں [6] اللہ تعالیٰ حق کو صحیح کریگا اور وہی راستہ کی ہدایت کرتا ہے [7] شئی کی خصوصیت کا یہی مطلب ہے کہ اس میں موجود ہو اور اسکے غیر میں نہ ہو [8] فقیر کا عقیدہ بھی یہی ہے۔

جواب :۔ علم اللہ تعالیٰ کا ازلی اور ابدی اور محیط کل شئے کا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پہ قادر ہے اور اس طرح علم اور قدرت خاصہ حق تعالیٰ کا ہے کسی دوسرے کو اس میں شریک کرنا خواہ نبی ہو خواہ ولی ہو اور اس بات پر اعتقاد رکھنا شرک ہے جیسا کہ اللہ تعالےٰ کی ذات اور عبادت میں اور کو شریک کرنا۔ ہاں بعضے وقائع گذشتہ اور حوادث آئندہ کا حال اس کے بندگانِ خاص کو اللہ کے بتلانے سے حاصل ہوتا ہے سو اس طرح کا علم حضرت ذاتِ مقدس میں سب سے کامل تر ہے نہ یہ کہ مانند علم خدا تعالیٰ کے ہو دے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب[1] الایہ۔ پس جو زید کہتا ہے حق ہے اور عمرو جو کہتا ہے باطل ہے فقط

محمد
صدر الدین
صدر صدور

حررہ المسکین محمد صدر الدین دہلوی

الجواب صحیح۔ بعضے شخص کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آخر عمر میں کل علم غیب عنایت فرمائے ہیں سو یہ بات محض غلط ہے۔ حدیث شریف سے ثابت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن اپنی امت کو تین نشانیوں سے پہچانیں گے ایک تو نورانیت اعضاء وضو سے، دوسرے داہنے ہاتھ میں ہونا نامۂ اعمال کا اور تیسرے آگے دوڑنا اولاد کا اور قیامت کے دن بعضے شخصوں کو حضرت پہچانیں گے اور فرشتے ان کو دور کریں گے، حضرت فرماویں گے یہ لوگ میرے ہیں فرشتے کہیں گے کہ آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے کیا کیا بدعتیں نکالی تھیں، چنانچہ پھر حضرت بھی ان سے بیزار ہوں گے مفصل یہ مضمون دریافت کرنا چاہیئے تو مشکوٰۃ شریف میں کتاب الطہارت اور باب الحوض والشفاعت کی حدیثوں سے اچھی طرح ثابت ہے کہ جناب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت تک بھی علم محیط کل شے کا حاصل نہیں اور ایسا علم خاصہ جناب باری تعالیٰ کا ہے۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ محمد قطب الدین عفی عنہ

محمد قطب الدین عبدہ دہلوی

یہ مسئلہ صحیح ہے — محمد کریم اللہ دہلوی ۱۳۴۱ — الجواب حق — سید محمد نذیر حسین ۱۳۸۱ محدث دہلوی

دریں مسئلہ شک نیست — خواجہ ضیاء الدین احمد ۱۲۶۱ دہلوی — محمد عبدالکریم ۱۲۴۱ سندھی — ۱۲۸۲ فقیر محمد رمضان بوڑیوی — من کتب حق — محمد عبدالحق ۱۲۸۲

الجواب صحیح بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ — رشید احمد ۱۳۰۱

دیدارِ الٰہی

سوال :۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ پاک کو دیکھا ہے یا نہیں ؟

جواب :۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ پاک کو دیکھا ہے فقط ۔

---

[1] کہہ دیجئے کہ میں نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں علم غیب جانتا ہوں۔

لوجہ اللہ صدقہ کا اظہار

سوال :۔ اگر صدقہ محض اللہ کے واسطے ہو مگر بدنامی بخل سے محفوظ رہنے کے لئے اظہار منظور ہو تو ثواب میں کمی تو نہ ہوگی ؟

جواب :۔ جو صدقہ وہبہ لوجہ اللہ ہو اس میں اجر و ثواب زیادہ ہے اور جو اور وجوہ کا شائبہ ہوگا اسی قدر اجر میں بھی کمی ہوگی ۔ فقط

دعا کرتے وقت بحق فلاں کہنا

سوال :۔ دعا میں بحق رسول اللہ و ولی اللہ کہنا ثابت ہے یا نہیں ؟ بعض فقہاء و محدثین منع کرتے ہیں اس کا کیا سبب ہے ؟

جواب :۔ بحق فلاں کہنا درست ہے اور معنی یہ ہیں کہ جو تُو نے اپنے احسان سے وعدہ فرمالیا ہے اس کے ذریعہ سے مانگتا ہوں مگر معتزلہ اور شیعہ کے نزدیک حق تعالیٰ پر حق لازم ہے اور وہ بحق فلاں کے یہی معنی مراد رکھتے ہیں۔ سو اس واسطے معنی موہم اور مشابہ معتزلہ ہوگئے تھے۔ لہٰذا فقہاء نے اس لفظ کا بولنا منع کر دیا ہے تو بہتر ہے کہ ایسا لفظ نہ کہے جو رافضیوں کے ساتھ تشابہ ہو جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کفّار کے حقوق

سوال :۔ حقوق العباد جو مسلمانوں کے گناہ ہوتے ہیں اُس کا بدلہ تو یوں ہو جائے گا کہ اُس کی نیکیاں صاحبِ حق کو دلائی جائیں گی اور درصورت نیکیاں نہ ہونے کے اُس صاحبِ حق کے گناہ اُس کو دیئے جاویں گے۔ اگر کافر کا حق ہے تو اس صورت میں کیا معاملہ مسلمانوں کے ساتھ کیا جاوے گا ؟

جواب :۔ حقوق کفار کے عوض عذاب کیا جاوے گا کہ خلاف حکم حق تعالیٰ کے کیا اور کفار کو کچھ نہ ملے گا۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ فرمایا میں مخاصمہ ذمی کافر کی تکلیف دہی میں کروں گا۔ کما قال[1] واللہ تعالیٰ اعلم ۔

بشریّت رسول کا مطلب

سوال :۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے کس بات میں مثل ہیں کیا یہ بات ہے کہ جملہ بشریت میں حضور ہمارے مثل ہیں صرف نبوت کا فرق ہے یا یہ کہ حضورؐ کی بشریت ہماری بشریت سے کچھ افضل ہے اور اگر بالفرض افضل ہے تو کس قدر جیسے بڑے بھائی کا مرتبہ یا اس سے بھی کم و بیش اور جو شخص یہ کہے کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت ہماری بشریت سے اس قدر افضل ہے کہ جیسے بڑے بھائی کا مرتبہ تو یہ قول اس کا قابلِ تسلیم ہے یا نہیں ؟

جواب :۔ نفس بشر ہونے میں مساوات ہے اگرچہ آپ کی بشریت اَزکیٰ و اطیب ہے اور بڑا بھائی کہنا بھی اُس نفس بشریت کی وجہ سے ہے نہ یہ کہ بشریت کی افضلیت ایسی ہے، چونکہ حدیث میں آپ نے خود ارشاد فرمایا تھا کہ مجھ کو بھائی کہو۔ بایں رعایت تقویۃ الایمان میں اس لفظ کو لکھا ہے نہ بایں وجہ کہ آپ کی بشریت کا فضل بڑے بھائی کے فضل کی قدر ہے اس کلمہ پر نافہموں نے غل مچا دیا ورنہ بعد حق تعالیٰ کے فخرِ عالم کو افضل و اکمل وہ خود لکھتے ہیں ۔

---

[1] جیسا کہ فرمایا ۔

انبیاء کا علمِ غیب

سوال :۔ زید کہتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور حضرت یعقوب علیہ السلام کو وحی سے پہلے معلوم تھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تہمتِ منافقین سے بری ہیں اور حضرت یوسف علیہ السلام فلاں مقام پر ہیں اور عمرو کہتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور حضرت یعقوب علیہ السلام کو وحی کے پہلے یہ علم نہ تھا۔ فرمائیے کہ زید کا کہنا اور عقیدہ ٹھیک ہے یا عمرو کا۔ اگر زید کا کہنا اور عقیدہ ٹھیک نہیں ہے تو عمرو کو زید کے پیچھے نماز پڑھنی کیسی ہے جائز ہے یا مکروہ ہے اور مکروہ ہے تو کس قسم کی کراہت ہے۔ جواب اس کا بحوالہ کتب احادیث وروایات فقہ حنفیہ کے صاف تحریر فرمائیے۔

جواب :۔ قبل نزول وحی کے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور علی ہذا حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کچھ معلوم نہ تھا۔ بعد وحی کے معلوم ہوا اگر پہلے سے معلوم ہوتا تو یہ اضطراب وحیرانی کیوں ہوتی۔ پس عقیدہ عمرو کا درست ہے اور زید کا غلط ہے۔ پس اگر عقیدہ زید کا اس سبب سے ہے کہ آپ کو حق تعالےٰ نے علم دیا تھا تو ایسا سمجھنا خطا صریح ہے اور کفر نہیں اور جو یہ عقیدہ ہے کہ خود بخود آپ کو علم تھا بدوں اطلاع حق تعالیٰ کے تو اندیشہ کفر کا ہے۔ لہٰذا پہلی شق میں امامت درست ہے دوسری شق میں امام نہ بنانا چاہیئے اگرچہ کافر کہنے سے بھی زبان کو روکے اور تاویل کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

الجواب صحیح محمود حسن غفرلہ، المجیب مصیب محمد اسماعیل بیگ عفی عنہ الجواب صحیح محمد اسماعیل صانہ الجلیل
ہذا الجواب حق والحق بالاتباع حقیق سید محمد عبدالرشید الجواب صحیح محمد جان علی
شگفتہ محمد گل بینظیر مدرس مدرسہ امدادیہ مراد آباد۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ملال خاطر ہونا بوجہ اتہام منافقین کے اور جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا فرمانا کہ مجھ پر اللہ جل شانہٗ کا احسان ہے کہ خداوند تعالےٰ نے میری برئیت اور عصمت نازل فرمائی اور بعد اس کے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منافقین متہمین کو سزا کا فرمانا۔ چنانچہ ماہر علم حدیث پر روشن وہویدا ہے۔ یہ دلیل بین ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبل نزول وحی کے علم نہ تھا۔ پس قول زید کا صحیح نہیں ہے قول عمرو کا درست ہے۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم محمد ابوالفضل عفی عنہ۔ مشہور فضل محمد امام مسجد چوکی حسن خاں مراد آباد

اصاب من اجاب اصاب من اجاب محمد احتشام مہرالدین
محمد احتشام الدین عفی عنہ محمد دائم علی عفی عنہ خادم الموحدین سنہ ۱۲۹۲ھ

فی الحقیقت اعتقاد عمرو صحیح ودرست ہے اور عقیدہ زید مخالف نصوص ہے اور ایک قسم کا بہتان وافتراء نسبت جناب رسالت مآب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہے اللہ تعالیٰ اس کو ہدایت فرماوے۔

فقط محمد قاسم علی عفی عنہ۔ محمد قاسم علی خلف مولانا عالم علی ۱۲۹۲ امام ومفتی شہر مراد آباد

چونکہ عرف میں علم یقینی ہی کو علم کہتے ہیں پس ثبوت تردد وحی سے پیشتر نفی علم کے لئے کافی ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبل وحی کے علم برأت نہ تھا۔ چنانچہ حدیث افک سے علم کا نہ ہونا عمدہ طور سے ثابت ہے۔ حررہ

عبدالرحمٰن کان اللہ لہ والوالدیہ ۔

فی الواقع عقیدہ عمرو نہایت صحیح و درست موافق کتاب اللہ و کتاب الرسول کے ہے اس لئے کہ جو کچھ رسول کو معلوم ہوتا ہے وہ بغیر وحی کے معلوم ہی نہیں ہو سکتا۔ پھر زید کا کہنا کہ قبل وحی کے دونوں پیغمبر علیہما السلام کو یہ قصہ معلوم تھا بالکل خلافِ عقل و نقل ہے۔ محمد ہدایت العلی عفی عنہ لکھنوی ۔

نبی کو پکارنا

سوال :۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو شخص بغیر حاضر و ناظر جانے پکارے اور مثلاً اس قسم کے اشعار پڑھے ؎

ترحم یا نبی اللہ ترحم ٭ زمہجوری برآمد جان عالم[1] جائز ہے یا نہیں ؟

جواب :۔ ایسے اشعار میں شرک تو نہیں ہے مگر عوام کو موجب اضلال کا ہو جاتا ہے لہٰذا کسی کے روبرو نہ پڑھے اور بایں خیال پڑھے کہ حق تعالیٰ میری اس عرض کو فخر عالم علیہ السلام کے پیش کر دیوے فقط ۔

تشہد میں صیغہ خطاب کی تبدیلی

سوال :۔ بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے تشہد میں صیغہ خطاب السلام علیک ایہا النبی کی بجائے السلام علی النبی صیغہ غائب سے بدل لیا تھا۔ چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ مروی ہے اور فتح الباری و عینی وغیرہ سے حدیث اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم نے صیغہ تعلیمیہ خطاب کو بدل دیا اور پسند نہ کیا تو معلوم ہوا کہ خطاب غائب کو یا نا جائز ہے یا اولیٰ نہیں۔ بہرحال صلوٰۃ وسلام میں یا تشہد میں خطاب کا نہ کہنا افضل ہے، جیسا کہ صحابہ کا معمول تھا یا نہیں جیسا کہ معمولِ زمانہ ہے اگر نہیں ہے تو وجہ کیا ہے ۔

جواب :۔ اگر کسی کا عقیدہ یہ ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام خود خطاب سلام کا سنتے ہیں وہ کفر ہے خواہ السلام علیک کہے یا السلام علی النبی کہے اور جس کا عقیدہ یہ ہے کہ سلام و صلوٰۃ آپ کو پہنچایا جاتا ہے ایک جماعت ملائکہ کی اس کام کے واسطے مقرر ہے جیسا احادیث میں آیا ہے تو دونوں طرح پڑھنا مباح ہے۔ پس بعد اس کے سنو کہ اگر ابن مسعودؓ نے بعد وفات شریف کے صیغہ بدل دیا تو کوئی حرج نہیں کسی مصلحت کو یہ کیا ہو گا اور جو اصل تعلیم کے موافق پڑھا جائے جب بھی حرج نہیں کہ مقصود حکایت ہے دیکھو کہ حیات فخر عالم علیہ السلام میں بھی لوگ دور دور اپنے بیوت میں اور مکہ اور بلاد بعیدہ میں خطاب کے لفظ سے پڑھتے تھے جیسا وہاں خطاب درست تھا اب کیا وجہ ہے جو حرام ہو، علم غیب نہ وہاں تھا نہ یہاں بلکہ آپ کو جب بھی ملائک پہنچاتے تھے اور اب بھی لہٰذا صیغہ کو خطاب سے بدلنا کوئی ضرور نہیں اور اس میں تقلید بعض صحابہؓ کی ضرور نہیں ورنہ خود آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں کہ بعد میرے انتقال کے خطاب مت کرنا بہرحال صیغہ خطاب رکھنا اولیٰ ہے کہ اصل تعلیم اس طرح ہے اور مراد بعض صحابہ کی کسی مصلحت کی وجہ سے تھی یا اجتہاد تھا یا استحساناً تھا نہ وجوباً اسی واسطے جملہ فقہاء ائمہ اربعہ کے متمذہب اس صیغہ کو نقل فرماتے ہیں اور تبدیل صیغہ کی ضرورت نہیں لکھتے ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم ۔

---

[1] رحم اے اللہ کے نبی رحم جدائی کے صدمہ سے دنیا کی جان نکلی جا رہی ہے ۔

بلاعقیدہ غیب نبی کو پکارنا

سوال :۔ اشعار اس مضمون کے پڑھنے ؎ یارسول اللہ کبریا فریاد ہے یا محمد مصطفےٰ فریاد ہے
مدد کر بہر خدا حضرت محمد مصطفےٰ میری تم سے ہر گھڑی فریاد ہے کیسے ہیں ؟

جواب :۔ ایسے الفاظ پڑھنے محبّت میں اور خلوت میں بایں خیال کہ حق تعالیٰ آپ کی ذات کو مطلع فرمادیوے یا محض محبت سے بلاکسی خیال کے جائز ہیں اور بعقیدۂ عالم الغیب اور فریادرس ہونے کے شرک ہیں اور مجامع میں منع ہیں کہ عوام کے عقیدہ کو فاسد کرتے ہیں لہٰذا مکروہ ہوویں گے ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب

سوال :۔ قصبہ ہذا میں ایک میاں صاحب وارد ہوئے۔ پیری مریدی کرتے ہیں مولانا فضل الرحمٰن صاحب گنج مراد آبادی قدس سرہٗ کے مرید خلیفہ حاجی عالم صوفی حافظ اپنے کو بتلاتے ہیں رفتہ رفتہ اُن کی بزرگی کا شہرہ ہُوا۔ عوام کے سامنے وعظ ونصیحت فرماتے ہیں رسول مقبول احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کو عالم الغیب بتلاتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب تھا ۔

جواب :۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب نہ تھا نہ کبھی اس کا دعویٰ کیا اور کلام اللہ شریف اور بہت سی احادیث میں موجود ہے کہ آپ عالم الغیب نہ تھے اور یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو علم غیب تھا صریح شرک ہے ۔ فقط والسّلام

رحمۃ للعالمین

سوال :۔ لفظ رحمۃ للعالمین مخصوص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے یا ہر شخص کو کہہ سکتے ہیں ؟

جواب :۔ لفظ رحمۃ للعالمین صفت خاصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں ہے بلکہ دیگر اولیاء وانبیاء و علماء ربانیّین بھی موجب رحمت عالم ہوتے ہیں اگرچہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب میں اعلیٰ ہیں لہٰذا اگر دوسرے پر اس لفظ کو بتاویل بول دیوے تو جائز ہے ۔ فقط

شفاعت کبریٰ

سوال :۔ شفاعت کبریٰ کا وعدہ آپ سے اللہ تعالےٰ نے کیا لیکن باقی اذن من جانب اللہ ہوتا ہے یا نہیں یا بدوں اجازت وحکم خداوند ذوالجلال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت کریں گے ؟

جواب :۔ کوئی شفاعت بغیر اذن کے نہیں ہوسکتی من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ۔ ترجمہ۔ کون ہے ایسا جو شفاعت کرسکے اس کے پاس بدوں اذن کے۔ پس اس ذات ذوالمجد والکبریا کی بارگاہ میں کسی کو جرأت زبان ہلانے کی بدوں اجازت کے نہیں ہوگی ۔ فقط

حضورؐ کے والدین کا اسلام

سوال :۔ ہمارے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین مسلمان تھے یا نہیں ؟

جواب :۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کے ایمان میں اختلاف ہے۔ حضرت امام صاحب کا مذہب یہ ہے کہ

ان کا انتقال حالت کفر میں ہُوا ہے۔ فقط

مزاراتِ اولیاء سے فیض

سوال :۔ مزاراتِ اولیاء رحمہم اللہ سے فیض حاصل ہوتا ہے یا نہیں ؟ اگر ہوتا ہے تو کس صورت سے ؟

جواب :۔ مزاراتِ اولیاء سے کاملین کو فیض ہوتا ہے مگر عوام کو اس کی اجازت دینی ہرگز جائز نہیں ہے اور تحصیل فیض کا طریقہ کوئی خاص نہیں ہے۔ جب جانے والا اہل ہوتا ہے تو اس طرف سے حسب استعداد فیضان ہوتا ہے مگر عوام میں ان امور کا بیان کرنا کفر و شرک کا دروازہ کھولنا ہے۔ فقط

اولیاء کی کرامات

سوال :۔ مولانا روم فرماتے ہیں ؎

ہست قدرت اولیاء را از الٰہ تیر جستہ باز گرداند ز راہ[1]

اس کا کیا مطلب ہے اور اس شعر کے مصداق اولیاء اللہ ہوتے ہیں یا نہیں ؟

جواب :۔ کرامت اولیاء حق ہے اور کرامت خرق عادت کو کہتے ہیں جب حق تعالےٰ چاہے اولیاء سے ایسا کرا دیوے یہی مطلب شعر کا ہے۔

اولیاء کی کرامات

سوال :۔ اولیاء اللہ کو عالم کی سیر کرانا مثلاً مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ بلا اسباب ظاہر کے یہ ممکن اور کرامات ہے یا نہیں؟ ایسی بات کا اگر کوئی انکار کرے تو گناہ گار ہوگا یا نہیں ؟

جواب :۔ یہ کرامات اولیاء اللہ سے ہوتی ہے اور حق ہے کہ کرامات خرق عادت کا نام ہے اس میں کوئی تردّد کی بات نہیں اس کا انکار گناہ ہے کہ انکار کرامت کرتا ہے اور کرامت کا حق ہونا مسئلہ اجماعی اہل سنت کا ہے۔ فقط واللہ تعالےٰ اعلم۔

اولیاء و شہداء کے عذاب قبر کا مسئلہ

سوال :۔ عدم سوال قبر مخصوص شہدائے مقتولین سے ہی ہے یا ہر قسم کے شہداء سے اور اولیاء اللہ بھی بمرتبہ شہداء اور داخل تحت آیت بل احیاء عند ربھم[2] ہیں یا نہیں ؟ کیونکہ وہ مجاہد فی النفس ہیں کہ یہ جہاد اکبر ہے۔ فقط

جواب :۔ اولیاء کرام بھی بحکم شہداء ہیں اور مشمول آیت بل احیاء عند ربھم کے ہیں اور سوال قبر نہ ہونا شہدا سے بندہ کو معلوم نہیں مگر ہاں حدیث میں آیا ہے کہ شہید کو عذابِ قبر سے امن دیا جاتا ہے اور یہ فضیلت اولیاء عظام کے واسطے بھی ہے۔ فقط واللہ تعالےٰ اعلم

---

[1] اولیاء کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے قدرت حاصل ہے کہ نکلے ہوئے تیر کو راستہ سے پھیر دیتے ہیں۔

[2] بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں۔

بڑے پیر کی کرامات

سوال :۔ یہ قصے مشہور ہیں کہ جس وقت حضرت بڑے پیر صاحب کو قبر میں دفن کیا اور نکیرین آئے تو بڑے پیر صاحب نے نکیرین کا ہاتھ پکڑ لیا اور بجائے جواب دینے کے سوال کرنا شروع کئے اور نکیرین کو اس کا جواب دینا غیر ممکن تھا۔ بمجبوری نکیرین نے جناب باری میں جاکر عرض کیا کہ الٰہی یہ کیا ماجرا ہے؟ جناب باری نے ارشاد فرمایا کہ بے شک تم اس کا جواب نہ دے سکو گے اور تمہارے واسطے خوب ہوا جو اس نے تمہیں چھوڑ دیا۔ اور دوسرا قصہ یہ مشہور ہے کہ ایک عورت بڑے پیر صاحب کی خدمت میں گئی اور عرض کیا کہ میرے لڑکا نہیں ہوتا۔ بڑے پیر صاحب نے فرمایا کہ جا تیرے سات بیٹے ہوں گے۔ چنانچہ اُس کے سات بیٹے ہوئے حالانکہ اُس کی تقدیر میں ایک لڑکا بھی نہیں تھا اور تیسرا قصہ یہ مشہور ہے کہ ہر ماہ نو قبل رویت کے بڑے پیر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتا اور یہ کہتا کہ مجھ میں اب کے اس قدر خدا صاحب نے نقصان رکھے ہیں اور اس قدر نفع رکھے ہیں اور چوتھا قصہ یہ مشہور ہے کہ ایک روز آپ ممبر پر بیٹھ کر وعظ فرماتے تھے یکایک کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ سب اولیاء کی گردن پر میرا قدم ہے اور اُس وقت جس قدر اولیاء جمع تھے سب نے پائے مبارک بڑے پیر صاحب کے اپنی گردن پر رکھ لئے اور حلقۂ اطاعت در گوش کیا۔ اور ایک ولی نے اس بات کا یقین نہیں کیا اور کچھ اس پر اعتراض کیا اُن کا حال تباہ و برباد ہو گیا۔ اب استفسار طلب یہ امر ہے کہ آپ کے نزدیک یہ قصے صحیح ہیں یا غلط اور جو علماء ایسے قصوں کو صحیح بتاتے ہیں ان کی کیا دلیل ہے اور جو علماء ان کو خلاف بتاتے ہیں اُن کی کیا حجت ہے اور حضرت مخدومنا ہادینا حاجی محمد امداد اللہ صاحب مہاجر سلمہ اللہ تعالےٰ جو ضیاء القلوب صفحہ ۱۹ قرب نوافل میں ارشاد فرماتے ہیں کہ :۔

"اما قرب نوافل اینست کہ صفاتِ بشریہ سالک ازوے زائل گردد و صفاتِ حق تعالیٰ بروے ظاہر آیند چنانچہ زندہ گرداند مردہ را و بمیراند زندہ را باذن اللہ تعالیٰ[1]"

اور قرب فرائض ایسی ہی زیادہ نعمت ہے اللہ صاحب جیسے نصیب فرمائیں اور حضرت محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اخبار الاخیار میں فرماتے ہیں کہ عارف کی پہچان یہ ہے کہ وہ جو کچھ کہے ہو جاوے۔ اب سائل یہ عرض کرتا ہے کہ ممکن نہیں بندہ خدا صاحب کے کسی کام میں دخل دے سکے بندہ چاہے کسی مرتبہ میں ہو بندہ ہے ہر وقت عاجز ہے مگر یہ مرتبہ قرب نوافل کا اور عارف کا حضرت بڑے پیر صاحب کو حاصل ہو گیا تھا یا نہیں اور جس شخص کو یہ مراتب حاصل ہو گئے ہوں اُس سے ایسے قصوں کا وقوع ہو جانا کیوں غیر ممکن ہے اور خدا صاحب تقدیر کے خلاف کرنے پر بھی قادر ہے یا نہیں اور کبھی کبھی بندہ پر خدا صاحب بباعث کسی عتاب یا انعام اپنے کے اُس کی تقدیر کے خلاف کر دیتے ہیں یا نہیں یا خدا صاحب کسی بندہ کے حق میں کسی بندہ خاص کی سفارش مان کر یا اُس کے اعمال کی وجہ سے اُس کی تقدیر کے خلاف کر دیتے ہیں یا نہیں؟ مثلاً نیک آدمی کی عمر دراز

---

[1] لیکن نوافل کا قرب یہ ہے کہ صفاتِ بشریہ سالک کے اُس سے زائل ہو جائیں اور حق تعالیٰ کی صفات اس میں ظاہر ہوں چنانچہ مردہ کو زندہ کر دے اور زندہ کو مردہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے۔

ہونا یا ظالم کی عمر کم ہونا یا بباعث سئیات مفلسی آجانا یا بباعث خیرات بلاؤں کا رد ہوجانا وغیرہ وغیرہ اور حضرت صابر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اکثر قصے مشہور ہیں کہ جس کو انہوں نے فرمایا کہ تو اندھا ہے تو وہ فوراً اندھا ہوجاتا اور جس کو فرمادیا کہ کیا تو مر گیا تو وہ فوراً مردہ ہی ہوگیا۔ غرض یہ ہے کہ جو کچھ وہ فرماتے تھے فضلِ الٰہی سے اس کا اسی طرح فوراً ظہور ہوجاتا تھا تو یہ قصے بھی صحیح ہیں یا خلاف اور وہ فرشتے کہ جن کو نکیرین کہتے ہیں اُن کا مرتبہ زیادہ ہے یا اولیائے عظام اُمتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا۔

جواب :۔ بزرگوں کی حکایات اکثر جہلاء نے غلط بنادی ہیں اور اگر کوئی واقعہ صحیح ایسا ہو کہ مفہوم نہ ہووے تو شطحیات کہلاتے ہیں جس کے معنی فہم میں کسی کے نہیں آتے اس کو نہ قبول کرے نہ رد کرے سکوت کرے اور جو امور خلاف قاعدہ شرع کے ہیں اُن کو رد کرنا چاہیئے یا سکوت کرے۔ اگر مصلحت ہو اور قرب فرائض قرب نوافل کا فہم اس کے اہل کا رتبہ ہے بندہ اس سے عاری ہے۔ باقی یہ کہ حق تعالیٰ اولیاء کی قبولیت کے واسطے اکثر دعا اُن کی قبول کرتا ہے یہ اُن کی کرامت ہے۔ مردہ زندہ کرنا خود خرق عادت و کرامت ہے۔ حق تعالیٰ ہی کرتا ہے مگر بظاہر کسی ولی نبی کا ذریعہ ہوجاتا ہے لہٰذا کرامت و معجزہ کہلاتا ہے۔ فقط

بڑے پیر صاحب کا حضورؐ کو کندھا دینا

سوال :۔ بعض صوفی یہ کہتے ہیں کہ جس وقت جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم معراج کو تشریف لے گئے ہیں اُس وقت بڑے پیر صاحب نے کندھا دیا اور جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جا اے محی الدین تیرے قدم سب اولیاؤں کی گردن پر، تو اب یہ فرمائیے کہ اس کی کہیں اصل بھی ہے یا نہیں۔

جواب :۔ یہ بالکل غلط اور جھوٹ ہے اور اس کا واضع ملعون ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

منصور حلاج رح

سوال :۔ منصور کہ جن کو زمانہ امام ابو یوسف صاحب رح میں سُولی دی گئی تھی، اُن کی نسبت آپ کیا فرماتے ہیں وہ کیسے تھے۔

جواب :۔ منصور معذور تھے بے ہوش ہوگئے تھے اُن پر فتویٰ کفر کا دینا بے جا ہے اُن کے باب میں سکوت چاہیئے۔ اُس وقت دفع فتنہ کے واسطے قتل کرنا ضرور تھا۔

منصور کون تھے

سوال :۔ منصور کہ جن کو دار پر چڑھایا گیا تھا یہ آپ کے نزدیک ولی ہیں یا نہیں اور اگر ولی ہیں تو یہ کونسی منزل میں تھے۔ قرب نوافل میں یا قرب فرائض میں اور اگر ولی نہیں ہیں تو کس دین میں ہیں۔

جواب :۔ بندہ کے نزدیک وہ ولی تھے اور منازل ولایت سے بندہ ناواقف ہے اور بزرگوں کے درجات کو جاننا کام میرا اور آپ کا نہیں اور کلام اپنے مرتبہ سے کرنا لازم ہے نہ اعلیٰ اپنے حال سے۔ فقط

واللہ تعالےٰ اعلم

ہر صدی کا مجدّد

سوال :۔ مسئلہ ہر صدی میں مجدد کا مبعوث ہونا ثابت ہے تو اُس کی معرفت اور اطاعت واجب ہوگی اس صدی میں مجدد کون ہے ؟

جواب :۔ مجدد ایک شخص ہوتا ہے اکثر بلکہ وہ عالم غیب میں مجموعہ علماء کا ایک شخص ہوتا ہے۔ لہٰذا ہر وقت میں جو علماء قاطع بدعت ہوں اور محی سنت اُن کا مجموعہ مراد ہے جو شخص بایں طرح ہو اُسے مجموعہ کا ایک جزو خیال کرنا چاہیئے اور جن لوگوں نے ایک کو قرار دیا ہے ان کو سخت مصیبت پیش آئی ہر چند تاویلات کی گئیں تاہم درست نہیں ہوا۔ فقط

مُردوں کا سُننا

سوال :۔ سماعت موتیٰ ثابت ہے یا نہیں درصورت جواز یا عدم جواز قول راجح کیا ہے اور تلقین بعد دفن ثابت ہے یا نہیں ؟ فقط

جواب :۔ یہ مسئلہ عہد صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مختلف فیہا ہے اس کا فیصلہ کوئی نہیں کر سکتا۔ تلقین کرنا بعد دفن کے اس پر ہی مبنی ہے جس پر عمل کرے درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مُردوں کا سُننا

سوال :۔ میّت قبر میں سُنتی ہے یا نہیں ؟

جواب :۔ اموات کے سننے میں اختلاف ہے اور بعض کے نزدیک سنتی ہیں بعض کے نزدیک نہیں سُنتیں ۔

صحابۂ رسول کی بے ادبی

سوال :۔ ایک صوفی صاحب اپنی تقریر میں حضرت عکرمہ بن ابوجہل اور حضرت ابوسفیان کو جو حضورؐ کے وقت میں موجود تھے مردود و ملعون اور دوزخی بتلاتے ہیں اور سمجھانے پر اصرار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ تو تمام عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ و جدال کرتے رہے اور ہمیشہ سخت دشمن رہے حتیٰ کہ اسی حال میں مر گئے۔ ایمان اور اسلام نصیب نہیں ہُوا۔

جواب :۔ ابوسفیان اور عکرمہ دونوں مسلمان ہو گئے تھے اور عکرمہ نے اسلام کے بعد بہت سے غزوات اور جہاد کئے اور شہید ہوئے ہیں۔ اسد الغابہ میں مفصل مذکور ہے۔ جو شخص حضرات صحابہ کی بے ادبی کرے وہ فاسق ہے۔ فقط

ازواج مطہراتؓ اور عام عورتوں میں فرق

سوال :۔ ازواج مطہرات پر حجاب فرض تھا یا واجب اور ان دونوں میں شرعاً کیا فرق ہے اور عام مومنات کو اور ازواجِ مطہرات کو پردہ کا حکم برابر ہے یا فرق ہے اگر ہے تو کس وجہ سے ہے ؟

جواب :۔ سب کو حکم برابر ہے فرض کا منکر کافر ہوتا ہے اور واجب کا منکر کافر نہیں ہوتا اور فرض قطعی نص سے ثابت ہوتا ہے اور واجب ظنی سے ۔ فقط

کرم اللہ وجہہ کہنے کی وجہ

سوال :۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نام پر اکثر اہلِ سنت کرم اللہ وجہہٗ کا استعمال کرتے ہیں اور دیگر صحابہ کے لئے نہیں تخصیص کی کیا وجہ ہے ؟

جواب :۔ چونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خوارج بلفظ سوّد اللہ وجہہٗ اپنی خباثت سے یاد کرتے ہیں اس واسطے اہلِ سُنت نے کرم اللہ وجہہ مقرر کیا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

روحانی زندگی

سوال :۔ اولیاء اللہ اپنی قبروں میں زندہ ہیں یا مُردہ اور اگر زندہ ہیں تو ہماری آواز سنتے ہیں یا نہیں ؟

جواب :۔ روح کو حیات ہوتی ہے قبر میں سب کی روح زندہ ہے ولی ہو یا عامی اور سماع میں اختلاف ہے بعض مقر ہیں بعض منکر۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

وہابیوں کے عقائد

سوال :۔ وہابی مذہب یہ کون فرقہ ہے مردود ہے یا مقبول اور عقائد ان کے مذہب والوں کے مطابق اہلسنت والجماعت ہیں یا مخالف کسی امام کی تقلید کرتے ہیں یا نہیں ؟

جواب :۔ اس وقت اور ان اطراف میں وہابی متبع سنت اور دیندار کو کہتے ہیں۔ باقی بندہ آپ کو دعا گو ہے سب امور کے لئے دست بدعا ہے۔ فقط والسّلام

فرعون کا جھوٹ

سوال :۔ بعض شخص کہتے ہیں کہ فرعون جھوٹ نہ بولتا تھا اس کی کیا اصل ہے ؟

جواب :۔ فرعون کا سب مذہب جھوٹا اور باطل انا ربکم الاعلیٰ خود کذب صریح ہے یہ عوام کی مہفوات ہے کہ جھوٹ نہیں بولتا تھا شرک و دعویٰ ربوبیّت سے زیادہ کونسا جھوٹ ہوتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

خلوصِ دل سے توبہ کرنا

سوال :۔ ہزار بار گناہ صغیرہ وکبیرہ کئے اور ہزاروں بار توبہ کی ہے اور پھر قصد تھا کہ اب گناہ نہ کروں گا۔ مگر پھر شیطان نے کرا دیا۔ اب پھر دل سے توبہ کرتا ہے تو قبول ہو گی یا نہیں ؟

جواب :۔ توبہ جب خالص دل سے کرے گا قبول ہو گی خواہ کتنی ہی بار ٹوٹی ہو۔

بیوہ عورت کا نکاح نہ کر کے عبادت کرنا

سوال :۔ مسئلہ۔ عورت جو بیوہ ہو دوسرا نکاح نہ کرے اور عبادت اور پرہیز گاری میں رہے عنداللہ اُس کو اجر ہے یا نہیں ؟

جواب :۔ عورت بیوہ اگر نکاح نہ کرے اور عبادت میں مصروف رہے تو عبادت کا ثواب اس کو ملے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

اہلِ قبور سے دُعا کرنا

سوال :۔ دُعا کرنا اہلِ قبور سے ممنوع ہے جیسا کہ ایضاح الحق میں مولانا شہید مرحوم شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے نقل فرماتے ہیں و نیز بحکم رئیس العلماء حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب قدس سرہٗ کہ استمداد را یعنی طلب دعاء از اموات از جنس بدعات شمردہ باوجود آنچہ صاحب استیعاب روایت کردہ کہ در زمان حضرت عمرؓ اعرابی طلب دعا استسقاء از مزار مبارک جناب رسالتمآب علیہ الصلوٰۃ والسلام نمود۔ پس باوجود تحقیق ایں امر مذکور در آں قرن بنابر آں کہ مروج در آں قرن نگردیدہ از بدعات شمردہ اند[1] الخ اور مولانا محمد اسحاق صاحب مرحوم بھی اربعین میں فرماتے ہیں " وحق آنست کہ انکار فقہاء عام است از آنکہ استمداد از قبور انبیاء کنند یا از قبور غیر ایشاں ہمہ جائز نیست[2]۔ یا جائز ہے اگر جائز ہے تو جواز مع دلائل مفصل کے ارقام فرمائیں۔

جواب :۔ قبور سے اس طور دعا کرنا کہ اے صاحبِ قبر اس طرح میرا کام کردے تو یہ تو حرام اور شرک بالاتفاق ہے اور یہ بات کہ تم میرے واسطے دُعا کرو تو اس باب میں اختلاف ہے۔ منکرینِ سماع اس کو لغو ناجائز کہتے ہیں اور مجوزین سماع جائز جانتے ہیں اور یہی بندہ نے پہلے بعض سائلین کے جواب میں لکھا ہے۔ بندہ مختلف فیہا مسائل میں فیصلہ نہیں کرتا لیکن احوط کو اختیار کرتا ہوں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

شرافت نسبی

سوال :۔ شرافت نسبی کو زیادتی ثواب عمل میں کچھ دخل ہے یا نہیں؟ مثلاً سید اور جاہل دونوں تقویٰ و طہارت میں مساوی ہوں تو سید کو بوجہ سیادت کے عنداللہ کچھ زیادہ قربت مل سکتی ہے یا نہیں اور یہ آیہ وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ[3] الخ سے اس کا ثبوت ہوتا ہے یا نہیں؟

جواب :۔ عمل میں سب برابر ہیں نسب کو دخل نہیں زیادات ثواب اخلاص سے ہے۔ فقط

حضورؐ کا جسم مبارک مٹی میں ملنے کا مطلب

سوال :۔ تقویۃ الایمان کے صفحہ ۶۱ مطبوعہ فاروقی میں حدیث نقل فرماتے ہیں ابوداؤد نے ذکر کیا کہ قیس بن سعد نے نقل کیا کہ گیا میں ایک شہر میں جس کا نام حیرہ ہے سو دیکھا میں نے وہاں کے لوگوں کو سجدہ کرتے تھے اپنے راجہ کو، سو کہا میں نے البتہ پیغمبر خدا زیادہ لائق ہیں کہ سجدہ کیا جائے اُن کو۔ پھر آیا میں پیغمبرِ خدا کے پاس پھر کہا میں نے

---

[1] و نیز رئیس العلماء حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب قدس سرہٗ کے فتویٰ کے بموجب کہ استمداد کو اموات سے دعا طلب کرنا قرار دیکر بدعات میں گنے ہیں باوجودیکہ صاحب استیعاب نے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک اعرابی نے پانی برسانے کی دعا کی طلب مزار مبارک جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سے کی یعنی باوجود اس امر مذکور کی تحقیق کے اس قرن میں محض اس بنا پر کہ اس قرن میں مروج نہیں ہوا بدعات سے سمجھتے ہیں۔

[2] اور حق یہ ہے کہ انکار فقہاء کا عام ہے اس بات سے کہ انبیاء کی قبروں سے مدد طلب کریں یا ان کے غیر کی قبروں سے کوئی بھی جائز نہیں ہے۔

[3] اور اے نبی کی بیبیو تم میں سے جو اللہ اور اُس کے رسول کی فرماں برداری کرے۔

کہ گیا تھا میں حیرہ میں تو دیکھا میں نے ان لوگوں کو سجدہ کرتے ہیں وہ اپنے راجہ کو سو تم بہت زیادہ لائق ہو کہ سجدہ کریں ہم تم کو سو فرمایا مجھ کو بھلا خیال تو کر جو تو گزرے میری قبر پر کیا سجدہ کرے گا تو اُس کو کہا میں نے نہیں فرمایا تو مت کر۔

ف۔ یعنی میں بھی مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں تو کیا سجدے کے لائق ہوں الخ تو یہاں پر یہ شبہ واقع ہوتا ہے کہ مٹی میں ملنے سے کیا مراد ہے؟ اور مخالفین یہاں پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ مولانا صاحب کے نزدیک انبیاء کا جسد زمین میں مل جانا ثابت ہوتا ہے اس کا کیا جواب ہے مفصل ارقام فرمائیے۔

جواب:۔ مٹی میں ملنے کے دو معنی ہیں ایک یہ کہ مٹی ہو کر مٹی زمین کے ساتھ خلط ہو جاوے جیسا سب اشیاء زمین میں پڑ کر خاک ہو کر زمین ہی بن جاتی ہیں۔ دوسرے مٹی سے ملاقی و متصل ہو جانا یعنی مٹی سے مل جانا تو یہاں مراد دوسرے معنی ہیں اور جسد انبیاء علیہم السلام کا خاک نہ ہونے کے مولانا مرحوم بھی قائل ہیں۔ چونکہ مُردہ کو چاروں طرف سے مٹی احاطہ کر لیتی ہے اور نیچے مردہ کی مٹی سے جسد مع کفن ملاحق ہوتا ہے یہ مٹی میں ملنا اور مٹی سے ملنا کہلاتا ہے کچھ اعتراض نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

جنات کا تکلیف دینا

سوال:۔ جنات کا سر پر آنا اور ستانا کہیں شیخ سدو و اللہ بخش وغیرہ مشہور ہیں اور تکالیف پہنچاتے ہیں اور خبیث بھوت وغیرہ بھی ان کو کہتے ہیں ان امور کی شرعاً کچھ اصل معتمد بھی ہے یا واہی باتیں ہیں مفصل ارقام فرمائیں۔

جواب:۔ شیخ سدو اور اللہ بخش دونوں جن ہیں لوگوں کو ستاتے ہیں۔ خبیث بھوت۔ پری۔ دیو۔ جن۔ آسیب ایک چیز کا نام ہے، سر چڑھنا اور تکلیف دینا جنات کا حق ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ملفوظ

(۱) امکان کذب بایں معنی کہ جو کچھ حق تعالےٰ نے حکم فرمایا ہے اُس کے خلاف پر وہ قادر ہے۔ مگر باختیار خود اُس کو نہ کرے گا یہ عقیدہ بندہ کا ہے اور اس عقیدہ پر قرآن شریف اور احادیث صحاح شاہد ہیں اور علمائے امت کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ مثلاً فرعون پر ادخال نار کی وعید ہے مگر ادخال جنت فرعون پر بھی قادر ہے اگرچہ ہرگز جنت اُس کو نہ دیوے گا اور یہی مسئلہ مبحوث اس وقت میں ہے۔ بندہ کے جملہ احباب یہی کہتے ہیں اُس کو اعدا نے دوسری طرح پر بیان کیا ہوگا۔ اُس قدرت اور عدم ایقاع کو امکان ذاتی و تمتنع بالغیر سے تعبیر کرتے ہیں۔ فقط والسلام۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتابُ البدعات

مجلسِ میلاد کی ابتداء

سوال :- محفل میلاد شریف وقیام میلاد وعود ولوبان سلگانے فرش وچوکی بچھانے وتاریخ معین کرنے وغیرہ بہ ہئیت مشہورہ ومروجہ اس زمانہ میں آیا اس طریقہ سے محفلِ میلاد جائز ہے یانہیں ؟ اگر جائز ہے تو کس دلیل سے ؟ دلیل ادلہ اربعہ سے ہو بینوا توجروا ۔

جواب :- یہ محفل چونکہ زمانہ فخرِ عالم علیہ السلام میں اور زمانہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور زمانہ تابعین وتبع تابعین اور زمانہ مجتہدین علیہ الرحمۃ میں نہیں ہوئی اس کا ایجاد بعد چھ سو سال کے ایک بادشاہ نے کیا اُس کو اکثر اہلِ تاریخ فاسق لکھتے ہیں لہٰذا یہ مجلس بدعت ضلالہ ہے۔ اس کے عدم جواز میں صاحب مدخل وغیرہ علماء پہلے بھی لکھ چکے ہیں اوراب بھی بہت رسائل فتاویٰ طبع ہوچکے ہیں زیادہ دلیل کی حاجت نہیں۔ عدم جواز کے واسطے یہ دلیل بس ہے کہ کسی نے قرونِ خیر میں اس کو نہیں کیا۔ زیادہ مفاسد اس کے دیکھنے ہوں تو مطولات فتاویٰ کو دیکھ لیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ — رشید احمد ۱۳۰۱ھ — الجواب صحیح خلیل احمد عفی عنہ — خلیل احمد

مجلس مولود مجلس خیر وبرکت ہے درصورتیکہ ان قیودات مذکورہ سے خالی ہو فقط بلا قید وقت معین وبلا قیام و بغیر روایت موضوع مجلس خیر وبرکت ہے صورت موجودہ جو مروج ہے بالکل خلافِ شرع ہے اور بدعت ضلالۃ ہے ھکذا سمعت من ابی مولانا الحاج المحدث السہارنفوری المولوی احمد علی برد اللہ مضجعہ وبہذا افتی مولانا المرحوم محمد خلیل الرحمان مدرس مدرسہ اسلامیہ سہارنپور

محمد خلیل الرحمٰن

مجلس میلاد شریف بہئیت معلومہ مروّجہ لاریب بدعت وممنوع ہے فقط

بندہ عزیز الرحمٰن دیوبندی عفی عنہ — وتوکل علی عزیز الرحمٰن — الجواب صحیح بندہ احمد عفی عنہ خلف مولانا محمد قاسم صاحب مرحوم — اسمہ احمد — اصاب المجیب محمد حسن عفی عنہ — محمد حسن

لاشک ان انعقاد ہذا المجلس المخترع ضلالۃ ویذم فاعلہا بذم البدعات[1]

فقیر محمد حسین دہلوی — محمد اسماعیل ۱۳۰۲ھ — سید ابوالحسن محمد — یقال لہ ابراہیم — غفرلہ ۱۳۹۹ سید محمد عبدالسلام

---

[1] اس میں کچھ شک نہیں کہ اس قسم کی مخترعہ مجلس کا منعقد کرنا گمراہی ہے اور اس کے کرنے والے کو بدعات کی مذمت کے ساتھ اس کی بھی مذمت کی جائے گی ۔

الجواب صحیح نبیرہ مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی ۔

جواب صحیح ہے اور یہ مولود مروجہ بدعت ہے چنانچہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ اپنے مکتوبات میں ارقام فرماتے ہیں عبارتہ ہکذا" اگر فرضاً حضرت ایشاں دریں آوان در دنیا زندہ بودے وایں مجلس واجتماع کہ منعقد میشد آیا ایں امر را رضی میشدند و ایں اجتماع را مے پسندیدند یا نہ یقین فقیر آن ست کہ ہرگز ایں معنی را تجویز نمی فرمودند بلکہ انکار می نمودند مقصود فقیر اعلام بود قبول کنید یا نہ کنید۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مروّجہ مجلسِ میلاد

سوال :۔ مروّجہ مجلس میلاد بدعت ہے یا نہیں ؟

جواب :۔ مجلس مولود مروّجہ بدعت ہے اور بسبب خلط امور مکروہہ کے مکروہ تحریمہ ہے اور قیام بھی بوجہ خصوصیت کے بدعت ہے اور امرد لڑکوں کا پڑھنا راگ میں بہ سبب اندیشۂ ہیجان فتنہ کے مکروہ ہے اور فاتحہ مروجہ بھی بدعت ہے۔ معہذا مشابہ بفعل ہنود ہے اور تشبہ غیر قوم کے ساتھ منع ہے۔ ایصالِ ثواب بدوں اس ہیئت کے درست ہے اور جس ضیافت میں امور غیر مشروع ہوں وہاں جانا بھی ناجائز ہے اور جس کا مال حرام ہے خواہ فاحشہ ہو یا مرد مسلم اس کے ہاتھ بیع کرنا اس مالِ حرام کے عوض حرام ہے کہ کل کو حرام کر دیتا ہے۔ اگر اچھے مال سے خرید کر لے درست ہے۔ فقط والسلام

مجلس مولود و عرس جس میں خلافِ شرع امور نہ ہوں

سوال :۔ مولود شریف اور عرس کہ جس میں کوئی بات خلافِ شرع نہ ہو جیسے کہ حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کیا کرتے تھے آپ کے نزدیک جائز ہے یا نہیں اور شاہ صاحب واقعی مولود اور عرس کرتے تھے یا نہیں ؟

جواب :۔ عقد مجلس مولود اگرچہ اُس میں کوئی امر غیر مشروع نہ ہو مگر اہتمام و تداعی اس میں بھی موجود ہے لہٰذا اس زمانہ میں درست نہیں و علی ہذا عرس کا جواب ہے بہت اشیاء ہیں کہ اول مباح تھیں پھر کسی وقت میں منع ہو گئیں مجلس عرس و مولود بھی ایسا ہی ہے ۔

بدوں تجدید نعمت حقیقی کے سرور و فرحت کا اعادہ

سوال :۔ اعادہ کرنا سرور فرحت کا بدوں تجدید نعمت حقیقی کے آیا جائز ہے یا نہیں ؟ اور یہ دلائل جو مجوزین مولود زمانہ پیش کرتے ہیں مثل صوم عاشورہ کہ شکریہ و موافقت حضرت موسیٰ علیہ السلام میں رکھا گیا تھا اور اب تک جاری ہے صوم دوشنبہ کو بوجہ یوم ولادت و یوم نزول قرآن شریف میں رکھا گیا تھا اور اب تک جاری ہے اور مثل اعادہ عقیقہ کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد نبوت کے کیا تھا حالانکہ آپ کے دادا حضرت عبدالمطلب آپ کا عقیقہ کر چکے تھے۔ لہٰذا روایاتِ مذکورہ سے اثبات اعادہ سرور ہوتا ہے یا نہیں اور نیز روایت عقیقہ صحیح ہے یا ضعیف ارقام فرماویں ۔

جواب :۔ اس کا جواب مفصل جدید مستقل رسالہ بنتا ہے اس کی تحقیق اور جواب براہین قاطعہ میں دیکھو۔

فقط واللہ تعالےٰ اعلم

مکہ معظمہ میں مجلسِ میلاد

سوال :۔ فیوض الحرمین میں شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہٗ فرماتے ہیں "وکنت قبل ذلک بمکۃ المعظمہ فی مولد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی یوم ولادتہ والناس یصلون علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یذکرون ارھاصاتہ التی ظھرت فی ولادتہ ومشاھدہ قبل بعثتہ فرأیت انوارًا اسطعت دفعۃً واحدۃً لا اقول انی ادرکتھا ببصر الجسد ولا اقول ادرکتھا ببصر الروح فقط واللہ اعلم کیف کان الامر بین ھذا وذاک فتاملت تلک الانوار فوجدتھا من قبل الملائکۃ الموکلین بامثال ھذہ المشاھد وبامثال ھذہ المجالس ورأیت یخالط انوار الملائکۃ انوار الرحمۃ"۔[1]

عبارت مذکورہ میں جواز و استحسان شرکت مجلس یوم ولادت و ذکر وقائع ولادت و مشاہدہ انوار ملائکہ ثابت ہوتا ہے اور اس سے جواز مولود زمانہ پر حجت لائی جاتی ہے۔ لہٰذا یہ حجت لانا اُن کا درست ہے یا نہیں ؟ مع مطلب عبارت مذکورہ کے ارقام فرمائیں۔

جواب :۔ فیوض الحرمین میں حاضری مولد النبی میں کہ مکان ولادت آپ علیہ السلام کا ہے لکھا ہے وہاں ہر روز زیارت کے واسطے لوگ جاتے ہیں یوم ولادت میں بھی لوگ جمع تھے اور صلوٰۃ و ذکر کرتے تھے نہ وہاں تداعی سے اہتمام طلب کے تھے نہ کوئی مجلس تھی بلکہ وہاں لوگ خود بخود جمع ہو کر کوئی درود پڑھتا تھا کوئی ذکر معجزات کرتا تھا نہ کوئی شیرینی نہ چراغ نہ کچھ اور نفس ذکر کو کوئی منع نہیں کرتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مجلسِ میلاد

سوال :۔ بلا مقررہ کئے دن کے میلاد مبارک پڑھوانا یا پڑھنا اور بلا راگ یا راگنی کے نظم پڑھنا جس میں مزامیر نہ ہووے اور اس نظم میں سوائے تعریف سچی کے اور کوئی کلمہ یا صنم یا کنہیا وغیرہ کا نہ ہووے اور تعظیم وقت ولادت کے کھڑا ہونا اس خیال سے کہ وقت پیدا ہونے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ملائکہ مقربین کھڑے ہوئے تھے اور ستارے جھک گئے تھے اور ایام شیر خوارگی میں چاند آپ سے باتیں کرتا تھا اور پیدا ہوتے وقت بعض دریا خشک اور بعض جاری ہو گئے تھے اور دیوان خانہ نوشیرواں بادشاہ کا جس کے کنگورے گر گئے تھے دہشت سے اور شیاطین خوف سے پہاڑوں میں جا چھپے تھے اور طرح طرح کی کرامتیں ظاہر ہوئی تھیں جس کی روایتیں معتبر موجود ہیں اگر کھڑا ہو جائے تو کیسا ہے ؟ اور بایں خیال کہ ذرا سے حاکم کو دیکھ کر سب آدمی کھڑے ہو جاتے ہیں اور ہفتہ میں دو مرتبہ حضرت کو خبر پہنچتی ہے کہ فلاں اُمتی نے ایسا کیا۔ آپ کو حیات النبی جان کر تعظیم کرنا پیدائش کے ذکر پر جائز ہے یا نہیں اور سُنا ہے کہ آپ کے پیر صاحب حاجی

---

[1] اور میں اس کے پہلے مکہ معظمہ میں مولد نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کی ولادت کے دن میں تھا اور لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھ رہے تھے اور آپ کے ان نشانات کا ذکر کر رہے تھے جو آپ کی ولادت کے وقت ظاہر ہوئے اور آپ کی بعثت کے پہلے کے مشاہد کا ذکر ہو رہا تھا کہ یکایک میں نے ایک نور کو دیکھا جو ایکدم چمکا میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ آیا اس کو میں نے جسمانی آنکھوں سے دیکھا یا یہ کہ روحانی بصیرت سے دیکھا واللہ اعلم کہ معاملہ کیسے تھا اس کے اور اس کے درمیان پھر میں نے ان انوار پر غور کیا تو ان کو فرشتوں کی طرف سے دیکھا جو اس قسم کی مجالس اور مواقع کے لئے مقرر ہیں اور میں نے دیکھا کہ ملائکہ کے انوار میں انوارِ رحمت مل رہے ہیں۔

امداد اللہ صاحب بھی مولود سُنتے ہیں جواب تفصیل سے فرمائیے۔

جواب :۔ مجلسِ مولود کا مفصل ذکر براہین قاطعہ میں دیکھو اور حجّت قول و فعل مشائخ سے نہیں ہوتی بلکہ قول و فعل شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اور اقوال مجتہدین رحمہم اللہ سے ہوتی ہے۔ حضرت نصیر الدین چراغ دہلی قدس سرہٗ فرماتے ہیں جب اُن کے پیر سلطان نظام الدین قدس سرہٗ کے فعل کی حجت کوئی لاتا کہ وہ ایسا کرتے ہیں تم کیوں نہیں کرتے تو فرماتے کہ فعل مشائخ حجۃ نباشد[1]۔ اور اس جواب کو حضرت سلطان الاولیاء بھی پسند فرماتے تھے لہٰذا جناب حاجی صاحب سلمہٗ اللہ کا ذکر کرنا سوالاتِ شرعیہ میں بیجا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مجلسِ میلاد کو جائز جاننا

سوال :۔ جو شخص مجالس غیر مشروعہ میں شریک ہووے اور مال خرچ کرے اور اس کو مستحسن اور حلال جانے کہ جن کی حرمت نص صریح سے ثابت ہے مثلاً ناچ و مزامیر و مجالس عرس و روشنی وغیرہ منکرات کثیرہ تو ایسا شخص فاسق ہوگا یا کافر کیونکہ افعال ممنوعہ حرام کو حلال جانتا ہے۔

جواب :۔ ایسا شخص فاسق ہے کافر کہنے سے زبان بند رکھنا چاہیئے اور فعل مسلم کی تاویل کر کے اسلام سے خارج نہ کرے جہاں تک ہوسکے لانکفر احدا من اھل القبلۃ[2] ائمہ مجتہدین فرما گئے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

رسالہ مأتہ مسائل سے میلاد شریف کی اباحت

سوال :۔ اس عبارت مأتہ مسائل سے انعقاد مجلس مولود کا اثبات کرنا صحیح ہے یا نہیں و قیاس عرس بر مولود غیر صحیح ست۔ زیرا کہ در مولود ذکر ولادت خیر البشر ست و آں موجب فرحت و سرور ست و در شرع اجتماع برائے فرحت و سرور کہ خالی از منکرات و بدعات باشد آمدہ[3] الخ

جواب :۔ اس عبارت سے نفس ذکر ولادت کی اباحت و سرور کا جواز معلوم ہوتا ہے نفس ذکر ولادت مندوب ہے اس میں کراہت قیود کے سبب آتی ہے۔ خلاف عرس مروج کے کہ وہ خود قیود کا ہی نام ہے اگر اس وقت میں مجلس مولود ایسے حال پر ہوتی جیسے اب ہوتی ہے تو آپ مثل عرس کے اس کو بھی حرام لکھتے۔ اس وقت میں یہ مجلس نہیں ہوتی تھی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ معہذا وہ خود بدعت لکھتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مجلس میلاد میں حضورؐ کا تشریف لانا

سوال :۔ زید دعویٰ کرتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجلس مولود میں تشریف لے گئے اور آپ نے اجازت دی اور آپ کے زمانہ میں یہ مجلس ہوئی اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ اور چھوارے پر فاتحہ اپنے فرزند ابراہیم کی دی اور عمرو کہتا ہے کہ یہ بات محض جھوٹ ہے کسی کتاب حدیث اور فقہ معتبر سے ثابت نہیں۔ اللہ کی لعنت ہے

---

[1] مشائخ کا فعل حجت نہیں ہے [2] ہم اہلِ قبلہ میں سے کسی کی تکفیر نہیں کرتے [3] اور عرس کا قیاس مولود پر صحیح نہیں ہے اس لئے کہ مولود خیر البشر کی ولادت کا ذکر ہے اور وہ خوشی و سرور کا باعث ہے اور شرع میں خوشی و سرور کے لئے جمع ہونا جو منکرات و بدعات سے خالی ہو جائز ہے۔

جھوٹوں پر۔ اگر یہ بات ثابت ہو جاوے تو میں اپنے کہنے اور اعتقاد سے توبہ کروں گا اور زید بھی یہی کہتا ہے کہ اگر یہ بات ثابت نہیں ہوئی تو میں اپنے عقیدہ اور قول سے توبہ کروں گا اس واسطے کہ علمائے دین سے سوال ہے کہ جو کچھ حق ہو اللہ تعالیٰ سے ڈر کر کتبِ معتبرہ سے اس کا جواب لکھیں۔

جواب :۔ زید جھوٹا ہے اور یہ بات کسی معتبر کتاب میں نہیں لکھی زید کو چاہیئے کہ ایسی بات سے توبہ کرے اور اگر کسی عالم بے دین سے ایسی بات سُنی ہو تو اُس کی صحبت میں نہ بیٹھے اور دوسری بات جو زید نے کہی وہ بھی جھوٹ ہے اور آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام پر افتراء۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ ایسے بے دین کو سمجھاویں اور اگر پھر بھی توبہ نہ کرے تو اس کی ملاقات سے پرہیز کریں اور کسی کتاب سے کہ قابلِ اعتبار ہو یہ بات ثابت نہیں اور عمرو دونوں مسئلوں میں سچا ہے اور اس کی بات بھی ٹھیک ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

سید محمد نذیر حسین — حفیظ اللہ بس حسبنا اللہ

خواجہ فقیر ضیاالدین — منصور علے ہست از احمد — قول المجیب حق احق بالاتباع — فقیر محمد حسن — سید امیر حسین ۱۳۸۴ — سید امیر احمد نقوی ۱۲۸۳

جواب صحیح ست و مہرایں وقت دیگر جا بودہ لہٰذا بر دستخط اکتفا نمودہ شد الراقم محمد اسد علی

الجواب صحیح الراقم عنایت علی — الجواب صحیح — احمد علی عفی عنہ — محدث سہارنپوری شاگرد مولانا محمد اسحاق صاحب

مسعود محمد — ذلک کذلک — الجواب الجواب — اصاب من اجاب واللہ اعلم بالصواب

امام مسجد فتحپوری — عبدالباری عفی عنہ — محمد تراب علی — من غلب ہواہ عقلہ افتضح — ملا سیف اللہ ولایتی

من اجاب اجاد — الجواب صحیح

محمد اسحٰق — محمد عبداللہ — سید سبیط احمد — حافظ عبداللہ — محمد یوسف جنیدی — محمد اکبر

الجواب صحیح بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ — رشید ۱۳۰۱ احمد

مجلسِ میلاد کا حکم (یعنی فتویٰ مولد شریف)

سوال :۔ مجلس مولود خوانی سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بایں ہیئت کہ روشنی ہائے کثیرہ زائد از حاجت و امردان خوش الحان و راگ خواننده اشعار وغیرہ وغیرہ قیودات بالخصوص قیام اسی ذکر مولد اور اسی محفل میں ثابت اور جائز ہے یا نہیں اور شریک ہونا مفتیان کا ایسی مجالس میں جائز ہے یا نہیں و نیز عیدین و پنج شنبہ وغیرہ میں آب و طعام سامنے رکھ کر ہاتھ اٹھا کر فاتحہ وغیرہ پڑھ کر ایصالِ ثواب بموتیٰ کرنا ثابت و جائز ہے یا نہیں و نیز خاص بروز سوئم میت کے جمع ہو کر بالخصوص کلمۂ طیبہ و ختم قرآن مجید مع پنج آیت چنے وغیرہ تقسیم کرنا ثابت و جائز ہے یا نہیں و نیز دہم و بستم و چہلم وغیرہ میت کا کرنا ثابت و جائز ہے یا نہیں ؟

جواب :۔ مجلس مروجہ مولود کہ جس کو سائل نے لکھا ہے بدعت و مکروہ ہے اگرچہ نفس ذکر ولادت فخر عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مندوب ہے مگر بسبب انضمام ان قیود کے یہ مجلس ممنوع ہو گئی کہ قاعدہ فقہ کا ہے کہ مرکب حلال و حرام

سے حرام ہو جاتا ہے۔ پس اس ہئیت مجموعہ مجلس مولود میں بکثرت وزائد از حد ضرورت چراغ جلانا اسراف ہے اور اسراف حرام ہے کہ ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین[1] الآیہ۔ حکم ناطق قرآن شریف کا ہے علی ہذا امر دان خوش الحان کا نظم۔ اشعار پڑھنا موجب ہیجان فتنہ کا ہے اور کراہیت سے خالی نہیں اور قیام بالخصوص اس ہی ذکر اور اسی محفل میں ہونا بدعت ہے۔ پس حضور ایسی محفل کا بسبب ان امور بدعت و مکروہ تحریمہ کے مکروہ تحریمہ اور بدعت ہو گا خواہ عالم لوگ جاویں یا مفتی جاوے بلکہ مفتی کو زیادہ موجب فساد کا ہے کہ وہ عالم ہے اور ایسے فعل سے گمراہ کنندہ خلق کثیر کا ہوتا ہے اور فاتحہ میں ہاتھ اُٹھا کر پڑھنا طعام و شراب روبرو رکھ کر مشابہت فعل ہنود سے ہے اور یہ امر شرع میں ایصالِ ثواب کے واسطے کہیں ثابت نہیں اور من تشبہ بقوم فھو منھم الحدیث[2]۔ حکم ناطق حرمت مشابہت کا ہے لہٰذا یہ صنع بھی حرام ہو گا اور سوئم و دہم و چہلم جملہ رسوم ہنود کی ہیں اس تخصیص ایام میں مشابہت بھی ہوئی اور تخصیصِ ایام کی بدعت بھی ہے۔ یہ سب بسبب ان تخصیصات کے بدعت و مکروہ تحریمہ ہیں۔ اگرچہ اصل ایصالِ ثواب بدوں کسی تخصیص و مشابہت کے درست ہے اور تفصیل ان جملہ مسائل کی بسط کے ساتھ براہین قاطعہ میں ہے اس میں ملاحظہ کر لیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب حق وماذا بعد الحق الا الضلال[3]۔ احقر محمد حسن غفرلہ مدرس مدرسہ الغرباء بادشاہی مسجد مراد آباد

الجواب صحیح حقیق بالاتباع[4] احقر الزمن محمود حسن غفرلہ، مدرس مدرسہ الغرباء مراد آباد الجواب صحیح خلیل احمد عفی عنہ مدرس مدرسہ عالیہ دیوبند

قد صح الجواب محمد حسن عفی عنہ مراد آبادی الجواب صحیح عبد الصمد عفی عنہ المجیب المصیب محمد عبد اللہ عفی عنہ الجواب حق عبد الحق عفی عنہ

الحمد للہ کہ حضرت مجیب لبیب دامت فیوضہم نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے بلاشک صحیح ہے کسی کو جائے مقال نہیں کیونکہ وہ مخدوم العلماء اور راسخ فی العلم ہیں۔ البتہ بوجہ مزید اطمینان عوام چند عبارات کتب محققین سے تائیداً نقل کرتا ہوں۔

فی الواقع نفس ذکر ولادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی منکر نہیں ہو سکتا بلکہ وہ مندوب اور مستحسن ہے، مگر بوجہ الحاق امور نامشروعہ جیسا کہ مروّجہ زمانہ حال ہے بدعت و حرام ہے۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیجئے مگر جیسا کہ قرون ثلثہ میں تھا کہ نہ مجلس مولود منعقد ہوتی تھی نہ کہ ذکر ولادت پر قیام ہوتا تھا۔ ہم سب مامور کئے گئے ہیں اتباع سلف صالحین پر نہ کہ اتباع خلف پر۔ امام علامہ ابن الحاج رحمۃ اللہ علیہ جو بڑے اکابرین و مستندین سے ہیں مدخل میں فرماتے ہیں :-

ومن جملۃ ما احدثوہ من البدع من اعتقادھم ان ذلک من اکبر العبادات واظھار الشعائر ما یفعلونہ فی شھر الربیع الاول من المولد وقد احتوی ذلک علی بدع ومحرمات الی ان قال وھذہ المفاسد مترتبۃ علی فعل المولد اذا عمل بالسماع فان خلا منہ وعمل طعاما فقط ونوی بہ المولد ودعی الیہ الاخوان وسلم من کل ما تقدم ذکرہ فھو بدعۃ بنفس نیتہ فقط لان ذلک زیادۃ فی الدین ولیس من عمل السلف الماضین واتباع السلف اولی ولم

---

[1] بے شک فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں [2] جو شخص کسی قوم سے مشابہت کرے تو وہ انہی میں سے ہے [3] حق کے بعد بجز گمراہی کے کچھ نہیں ہے [4] صحیح ہے اور پیروی کا مستحق ہے۔

ینقل من احد منهم انه نوی المولد ونحن نتبع السلف فیسعنا ما وسعهم[1] انتہی ۔

اور مولانا عبدالرحمٰن المغربی حنفی رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں :۔

ان عمل المولد بدعة لم یقل به ولم یفعله رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم والخلفاء والائمة[2] انتہی اور کذا فی الشرعة الالٰہیة[3]

اور مولانا نصیر الدین الادوی شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :۔

بجواب سائل لا یفعل لانه لم ینقل عن السلف الصالح وانما احدث بعد القرون الثلثة فی الزمان الطالح ونحن لا نتبع الخلف فی ما لم یعمل السلف لانه یکفی بهم الاتباع فای حاجة الی الابتداع ۔ انتہی[4]

اور شیخ الحنابلہ شرف الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :۔

ان ما یعمل بعض الامراء فی کل سنة احتفالاً لمولده صلی اللہ علیه وسلم مع اشتماله علی التکلفات الشنیعة بنفسه بدعة احدثه من یتبع هواه ولا یعلم ما امره صلی اللہ علیه وسلم صاحب الشریعة ونهاه انتہی ۔ کذا فی القول المعتمد[5]

اور قاضی شہاب الدین دولت آبادی رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاویٰ تحفۃ القضاۃ میں فرماتے ہیں :۔

(سئل القاضی عن مجلس المولد الشریف) قال لا ینعقد لانه محدث وکل محدث ضلالة وکل ضلالة فی النار وما یفعلون من الجهال علی راس کل حول فی شهر ربیع الاول لیس بشئ ویقومون عند ذکر مولده صلی اللہ علیه وسلم

---

[1] اوران بدعات میں سے جو انہوں نے ایجاد کرلیں ان کا یہ اعتقاد بھی ہے کہ سب سے بڑی عبادت اور شعائر اللہ کا اظہار یہ ہے جو وہ کرتے ہیں کہ ماہ ربیع الاول میں میلاد کرتے ہیں جس میں کئی بدعتیں اور حرام باتیں ہوتی ہیں یہاں تک کہ کہا کہ اور یہ تمام مفاسد مرتب ہیں میلاد کے کرنے پر اگر اس میں سماع بھی ہو اور اگر سماع نہ ہو اور صرف کھانا پکایا جائے اور اس سے مولود کی نیت کی جائے اور اس کی طرف لوگوں کو بلایا جائے اور جو کچھ باتیں اوپر لکھی گئی ہیں ان سے سلامت رہے تو بھی فقط نفس نیت کی وجہ سے یہ بدعت ہے اس لئے کہ یہ دین میں زیادتی ہے اور گزرے ہوئے سلف صالح کا یہ عمل نہیں ہے اور سلف کی پیروی بہتر ہے اور سلف میں کسی سے بھی یہ منقول نہیں ہے کہ انہوں نے مولود کی نیت کی ہو اور ہم سلف کا اتباع کرتے ہیں تو ہمارے لئے بھی اتنی وسعت ہو سکتی ہے جو اُن کے لئے ہو سکتی تھی ۔

[2] اور میلاد کا کرنا بدعت ہے جس کو نہ کہا نہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور نہ خلفاء و ائمہ نے ۔ [3] شرعۃ الالٰہیہ میں ایسا ہی ہے ۔

[4] سائل کے جواب میں فرمایا کہ نہ کرے اس لئے کہ یہ سلف صالح سے منقول نہیں ہے بلکہ قرون ثلثہ کے بعد بدبخت زمانہ میں لوگوں نے اسکی ایجاد کی ہے اور سلف نے جس کو چھوڑ دیا ہے اس کی پیروی ہم خلف نہیں کر سکتے اس لئے کہ ان کی پیروی ہی کافی ہے تو نئی چیز نکالنے کی کیا ضرورت ہے ۔

[5] یہ جو بعض امراء ہر سال نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی میلاد پر جشن مناتے ہیں تو اس میں علاوہ اس کے کہ تکلفات شنیعہ ہیں بنفسہ بدعت ہے جس کو اس نے ایجاد کیا ہے جو اپنی خواہش کی پیروی کرتا ہے اور نہیں جانتا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کیا حکم کیا جو صاحب شریعت تھے اور آپ نے اس کو اس بات سے منع فرمایا ہے ۔ قول معتمد میں اسی طرح ہے ۔

ویزعمون ان روحہ صلی اللہ علیہ وسلم یجئی وحاضر فزعمھم باطل بل ھذا الاعتقاد شرک[1] وقد منع الائمۃ عن مثل ھذا انتھی[1]

اور صاحب سیرت شامی فرماتے ہیں ۔

جرت عادۃ کثیر من المحبین اذا سمعوا بذکر وضعہ صلی اللہ علیہ ان یقوموا تعظیماً لہ صلی اللہ علیہ وسلم و ھذا القیام بدعۃ لا اصل لہ[2]

اور مولانا فضل اللہ جونپوری رحمۃ اللہ علیہ بہجۃ العشاق میں فرماتے ہیں :۔

ما یفعل العوام فی القیام عند ذکر وضع خیر الانام علیہ التحیۃ والسلام لیس بشئی بل ھو مکروہ[3] ۔

اور قاضی نصیر الدین گجراتی رحمۃ اللہ علیہ طریقۃ السلف میں فرماتے ہیں :۔

وقد احدث بعض جھال المشائخ امورا کثیرۃ لا نجد لھا اثرا ولا رسما فی کتاب ولا فی سنۃ سنھا القیام عند ذکر ولادۃ سید الانام علیہ التحیۃ والسلام[4]

اور حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی سید احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ مکتوبات میں فرماتے ہیں :۔

"بنظر[5] انصاف بہ بینید اگر حضرت ایشان فرضاً دریں زمان موجودہ بودند و در دنیا زندہ می بودند و ایں مجالس و اجتماع کہ منعقد می شد آیا بایں راضی می شوند و ایں اجتماع را می پسندیدند یا نہ یقیں فقیر آنست کہ ہرگز ایں معنی را تجویز نمی فرمودند بلکہ انکار مے نمودند مقصود فقیر اعلام بود

---

[1] قاضی سے مجلس مولود شریف کے متعلق دریافت کیا گیا تو فرمایا نہ کی جائے اس لئے کہ یہ بدعت ہے اور کل بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں جانے والی ہے اور یہ جو جاہل لوگ ربیع الاول کے مہینہ میں ہر سال کی ابتدا پر کرتے ہیں یہ کوئی چیز نہیں اور وہ ذکر ولادت کے وقت کھڑے ہو جاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ آپ کی روح (صلی اللہ علیہ وسلم) تشریف لاتی ہے اور حاضر ہوتی ہے تو یہ ان کا خیال باطل ہے اور یہ اعتقاد شرک ہے اور ائمہ نے اس کو مثل اور باتوں سے بھی منع فرمادیا ہے ۔

[2] اور بہت سے محبین کی یہ عادت ہو گئی ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا ذکر کیا جاتا ہے تو وہ آپ کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں حالانکہ یہ قیام بدعت ہے جس کی کوئی اصل نہیں ۔

[3] عوام جو ذکر خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کے وقت کھڑے ہو جاتے ہیں وہ کوئی چیز نہیں ہے بلکہ وہ مکروہ ہے

[4] اور بعض جاہل مشائخ نے بہت سی باتوں کو ایجاد کر لیا ہے جس کا کوئی اثر یا رسم ہم نہ کتاب میں پاتے ہیں نہ سنت میں انہی میں سے ایک ولادت سید انام علیہ التحیۃ والسلام کے ولادت کے ذکر کے وقت کھڑا ہونا ہے ۔

[5] بنظر انصاف دیکھو کہ اگر بالفرض حضورؐ اس زمانہ میں موجود ہوتے اور دنیا میں زندہ ہوتے اور یہ مجالس و اجتماع منعقد ہوتے تو کیا اس سے راضی ہوتے ؟ اور اس اجتماع کو پسند فرماتے یا نہ فقیر کا یقین یہ ہے کہ آپ ہرگز اس بات کو منظور نہ فرماتے بلکہ انکار ہی فرماتے ۔ فقیر کا مقصد تو صرف اطلاع دہی ہے قبول کریں یا نہ کریں کوئی حرج نہیں اور جنگ کی کوئی ضرورت نہیں اگر وہاں کے مخدوم زادے اور احباب اسی وضع پر ثابت قدم رہنا چاہیں تو ہم فقیروں کو ان کی صحبت سے بجز محرومی کے کوئی چارہ نہیں فقط زیادہ کیا تکلیف دی جائے ۔

قبول کنند یا نہ کنند ہیچ مضائقہ نیست و گنجائش مشاجرہ نہ اگر مخدوم زادہا و یاران آنجا بر ہمان وضع مستقیم باشند ما فقیران را از صحبت ایشاں غیر از حرماں چارہ نیست انتہیٰ زیادہ چہ تعریف دہد والسلام۔

اور شرکت جملہ مجالس غیر مشروعہ کی نہ عام لوگوں کو درست ہے نہ مفتیوں کو قال اللہ تعالیٰ وقد نزل علیکم فی الکتاب ان اذا سمعتم آیات اللہ یکفر بہا و یستہزء بہا فلا تقعدوا معہم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ انکم اذا مثلہم[1] الخ

امام محی السنۃ بغوی رحمۃ اللہ علیہ معالم التنزیل میں آیت مذکورہ کے تحت میں فرماتے ہیں وقال الضحاکؒ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ دخل فی ہذہ الایۃ کل محدث فی الدین وکل مبتدع الی یوم القیامۃ[2]

اور اسی تفسیر کو قاضی ثناء اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ تفسیر مظہری میں ارقام فرماتے ہیں ایسا ہی ایصالِ ثواب بہتر مگر رسوم غیر جائز و بدعت کو ان کے ساتھ شریک کر لینا اور ثواب کو کھو دینا اور گناہ کا مرتکب ہونا ہے۔ قرون ثلثہ میں ایصالِ ثواب بھی کیا جاتا تھا مگر نہ کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ پڑھی جاتی تھی نہ رسوم سوئم و دہم بستم چہلم کی کچھ تعین تھی۔ ایصالِ ثواب الی الاموات کیجئے مگر بلا قید۔ جیسا کہ بزرگانِ سلف کا طریقہ تھا نہ بطریق اختراع و ابتداع خلف فتاویٰ سمرقندیہ میں مرقوم ہے۔ قراءۃ الفاتحۃ والاخلاص والکافرون علی الطعام بدعۃ[3]

اور کبیری شرح منیۃ المصلی میں ہے واتخاذ الطعام عند قراءۃ القرآن یکرہ[4]۔ اور نصاب الاحتساب میں ہے ان معروفا یقوم فی صف النعال و یقراء بعد الختم آیۃ من الاخلاص ثلثا و من الفاتحۃ مرۃ وہو قائم والناس قعود انہ بدعۃ ولم ینقل ہذا الصنع من السلف[5]۔ اور سنن ابن ماجہ میں حضرت جریر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ فرمایا۔ کنا نعد الاجتماع الی اہل المیت وصنعہم الطعام من النیاحۃ انتہیٰ[6]

چنانچہ فتح القدیر ہے۔ واتخاذ الضیافۃ من اہل المیت وہی بدعۃ مستقبحۃ لما روی ابن ماجۃ والامام احمد باسناد صحیح[7] اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل فرماتے ہیں

---

[1] ارشاد الٰہی ہے کہ اللہ نے تم پر یہ حکم اتار دیا ہے کہ جب تم اللہ تعالیٰ کی آیات کو ایسے سنو کہ اس کا کفر کیا جا رہا ہے اور اس کا مذاق اڑایا جا رہا ہے تو تم اُن کے ساتھ نہ بیٹھو جب تک کہ وہ کسی اور بات میں نہ معروف ہو جائیں ورنہ اس وقت تم بھی انہی کے مثل ہو جاؤ گے۔

[2] اور ضحاک نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اس آیت میں ہر وہ شخص داخل ہو گیا جو قیامت تک دین میں بدعتیں نکالے اور دین میں ہر زیادتی بھی اس میں داخل ہو گئی

[3] اور فاتحہ اور سورہ اخلاص و کافرون کو کھانے پر پڑھنا بدعت ہے [4] اور قرآن پڑھنے کے وقت کھانا کھلانا مکروہ ہے۔

[5] ایک معروف جوتوں کی صف کے پاس کھڑا ہوتا ہے اور ختم کے بعد سورۂ اخلاص تین بار اور سورہ فاتحہ ایک بار کھڑے ہوئے پڑھتا ہے اور لوگ بیٹھے رہتے ہیں اور یہ بدعت ہے اور اس قسم کا کام سلف سے منقول نہیں ہے۔

[6] ہم مردے کے گھر والوں کے پاس جمع ہونے اور ان کا کھانا پکانا نوحہ گری میں سمجھتے تھے۔

[7] اور اہلِ میت کی طرف سے ضیافت کا ہونا بہت بڑی بدعت ہے جیسا کہ ابن ماجہ اور امام احمد نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

قال الطیبی من اصر علی امر مندوب وجعل عزما ولم یعمل بالرخصة فقد اصاب منه الشیطن من الاضلال فکیف من اصر علی بدعة او منکر هذا محل تذکر الذین یصرون علی الاجتماع فی الیوم الثالث للمیت ویرونه ارجح من الحضور للجماعة ونحوه[1] اور فتاوی بزازیہ میں مرقوم ہے - یکرہ اتخاذ الطعام فی الیوم الاول والثالث وبعد الاسبوع ونقل الطعام الی القبر فی المواسم واتخاذ الدعوة لقراءة القرآن وجمع الصلحاء والفقراء للختم او لقراءة سورة الانعام او الاخلاص[2] انتہی - اور شرح منہاج امام نووی رحمۃ اللہ علیہ میں ہے الاجتماع علی المقبرة فی الیوم الثالث وتقسیم الورد والعود والطعام فی الایام المخصوصة کالثالث والخامس والتاسع والعاشر والعشرین والاربعین والشهر السادس والسنة بدعة[3] - اور حضرت شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ شرح سفر السعادت ومدارج میں فرماتے ہیں :-

"ایں اجتماع مخصوص بروز سوم وارتکاب تکلفات دیگر وصرف اموال بے وصیت از حق یتامیٰ بدعت است و حرام انتہیٰ"[4]

اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ وصیت نامہ میں فرماتے ہیں :-

"دیگر از عادات شنیعہ ما مردم اسراف است در ماتہا وچہلم و فاتحہ سالیانہ ایں ہمہ را در عرب اول وجود نبود مصلحت آنست کہ غیر تعزیت وارثان میت تا سہ روز وطعام ایشاں یک شبانہ روز رسمے نباشد انتہیٰ"[5]

اور حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ بھی وصیت نامہ میں فرماتے ہیں" وبعد مردن من رسوم دنیوی مثل دہم وبستم وچہلم وششماہی وفاتحہ سالیانہ ہیچ نکنند انتہیٰ - اللھم ارنا الحق حقا والباطل باطلا[6] فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

---

[1] طیبی نے فرمایا ہے کہ جو شخص امر مستحب کے کرنے پر اصرار کرے اور اس کو لازم قرار دے لے اور اجازت پر عمل نہ کرے تو اس نے شیطان کی گمراہی کا حصہ پالیا تو پھر کیا حال ہوگا اس شخص کا جو بدعت یا امر منکر پر اصرار کرے یہ جگہ ہے اُن لوگوں کی نصیحت کے لئے جو میت کے لئے تیسرے دن جمع ہونے پر اصرار کرتے ہیں اور اس کو جماعت میں حاضر ہونے پر ترجیح دیتے ہیں -

[2] اور پہلے دن اور تیسرے دن اور ساتویں دن کھانا تیار کرنا اور موسم میں قبر پر کھانے کا لے جانا (یعنی عرس وغیرہ کے موقع پر) اور قرآن مجید کے پڑھنے کے لئے دعوت دینا اور صلحاء وفقراء کو ختم کے لئے یا سورہ انعام یا سورۂ اخلاص پڑھنے کے لئے دعوت دینا سب مکروہ ہے -

[3] تیسرے دن قبر پر جمع ہونا اور گلاب وعود کا تقسیم کرنا اور مخصوص ایام میں کھانا کھلانا جیسے تیسرے پانچویں نویں دسویں بیسویں اور چالیسویں دن اور چھٹے مہینے اور سال بھر کے بعد یہ سب بدعت ہے -

[4] یہ مخصوص اجتماع تیسرے دن کا اور دوسرے تکلفات اور بے وصیت کے یتامیٰ کے حق میں سے مال کا صرف کرنا بدعت ہے اور حرام -

[5] ہماری بری عادات میں سے دوسری عادت فضول خرچی ہے جو ماتموں میں اور چالیسویں اور سالانہ کی فاتحہ میں ہوتا ہے اور ان تمام چیزوں کا عرب اول میں وجود نہ تھا مصلحت تو یہی ہے کہ میت کے وارثوں کی تعزیت تین دن اور ان کو ایک دن ایک رات کھانا دینے کے سوا اور کوئی رسم نہ ہو -

[6] میرے مرنے کے بعد دنیوی رسوم جیسے دسواں، بیسواں، چالیسواں، ششماہی اور سالانہ برسی کچھ نہ کریں - اے اللہ ہم کو حق اسی طرح دکھا کہ حق معلوم ہو اور باطل اس طرح دکھا کہ باطل معلوم ہو -

وعندہ علم الحق والکتاب ۔ الجواب صحیح ابوسعید محمد حسین — ابوسعید محمد حسین — محدّث بٹالوی

ہوالصحیح — لقد اصاب المجیب اللبیب — جواب نہایت صحیح اور درست ہے — اصاب من اجاب

بندہ حبیب عفی عنہ — مولوی احمد شاہ حسن پوری — حررہ دین محمد عفا اللہ عنہ — ابوالخیر سعید الدین غفرلہٗ

الجواب صحیح — ہذا الجواب صحیح — محمد عبد الجمیل

عبدہ المسکین وہاج الدین غفرلہٗ — عبدہ الجلیل

صح الجواب واقعی مولود رسمی اور فاتحہ سوم دہم چہلم مروّجہ بدعت ہے اور ناجائز ہے، حررہ خلیل احمد عفا اللہ عنہ — خلیل احمد انبیٹھوی

کلہا صحیح بندہ محمود عفی عنہ — الجواب صحیح خاکسار محمد صدیق مراد آبادی — محی الدین عفی عنہ مراد آبادی

محمود حسن ۱۳۰۳ دیوبندی — الجواب صحیح عبد الرحمٰن کان اللہ لہ — عبد الرحمٰن بن مولوی عنایت اللہ — احمد ۱۲۶۰ محی الدین خاں

لقد سعی المجیب اللبیب سعیًا موفورًا وکان سعیہ سعیًا مشکورًا فی الحقیقت محفلِ میلاد شریف جو خالی منہیات و بدعات شرع سے ہووے تو ادب و مستحب ہے ورنہ حرام و ممنوع ہے اور طریقہ ایصالِ ثواب مندرجہ سوال بدعت ہے ۔ مولانا محمد عالم علی — محمد حسن مراد آبادی ۱۳۰۵

کما حررہ المجیب المصیب فقط محمد قاسم علی عفی عنہ مفتی شہر مراد آباد — محمد قاسم علی خلف

المجیب مصیب احمد حسن دیوبندی — الجواب صحیح بندہ ہیچمدان محمد حشمت علی عفی عنہ — محمد حشمت علی خاں مراد آبادی

احمد حسن صاحب امروہی — ما اٰتکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا — المجیب مصیب محمد حسن عفی عنہ — محمد حسن مراد آبادی ۱۲۸۰

ہوالصحیح — اصاب من اجاب — الجواب حق الحق احق بالاتباع — عبد الحق ۱۲۰۸ — اسمٰعیل احمد ۱۲۹۷ مولانا مولوی

سید محمد عبد الرشید عفی عنہ — عبد الحکیم عفی عنہ

الجواب صحیح — المجیب شاب والجواب صواب — لقد صح الجواب — اصاب من اجاب

حسینی شریف عفی عنہ — عاصی محمد عبد الحق — احقر بشیر احمد — محمد جان علی محدّث مقیم مراد آباد

بنگلوری مدراسی — مراد آبادی — عفی عنہ — در باغ قاضی صاحب

اگر ذکر میلاد جناب سرور کائنات بطور وعظ متضمن روایات صحیحہ خالی بدعات سے ہو تو مستحسن ہے اور بالفعل رسمی مولد میں کہ بیشتر امور خلافِ سنت و اشعار خلافِ ادب بلکہ کفر و الحاد تک مذکور ہوتے ہیں قابلِ حرز و زجر ہیں اور فاتحہ غیر مسنون جو بطرز مسنون التزامًا و اجتماع مردم و طعام میت جو رسمی طور پر تقسیم ہوا کرتا ہے خالی کراہت و بدعت سے نہیں۔ واللہ تعالےٰ اعلم بالصواب فقیر المذنب الاواہ محمد لطف اللہ عفی عنہ مفتی ریاست رامپور۔ — خادم شریعت رسول اللہ مفتی محمد لطف اللہ ۱۲۵۸

بے شک مجیب نے نہایت درست تحریر کیا ہے۔ فماذا بعد الحق الا الضلال براہ محمد رضائے خدا — محمد رضا خاں ولد محمد عمر خاں ۱۲۸۵

الحق یوخذ بالنواجذ کتبہ العبد المتمسک باللہ محمد سلیم — محمد سلیم اللہ ۱۲۹۸ — الجواب صحیح عبد القادر — مدرس مدرسہ اسلامیہ رامپور

مدرس مدرسہ اسلامیہ رامپور

ابوالخیر محمد رضا علی
۱۳۰۴

الحق احق بالاتباع حررہ عبدہ الحنیف محمد علی رضا مدرس مدرسہ اسلامیہ رامپور
جواب الجواب اصح اور حق یہی ہے اور ماعدا اس کا باطل ہے عبدالوہاب خاں عفی عنہ
بلاریب محفل میلاد کہ جوفی زماننا ہذا معمول بہ ہے وہ محض خلاف شرع اور منہی عنہ ہے اور ایصالِ ثواب بلاتقید وتعین اوقات کے موقی کی نسبت ثابت ہے اور ہئیت کذائی فاتحہ مذکورہ اور سوئم و دہم وبستم وچہلم وبرسی وغیرہ سارے کے سارے افعال کو جو مسلمانوں نے ہنود و دیگر مذہب والوں سے اخذ کئے ہیں شرعاً ناروا و ناجائز ہیں۔ چنانچہ فقیر نے اپنے بعض رسائل مطبوعہ سابق میں بھی بطور بسط اس کو لکھا ہے۔ فقط اور سب جواب مجیب کے صحیح ہیں واللہ اعلم وعلمہ احکم واتم مسکین محمد اسماعیل بیگ غفرلہٗ مدرس عربی مدرسہ امدادیہ المرقوم ۱۸ شہر

صانہ محمد اسمٰعیل الخلیل
مراد آبادی ۱۲۹۶

ذی قعدہ ۱۳۰۷ھ۔ قد صح الجواب واللہ اعلم بالصواب محمد دائم علی عفی عنہ
واقعی نفس میلاد بطریق وعظ کچھ مضائقہ نہیں بلکہ مندوب مگر بہئیت مروّجہ خالی از حرمت و بدعت نہیں اور ایصالِ ثواب اس طریقہ پر بدعت فقط حررہ محمد عبدالغنی عفی عنہ سہنسپوری۔ بلاریب طریقہ ایصال ثواب مندرجہ سوال زمانہ خیر القرون میں پایا جاتا ہے اور ایسے ہی محفلِ میلاد شریف بھی۔ الجواب صحیح محمد ہدایت العلی عفی عنہ

محمد ہدایت علی لکھنوی مقیم مراد آباد

بلاشک یہ طریقہ ایصال ثواب اور یہ محفل میلاد بہئیت کذائی عند اہل الشریعۃ بدلائل مذکورہ بالا و نیز بادلۃ کثیرہ مما سواہا نامشروع و بدعت ہے۔ کذا فی الکتاب الشرعیہ فقط۔

محمد زکریا عفی عنہ ۱۳۰۹ مظفر پوری

سید محمد حسن بغدادی

الجواب صحیح
ہر دو جواب مرقومہ بالا بلاشک صحیح ہستند محفلِ میلاد بہئیت کذائی بدعت است و فاتحہ رسمی و سوئم و دہم و چہلم جملہ از رسوم ہنود ہستند[1] واللہ اعلم کتبہ عبد ربہ القوی محمد نعمت اللہ البرودانی انگلسنوی

ابوالفضل محمد نصیر الدین ۱۳۰۶

الجواب صحیح ابوالفضل محمد نصیر الدین عفی عنہ
جوابات صحیح اور حق ہیں۔ عنایت الٰہی عفا اللہ عنہ سہارنپوری

عبدالرحمٰن محمد عبدالرحمٰن ۱۳۰۱ سراج گنجی ثم شاہ بازپوری

جوابات صحیح ہیں اس لئے امورات مذکورہ سوال حق متلقی عن الرسول کے خلاف ہیں جو امور اس کے خلاف ہیں وہ بدعت ہیں۔
سخاوت علی عفی عنہ مدرس اسلامیہ انبیٹھ۔

سخاوت علی

صح الجواب من غیر شک ولا ارتیاب فاعتبروا یا ولی الالباب فقیر محمد حسین الدہلوی
الجواب صحیح ہر چیزے کہ از عبادات باشد و ثبوتش من خیر القرون نباشد آں بلاریب بدعت است و تجاوز از حدود شریعہ ہست کما قال اللہ ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین۔ المسکین خادم العلماء خلیل ڈہوڈیالوی ثم انبالوی

مولوی خلیل اللہ واعظ

امور مندرجہ سوال محض محظور اور ممنوع ہیں۔ حاضر ہونا ایسے مواضع میں کام مبتدعین اور ناخدا ترسوں کا ہے نفس محفل کو مندوب اور مستحب سمجھنا کام ناواقف کا ہے۔ قواعد اصول اور تصریحات علمائے فحول سے ذکر جناب صلی اللہ علیہ وسلم کا البتہ مندوبات

---

[1] اوپر کے دونوں جواب بلاشک صحیح ہیں محفلِ میلاد اس موجودہ صورت کی بدعت ہے اور رسمی فاتحہ اور سوئم و دہم و چہلم جملہ ہنود کی رسمیں ہیں۔

شرعیہ سے ہے۔ محفل اور جملہ تقیدات بلا شبہ بدعت و مکروہ ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔ کتبہ العبد المعتصم سراج احمد عفا اللہ عنہ

من اجاب فقد اصاب — الجواب صحیح — محمد حسین تمناجان ۱۳۸۳ھ — الجواب صحیح — وتوکل علی العزیز الرحمٰن

جمیل احمد اسرائیلی سنبھلی — العبد محمد حسین — مراد آبادی — عزیز الرحمٰن عفی عنہ — دیوبندی

الجواب صحیح محمد امان اللہ الکشمیری

المجیب مصیب انعقاد جلسہ محافل مولود مروجہ جلسہ فاسقانہ ہے۔ فاعل عامل کل بدعۃ ضلالۃ مرتکب حدیث بدعت ہیں

خویدم العلماء بل من تراب اقدامہم محمد اللہ یار عفی عنہ واعظ بریلوی — الجواب صحیح العبد فتح محمد تھانوی

الجواب حق بلا ارتیاب محمد سعد الدین الکشمیری عفا اللہ عنہ — الجواب صحیح بندہ محمد امین الدین عفی عنہ اورنگ آبادی

الجواب صحیح غلام رسول عفی عنہ مدرس مدرسہ عربیہ دیوبند — الجواب صحیح محمد منفعت علی عفی عنہ مدرس مدرسہ عربیہ دیوبند

الجواب صحیح بندہ امید رضا علی عفی عنہ — امین اللہ رضا ۱۳۱۱ھ — الجواب صحیح محمد اسحٰق امرتسری — محمد منفعت ۱۳۰۲ھ علے

لاشک فیہ محمد امین ست ۱۳۰۳

التزام مالا یلزم ان سب امور میں موجود ہے اور یہ التزام عبادات ہوں یا عادات ہوں اس امر میں یہ حصہ شیطانی ہے۔ حسب حدیث انصراف کے نماز سے جو کہ یہ سب امر خیر القرون میں نہیں تھے تو ان کا عدم خیر القرون میں واسطے ممانعت کے کافی ہے مجوز کو چاہیئے کہ کوئی حدیث یا آیت دلیل جواز کی پیش کرے عدم قدیم ہمارے واسطے دلیل کافی ہے اور ذکر خیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر طرح موجب خیر و برکت کا ہے امور ممنوعہ اُس کے ساتھ مل کے اُس کو بھی اپنے جیسا کر لیتے ہیں۔ فقط واللہ تعالےٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد عبد الرحمٰن عفی عنہ بقلم عبد السلام بن انصاری ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۱۳ھ۔ از پانی پت

محمد عبد الرحمٰن شاگرد مولانا اسحٰق صاحب

یہ سب امور بدعات سیئہ سے ہیں ان امورات کا التزام نہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور نہ خلفائے راشدین سے ہے۔ قرآن کی مجلسوں میں تو کوئی حاضر ہوتا نہیں ہے، جیسے مولود خوش الحانوں کے پڑھنے پڑھانے میں عوام کالانعام جمع ہوتے ہیں اور رسوم و دہم وغیرہ کل بدعات ہیں۔ فقط واللہ اعلم بالصواب

بخشندہ ست عاصیان رحیم

صح الجواب سید مصطفےٰ ابن محمد مفتی مدینہ خاص۔ الجواب صحیح الحق احق ان یتبع العبد المسکین راجی رحمۃ العالمین

قول صحیح من غیر شک و شبہ و من شک فیہ فقد کفر — محمد عبد الجبار عفی عنہ — محمد یٰسین راجی رحمۃ ارحم الرحمین شیر کوٹی

الجواب صحیح والمجیب نجیح — محمد یٰسین عفی عنہ — مدرس مدرسہ رڑکی — الجواب صحیح کتبہ عبد الواحد بن عبد اللہ غزنوی الحنفی عفا اللہ عنہ یتجاوز عما فی ہذا الجواب

وانا ابو عبید احمد اللہ عفی عنہ محدث امرتسری — کتبہ عبد الجبار بن عبد اللہ الغزنوی

ہذا جواب صحیح عبد الرحمٰن ابن مولوی غلام العلی المرحوم اشاعۃ القرآن

الجواب صحیح ابو الحق محمد الدین عفی عنہ

ولکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ جواب صحیح اور بالکل صحیح ہے

ابو الوفاء ثناء اللہ کفاہ اللہ خادم مدرسہ تائید الاسلام امرتسر۔

احمد بن عبد اللہ الغزنوی

محمد عبد الرحمٰن البہاری

ثناء اللہ محمود ہے

مولود خوانی مطلقاً وغیرہ رسوم و عادات جہلا موت فوت میں جو اوپر مذکور ہوئے سب بدعت و ضلالت اور صریح

گمراہی ہیں۔ کل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار وماذا بعد الحق الا الضلال ومن لم یقبل فلیبا ہلنی اللھم ان نا الحق حقا والباطل باطلا[1] الجواب حق وماذا بعد الحق الا الضلال ابو یعلی عبدالاعلی غزنوی

عبدالحق الغزنوی مباہل اہل باطل

للہ من اجاب احقر الدہور بندہ عبدالغفور عبدالغفور سلوہاری الجواب صحیح محمد عبدالعزیز

ذکر ولادت اور ایصال ثواب میت کو جائز اور مستحب ہے لیکن جس طرح جہلاء زمانہ نے قیام وغیرہ متفرق قیدیں نکالی ہیں یہ بدعت سیئہ ہیں اور اصرار کرنا بدعت پر کبیرہ ہے اور بعض وقت نوبت کفر تک پہنچتی ہے۔

حکیم محمد ضیاء الدین خلیفہ حضرت حافظ ضامن صاحب شہید

حکیم محمد ضیاء الدین عفی عنہ بقلم بندہ احمد

بدوں قیام کے مجلسِ میلاد کا انعقاد

سوال :۔ انعقاد مجلسِ میلاد بدوں قیام بروایت صحیح درست ہے یا نہیں ؟

جواب :۔ انعقاد مجلسِ مولود ہر حال ناجائز ہے تداعی امر مندوب کے واسطے منع ہے۔ فقط واللہ تعالےٰ اعلم

مجالس میلاد وعرس وسوم وچہلم

سوال :۔ سوئم چہلم وغیرہ کی مجلس بتخصیص دن کے منع ہے یا بالکل ہی نہ کرنا چاہیئے اور اس مجلس میں جانا چاہیئے یا نہیں ؟

جواب :۔ مجالس مروّجہ زمانہ ہذا میلاد وعرس وسوئم چہلم بالکل ہی ترک کرنا چاہیئے کہ اکثر معاصی اور بدعات سے خالی نہیں ہوتی ۔ فقط واللہ تعالےٰ اعلم

مجلسِ میلاد کا نہ کرنا

سوال :۔ زید نے بکر سے دریافت کیا کہ مجلسِ میلاد مروجہ حال جائز ہے یا نہیں ؟ اور اس میں شریک ہونا کیسا ہے؟ بکر خود بھی مجلسِ میلاد کرتا تھا اور آئندہ سال کو ارادہ بکر کا بھی ترک مجلس کا تھا۔ بخیال اس کے کہ خرچ زائد ہوتا تھا اور اپنے اعتقاد میں ناجائز جانتا تھا مگر منع کرنا مجلس کا بوجہ اس کے تھا کہ اس وجہ سے کوئی مجھ کو طعنہ نہ دیوے گا جبکہ میں اس مجلس کو نہ کروں گا بہانہ شرع کا ہو جاوے گا اور خود نہ شریک ہونا مجلس کا اس وجہ سے ترک کیا کہ لوگ معترض ہوں گے اول تو ان خیالات سے مانع ہُوا بعدہٗ بہ نیت خالصًا للہ مانع ہُوا۔ لہٰذا اس سبب سے بکر کو ترک بدعت سابق وحال وانکار بدعت سے ثواب ہوگا یا نہیں اور باعثِ ریا تو نہیں ہے ۔

جواب :۔ بہرحال گناہ سے محفوظ رہا جب سے قصدِ ترک کیا بہتر ہُوا کہ بعزم ترک گناہ کا ہوا۔ فقط واللہ تعالےٰ اعلم

---

[1] ہر بدعۃ گمراہی ہے اور ہر گمراہی آگ میں ہے اور حق کے بعد بجز گمراہی کے اور کیا ہے اور جو قبول نہ کرے وہ مجھ سے مباہلہ کرے اے اللہ ہم کو حق دکھا حق کے طور پر اور باطل دکھا باطل کے طور پر ۔

محفلِ میلاد جس میں صحیح روایات پڑھی جائیں

سوال :۔ محفل میلاد میں جس میں روایاتِ صحیحہ پڑھی جاویں اور لاف وگزاف اور روایات موضوعہ اور کاذبہ نہ ہوں شریک ہونا کیسا ہے ؟

جواب :۔ ناجائز ہے بسبب اور وجوہ کے ۔

فتویٰ مولوی احمد رضا خان صاحب در باب میلاد شریف

فتویٰ در باب عدم جواز مجلس مولود مروجہ از مجموعہ فتاویٰ قلمی مولوی احمد رضا خان صاحب منقولہ از باب الحظر صفحہ ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳۔ موصولہ از مولوی عبدالصمد صاحب رامپوری

استفتاء۔ اس مسئلہ میں کہ مجلسِ میلاد حضور خیر العباد علیہ الوف تحیۃ الی یوم التناد میں جو شخص کہ مخالف شرع مطہر مثلاً تارک صلوۃ شارب خمر ہو ڈاڑھی کتراتا ہو یا منڈواتا ہو مونچھیں بڑھاتا ہو بے وضو، بے ادبی گستاخی سے بروایات موضوعہ تنہا یا دو چار آدمیوں کے ساتھ بیٹھ کر مولود پڑھتا یا پڑھاتا ہو اگر کوئی مسئلہ بتائے تنبیہ کرے تو استہزار ومزاح کرے بلکہ اپنے مقتدیوں کو حکم کرے کہ ڈاڑھی منڈانے والے رکھانے والوں سے بہتر ہیں کیونکہ جیسے اُن کے رخسار صاف صاف ہوتے ہیں ایسے ہی اُن کے دل مثل آئینہ کے صاف وشفاف ہیں ۔ ایسے شخص سے مولود شریف پڑھوانا یا اُس کو پڑھنا یا ممبر ومسند پر تعظیماً بیٹھنا بٹھانا بانی مجلس وحاضرین وسامعین کا ایسے اشخاص کو بوجہ خوش آوازی کے چوکی پر مولود پڑھنے بٹھانا جائز ہے یا نہیں ؟ اور ایسے آدمی سے رب العزت جل مجدہ اور روح حضور فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوش ہوتی ہے یا ناخوش اور پروردگارِ عالم ایسی مجالس سے خوش ہوکر رحمت نازل فرماتا ہے یا غضب اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ان محافل میں تشریف لاتے ہیں یا نہیں ؟ بانیین اور حاضرین محافل رحمت کے مستحق ہیں یا غضب بینوا من الکتاب توجروا عند رب الارباب ۔

جواب :۔ افعال مذکورہ سخت کبائر ہیں اور ان کا مرتکب اشد فاسق وفاجر مستحق عذاب نیران وغضب رحمٰن اور دنیا میں مستوجب ہزاران ذلت وہوا خوش آوازی خواہ کسی علت نفسانی کے باعث اُسے مجرد مسند پر کہ حقیقۃً مسند حضور پُرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہے تعظیماً بٹھانا اُس سے مجلس مبارک پڑھوانا حرام ہے تبیین الحقائق وفتح اللہ المعین وطحطاوی علی مراقی الفلاح وغیرہ میں ہے فی تقدیم الفاسق تعظیمہ وقد وجب علیھم اھانتہ شرعاً[1] روایت موضوعہ پڑھنا بھی حرام سننا بھی حرام ایسی مجالس سے اللہ عزوجل اور حضور پرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کمال ناراض ہیں ایسی مجالس اور اُن کا پڑھنے والا اور اس حال سے آگاہی پاکر بھی حاضر ہونے والے سب مستحق غضب الٰہی ہیں یہ جتنے حاضرین ہیں سب وبال میں جدا جدا گرفتار ہیں اور ان سب کے وبال کے برابر اُس پڑھنے والے پر وبال ہے اور خود اُس کا گناہ اُس پر علاوہ اور ان حاضرین وقاری سب کے برابر گناہ ایسی مجلس کے بانی پر ہے اور

---

[1] فاسق کو بڑھانا دراصل اس کی تعظیم کرنا ہے حالانکہ ان پر شرعاً اس کی اہانت واجب ہے ۔

اپنا گناہ خود اُس پر طرہ مثلاً ہزار شخص حاضرین مذکور ہوں تو اُن پر ہزار گناہ اور اُس کذاب قاری پر ایک ہزار ایک گناہ اور بانی پر دو ہزار دو ایک ہزار حاضرین کے اور ایک ہزار ایک اُس قاری کے اور ایک خود اپنا پھر یہ شمار ایک ہی بار نہ ہوگا بلکہ جس قدر روایات موضوعہ جس قدر کلمات نامشروعہ وہ قاری جاہل جری پڑھے گا ہر روایت ہر کلمہ پر یہ حساب وبال و عذاب تازہ ہوگا۔ مثلاً فرض کیجئے کہ ایسے سو کلمات مردودہ اس مجلس میں اُس نے پڑھے تو اُن حاضرین میں ہر ایک پر سو سو گناہ اُس قاری وعلمِ دین سے عاری پر ایک لاکھ ایک سو گناہ اور بانی پر دو لاکھ دو سو وقس علی ہذا رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

من دعا الی ھدی کان لہ من الاجر مثل اجور من تبعہ لا ینقص ذلک من اجورھم شیئا ومن دعی الی ضلالۃ کان علیہ من الاثم مثل اٰثام من تبعہ لا ینقص ذلک من اٰثامھم شیئا رواہ الائمۃ احمد ومسلم والاربعۃ عن ابی ھریرۃ [1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاک ومنزہ ہیں اس سے کہ ایسی ناپاک جگہ تشریف فرما ہوں البتہ وہاں ابلیس شیاطین کا ہجوم ہوگا والعیاذ باللہ رب العالمین ذکر شریف حضور پُرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا باوضو ہونا مستحب ہے اور بے وضو بھی جائز اگر نیت معاذ اللہ استخفاف کی نہ ہو۔ حدیث صحیح میں ہے :۔ کان النبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم یذکر اللہ تعالےٰ علی کل احیانہ رواہ الائمۃ احمد ومسلم والاربعۃ الا نسائی من ام المؤمنین الصدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا ورواہ البخاری تعلیقا [2] اگر عیاذاً باللہ استخفاف وتحقیر کی نیت ہو تو صریح کفر ہے۔ یونہی مسائل شرعیہ کے ساتھ استہزا صراحت کفر ہے۔ قال اللہ تعالیٰ قل ابا للہ وایاتہ ورسولہ کنتم تستھزءون لا تعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم [3]

یونہی وہ کلمہ ملعونہ کہ ڈاڑھی منڈانے والے رکھانے والوں سے بہتر ہیں الخ صاف سنت متواترہ کی توہین اور کلمۂ کفر ہے والعیاذ باللہ رب العلمین واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ بمحمد المصطفےٰ النبی الامی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم۔

محمدی سنی ۱۳۰۰ حنفی
عبد المصطفےٰ احمد رضا خان

---

[1] جس نے ہدایت کی طرف بلایا تو اس کے لئے اس قدر اجر ملے گا جس قدر اجر کہ اس کی پیروی کرنے والوں کو ملے گا اور ان کے اجر میں کوئی کمی نہ ہوگی اور جو شخص کہ گمراہی کی طرف بلائے گا تو اس کو اس قدر گناہ ملے گا جتنا کہ اس کی پیروی کرنے والوں کو گناہ ملے گا اور اُن کے گناہوں میں کوئی کمی نہ ہوگی اس کو امام احمد ومسلم اور چاروں ائمہ نے ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے۔

[2] نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرتے تھے اس کو امام احمد ومسلم اور چاروں ائمہ نے بجز نسائی کے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے اور اس کو بخاری نے تعلیقاً روایت کیا ہے۔

[3] کہہ دیجئے کہ کیا تم نے اللہ تعالیٰ کی آیات اور اُس کے رسول سے مذاق کرتے تھے آج تم خبردار کوئی عُذر نہ کرنا کہ تم نے تو ایمان کے بعد کفر کر لیا۔

عرس میں شرکت

سوال :۔ جس عرس میں صرف قرآن شریف پڑھا جائے اور تقسیم شیرینی ہو شریک ہونا جائز ہے یا نہیں ؟
جواب :۔ کسی عرس اور مولود میں شریک ہونا درست نہیں اور کوئی سا عرس اور مولود درست نہیں ہے ۔

ہر سال عرس کرنا

سوال :۔ جناب مولانا فضل الرحمٰن صاحبؒ کا عرس گنج مراد آباد میں ہر سال تاریخ معینہ پر ہوتا ہے ۔ بذریعہ اشتہار تاریخ عرس تشہیر بھی کی جاتی ہے خاص مریدانِ سلسلہ کو بذریعہ خطوط اطلاع بھی دی جاتی ہے ۔ تاریخ معینہ پر لوگوں کا اجتماع ہو کر قرآن خوانی ہوتی ہے اور ایصالِ ثواب کیا جاتا ہے ۔ قوالی راگ سماع مزامیر و دیگر خرافات وغیرہ روشنی بھی نہیں ہوتی ہے ۔ امیدوار ہوں کہ جواب باصواب مرحمت فرمائیں کہ میاں صاحب موصوف کے یہ عقائد بموجب شرع شریف جائز و درست ہیں یا باطل لغویات سے ہیں ۔ اگر ناجائز و نادرست نزد شارع علیہ السلام ہیں تو ایسے شخص اور ایسا عقیدہ رکھنے والے کی امامت درست ہے یا نہیں ؟ اور صحابہ پر طعن و مردود و ملعون کہنے والا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب جاننے والے باوجودیکہ قرآن و حدیث کثیرہ سے ثابت ہے کہ آنحضرتؐ کو علم غیب نہ تھا اور پھر واقف کار لوگوں کا سمجھانا اور میاں صاحب کا اصرار اپنے عقائد پر ان کو کس درجہ کا گنہگار بناتا ہے اور وہ اپنے اس کبیرہ کے سبب سے سنت جماعت سے خارج ہووے گا یا نہیں ؟ ایسا عرس جس میں سب التزام ہو تاریخ تعین بھی ہو اجتماع بھی ہو پر قوالی راگ مزامیر سماع و ناجائز مجمع عورتوں کا نہ ہو جائز و درست ہے یا نہیں ؟

جواب :۔ عرس کا التزام کرے یا نہ کرے بدعت اور نادرست ہے تعین تاریخ سے قبروں پر اجتماع کرنا گناہ ہے خواہ اور لغویات ہوں یا نہ ہوں اور جو شخص صحابہ کرام میں سے کسی کی تکفیر کرے وہ ملعون ہے ایسے شخص کو امام مسجد بنانا حرام ہے اور وہ اپنے اس گناہ کبیرہ کے سبب سنت جماعت سے خارج ہوگا ۔ از بندہ محمد یحییٰ
السلام علیکم علم غیب کے متعلق دو تین رسالے میرے پاس موجود ہیں اور حضرت کی کتاب براہین قاطعہ میں یہ بحث اور بحث عرس وغیرہ خوب مدلل مذکور ہے ۔ والسلام

عُرس کا حُکم

سوال :۔ اول زید پیری مریدی کا پیشہ کرتا تھا قضائے الٰہی سے فوت ہو گیا ۔ مرید لوگوں نے زید کو ایک جلیل القدر بزرگ سمجھ کر وقت دفن کرنے کے قبر میں ہر چہار طرف پتھر لگا کر دفن کیا اور پھر حسب دستور زمانۂ حال زید کی قبر کی چہار دیواری پختہ بنائی ۔ دوم مرید لوگ زید کی سالانہ برسی کرتے ہیں یعنی ایک تاریخ مقرر کر کے کسی دوسرے بزرگ کی خانقاہ میں سب مرید جمع ہوتے ہیں وہاں پر خلیفہ زید کا مریدان حاضرین کو توجہ دیتا ہے اور نیز ظاہر کرتا ہے کہ زید اس وقت جلسۂ ہذا میں تشریف لائے بلکہ شریک جلسہ ہذا ہیں اور فلاں فلاں ارشاد فرماتے ہیں ۔ شرعاً امورات مذکور الصدر درست ہیں یا خلاف اور جو کچھ امورات مذکورہ کا مرتکب ہو اس کا امام بنانا درست ہے یا نہیں اور وہ شخص کس درجہ میں ہے فتویٰ مفصل و مشرح ارقام فرمایا جائے ۔

جواب :۔ قبر میں پتھر لگانا مکروہ ہے اور فقہاء نے صراحۃً اس کو منع لکھا ہے اور مولانا محمد اسحٰق دہلوی مہاجر رحمۃ اللہ علیہ کہ تمام ہندوستان کے علماء محدثین کے استاد و استاد زادہ نواسہ و شاگرد و خلیفہ مولانا شاہ عبدالعزیز قدس سرہٗ کے ہیں، اپنے مسائل اربعین اور مأتہ مسائل میں اس کو منع لکھتے ہیں۔ الفاظ اربعین کے یہ ہیں "پختہ ساختن قبر و تعمیر نمودن گنبد و چہار دیواری و چبوترہ نزد قبر جائز نیست[1]" اور عرس کے باب میں بھی جواب یہ ہے کہ منع ہے۔ اربعین میں مولانا ممدوح لکھتے ہیں "مقرر ساختن روز عرس جائز نیست و در تفسیر مظہری مینویسد لا یجوز ما یفعلہ الجہال بقبور الاولیاء والشہداء من السجود والطواف حولہا واتخاذ السرج والمساجد الیہا ومن الاجتماع بعد الحول کالاعیاد ویسمونہ عرسا[2] انتہیٰ۔

اور یہ ہفوات کہ شیخ جلسہ میں حاضر ہے اور یہ امر فرماتا ہے اگرچہ بتاویل صحیح شرک نہیں مگر منجر بشرک اور باعث فساد عقیدہ عوام ہے تو یہ امر بھی بدعت و ضلال و گناہ سے خالی نہیں بسبب انجام شرک کے لہٰذا یہ سب امور ممنوع و خلاف سنت ہیں اگر مرتکب و معصوب ان امور کا اصرار کرے اور ترک نہ کرے تو امام بنانا اس کو منع ہے گو اس کے پیچھے نماز ادا ہو جاتی ہے۔ جب تک فساد عقیدہ اس کا محقق نہ ہو اور بندہ مولانا محمد اسحٰق مرحوم کے فتاویٰ سے یہ نقل کرتا ہے اگر کسی کو شبہ ہو دونوں رسالہ مذکورہ بالا کو مطالعہ کرلے اور نصوص حدیث و فقہ کو نقل نہیں کرتا کہ ان کے مطالعہ سے عوام بلکہ خواص ہمارے زمانہ کے بھی قاصر ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ — رشید احمد ۱۳۰۱

الجواب صحیح والمجیب مصیب — الجواب صحیح والمجیب مصیب — الجواب صحیح

فخر الدین عفی عنہ گنگوہی — گل محمد — سرور علی شاہ عفی عنہ مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور — حبیب الرحمٰن مدرس مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور

ہذا الجواب صحیح محمد اسماعیل مدرس مدرسہ عربی دیوبند — جوابات و سوالات صحیح ہیں عنایت الٰہی عفی عنہ۔

جواب صحیح ہے اللہ تعالیٰ ان فضائح کے مرتکب کو اجتناب کی توفیق دے کر اتباع سنت پر قائم رکھے۔ مشتاق احمد عفی عنہ۔

جواب صحیح ہے اور اس عبارت سے گریز بھی کمال درجہ گمراہی ہے۔ احمد علی عفی عنہ اغوانپوری وارد حال سہارن پور۔

الجواب صحیح — الجواب صحیح — ہذا الجواب صحیح و منکرہ فضیح

فضل الرحمٰن عفی عنہ دیوبندی — خلیل احمد عفی عنہ مدرس مدرسہ عربیہ دیوبند — محمد مراد ثناء اللہ عفی عنہ از مظفر نگر

صح الجواب — المجیب مصیب محمد اسحاق نہٹوری عفا اللہ عنہ مدرسہ حسین بخش دہلی — الجواب صحیح محمد علی عفی عنہ مدرس مدرسہ حسین بخش دہلی

صدیق احمد مدرس مدرسہ حسین بخش دہلی — الجواب صحیح عبدالرزاق — الجواب صحیح بندہ محمود عفی عنہ دیوبندی

جواب صحیح ہے محمد عبدالرشید انصاری سہارنپوری — الجواب صحیح بندہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ دیوبندی۔

---

[1] قبر کو پکا بنانا اور گنبد کی تعمیر کرنا اور قبر کے پاس چار دیواری اور چبوترہ بنانا جائز نہیں ہے۔

[2] عرس کے لئے دن مقرر کرنا جائز نہیں ہے اور تفسیر مظہری میں لکھا ہے کہ جو کچھ جہال اولیاء و شہداء کی قبروں کے ساتھ کرتے ہیں وہ جائز نہیں ہے جیسا کہ سجدہ اور اسکے اطراف طواف کرنا اور چراغوں کا جلانا اور مسجدوں کو اس کی اطراف میں بنانا اور ہر سال کے بعد اجتماع مثل عید کے اور اس کا نام عرس رکھتے ہیں۔

الجواب صحیح محمد یعقوب علی عفی عنہ مدرس مدرسہ عربی دیوبند الجواب صحیح غلام رسول عفی عنہ مدرس مدرسہ عربی دیوبند ۔

اصاب من اجاب الجواب صحیح من اجاب اصاب

محمد لیسین عفی عنہ دیوبندی حبیب الرحمٰن عفی عنہ دیوبندی محمد بشیر احمد عفی عنہ تمام شُد ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ثواب پہنچانے کے لئے کھانا کھلانا

سوال :۔ شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ الدر الثمین فی مبشرات النبی الامی میں جو اپنے والد ماجد حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب علیہ الرحمۃ سے نقل فرماتے ہیں اخبرنی سیدی والدی قال کنت اصنع فی ایام المولد طعاما صلۃ بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم فلم یفتح فی سنۃ من السنین شئی اصنع بہ طعاما فلم اجد الا حمصا مقلیًا فقسمتہ بین الناس فرایتہ صلی اللہ علیہ وسلم بین یدیہ ھذہ الحمص متبھجا بشاشا [1] فقط

عبارت مذکورہ سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ تعین یوم ولادت ایصالِ ثواب یا سرور ولادت میں اطعام الطعام وغیرہ جو کہ شاہ صاحب قدس سرہٗ کے معمولات میں سے تھا جائز و مستحب اور باعث خوشنودی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ بھی اجتماع صلحاء یوم ولادت میں اور اطعام الطعام کو مستحسن لکھتے ہیں حسن المقصد میں بایں وجہ بلتدعین استحسان مولود مروجہ زمانہ پر استدلال کرتے ہیں اور قاعدہ شرع سے ایسی تعینات و تخصیصات حد بدعات میں شامل ہوتی ہیں ۔ لہٰذا مع توضیح عبارت مذکورہ کے جواب سے سرفراز فرمائیں ۔ فقط

جواب :۔ ایصالِ ثواب ہر روز درست اور موجبِ ثواب ہے کوئی تاریخ و وقت شرع سے موقت نہیں روز ولادت اور روز وفات بھی درست ہے ۔ پس اگر کسی دن کو ضروری نہ جانے بلکہ مثل دیگر ایام کے جانے ایصالِ ثواب میں اور عوام کو بھی اس طرح کے ایصال میں ضرر نہ ہو تو کچھ حرج نہیں سب کے نزدیک درست ہے ۔ پس شاہ عبدالرحیم صاحب کا یہ فعل ایسا ہی تھا تو اس سے کوئی حجت نہیں لا سکتا اپنے بدعت زمانہ پر اور پھر وہ طعام ایصالِ ثواب کا تھا کہ صلۃ بالنبی کا لفظ موجود ہے اس میں نہ کوئی سرور ولادت کا کلمہ ہے نہ اجتماع ذکر ولادت کے واسطے ۔ پس اُس میں کوئی حجت جواز مولد کی نہیں اور سیوطی کے وقت میں بھی ہمارے زمانہ جیسی بدعت نہ ہوتی تھی براہین قاطعہ کو دیکھو اس میں سیوطی کا مقصد مفصل لکھا ہے ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کونڈا کھچڑا صحنک گیارہویں توشہ سہ منی کا حکم

سوال :۔ یہ تعینات جیسے ربیع الاول میں کونڈا اور عشرہ محرم میں کھچڑا اور صحنک حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اور گیارہویں اور توشہ اور سہ منی بوعلی قلندر اور خضر علیہ السلام کے نام پر چاہ پر لے جانا مذکورہ بالا میں طعام کی تخصیص اور ایام کی تعیین کہ اس

---

[1] مجھے میرے والد بزرگوار نے خبر دی کہ میں ایام مولود میں کھانا پکواتا تھا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ثواب پہنچانے کی نیت سے تو ایسا ہوا کہ ایک سال میرے پاس کچھ نہ تھا کہ میں کھانا پکواتا بجز بھونے چنوں کے تو میں نے اسی کو لوگوں میں تقسیم کر دیا ۔ پھر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں ہشاش بشاش دیکھا اور چنے آپ کے سامنے رکھے تھے ۔

کے خلاف ہرگز نہ ہوں بدعت اور حرام ہیں یا نہیں ؟ اور اس قسم کے طعام کو کھانا مکروہ ہے یا حرام کیونکہ افعال جہال ان معاملات میں نہایت بد و حد کفر و شرک کو پہنچے ہوئے ہوتے ہیں نفع ضرر و توقع منافع اپنے اپنے مرادات کی طلب اُن میں کی جاتی ہے تو ایسے لوگوں اور ایسے عقائد کی نسبت حکم کفر و شرک کا کرنا درست ہے یا نہیں ؟ ارقام فرماویں ۔

جواب :۔ یہ تعینات بدعت ضلالہ ہیں اور طعام میں اگر نیت ایصال ثواب کی ہے تو طعام مباح اور صدقہ ہے اور جو بنام ان اکابر کے ہے تو داخل ما اہل بہ لغیر اللہ میں ہے اور حرام ہے اور ایسے عقائد فاسد موجب کفر کے ہیں ان افعال کو کفر ہی کہنا چاہیئے مگر مسلم کے فعل کی تاویل لازم ہے جیسا اوپر کے جواب میں لکھا گیا ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

خواجہ خضر کے دَلیے کا حکم

سوال :۔ کونڈا کرنا حضرت کا اور صحنک حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اور کھچڑا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا اور توشہ شاہ عبدالحق رحمہ اللہ کا اور دلیا خواجہ خضر کا کرنا اور ان میں کھانوں کی خصوصیت کرنی کیسی ہے ؟

جواب :۔ ایصالِ ثواب بلا قید طعام و ایام کے مندوب ہے اور قید و تخصیص یوم کی اور تخصیص طعام کی بدعت ہے اگر تخصیص کے ساتھ ایصالِ ثواب ہو تو طعام حرام نہیں ہوتا گو اس تخصیص کی وجہ سے معصیت ہوتی ہے ۔ فقط واللہ تعالیٰ علم

دسّ محرم کی مجلسِ شہادت

سوال :۔ یوم عاشورہ کو یوم شہادت حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ گمان کرنا و احکام ماتم و نوحہ و گریہ و زاری و بیقراری کے برپا کرنا اور گھر گھر مجالس شہادت منعقد کرنا اور واعظین کو بھی بالخصوص ان ایام میں شہادت نامہ یا وفات نامہ بیان کرنا خاص کر روایاتِ خلاف و ضعیفہ سے اور سامعین کو بھی ان امور میں ہر سال کوشش ہونی کہ اس کے مثل وعظ میں نہیں ہوتی ہرگز اور خاص ایام مذکورہ ہی میں ایصال ثواب و صدقات کرنا اور تعین آب و طعام بھی مثل شربت ہے یا کھچڑا ہے اور ہر غنی اور فقیر کو اس کا لینا اور تبرک جاننا اور جو غنی یا سید اس کو نہ لیوے تو مطعون کریں اور بُرا جانیں اور فی الجملہ ریاء کو اس میں بہت دخل ہوتا ہے ۔ تو ایسی صورت میں امید ثواب کی ہو سکتی ہے یا نہیں ؟ اور یہ کل امور بدعات و معصیت ہیں یا نہیں ؟

جواب :۔ ذکر شہادت کا ایام عشرۂ محرم میں کرنا بمشابہ بہت روافض کے منع ہے اور ماتم نوحہ کرنا حرام ہے ۔ فی الحدیث نہی عن المراثی الحدیث[1] اور خلاف روایات بیان کرنا سب ابواب میں حرام ہیں تقسیم صدقات بتخصیص ان ایام کرنا اگر یہ جانتا ہے کہ آج ہی زیادہ ثواب ہے تو بدعت ضلالہ ہے ۔ علی ہذا تخصیص کسی طعام کی کسی یوم کے ساتھ کرنا لغو ہے اور صدقہ کا طعام غنی کو مکروہ اور سیّد کو حرام ہے اس پر طعن کرنا فسق ہے ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

پیرانِ پیر کی گیارہویں

سوال :۔ تبارک اور رجبی اور گیارہویں پیرانِ پیر کی کرنا درست ہے یا نہیں ؟

---

[1] حدیث میں ہے کہ آپؐ نے مرثیوں سے منع فرمایا ہے ۔

جواب :۔ تبارک ورجبی بدعت ہیں اُن کی کوئی اصل شرع میں نہیں اور ایصالِ ثواب بروح حضرت قدس سرہٗ درست ہے اور تعین تاریخ کہ پس وپیش نہ کرے بدعت ہے ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ایامِ محرم میں کتبِ شہادت کا پڑھنا

سوال :۔ کتاب ترجمہ سر الشہادتین یا دیگر کتب شہادت خاص شہادت کی رات کو پڑھنا کیسا ہے؟ حسبِ خواہش نمازیان مسجد یا کسی کے مکان پر ؟

جواب :۔ ایام محرم میں سر الشہادتین کا پڑھنا منع ہے حسبِ مشابہت مجالس روافض کے ۔

محرم میں سبیل لگانا دودھ کا شربت پلانا

سوال :۔ محرم میں عشرہ وغیرہ کے روز شہادت کا بیان کرنا مع اشعار بروایت صحیحہ یا بعض ضعیفہ بھی ونیز سبیل لگانا اور چندہ دینا اور شربت دودھ بچوں کو پلانا درست ہے یا نہیں ؟

جواب :۔ محرم میں ذکر شہادت حسین علیہ السلام کرنا اگرچہ بروایات صحیحہ ہو یا سبیل لگانا شربت پلانا یا چندہ سبیل اور شربت میں دینا یا دودھ پلانا سب نادرست اور تشبہ روافض کی وجہ سے حرام ہیں ۔ فقط

توشہ شاہ عبدالحق کو توشہ حق کہنا

سوال :۔ بمقابلۂ توشۂ شاہ عبدالحق کہ جو قدیم زمانہ سے مروج ہے اور سب جانتے ہیں کہ منع ہے توشۂ حق نام رکھنا اور خورد ونوش یار آشنایان کا۔ فرمانا نفسانیت ہوئی یا نہیں ؟

جواب :۔ جو امر شرعاً حرام ہے کسی کی خاطرداری سے کرنا حرام جان کر بھی فسق اور حرام ہے ہرگز نہیں چاہیئے ۔ معصیت میں کسی کی رضا درست نہیں ۔ فقط

نذر اللہ کا نام توشہ حق رکھنا

سوال :۔ علماء متقدمین نے نام نذر اللہ کا توشۂ حق نہیں رکھا جو ایک فرقہ نے حال میں توشۂ حق نام رکھا ہے اگر جائز ہے تو نیا امر ایجاد کرنا مثل اس کے بدعت ہے یا نہیں ؟

جواب :۔ توشہ حق نام نذر کا رکھنا بدعت ہے ایسا لفظ موہم کہنا بے جا ہے۔ توشہ سامان کو کہتے ہیں حق تعالےٰ کی ذات پاک سامان سے پاک ہے اولیاء کا توشہ تو یہ معنی رکھ سکتا ہے کہ ان کو ثواب پہنچے گا ان کے توشہ آخرت میں معین ہو جاوے گا اور جو کوئی معنی صحیح توشہ حق کے ہوویں بھی تاہم موہم لفظ بولنا نہیں چاہیئے ۔

اہلِ قبور سے استعانت

سوال :۔ استعانت از اہلِ قبور خواہ قبور انبیاء علیہم السلام یا اولیاء کرام ہوں سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و قرون مشہود لہا بالخیر میں صحابہ تابعین ائمہ مجتہدین سے ثابت ہے یا نہیں ؟ درصورت عدم ثبوت بدعت وممنوع بموجب روایات ذیل ہوں گی یا نہیں ؟۔ اگر نہیں تو ثبوت کا جواز کیا ہے اور درصورت اختلاف بدعت وجواز اولیٰ کیا ہے صحیح بخاری میں حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے اللھم انا کنا نتوسل بنبینا ﷺ وغن

الاٰن نتوسل بعم نبیک[1] ۔ اور امام ابن قیم اغاثہ میں روایت فرماتے ہیں "ثنا علی بن حسین انہ رأی رجلا یجیئ الی فرجۃ کانت عند قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیدخل فیھا فیدعو فنھاہ وقال الا احدثکم حدیثا سمعتہ من ابی عن جدی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تتخذوا قبری عیدا ولا بیوتکم قبورا فان تسلیمکم یبلغنی اینما کنتم وایضا ولقد جری السلف الصالح التوحید وحموا جانبہ حتی کان احدھم اذا سلم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم اراد الدعا استقبل القبلۃ وجعل ظھرہ الی جدار القبر ثم دعا قال سلمۃ بن وردان رأیت انس بن مالک یسلم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم یبدو ظھرہ الی جدار القبر ثم یدعو ونعن علی ذلک والائمۃ الاربعۃ انہ یستقبل القبلۃ وقت الدعاء حتی لا یدعو عند قبرہ وایضا کیف یکون دعاء الموتی والدعاء عند قبورھم والاستشفاع بھم مشروعا وعملا صالحا وتصرف عنہ القرون الثلثۃ المفضلۃ بنص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم یفوز بہ الخلوف الذین یقولون مالا یفعلون ویفعلون مالا یؤمرون وایضا وکذلک التابعون کان عندھم من قبور اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالامصار عدد کثیر فما استغاثوا بقبر احد منھم ولا دعوہ ولا دعوا بہ ولا دعوا عندہ ولا استشفعوا بہ ولو کان ذلک منھم لنقل فیکون ذلک فضلا حرمہ خیر القرون وجھلوہ وظفر بہ الخلوف وعلموہ[2] ۔ اور قاضی ثناء اللہ صاحب علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں" ودعا آنہا خواستن حرام است[3]

---

[1] اے اللہ ہم تیرے نبی کو ذریعہ بناتے تھے اب تیرے نبی کے چچا کو ذریعہ بناتے ہیں ۔

[2] ہم سے علی بن حسین نے بیان کیا کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس جو شگاف تھا وہاں آکر دعا مانگا کرتا تھا تو ہم نے اس کو منع کیا اور کہا کہ کیا میں تجھ کو وہ حدیث نہ بیان کروں جو میں نے اپنے باپ سے سنی اور انہوں نے میرے دادا سے سنی اور وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہ میری قبر کو عید نہ بنانا اور نہ اپنے مکانوں کو قبر بنانا کیونکہ تمہارا سلام مجھ کو جہاں کہیں میں رہوں پہنچ جاتا ہے ۔ ونیز سلف صالح نے توحید کا بہت خیال رکھا ہے اور جانب توحید کی بہت رعایت رکھی ہے حتیٰ کہ ان میں سے کوئی اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام پڑھنے کے بعد دعا کرنا چاہتا تو وہ قبلہ کی طرف رُخ کر لیتا اور اپنی پیٹھ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی دیوار کی طرف کر دیتا اور وہ دعا کرتا اور سلمہ بن وردان روایت کرتے ہیں کہ انس بن مالک نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام کرتے پھر وہ اپنی پیٹھ قبر کی دیوار کی طرف کر دیتے ہیں اور دعا کرتے اور ائمہ اربعہ نے بھی یہی حکم دیا ہے کہ دعا کے وقت قبلہ رخ ہو جائے حتیٰ کہ قبر کے پاس دعا بھی نہ کرے اور کس طرح مُردوں سے فریاد کرنا اور ان کی قبروں کے پاس دعا اور ان کو شفیع بنانا مشروع اور عمل صالح ہوگا ۔ حالانکہ قرون ثلثہ نے یہ کام نہیں کیا جن کی فضیلت کا حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے اور ان کے خلف اس میں کامیاب ہو جائیں تو ایسی باتیں کہتے ہیں جو کرتے نہیں اور وہ کام کرتے ہیں جس کا حکم نہیں دیا جاتا اور اسی طرح ونیز تابعین جن کے پاس اصحابِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبریں شہروں میں بہت زیادہ تھیں لیکن انہوں نے ان میں سے کسی کی قبر سے نہ فریاد کی نہ دعا کی اور نہ اس کے ذریعہ دعا کرائی اور نہ اس کے پاس دعا کی اور نہ اس کے ذریعہ شفاعت کرائی اور اگر یہ ان سے ثابت ہوتا تو نقل کیا جاتا نہ کہ اس کو حرام کیا جاتا خیر القرون میں اور وہ اس سے ناواقف رہتے اور ان کے خلف اس کو پا جاتے اور وہ جان لیتے ۔[3] اور ان سے دعا مانگنا حرام ہے ۔

جواب:۔ اس مسئلہ کی پہلے تحریرات ہو چکی ہیں کہ مأتہ مسائل اور اربعین مسائل مولانا محمد اسحٰق مرحوم دہلوی کو دیکھئے چونکہ اب بندہ سے سوال کیا گیا ہے تو جواب مختصر لکھنا ضرور ہوا۔ استعانت کے تین معنی ہیں ایک یہ کہ حق تعالیٰ سے دُعا کرے کہ بحرمت فلاں میرا کام کر دے یہ باتفاق جائز ہے خواہ عندالقبر ہو خواہ دوسری جگہ اس میں کسی کو کلام نہیں۔ دوسرے یہ کہ صاحب قبر سے کہے کہ تم میرا کام کر دو یہ شرک ہے خواہ قبر کے پاس کہے خواہ قبر سے دور کہے اور بعض روایات میں جو آیا ہے۔ اعلینونی عباد اللہ تو وہ فی الواقع کسی میت سے استعانت نہیں بلکہ عباد اللہ جو صحرا میں موجود ہوتے ہیں ان سے طلب اعانت ہے کہ حق تعالیٰ نے ان کو اسی کام کے واسطے وہاں مقرر کیا ہے تو وہ اس باب سے نہیں ہے اس سے حجت جواز پر لانا جہل ہے معنی حدیث سے۔ تیسرے یہ کہ قبر کے پاس جا کے یہ کہے کہ اے فلاں تم میرے واسطے دعا کرو کہ حق تعالیٰ میرا کام کر دیوے اس میں اختلاف علماء کا ہے۔ مجوز سماع موتی اس کے جواز کے مقر ہیں اور مانعین سماع منع کرتے ہیں سو اس کا فیصلہ اب کرنا محال ہے مگر انبیاء علیہم السلام کے سماع میں کسی کو خلاف نہیں اسی وجہ سے ان کو مستثنیٰ کیا ہے اور دلیل جواز یہ ہے کہ فقہاء نے بعد سلام کے وقت زیارت قبر مبارک کے شفاعت مغفرت کا عرض کرنا لکھا ہے۔ پس یہ جواز کے واسطے کافی ہے اور جس کو قاضی صاحب نے منع لکھا ہے وہ دوسری نوع کی استعانت ہے۔ حق یہ ہے کہ یہ مسئلہ مخلوط ہو رہا ہے اور سماع موتیٰ کا مسئلہ بھی صحابہ کے وقت سے مختلف فیہ ہے فمع ھذا "سلام" کرنے کو کوئی منع نہیں کرتا بہرحال یہ مسئلہ مختلفہ ہے اس میں بحث مناسب نہیں ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

قبروں کو پختہ بنوانا

سوال:۔ قبروں کو پختہ کرانا اور عمارات بنانا اور روشنی وغیرہ کرنا کہ اُن کے منع میں حدیثیں صحیح وارد ہیں اور لعنت فرمائی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو پھر کیا باعث ہے جو خود حضرت ہی کا مزار مبارک پختہ رفیع الشان بنا ہوا ہے اور روشنی بھی ہوتی ہے اور بڑے بڑے سامان اور صحابہ اور اماموں کی بھی پختہ بنی ہیں۔ کیا کچھ خصوصیت ہے یا مصلحت ہے دین و دنیا کی اگر کوئی منع کرے تو نہیں مانتے اور غلط بتاتے ہیں۔ آپ کی خدمت میں عرض ہے کہ جواب ایسے طور پر دیجئے جو اُن پر حجت ہو کیونکہ حدیثوں کا صاف انکار لازم آتا ہے۔ اگر اُن سے کہیں کہ حُجت تو قرآن و حدیث سے ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم ایسی باتوں کو نہیں مانتے۔

جواب:۔ یہ سب امور ناجائز ہیں اور جہاں کہیں لوگوں نے کیا ہے وہ علمائے مقبولین نے نہیں کیا بلکہ امراء و سلاطین نے کیا ہے اور خلاف قرآن شریف و سنت رسول کے جو کوئی کرے وہ ناجائز ہے قابلِ حجت نہیں۔ فقط

قبروں کو پختہ بنانا اور اس پر قبہ بنوانا

سوال:۔ قبور کا پختہ بنانا اور ان پر عمارات و قبہ و روشنی و فرش فروش وغیرہ جو کچھ کہ لوگ کرتے ہیں قابل بیان نہیں حالانکہ امور مذکورہ کے منع شدید میں احادیث صحیحہ وارد ہیں اور فاعلین پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالےٰ کی لعنت فرمائی ہے مگر پھر لوگ تکذیب حدیث کر کے اپنے فعل کی حجت پہ قبور انبیاء علیہم السلام بالخصوص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و اولیاء کرام صحابہ و ائمہ مجتہدین کو پیش کرتے ہیں اور متبع احادیث و سنت کو منکر انبیاء و اولیاء کہتے ہیں اور درپے ایذا رسانی

ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حرمین اور عرب میں جاکر خلافِ شرع ان کو نہیں کہتے۔ کیا قرآن و احادیث وہاں پر نہیں ہے۔ لہٰذا عرض ہے کہ عرب و حرمین میں اگر علماء مذکورہ کا منع ہونا بیان نہ کریں تو یہ کیا حجت جواز ہو سکتا ہے ؟

جواب :۔ ہر گاہ کہ احادیث میں ممانعت ان امور کی وارد ہے پھر کسی کے فعل سے وہ جائز نہیں ہو سکتے اور اعتبار قرآن و حدیث و اقوال مجتہدین کا ہے نہ افعال مخالف شرع کا اگر عرب اور حرمین میں امور غیر مشروع خلاف کتاب و سنت رائج ہو گئے تو جواز ان کا نہیں ہو سکتا۔ اور جو وہاں ان بدعات کو کوئی منع نہ کر سکے تو یہ حجت جواز کی نہیں ہو سکتی اس پر سکوت کی کوئی وجہ نہیں کتاب و سنت سے رد کرنا چاہیئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

قبر کا طواف کرنا

سوال :۔ طواف کرنا قبر کا کیسا ہے ؟

جواب :۔ طواف کرنا قبر کا حرام ہے اگر مستحب جان کر کرے کافر ہو گا۔ فی شرح المناسک القاری۔

ولا یطوف ای یدور حول البقعة الشریفة لان الطواف من مختصات الکعبة المنیفة فیحرم حول قبور الانبیاء والاولیاء ولا اعتبار بما یفعله العامة الجهلة ولو کانوا فی صورة المشائخ والاولیاء والعلماء[1] انتهیٰ هکذا فی البحر والنهر ۔

الجواب صحیح	هذا الجواب صحیح	جوابات صحیح ہیں	جوابات صحیح اور درست ہیں	جوابات حق ہیں الجواب صحیح
عبد اللہ حنفی	احمد الدین باسفوری	صدق شکر کہ من پیر محمد دارم	محمد ہاشم	رسول الادب خادم شریعت
ابو الفیض محمد تٹھری	احمد الدین	محمد ہاشم		ابو محمد عبد الوہاب محمد صدیق دیوبندی
جواب صحیح ہیں	الجواب صحیح	الجواب صحیح	جواب صحیح	جواب صحیح الجواب صحیح
ابو البرکات حافظ محمد المعتصم بحبل اللہ الاحد	محمد عبد العزیز	محمد یوسف	سید محمد عبد السلام	محمد ابراہیم عبد الغفور شہاب الدین
			غفر لہ	
الجواب صحیح	الجواب صحیح	الجواب صحیح	الجواب صحیح	جواب سب صحیح ہیں
محمد عبد الغفار	عبد الحمید	محمد رحمت الدین	احمد یار	سعد اللہ ساکن رائبان بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

رشید احمد ۱۳۰۱ھ

قبر کو بوسہ دینا

سوال :۔ بوسہ لینا قبر کا جائز ہے یا حرام ؟

جواب :۔ بوسہ لینا قبر کا حرام ہے فی المدارج و بوسہ دادن قبر را و سجدہ کردن آنرا و سر نہادن حرام و ممنوع ست[2] و در بوسیدن قبر والدین روایت فقہی نقل میکنند و صحیح آنست کہ لا یجوز انتہی و ادنی لا یجوز گناہ صغیرہ است و اصرار بر آں کبیرہ است ہکذا فی شرح عین العلم

---

[1] روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اطراف طواف نہ کرے یعنی نہ پھرے اس لئے کہ طواف کرنا کعبہ شریف کی خصوصیات سے ہے اس لئے حرام ہے طواف کرنا انبیاء اور اولیا کی قبور کا اور کچھ اعتبار نہیں عوام اور جہلا کے کرنے کا اگرچہ وہ صوفیوں اور عالموں کی شکلوں میں ہوں۔ انتہیٰ۔

[2] مدارج میں ہے اور بوسہ دینا قبر کا اور اس کو سجدہ کرنا اور سر رکھنا حرام اور ممنوع ہے اور والدین کی قبروں کو بوسہ دینے میں ایک فقہی روایت نقل کرتے ہیں اور صحیح ہے کہ لا یجوز (جائز نہیں) اور لا یجوز کا ادنیٰ گناہ گناہ صغیرہ ہے اور اس پر اصرار کرنا گناہ کبیرہ ہے۔ (شرح عین العلم)

قبر پر دفن کے بعد اذان دینا

سوال :۔ اذان بعد دفن کے قبر پر بدعت ہے کہ نہیں قرون ثلثہ میں اس کا ثبوت نہیں اور جو امر ایسا ہو وہ مکروہ ہے تحریماً قال فی الفتح القدیر والبحر یکرہ عند القبر مالم یعہد من السنۃ والمعہود منہا لیس الا زیارۃ والدعاء عندہ قائما انتہیٰ[1]۔ پس اذان کہنا اس جگہ منع ٹھہرا سو نہ کرنا چاہیئے ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

چنانچہ علامہ شامی نے رد المحتار میں لکھا ہے تنبیہ فی الاقتصار علی ما ذکرہ من الوارد اشارۃ الیٰ انہ لا یسن الاذن عند ادخال المیت فی قبرہ کما ہو المعتاد الآن وقد صرح ابن حجر فی فتاویٰ بانہ بدعۃ وقال من ظن انہ سنۃ قیاسا عن ندبہا للمولود الحاقا لخاتمۃ الامر بابتدائہ فلم یصب[2] آہ انتہیٰ اور علامہ خیر الدین رملی نے حاشیہ بحر الرائق میں لکھا ہے قیل وعند انزال المیت القبر قیاسا علی اول خروجہ من الدنیا لکن رد ابن حجر فی شرح العباب[3] انتہیٰ اور در البحار میں لکھا ہے من البدع التی شاعت فی بلاد الہند الاذان علی القبر بعد الدفن[4] انتہیٰ اور توشیح شرح تنقیح محمود البلخی میں مذکور ہے ما فی الاثر من الاذان علی القبر ولیس بشیٔ[5] انتہیٰ کذا فی التفہم للسائل۔ اور فتویٰ مولانا عبداللہ میر غنی مفتی مکہ مکرمہ زاد اللہ شرفاً وتعظیماً چنانچہ ہدیۃ المکہ میں مرقوم ہے ۔

سوال۔ ہل یجوز الاذان عند القبر بعد دفن المیت فی المذہب الحنفی ام لا بینوا توجروا من اصر علیہ واعتقدہ من السنۃ وذم تارکہ فہما حکمہ مصیبٌ ام خاطی مبتدع فبینوا بالصواب[6]

جواب :۔ الحمد للہ رب العالمین رب زدنی علما ذکر فی البحر الرائق مانصہ ویکرہ عند القبر کل مالم یعہد من السنۃ والمعہود منہا لیس الا زیارتہا والدعاء عندہا قائما کما کان یفعل صلی اللہ علیہ وسلم فی الخروج للبقیع انتہیٰ ومنہ یعلم الجواب

---

[1] فتح القدیر اور بحر میں ہے اور قبر کے پاس مکروہ ہیں وہ تمام باتیں جو سنت سے نہ ثابت ہوں اور سنت سے ثابت بجز زیارت اور اس کے پاس کھڑے رہ کر دعا کرنے کے اور کچھ نہیں ہے ۔

[2] تنبیہ :۔ اقتصار میں اس پر جو وارد نے ذکر کیا ہے اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ قبر میں میت کو داخل کرتے وقت اذان مسنون نہیں ہے جیسا کہ آج کل عادت ہو گئی ہے اور ابن حجر نے اپنے فتاویٰ میں اس کی صراحت کی ہے کہ یہ بدعت ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ جس نے گمان کیا ہے کہ یہ سنت ہے یہ قیاس کرتے ہوئے کہ میلاد مستحب ہے اور معاملہ کے خاتمہ کو ابتدا سے ملاتے ہوئے حالانکہ صحیح نہیں ہے ۔

[3] کہا گیا ہے کہ اور میت کو قبر میں اتارنے کے وقت (اذان دینا) یہ قیاس کرتے ہوئے کہ میلاد مستحب ہے اور معاملہ کے خاتمہ کو ابتدا سے ملاتے ہوئے حالانکہ یہ صحیح نہیں ہے ۔

[4] اور ان بدعتوں سے جو بلاد ہند میں شائع ہو گئی ہیں دفن کے بعد قبر پر اذان دینا ہے ۔

[5] احادیث میں قبر پر اذان دینا ثابت نہیں ہے اور یہ کوئی خاص چیز نہیں ہے ۔

[6] سوال ۔ کیا میت کو دفن کرنے کے بعد قبر کے پاس اذان جائز ہے مذہب حنفی میں یا نہیں ظاہر کیجئے اجر حاصل کیجئے اور جو شخص کہ اس پر اصرار کرے اور اعتقاد رکھے کہ یہ سنت ہے اور اس کے چھوڑنے والے کی مذمت کرے تو اس کا کیا حکم ہے وہ صواب پر ہے یا خطا پر اور بدعتی ہے حق بات لکھئے ۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم امر برقمہ المقصر عبداللہ بن محمد میر غنی الحنفی مفتی مکۃ المکرمۃ[1] کان اللہ لہما مادا مصلیا مسلما۔

بدعت کی اقسام

سوال :۔ کوئی قسم بدعت کی حسنہ بھی ہوتی ہے یا نہیں ؟

جواب :۔ بدعت کوئی حسنہ نہیں اور جس کو بدعت حسنہ کہتے ہیں وہ سُنّت ہی ہے مگر یہ اصطلاح کا فرق ہے۔ مطلب سب کا واحد ہے۔ فقط واللہ تعالےٰ اعلم

اقسام بدعت غیر مقبولہ

سوال :۔ احادیث میں جو وعیدیں مرتکب بدعات کی وارد ہوئی ہیں کہ فرائض ونوافل وصوم وحج وعمرہ وجہاد وغیرہ اس کا مقبول نہیں ہے وہ کون سی بدعات ہیں۔ اور بعض احادیث میں آیا ہے کہ جو محبت رکھتا ہے اہلِ بدعت سے ضائع کرتا ہے اللہ تعالیٰ عمل اس کے اور نکال لیتا ہے نور ایمان اُس کے دل سے اور بعض احادیث میں آیا ہے کہ اہلِ بدعت تمام خلقت سے بدتر ہیں اور بعض احادیث میں آیا ہے کہ اہلِ بدعت جہنّم کے کُتّے ہیں، وہ کون سی اور کس درجہ کی بدعات ہیں۔ ادنیٰ درجہ کی کون سی بدعت ہے اور اعلیٰ درجہ کی کون سی ارقام فرماویں۔

جواب :۔ جس بدعت میں ایسے شدید وعید ہیں وہ بدعت فی العقائد ہے جیسا رد افض خوارج کی بدعت ہے اور دیگر بدعات جو اعمال میں ہیں اس کو بھی بعض نے کتب مجالس الابرار میں کبیرہ لکھا ہے کہ کوئی بدعت صغیر نہیں مگر حق یہ ہے کہ بدعت علی قدر المفسدہ چھوٹی بڑی ہوتی ہے تشکیک اس میں بھی حاصل ہے۔ پس بدعت سے بچنا سب سے ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالےٰ اعلم

شرکت مجالسِ بدعت

سوال :۔ آیت وقد نزل علیکم فی الکتاب ان اذا سمعتم ایات اللہ یکفر بہا ویستہزأ بہا فلا تقعدوا معہم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ انکم اذا مثلہم[2] الخ میں شرکت جملہ مجالس ممنوعہ غیر مشروعہ وبدعات ضلالہ ثابت ہوتی ہے یا نہیں ؟ زید کہتا ہے ہرگز نہیں بلکہ مجالس کفر واستہزاء کو فرمایا ہے۔ دیگر امور کو اس کے تحت میں داخل کرنا تحریف کلام اللہ شریف ہے لہٰذا مقولہ زید صحیح ہے یا نہیں؟ اور تفسیر معالم میں تحت آیت جو قول حضرت ضحاک سے منقول ہے قال الضحاک[3] عن ابی عباس رضی اللہ عنہ دخل فی ہذہ الآیۃ کل محدث فی الدین وکل مبتدع الی یوم القیامۃ[3] ۔ یہ زید کے مقولہ کے منافی ہے یا نہیں فقط ۔

---

[1] جواب۔ تمام تعریف رب العالمین کے لئے ہے۔ اے اللہ میرے علم کو زیادہ فرما بحر الرائق میں جو کچھ لکھا ہے وہ اصل حسب ذیل ہے اور قبر کے پاس مکروہ ہے ہر وہ چیز جو سنت سے ثابت نہیں اور سنت سے ثابت بجز اس کی زیارت اور اس کے پاس کھڑے رہ کر دعا کرنے کے اور کچھ نہیں جیسا خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقیع کو جا کر کیا کرتے تھے اور اسی سے جواب معلوم ہو سکتا ہے۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ زیادہ جاننے والا ہے۔

[2] اور تم پر کتاب میں یہ حکم دیا کہ جب تم اللہ تعالیٰ کی آیات کو اس طرح سنو کہ اس کے ساتھ کفر کیا جا رہا ہو اور ان کا مذاق اڑایا جا رہا ہو تو تم ان کے ساتھ اس وقت تک نہ بیٹھو جب تک کہ وہ کسی اور بات میں مصروف نہ ہو جائیں ورنہ تم انہی کے مثل ہو جاؤ گے۔

[3] ضحاک نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ اس آیت کے تحت ہر وہ شخص داخل ہو گیا جو دین میں نئی بات نکالے اور قیامت تک ہر بدعتی بھی اس میں شامل ہو گیا۔

جواب :۔ اس آیت سے عدم شرکت مجالس غیر مشروعہ ثابت ہوتی ہے اس طرح کہ استہزاء بکتاب اللہ حرام ہے علی ہذا بدعات خلاف حکم شرع حرام ہیں جیساکہ ان کی شرکت کی حرمت ثابت ہوتی ہے ایسے ہی دیگر معاصی کی بھی معنی تفسیر ضحاک کے یہ ہیں کہ کل مبتدع کے ساتھ بیٹھنا اور ہر بدعت کا شریک ہونا حرام ہے آپ کا فہم درست ہے۔ والسّلام

مساجد و مدارس کی موجودہ صورت و طرزِ تعلیم

سوال :۔ اس صورت کی مساجد اور مدارس اور طرزِ تعلیم قرون ثلثہ میں نہیں تھا بلکہ یہ محض نئی صورت ہے تو اس کا بدعت نہ ہونا کیا سبب ہے ؟

جواب :۔ مسجد کی کوئی صورت شرع میں مقرر نہیں جیسی چاہے بنائے مگر ہاں مشابہت کنیسہ و بیعہ وغیرہ سے نہ ہو علی ہذا مدارس کی کوئی صورت معین نہیں مکان ہو اس کا ثبوت حدیث سے ہے اور کسی صورت خاصہ کو ضروری جاننا بدعت ہوگا۔

عیدین میں خطبہ کے پہلے دعا مانگنا

سوال :۔ مسئلہ عیدین میں خطبہ کے اول دعا مانگنا چاہیئے یا بعد خطبہ کے یا بالکل نہ چاہیئے ؟

جواب :۔ خطبہ سے اول و آخر دعا کرنا کہیں ثابت نہیں لہٰذا نہ کرنا چاہیئے البتہ بعد سلام نماز عید کے دعا کریں پھر ممبر پر کھڑا ہو کر دعا ثابت نہیں ۔

معانقہ خصوصاً عیدین میں

سوال :۔ عیدین میں معانقہ کرنا اور بغلگیر ہونا کیسا ہے ؟

جواب :۔ عیدین میں معانقہ کرنا بدعت ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

رشید احمد ۱۳۰۱ھ

محمد عبداللطیف

الجواب صحیح محمد عبداللطیف عفی عنہ

معانقہ کرنا خصوصاً عیدین میں

سوال :۔ معانقہ کرنا بالخصوص عیدین کے روز کس درجہ کا گناہ ہے مکروہ ہے یا حرام ؟

جواب :۔ معانقہ و مصافحہ بوجہ تخصیص کے کہ اس روز میں اس کو موجب سرور اور باعث مودت اور ایام سے زیادہ مثل ضروری کے جانتے ہیں بدعت ہے اور مکروہ تحریمی اور علی الاطلاق ہر روز مصافحہ کرنا سُنّت ہے۔ ایسا ہی بشرائط خود یوم العید کے ہے اور علی ہذا معانقہ جیسا بشرائط خود دیگر ایام میں ہے ویسا ہی یوم عید کے ہے کوئی تخصیص اپنی رائے سے کرنا بدعت ضلالہ ہے۔ فقط واللہ تعالےٰ اعلم

الوداع کا خطبہ پڑھنا

سوال :۔ پڑھنا آخر جمعہ کو ماہ رمضان المبارک میں الوداع الوداع یا شہر رمضان اور الوداع الوداع یا سنت التراویح اور اشعار فارسی یا اردو یا عربی کا ہر جمعہ میں یا آخر جمعہ ماہ رمضان المبارک میں درصورتیکہ عوام النّاس خطبۃ الوداع آخر جمعۃ رمضان المبارک کو سنت بلکہ قریب واجب جانتے ہوں کیسا ہے ؟ آیا حسب زعم ان کے سنت یا مستحب یا بخلاف اس کے بدعت ہے بدلائل عقلیہ و نقلیہ از کتب معتبرہ جواب ارقام فرمایا جاوے بینوا توجروا ۔

جواب :۔ یہ خطبہ بدعت ہے کہ مرثیہ اور اشعار قرون مشہود لہا بالخیر میں خطبہ میں منقول نہیں علی الخصوص جب اس فعل کو ضروری جانا جاوے کہ مؤکد جاننا کسی امر مستحب کا بھی داخل تعدی حدود اللہ اور بدعت ضلالہ ہے چہ جائیکہ امر محدث اور پھر غیر زبان عربی میں خطبہ پڑھنا مکروہ ہے۔ بہرحال یہ فعل عوام جہلاء خطباء کا اور سنت جاننا اس کا بدعت ضلالہ واجب الترک ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

خطبہ الوداع

سوال :۔ الوداع کا خطبہ پڑھنا کیسا ہے۔ زید کہتا ہے کہ مولانا عبدالحی صاحب نے اپنے مجموعہ فتاویٰ میں لکھا ہے اور مولانا موصوف کا قول مستند ہے اور زید یہ بھی کہتا ہے کہ الفاظ الوداع کے ائمہ کے وقت میں بھی پڑھے جاتے تھے۔ پس قول زید کا صحیح ہے یا غلط ہے بعض کتابوں میں الوداع کا خطبہ منع لکھا ہے۔

جواب :۔ زید کا قول غلط ہے اور خطبہ الوداع کا بدعت ہے۔ فقط

رسالہ ہفت مسئلہ

سوال :۔ رسالہ ہفت مسئلہ مطبوعہ نظامی جو کہ حضرت حاجی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ سے منسوب ہے شائع ہوا ہے۔ یہ نسبت حاجی صاحب سلمہ کی غلط ہے یا نہیں کیونکہ اس میں تائید اہلِ بدعت اور اہلِ حق علماء محققین کی مخالفت ہے مفصل کیفیت سے جو ہو ارشاد فرمائیں۔

جواب :۔ رسالہ ہفت مسئلہ میں مسئلہ امکان کذب و امکان نظیر میں تو کوئی امر ایسا نہیں لکھا کہ کسی کے خلاف ہو بلکہ اس کے امکان کا اقرار اور اس کی بحث سے احتراز لکھا ہے تو اس میں کسی اہلِ حق کی مخالفت نہیں اور مسئلہ تکرار جماعت میں بسبب اختلافات روایات فقہ کے فریقین کو نزاع سے منع کیا ہے کہ مسئلہ مختلفہ میں مخالفت کرنا مناسب نہیں اور مسئلہ نداء غیر میں صاف حق لکھا ہے کہ نداء غیر اگر حاضر و علم غیب جان کر کرے گا تو شرک ہوگا اور جو بے اس کے شوق میں کہا ہے تو معذور ہے گناہگار نہیں اور جو بدون اعتقادہ شرکیہ کے یہ سمجھ کر کہے کہ شاید ان کو حق تعالیٰ خبر کر دیوے تو خلافِ محل نص میں خطا و گناہ ہے مگر شرک نہیں اور جو نص سے ثبوت ہو جیسا صلوٰۃ سلام، بخدمت فخر عالم علیہ السلام کے ملائکہ کا پہنچانا تو وہ خود ثابت ہے۔ سو یہ سب حق ہے اس میں کوئی اہلِ حق مخالف اس کے نہیں کہتا۔ اب رہے تین مسئلے قیود مجلسِ مولود کے اور قیود ایصالِ ثواب کے اور عرس بزرگانِ دین کا کرنا سو اس میں وہ خود لکھتے ہیں کہ دراصل یہ مباح ہیں۔ اگر ان کو سنت یا ضروری جانے بدعت و تعدی حدود اللہ تعالیٰ اور گناہ ہے۔ اور بدوں اس کے کرنے میں وہ اباحت لکھتے ہیں۔ ہم لوگ منع کرتے ہیں تو وجہ یہ ہے کہ ان کو رسومِ اہلِ زمانہ سے خبر نہیں کہ یہ لوگ اُن قیود کو ضروری جانتے ہیں لہٰذا باعتبار اصل کے مباح لکھتے ہیں اور ہم لوگوں کو عادت عوام سے محقق ہو گیا ہے کہ یہ لوگ ضروری اور سنت جانتے ہیں لہٰذا ہم بدعت کہتے ہیں۔

پس فی الحقیقت مخالفت اصل مسائل میں نہیں ہوئی بلکہ بسبب عدم علم حال اہلِ زمانہ کے یہ امر واقع ہوا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسا امام صاحبؒ نے صابی کو ایک حکم دیا اور صاحبینؒ نے دوسرا حکم یہ بسبب اختلاف صابی کے ہوا ہے

کہ امام صاحبؒ کے وقت میں ان کا حال اہلِ کتاب جیسا تھا اور صاحبین کے وقت مجوس جیسا۔ پس اختلاف اصل مسئلہ کا نہیں بلکہ بوجہ حال اہلِ زمانے کے ہے ایسا ہی دیگر مسائل میں ہے۔ پس ایسا ہی ان تین مسائل ہفت مسئلہ میں سمجھ لو۔ ورنہ حضرت سلمہٗ کے عقائد ہرگز بدعت کے نہیں ہیں کہ اہلِ فہم و دانش خود عبارت رسالہ سے سمجھ سکتا ہے۔ معہذا لکھتا ہوں کہ یہ رسالہ ان کا لکھا ہُوا نہیں کسی نے لکھا اُن کو سُنا دیا۔ انہوں نے اصل مطلب کو دیکھ کر اباحت کی تصحیح کر دی اور حال اہلِ زمانہ سے خبر نہ ہوئی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مرنے کے بعد اسقاط کا حکم

سوال :۔ بعد مرنے کے جو طریق اسقاط عوام کرتے ہیں کہ فرائض واجبات تجویز کر کے اس کے فدیہ میں جو گندم وغیرہ مقرر ہوئے اُن کے عوض ایک کلام اللہ شریف دے کر سب سے بری الذمہ ہو جاتے ہیں لہٰذا طریق مروّجہ ثابت اور جائز ہے یا نہیں ؟

جواب :۔ حیلہ اسقاط کا مفلس کے واسطے علماء نے وضع کیا تھا اب یہ حیلہ تحصیل چند فلوس کا ملاؤں کے واسطے مقرر ہو گیا ہے حق تعالیٰ نیت سے واقف ہے وہاں حیلہ کارگر نہیں مفلس کے واسطے بشرط صحت نیت ورثہ کے کیا عجب ہے کہ مفید ہو ورنہ لغو اور حیلہ تحصیل دنیاء دنی کا ہے۔ فقط واللہ تعالےٰ اعلم

کتاب آذر جندی سے فاتحہ کا ثبوت

سوال :۔ در کتاب آذر جندی کہ از ملا علی قاری ست روایت ست قال کان الیوم الثالث عن وفات ابراھیم بن محمد صلی اللہ علیہ وسلم جاء ابوذر عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم معہ تمرۃ یابسۃ و لبن الناقۃ و خبز الشعیر فوضعھا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقرأ النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام الفاتحۃ مرۃ وسورۃ الاخلاص من ثلاث مرات وقرأ اللھم صل علیٰ محمد انت لھا اھل فرفع یدیہ ومسح وجھہ فامر بابی ذر ان یقسمھا وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثواب ھذہ الاطعمۃ لابنی ابراھیم ۔

فقط صحت نام کتاب اور روایت کی اس میں ہے یا نہیں یا اور کسی کتاب میں ہے ؟

جواب :۔ نہ کتاب آذر جندی از تصانیف ملا علی قاری ست و نہ روایت مذکور صحیح و معتبر است بلکہ موضوع است و باطل بر آن اعتماد نشاید در کتب حدیث نشانے از ہیچو روایت یافتہ نمی شود[1]۔ حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی منقولہ از رسالہ شمشیر خنداں مؤلف مولانا دین محمد صاحب مرحوم مطبوعہ مطبع صدیقی لاہور۔ الجواب یہ حدیث وضعی ہے اور بنانے والا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس کا

---

[1] کتاب آذر جندی نہ ملا علی قاری کی تصنیف ہے اور نہ مذکورہ روایت صحیح و معتبر ہے بلکہ موضوع ہے اور بالکل اس پر بھروسہ نہ کیا جائے اور کتب حدیث میں ایسی روایت کا کوئی پتہ نہیں پایا جاتا۔

کاذب اور مفتری ہے اور آذر جندی کوئی کتاب ملا علی قاری کی تصنیف سے نہیں ہے۔ انتہیٰ محمد صدر الدین صدر صدور دہلی

محمد قطب الدین ۱۲۷۴ شاگرد مولانا اسحٰق صاحب دہلوی مولف مظاہر الحق شرح مشکوٰۃ	محمد بشیر و نذیر قنوجی حسبنا اللہ حفیظ اللہ دہلوی	سید محبوب علی جعفری دہلوی	فقیر خواجہ ضیاء الدین احمد دہلوی ۱۳۶۱
سید محمد نذیر حسین ۱۲۸۱ محدث دہلوی	نوازش علی ۱۲۶۰ دہلوی	مولا خالق الخیر دہلوی	علیہ رحمت اللہ ۱۲۶۵ دہلوی
محمد عبد الرب دہلوی	محمد تقی خاں دہلوی	سید رحمت علی خاں نے عدالت عالیہ سلطانی مفتی سراج العلماء ضیاء الفقہاء ۱۲۵۳	محمد عبد اللہ دہلوی مفتی بادشاہی مسجد دہلی
سید احمد حسین ۱۲۸۹	ابو الحسن ۱۲۸۹	محمد منظور علی یوسفی دہلوی ۱۲۸۳	عبدہ محمد یوسف ۱۲۸۴
محمد غلام اکبر خاں محمدی ۱۲۸۶ سے	مواہیر علماء مقیم ریاست دوجانہ	محمد امام الدین محمدی ۱۲۸۴	محمد عالم علی ۱۲۸۳
محمد قاسم علی ۱۲۸۵	نقشبندی محمد رمضان ۱۲۹۱	محمد نور علی عفی عنہ	محمد عبد الرحمٰن شاگرد مولانا محمد اسحاق
مواہیر علماء مراد آباد	مواہیر علماء پانی پت		

صاحبزادہ مولانا عالم علی صاحب مشہور حافظ رحمت علی صاحب متصل سنبھلی دروازہ رحمت علی

بخشندہ عاصیاں رحیم است

الجواب صحیح :- اور اس کا واضح ملعون ہے کہ فخر عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر تہمت کرتا ہے۔ فقط

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

فاتحہ کا طریقہ

سوال :- فاتحہ مروجہ یعنی طعام را رو برو نہادہ دست برداشتہ چہ حکم دارد[1]۔

جواب :- ایں طور مخصوص نہ در زمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بودہ نہ در زمان خلفاء بلکہ وجود آں در قرون ثلثہ کہ مشہود لہا بالخیر اند منقول نشدہ وحالا در حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً عادت خواص نیست و اگر کسے ایں طور مخصوص بعمل آورد آں طعام حرام نیست بخوردنش مضائقہ نیست و ایں را ضروری دانستن مذموم است و بہتر آنست کہ ہر چہ خواہند خواندہ ثواب آں بمیت رسانند و طعام را بہ نیت تصدق بفقرا خورانند و ثوابش نیز باموات رسانند[2]۔

---

[1] فاتحہ مروجہ یعنی کھانے کے روبرو رکھ کر ہاتھ اٹھانے کا کیا حکم ہے ؟

[2] یہ مخصوص طرز نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھی نہ خلفاء کے زمانہ میں بلکہ اس کا وجود تینوں قرنوں میں جن کے بھلائی کی شہادت دی گئی ہے منقول نہیں ہے اور اب بھی حرمین شریفین میں اللہ تعالیٰ ان کی عزت زیادہ کرے خاص لوگوں کی عادت نہیں ہے۔ لیکن اگر کوئی اس مخصوص طریقہ پر عمل کرے تو وہ کھانا حرام نہیں ہوتا اور اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں لیکن اس کو ضروری جاننا برا ہے اور بہتر یہ ہے کہ جو کچھ پڑھنا چاہیں پڑھ کر اس کا ثواب میت کو پہنچا دیں اور کھانے کو تصدق کی نیت سے فقراء کو کھلا دیں اور اس کا ثواب بھی مردوں کو پہنچا دیں۔

ہدیۃ الحرمین سے فاتحہ کا ثبوت

سوال :۔ ہم نے ہدیۃ الحرمین میں دیکھا ہے کہ حضرت نے اپنے بیٹے ابراہیم کے سوئم و دسواں و بیسواں و چہلم وغیرہ میں چھوارے پر فاتحہ دیا اور اصحابوں کو کھلایا۔ پس فی زمانہ لوگ پھول، پان وغیرہ کرنے سے چہلم و سوئم دسواں و بیسواں میں مانع ہوتے ہیں کیسا ہے ؟

جواب :۔ ہو المصوب۔ یہ قصہ جو ہدیۃ الحرمین میں لکھا ہے محض غلط ہے کتب معتبرہ میں اس کا نشان نہیں۔ واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی ۔

تیجہ میں قرآن شریف کا پڑھنا

سوال :۔ روز سوم یا پنجم مردم بطلب یا بلا طلب جمع میشوند و چند ختم کلام مجید مے خوانند بعضے آہستہ و بعض باآواز بلند و در پیالہ خوشبو گل مے اندازند و دیگر خصوصیات و رسوم بعمل می آرند چہ حکم دارد [1]

جواب :۔ مقرر کردن روز سوم وغیرہ بالتخصیص و او را ضروری انگاشتن در شریعت محمدیہ ثابت نیست صاحب نصاب الاحتساب آں را مکروہ نوشتہ رسم و راہ تخصیص بگذارند ہر روز یکہ خواہند ثواب بروح میت رسانند و میت قریب مرگ خود زیادہ تر محتاج مدد می شود۔ ہر قدر کہ ایصال ثواب بہر روز یکہ شود موجب خیر است کذا فی فتح العزیز و شیخ عبدالحق محدث دہلوی در شرح سفر السعادت می فرمایند و عادت نبود کہ برائے میت در غیر وقت نماز جمع شدند و قرآن خوانند و ختمات خوانند نہ بر سر گور و نہ غیر آں و ایں مجموع بدعت ست و مکروہ نعم تعزیت اہل میت و تسلیہ و صبر فرمودن سنت و مستحب است اما ایں اجتماع مخصوص روز سوم و ارتکاب تکلفات دیگر و صرف اموال بے وصیت از حق یتامیٰ بدعت است و حرام [2] انتہیٰ ۔ حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی ۔

---

[1] سوال۔ تیسرے دن یا پانچویں دن بلانے سے یا بغیر بلانے کے لوگ جمع ہوتے ہیں اور کلام مجید کے ختم پڑھتے ہیں بعض آہستہ اور بعض بلند آواز سے اور خوشبو کے پیالہ میں پھول ڈالتے ہیں اور دوسری خصوصیات اور رسوم عمل میں لاتے ہیں کیا حکم رکھتا ہے ؟

[2] جواب۔ تیسرا دن وغیرہ کو خصوصیت سے مقرر کر دینا اور اس کو ضروری سمجھنا شریعتِ محمدیہ میں ثابت نہیں ہے صاحب نصاب الاحتساب اس کو مکروہ لکھتے ہیں۔ خصوصیت کی رسم و راہ کو چھوڑ دیں جس دن چاہیں ثواب میت کی روح کو پہنچائیں اور میت اپنی موت کے وقت کے قریب میں مدد کا زیادہ محتاج ہوتا ہے جس قدر ایصالِ ثواب جس دن کہ ہو سکے باعثِ بھلائی ہے فتح العزیز میں اسی طرح ہے اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی شرح سفر السعادت میں فرماتے ہیں

"یہ عادت نہیں تھی کہ میت کے لئے وقت نماز کے علاوہ جمع ہوں اور قرآن پڑھیں اور ختم کریں نہ قبر پر نہ اور کسی جگہ اور یہ تمام بدعت ہے اور مکروہ ہاں اہلِ میت کی تعزیت اور تسلی دینا اور صبر کے لئے کہنا سنت ہے اور مستحب لیکن یہ مخصوص طور پر تیسرے دن کا جمع ہونا اور دوسرے تکلفات کا کرنا اور یتامیٰ کے حق میں بغیر وصیت کے مال صرف کرنا بدعت ہے اور حرام ۔"

فاتحہ کا موجودہ طریقہ

سوال :۔ سامنے کھانا یا کچھ شیرینی رکھ کر ہاتھ اُٹھا کر فاتحہ اور قل ھو اللہ پڑھنا درست ہے یا نہیں کہ جس کو عرف عام میں فاتحہ کہتے ہیں ؟

جواب :۔ فاتحہ مروّجہ شرعاً درست نہیں ہے بلکہ بدعت سیئہ ہے کذا فی اربعین وفتاویٰ سمرقندی فقط

محمد قاسم علی عفی عنہ — الجواب صحیح والمجیب نجیح عبداللطیف عفی عنہ

محمد قاسم علی — محمد عبداللطیف سہنسپوری — محمد عالم علی (محدث مراد آباد شاگرد مولانا محمد اسحٰق)

سوال :۔ فاتحہ کا پڑھنا کھانے پر شیرینی پر بروز جمعرات کے درست ہے یا نہیں ؟

جواب :۔ فاتحہ کھانے یا شیرینی پر پڑھنا بدعت ضلالت ہے ہرگز نہ کرنا چاہیئے ۔

تیجہ کا حکم

سوال :۔ تیجہ، ساتواں، دسواں، چالیسواں امور مذکورہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب اور فقہ کی کسی معتبر کتب میں ہیں اور ان کا کرنا جائز ہے یا نہیں ؟

جواب :۔ تیجہ، دسواں وغیرہ سب بدعت ضلالہ ہیں کہیں اس کی اصل نہیں نفس ایصالِ ثواب چاہیئے ان قیود کے ساتھ بدعت ہی ہے جیسا کہ اوپر کے جواب میں مرقوم ہو چکا ہے اور برادری کو ان ایام میں کھلانا یہ رسم ہے اور منع ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم ۔

سوم وغیرہ کرنا

سوال :۔ فی زمانہ رواج ہے کہ جب کوئی مرجاتا ہے تو اُس کے عزیز واقارب اُس روز یا دوسرے روز یا تیسرے روز یا کسی اور روز جمع ہو کر مسجد میں یا کسی اور مکان میں قرآن شریف اور کلمہ طیبہ اور درود شریف وغیرہ پڑھ کر بلا تعین شمار ثواب اس پڑھے ہوئے کا متوفی کو بخشتے ہیں اور چنے وغیرہ تقسیم کرتے ہیں تو اس طرح پر جمع ہونا اور قرآن مجید وغیرہ پڑھنا اور پڑھوانا درست ہے یا نہیں ؟

جواب :۔ مجتمع ہونا عزیز واقارب وغیرہم کا واسطے پڑھنے قرآن مجید کے یا کلمہ طیبہ کے جمع ہو کر روز وفات میت کے یا دوسرے روز یا تیسرے روز بدعت ومکروہ ہے شرع شریف میں اس کی کچھ اصل نہیں ہے۔ کتاب نصاب الاحتساب میں لکھا ہے ۔ ان ختم القرآن جھرا بالجماعۃ ولیسمی بالفارسیۃ سیپارہ خواندن مکروہ[1]۔ اور فتاویٰ بزازیہ میں مرقوم ہے۔ یکرہ اتخاذ الطعام فی الیوم الاول والثالث وبعد الاسبوع ونقل الطعام الی القبر فی المراسم واتخاذ الدعوۃ لقراءۃ القرآن وجمع الصلحاء والفقراء للختم وقراءۃ سورۃ الانعام او الاخلاص[2] ۔

---

[1] اور قرآن کو پکار کر پڑھ کر جماعت کے ساتھ ختم کرنا جس کو فارسی میں سی پارہ پڑھنا کہتے ہیں مکروہ ہے ۔

[2] اور پہلے اور تیسرے دن اور ہفتہ کے بعد کھانا پکانا اور رسومات کے وقت قبر کے پاس کھانا لے جانا اور قرأت قرآن کے لئے دعوت دینا اور ختم کے لئے صلحاء وفقراء کو جمع کرنا اور سورہ انعام واخلاص کا پڑھنا مکروہ ہے ۔

اور ردالمحتار میں لکھا ہے۔ ومن المنکرات الکثیرۃ کایقاد الشموع والقنادیل التی توجد فی الافراح وکدق الطبول والغناء بالاصوات المحانا واجتماع النساء والمردان واخذ الاجرۃ علی الذکر وقرأۃ القرآن وغیر ذلک مما ھو مشاھد فی ھذہ الازمان وما کان کذلک فلا شک فی حرمتہ وبطلان الوصیۃ بہ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔[1] این ست حکم صورت مسئولہ کہ[2]

تحریر یافت محمد قاسم علی عفی عنہ	الجواب صحیح	الجواب صحیح	الجواب صحیح
محمد قاسم علی خلف مولانا عالم علی	محمد عبداللطیف	محمد عبدالغنی	محمد مقیم الدین عفی عنہ
	عفی عنہ	سہنسپوری	محمد عبدالغنی

فتویٰ مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی موصولہ از مولوی عبدالصمد صاحب رامپوری بمجموعۂ فتاویٰ قلمی مولوی احمد رضا خان صاحب منقولہ از جلد رابع کتاب الحظر والاباحۃ صفحہ ۳۶۔

بلاتعین یوم تصدق موتیٰ کے لئے مساکین کو کھانا کھلانا

سوال :۔ کھانا تیار کرنا واسطے تصدق موتیٰ کے بلاتعین یوم کے فقراء و مساکین کو جمع کرکے کھلا دینا جائز ہے یا نہیں؟ مدلل ارقام فرماویں۔

جواب :۔ بلاتعین کھانا تقسیم کرنا یا دینا بطور صدقہ کے جائز ہے کیونکہ صدقہ کرنا طعام کا کسی کے نزدیک ناجائز نہیں ثواب اس کا میت کو پہنچتا ہے باتفاق البتہ عبادت بدنی میں خلاف امام شافعیؒ اور امام مالک کا ہے مالی میں کسی کا خلاف نہیں۔ قال فی الھدایۃ الاصل فی ھذا الباب ان الانسان لہ ان یجعل ثواب عملہ لغیرہ صلوٰۃ اوصوما اوصدقۃ او غیرھا[3]۔ الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بلاتعین یوم وذکر تیجہ

سوال :۔ سوم یعنی تیجہ جو موتیٰ کے واسطے کیا جاتا ہے تو اس میں کیا برائی ہے اگر تعین تاریخ اور تاکد موجب فساد ہے تو یہ اگر دور ہو جاوے مثلاً پہلے روز ہو یا دوسرے یا چوتھے یا پانچویں یا چھٹے روز ہو شمار کے واسطے نخود نہ ہوں خرما ہو یا املی کے بیج ہوں یا تسبیح ہو یا اور کوئی چیز ہو اور اس میں مال بھی یتیموں کا صرف نہ ہو تو بھی جائز ہے یا نہیں ؟

جواب :۔ اگر بلاتعین یوم کے جمع ہو کر ختم قرآن کریں یا کلمۂ طیبہ اور ایصالِ ثواب اس کا کریں تو جائز ہے اکثر علماء کے نزدیک اگرچہ علامہ مجدالدین فیروز آبادی ایصالِ ثواب میت کے اجماع کو بھی بدعت لکھتے ہیں۔ سفر السعادت میں

---

[1] اور بہت سی برائیاں جیسے موم بتیاں اور قندیلوں کو جلانا جیسے خوشیوں کے موقع پر ہوتا ہے اور جیسے ڈھول بجانا اور خوش آوازی سے گانا اور عورتوں اور مردوں کا جمع کرنا اور ذکر و قرأت قرآن وغیرہ پر اجرت کا لینا جو آج کل اس زمانے میں دیکھا جا رہا ہے اور جو اس طرح ہو تو اس کی حرمت میں کوئی شک نہیں اور اس کی وصیت کا باطل کرنا ضروری ہے۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

[2] صورت مسئولہ کا یہ حکم ہے جو لکھا گیا۔

[3] ہدایہ میں ہے کہ اس باب میں اصل یہ ہے کہ انسان اپنے عمل کا ثواب اپنے غیر کے لئے قرار دے خواہ وہ نماز ہو کہ روزہ یا صدقہ وغیرہ۔

جواز تیجہ کے وجوہ پر بحث

سوال :۔ زید بدعات مثل تیجہ وغیرہ کا معتقد نہیں اکثر لوگ اس خیال سے ان بدعات کو اختیار کرتے ہیں کہ چند لوگ جمع ہو جاویں گے اور باعث اتفاق ہو گا اور کلام وغیرہ بھی زیادہ پڑھا جاوے گا اور اگر مقرر نہ کیا جاوے تو دشواری ہوتی ہے پس ان لوگوں کا عقیدہ کیسا ہے اور اگر زید شریک مجلس مذکور ہو جاوے تو کیسا ہے ؟ فقط

جواب :۔ جو بدعات مثل تیجہ وغیرہ کے ہیں اُن کا کرنا کسی وجہ سے درست نہیں قاعدہ شریعت کا ہے جو چیز بھلائی اور برائی سے ملی ہو اس کو حکم شریعت برائی کا دیتی ہے اس کی بھلائی پر نظر نہیں ہوتی۔ ظاہر اس کی ایسی مثال ہے کہ ایک مٹکی دودھ میں ایک چلو پیشاب گر جاوے تو اُس کو نجس کہیں گے دودھ کا اعتبار نہ کریں گے اور اُس کو حلال نہ کہیں گے لہٰذا فعل اور شرکت ان بدعات کی دونوں ناجائز باعتقاد ہوں یا بلا اعتقاد ہوں۔ فقط واللہ تعالےٰ اعلم

ایصالِ ثواب کی قیود

سوال :۔ فاتحہ تیجہ دسواں کرنا کیسا ہے مستحب ہے یا بدعت حسنہ ہے یا بدعت سئیہ ہے۔ بدعت حسنہ کی کیا تعریف ہے اور بدعت سئیہ کی کیا تعریف ہے ؟ بدعت حسنہ سے کیا ثواب ہوتا ہے اور بدعت سئیہ سے کیا تعزیر لازم آتی ہے اور مجمع کر کے چنوں پر کلمہ شریف پڑھوانا واسطے ثواب مردہ کے اور قرآن شریف پڑھوانا کیسا ہے آیا ثواب اُن کلموں اور قرآن شریف کا جو اُس مجمع میں شریک ہوتا ہے وہ شخص مستحق ثواب ہے یا عذاب ہے ؟ زید کہتا ہے کہ چنوں پر فاتحہ سوم میں اللہ کا کلام پڑھنا موجب ثواب ہے کہ اس سے ایصالِ ثواب منظور ہے اور یہ طریقہ بزرگانِ سلف سے چلا آتا ہے اس میں کچھ حرج نہیں ہے اور فتاویٰ عزیزی میں یہ طریقہ لکھا ہے۔ پس زید کا قول تمام ہوا اُن چنوں کا کھانا کیسا ہے اور زید فاتحہ تیجے دسویں کو دل سے اچھا جانتا ہے اور اُس کے اچھے ہونے پر اصرار کرتا ہے اس مسئلہ کو بہت تشریح کے ساتھ قرآن وحدیث قیاس اجماع امت سے ارقام فرما کر مزین بمہر فرماویں۔

جواب :۔ یہ مسائل بارہا لکھے جا چکے ہیں یہ جملہ امور بدعت ہیں صرف ایصالِ ثواب جائز ہے۔ باقی قیودات بدعت ہیں اس کی تفصیل مسائل اربعین مؤلفہ شاہ محمد اسحٰق صاحب میں دیکھ لو۔

کھانا سامنے رکھ کر پنج آیت پڑھنا

سوال :۔ کھانا سامنے رکھ کر اُس پر پنج آیت پڑھنا کیسا ہے ؟ جس کو عرف عام میں فاتحہ کہتے ہیں۔ زید کہتا ہے کہ کھانے پر فاتحہ پڑھنا درست ہے اس لئے کہ حاجی امداد اللہ صاحب سلمہٗ نے اپنے فتاویٰ میں جائز لکھا ہے۔ بکر کہتا ہے حاجی صاحب موصوف اگرچہ میرے پیر و مرشد ہیں یعنی میرے پیر طریقت ہیں پیر شریعت نہیں ہیں کہ میں اُن کے کہنے پر عمل کروں یہ کہنا بکر کا کیسا ہے اور طریقت اور شریعت ایک ہیں یا دو ہیں۔

جواب :۔ یہ سب امور بدعت ہیں مسائل اربعین دیکھ لو۔

www.ahlehaq.org

مرنے کے بعد کھانا پکانا

سوال :۔ تقریر مولانا حیدر علی صاحب مرحوم ٹونکی تلمیذ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ۔ طعام مہمانی کہ از پس موتی پزند اوّل ایں خود نارو او مکروہ تحریمی ست بچند وجہیکے آنکہ در بحر الرائق و دیگر کتب تصریح کردہ اند کہ ضیافت و مہمانی در سرور و شادی مشروع ست نہ در شرور و مصائب و غمی فرستادن طعام روز اوّل بخانہ کسے کہ موت شدہ باشد مسنون ست نہ آنکہ ازاں کس طعام طلب کنند صریحًا یا آنکہ اگر او نپزند طعن بر و کنند کہ ایں ہم طلب ست پس بخوف ایں طلب او طعام پختہ میکند دوم آنکہ در حدیث جریر بن عبداللہ بجلی ست کنا نعد الاجتماع الی اھل المیت وصنعھم الطعام من النیاحۃ یعنی با ہمہ اصحاب جمع شدن مردم را نزد اہل میت سوائے خدمت تجہیز و تکفین و ایں را کہ تیار کنند اہل میت طعام را از نوحہ می شمردیم و نوحہ خود حرام ست ۔ پس ایں اجتماع مردم و ساخت طعام ہم نارو او حرام خواہد بود ۔ سوم آنکہ در کتب شرح مصرح است کہ ایں صنع طعام از اہلِ میت از رسوم و عاداتِ جاہلیت عرب بود و چوں اسلام آمد ایں رسم جاہلیت موقوف کردند لہٰذا در عہدِ صحابہ و تابعین ایں رسم منقول نیست پس آنچہ درمیان کلمہ گویان عوام رسم سوم و دہم و چہلم و ششماہی و سال رواج یافتہ ہمہ ناروا ست و اجتناب ازاں ضرور ست مادر رسالہ صغیر دو جزو کبیر دہ دوازدہ جزء در عدم جواز ایں بحث طعام نوشتہ ایم و بعد از انکہ ایں طعام خبیث پختہ شد بجز فقیر و محتاج دیگرے نخورد زیرا کہ حکم مال خبیث ہمیں تصدق بر فقراء ست باید دانست کہ صدقات برائے اموات بسیار مفید ست در مذہب حق اہل سنت و جماعت لیکن مفید بشرطے است کہ ایں صدقات موافق حکم شرع باشند چنانکہ بناء چاہ و مسجد و نقد و لباس و غلات وغیرہ ہا از مال حلال بفقراء دادن کہ ایں امور بالاتفاق جائز ست و مفید بموتی و اگر طعام پختہ بفقراء حوالہ سازند یا بمسجد و خانقاہ بفقراء بفرستند نزد بعضے جائز و نزد بعضے ایں ہم غیر جائز بالجملہ ایں صورت مختلف فیہاست اما در خانہ بطور مہمانی خوراندن خورندگان خواہ فقراء باشند خواہ اغنیاء نزد ہیچ کس جائز نیست کہ ایں رسم جاہلیت عرب و رسم تمام ہنود ہندوستان ست و دریں تشبیہ بکفار ست و سابق حدیث نوشتہ ایم کہ من تشبہ بقوم فھو منھم الحدیث ۔ یہ فتویٰ صحیح ہے یا غیر صحیح اس کا جواب ارشاد فرمائیے ۔

جواب :۔ بندہ کے نزدیک صحیح ہے اور تشبہ اس میں حاصل ہے اگرچہ قلیل ہو ۔

لہ سوال :۔ تقریر مولانا حیدر علی ٹونکی تلمیذ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مہمانی کا کھانا جو میت کے پیچھے پکاتے ہیں اول تو یہ خود ناجائز و مکروہ تحریمی ہے چند وجوہ سے ایک تو یہ کہ بحر الرائق اور دوسری کتابوں میں تصریح ہے کہ ضیافت و مہمانی خوشی اور شادی کے موقع پر تو مشروع ہے نہ کہ برائیوں اور مصیبتوں اور غمی کے موقع پر اول دن کھانا بھیجنا اس شخص کے گھر کہ جہاں موت واقع ہوئی ہے مسنون ہے نہ کہ اس شخص سے کھانا مانگیں خواہ صراحۃً یا یہ کہ اگر وہ نہ پکائے تو اس پر طعنے لگائیں کہ یہ بھی ایک قسم کی طلب ہے کہ اس طلب کے خوف سے وہ کھانا پکائے ۔ دوسرا یہ کہ جریر بن عبداللہ بجلی کی روایت میں ہے کہ ہم میّت کے گھر والوں کے پاس جمع ہونا اور ان کا کھانا پکانا نوحہ گری سمجھتے تھے یعنی تمام دوستوں کے ساتھ لوگوں کا جمع ہونا میت کے گھر والوں کے پاس

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ایصالِ ثواب میں دن اور کھانے کی خصوصیت

سوال :۔ دوسرے روز مرنے کے پیچھے چند آدمی جمع ہو کر کلمہ طیبہ چنوں وغیرہ پر پڑھتے ہیں اُس مجمع میں جانا کیسا ہے؟

جواب :۔ میت کے واسطے کلمہ طیبہ وغیرہ پڑھنا بہت بہتر اور ثواب ہے مگر تخصیص تیسرے روز کی اور چنوں کی بدعت ہے وہاں شریک نہ ہونا چاہیئے۔

میّت کے دفن کے بعد مکان پر فاتحہ

سوال :۔ بعض لوگوں میں دستور ہے کہ جس وقت موتیٰ کو دفن کر کے آتے ہیں اُس کے گھر والے اس وقت فاتحہ پڑھتے ہیں۔ یہ فعل فاتحہ پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

جواب :۔ اس فاتحہ کا کچھ ثبوت نہیں۔

برادری کا میت کے گھر جا کر رسوم ادا کرنا

سوال :۔ حسبِ مروجہ دستور برادری اہلِ میت کے یہاں جا کر فاتحہ پڑھنا اور پگڑی جوڑا دینا درست ہے یا نہیں؟

جواب :۔ یہ سب امور بدعت اور نادرست ہیں البتہ صرف تعزیت کے لئے جانا درست ہے اگر دفن کفن میں نہ شریک ہوا ہو۔

بلا قیود رسوم ایصالِ ثواب کرنا

سوال :۔ میت کو ثواب پہنچانا بلا تعین تاریخ کے یعنی تیجا، دسواں، چالیسواں نہ ہو درست ہے یا نہیں؟

(بقیہ حاشیہ صہ سے آگے) سوائے تجہیز و تکفین کی خدمت کے اور میت کے گھر والے یہ جو کھانا تیار کرتے تھے ہم اس کو نوحہ سمجھتے تھے اور نوحہ خود حرام ہے تو یہ لوگوں کا جمع ہونا اور کھانا پکانا بھی ناجائز و حرام ہوگا۔ تیسرا یہ کہ شریعت کی کتابوں میں صراحت کے ساتھ یہ موجود ہے کہ یہ کھانا تیار کرنا اہلِ میت کا عرب کے زمانۂ جہالت کی عادات و رسوم سے تھا جب اسلام آیا جاہلیت کی رسموں کو موقوف کر دیا لہٰذا صحابہ و تابعین کے زمانہ میں یہ رسم منقول نہیں ہے چنانچہ عام کلمہ گویوں کے درمیان جو سوم۔ دہم بستم و چہلم و ششماہی و برسی کا رواج ہو گیا ہے تمام ناجائز ہے اور اس سے بچنا ضروری ہے۔ ہم دو رسالے ایک تو چھوٹا دو جز کا دوسرا بڑا دس بارہ جز کا اس کھانے کے ناجائز ہونے کی بحث میں لکھ چکے ہیں اور اس کے بعد کہ یہ ناکارہ کھانا پک جائے تو سوائے فقیر و محتاج کے کوئی نہ کھائے اس لئے کہ اس ناکارہ مال کا حکم یہی فقیروں پر تصدق کرنا ہے۔ جاننا چاہیئے کہ صدقات مذہب حق اہل سنت و جماعت میں مُردوں کے لئے بہت مفید ہے لیکن اس شرط سے مفید ہے کہ یہ صدقات شریعت کے حکم کے مطابق ہوں جیسے کنوئیں اور مسجد کا بنانا اور نقد و لباس و غلہ وغیرہ حلال مال سے فقیروں کو دینا کہ یہ امور بالاتفاق جائز ہیں اور میت کے لئے مفید ہیں اور اگر پکا ہوا کھانا فقراء کے حوالے کر دیں یا مسجد و خانقاہ میں فقیروں کو بھیج دیں تو بعض کے نزدیک تو جائز ہے اور بعض کے نزدیک یہ بھی ناجائز ہیں۔ حاصل کلام اس صورت میں تو اختلاف ہے لیکن گھر میں بطور مہمانی کے کھلانا خواہ کھانے والے فقیر ہوں یا اغنیاء کسی کے نزدیک جائز نہیں ہے کہ یہ رسم جاہلیتِ عرب اور ہندوستان کے تمام ہندوؤں کی رسم ہے اور اس میں کفار کے ساتھ مشابہت ہے اور ہم پہلے ایک حدیث لکھ چکے ہیں کہ "جو کسی قوم کے ساتھ مشابہت اختیار کرے وہ انہی میں سے ہوگا۔" (حدیث)

جواب :۔ ثواب میت کو پہنچانا بلا قید تاریخ وغیرہ اگر ہو تو عین ثواب ہے اور جب تخصیصات اور التزامات مروجہ ہوں تو نادرست اور باعث مواخذہ ہو جاتا ہے ۔

اہلِ میت کو کھانا کھلانا

سوال :۔ اس ملک میں بموجب رسم کے اگر کوئی مر جاوے تو اس گھر والے یا اس کے قوم کے لوگ اس کے خویش و اقارب کی روٹی پکاتے ہیں یہاں تک کہ جب تک روٹی تیار نہ ہو تجہیز و تکفین نہیں کرتے۔ اس روٹی کا کھانا حرام ہے یا مکروہ ؟

جواب :۔ اگر کھانا اہلِ میت نے ایسے لوگوں کے واسطے جو نوحہ گر جمع ہیں کہ ان کو کھلاویں تو حدیث میں آیا ہے کہ یہ نوحہ میں داخل ہیں۔ پس یہ حرام ہے اور اگر دوسرے لوگ میت والے کو کھانا کھلاویں تاکہ کھانے کے بعد اس کا غم کم ہو تو درست ہے۔ فقط واللہ تعالےٰ اعلم ۔

مرنے کے بعد چالیس دن تک روٹی دینا

سوال :۔ مرنے کے بعد چالیس روز تک روٹی مُلّا کو دینا درست ہے یا نہیں ؟

جواب :۔ چالیس روز تک روٹی کی رسم کر لینا بدعت ہے ایسے ہی گیارہویں بھی بدعت ہے بلا پابندی رسم و قیود ایصالِ ثواب مستحسن ہے ۔ فقط

بلا چندہ کے حافظ کا خود مٹھائی تقسیم کرنا

سوال :۔ اگر بلا چندہ فراہم کئے حافظ خود اپنے پاس سے شیرینی تقسیم کرے تب کیسا ہے ؟

جواب :۔ اگر حافظ بلا قیود مذکورہ بالا شیرینی تقسیم کرے تو درست ہے ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ختم قرآن کے لئے چندہ کر کے شیرینی منگوانا

سوال :۔ چندہ فراہم کر کے بروز ختم قرآن شریف جو نماز تراویح میں پڑھا جاتا ہے شیرینی خرید کر تقسیم کرنا کیسا ہے ؟

جواب :۔ چندہ کر کے اس طرح شیرینی تقسیم کرنا درست نہیں ہے علی الخصوص اُس جگہ کہ اس شیرینی کا التزام کر لیویں اور اس کے تارک کو ملامت کریں نادرست ہے ۔ فقط واللہ تعالےٰ اعلم

رجبی کا حکم

سوال :۔ رجب کے مہینے میں تبارک الذی چالیس دفعہ پڑھ کر مُردے کی روح کو ثواب پہنچاتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں ؟ سوال ۲ جو کہ مدینہ شریف میں رجبی ہوتی ہے سو وہاں کی طرح یہاں پر ہندوستان میں بھی بہت سے لوگ ۲۶ رجب، ۲۷ شب کو محفل مولود شریف یا ختم قرآن شریف یا فقط وعظ یا کچھ کھانا پکا کر یا کچھ شیرینی تقسیم کر کے حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی ارواح مبارک کو ثواب پہنچانا جائز ہے یا نہیں ؟ اور ۲۷ رتاریخ کو روزہ رکھنا کیسا ہے ؟

جواب :۔ ان دونوں امر کا التزام نادرست اور بدعت ہے اور وجوہ ان کے ناجواز کے اصلاح الرسوم براہین قاطعہ اور ازالہ بجہ میں درج ہیں۔ فقط واللہ تعالےٰ اعلم

درود تاج کا حکم

سوال :- چہ فرمائید علمائے دین رحکم اللہ تعالےٰ در ثبوت وفضیلت وثواب درود تاج کہ در اکثر عوام بالخصوص جہلا شہرت دارد و مندرجہ الفاظ ان نسبتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کردہ دافع البلاء والوباء والقحط والمرض والالم الخ آیا خواندن آں ومعتقد فضیلت وثواب آں از ادلہ شرعیہ ثابت و درست است یا منع وشرک وبدعت[1]۔

جواب :- انچہ فضائل درود تاج کہ بعض جہلا بیان کنند غلط است وقدر آں بجز بیان شارع علیہ السّلام معلوم شدن محال وتالیف ایں درود بعد مرور صدہا سال واقع شد پس چگونہ درودِ ایں صیغہ را موجب ثواب قرار دادہ شود و انچہ در احادیث صحاح صیغہائے درود وارد شدہ آں را ترک کردن وایں را موعود بثواب جزیل پنداشتن و ورد ساختن بدعۃ ضلالت ہست وچوں آنکہ در آں کلمات شرکیہ مذکور اند اندیشہ خرابی عقیدہ عوام است لہٰذا ورد آں ممنوع ہست پس تعلیم درود تاج ہمانا سم قاتل بعوام سپردن ست کہ صدہا مردم بفساد عقیدہ شرکیہ مبتلا شوند وموجب ہلاکت ایشاں گردد۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

شادی اور ختنہ کی روٹی

سوال :- شادی اور ختنہ کی روٹی جس میں بدعات موجود ہوں اُس گھر میں تو کھانا منع ہے اگر وہ روٹی کسی کے گھر بھیج دی جائے تو اُس کا کھانا کیسا ہے ؟

جواب :- جس کے یہاں شادی وختنہ میں رسوم بدعات موجود ہوں اس کے یہاں ہرگز شریک نہ ہو۔ نہ اس کے مکان میں نہ دوسرے مکان میں اگر مکان پر کھانا بھیج دیویں تو خوف فتنہ کا اگر نہ ہو تو نہ لیوے اور اگر نہ لینے کے اندر فساد ہو تو دفع فساد کے سبب سے لے لینا چاہیئے۔ فقط واللہ تعالےٰ اعلم

صفر کے آخری چہار شنبہ کا حکم

سوال :- صفر کے آخری چہار شنبہ کو اکثر عوام خوشی وسرور وغیرہ اطعام الطعام کرتے ہیں شرعاً اس باب میں کیا ثابت ہے ؟

---

[1] علماء دین اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے کیا فرماتے ہیں درود تاج کی فضیلت اور ثواب اور اس کے ثبوت کے بارہ میں اکثر عوام بالخصوص جہلاء میں شہرت رکھتا ہے اور اس کے مندرجہ ذیل الفاظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت رکھتے ہیں دافع بلاء و وباء وقحط ومرض والم (دکھ) آیا اُس کا پڑھنا اور اُس کی فضیلت وثواب کا اعتقاد رکھنا اَدِلّہ شرعیہ سے ثابت اور درست ہے یا نہیں یا یہ شرک وبدعت ہے۔

جواب :- درود شریف کے جو کچھ فضائل بعض جاہل بیان کرتے ہیں بالکل غلط ہے اور اس کا مرتبہ بجز شارع علیہ السلام کے یہاں فرمانے کے معلوم ہونا محال ہے اور اس درود کی تالیف صدہا سال گزرنے کے بعد ہوئی ہے پس کس طرح درود کے اس صیغہ کو باعث ثواب قرار دے سکتے ہیں اور صحیح حدیثوں میں درود شریف کے جو صیغے آئے ہیں اُن کو چھوڑنا اور اس میں بہت کچھ ثواب کی امید رکھنا اور اس کا ورد کرنا گمراہی و بدعت ہے اور چونکہ اس میں کلماتِ شرکیہ بھی ہیں اندیشہ عوام کے عقیدہ کی خرابی کا ہے لہٰذا اس کا پڑھنا ممنوع ہے پس درود تاج کی تعلیم دینا اسی طرح ہے کہ عوام کو زہر قاتل دیدیا جائے کیونکہ بہت سے آدمی عقیدہ شرکیہ کے فساد میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور ان کی ہلاکت کا موجب ہوتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

جواب :۔ شرعاً اس باب بھی کچھ بھی ثبوت نہیں جہلاء کی باتیں ہیں ۔

میّت کے لئے چھپتر ہزار بار کلمہ پڑھنا

سوال :۔ جو حدیثوں میں وارد ہے کہ میت کے واسطے چھپتر ہزار مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھا جاوے وہ جنتی ہے پس اگر دوسرے روز پڑھتے ہیں تو دو جا اور تیسرے دن تیجہ علی ہذا چوتھا وغیرہ اور اسی کو علماء بدعت کہتے ہیں تو اب کس طور سے میت کو ثواب پہنچایا جائے اور میّت کے مکان پر یا میت کے قریب کی مسجد میں بیٹھ کر قرآن مجید یا کلمہ طیبہ کسی دن مقررہ پر پڑھیں یا نہیں ؟

جواب :۔ جس وقت میّت کے مکان پر جمع ہوتے ہیں اُس کی تجہیز و تکفین کے واسطے وہاں جو لوگ کاروبار میں مشغول ہیں وہ اپنے کام میں رہیں اور باقی کلمہ پڑھے جاویں جس قدر ہو جاوے اور باقی کو اپنے گھر پڑھ دیویں کوئی حاجت اجتماع کی بھی نہیں حدیث میں ایک جلسہ میں پڑھنا یا جمع ہو کر پڑھنا تو ذکر نہیں ہوا پڑھنا فرمایا ہے جس طرح ہو کر دیویں ۔

صلوٰۃ غوثیہ کا حکم

سوال :۔ صلوٰۃ غوثیہ اکثر مشائخوں میں مروّج ہے اس کا پڑھنا جائز ہے یا نہیں ؟

جواب :۔ بندہ اس کو پسند نہیں کرتا اور نہ جائز جانے ۔ فقط واللہ تعالےٰ اعلم

صلوٰۃ غوثیہ وہول ومعکوس

سوال :۔ صلوٰۃ غوثیہ جو اکثر عوام پڑھتے ہیں جائز ہے یا نہیں اور صلوٰۃ معکوس اور صلوٰۃ ہول بھی جائز ہے یا نہیں ؟

جواب :۔ صلوٰۃ غوثیہ کی حقیقت ہم کو معلوم نہیں اور صلوٰۃ معکوس فی الحقیقت نماز نہیں بلکہ مجاہدہ ہے اور صلوٰۃ ہول کا ثبوت صحاح حدیث سے نہیں ۔

صلوٰۃ الرغائب وغیرہ کا حکم

سوال :۔ صلوٰۃ الرغائب رجب کے اوّل جمعہ کی شب کو اور صلوٰۃ نصف شعبان اور صلوٰۃ الضحیٰ بہئیت مخصوصہ ثابت ہیں یا نہیں ؟ درصورت عدم ثبوت ان کا فاعل کس درجہ کا گنہگار ہو گا۔ کبیرہ کا یا صغیرہ کا ۔ فقط

جواب :۔ یہ نمازیں بایں قیود جو مروّج ہیں بدعت ضلالہ ہیں جس کا مآل گناہ کبیرہ کا ہے اگرچہ نفس صلوٰۃ نفل مندوب ہے شرح اس کی براہین قاطعہ میں دیکھو ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم ۔

۱۱ تاریخ کو نذر اللہ کر کے غرباء و امراء کو کھانا کھلانا

سوال :۔ ایک شخص ہر مہینہ کی گیارہ تاریخ کو گیارہویں کرتا ہے نذر اللہ اور کھانا پکا کر غرباء اور امراء سب کو کھلاتا ہے اور اپنے دل میں یہ سمجھتا ہے کہ جو چیز نذر لغیر اللہ ہو وہ حرام ہے اور میں جو گیارہویں کرتا ہوں یا توشہ کرتا ہوں کہ جو منسوب ہے بفعل حضرت بڑے پیر صاحبؒ اور حضرت شاہ عبدالحق صاحبؒ کے ہرگز ان حضرات کی نذر نہیں کرتا بلکہ محض نذر اللہ کرتا ہوں صرف اس غرض سے کہ یہ حضرت کیا کرتے تھے ان کے عمل کے موافق عمل کرنا موجب خیر و برکت ہے اور جو شخص ان حضرات کی یا اور کسی کی نذر کرے گا سوائے اللہ جل شانہٗ وہ حرام ہے کبھی حلال نہیں تو اب دریافت طلب امر یہ

ہے کہ ایسے عقیدے والے کو گیارہویں یا توشہ کرنا جائز ہے یا نہیں اور موجب برکت بھی ہے یا نہیں اور اس کھانے کو مسلمان دین دار تناول فرمائیں یا نہیں ؟

جواب :۔ ایصال ثواب کی نیت سے گیارہویں کو توشہ کرنا درست ہے مگر تعین یوم و تعین طعام کی بدعت اس کے ساتھ ہوتی ہے اگرچہ فاعل اس تعین کو ضروری نہیں جانتا مگر دیگر عوام کو موجب ضلالت کا ہوتا ہے لہٰذا تبدیل یوم و طعام کیا کرے تو پھر کوئی خدشہ نہیں۔

تین برس کے بچہ کی فاتحہ

سوال :۔ تین برس کے بچے کی فاتحہ دوجہ کی ہونا چاہیئے یا سوم کی ہونا چاہیئے۔ بینوا توجروا

جواب :۔ شریعت میں ثواب پہنچانا ہے دوسرے دن ہو خواہ تیسرے دن باقی یہ تعین عرفی ہیں۔ جب چاہیں کریں انہیں دنوں کی گنتی ضروری جاننا جہالت و بدعت ہے۔ واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ بمحمد ن المصطفےٰ النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

تیجہ کن کی رسم ہے

سوال :۔ میت کے بعد تیسرے دن قل پڑھنا چند ملایان اور اقرباء و احباب کو جمع کر کے سورہ ملک اور تین قل اور آیت مفلحون تک اور ما کان محمد ابا احد الایتہ پڑھ کر ہاتھ اٹھا کر ارواح اموات کو ثواب پہنچانا اس سے فارغ ہو کر ملایان کو کسی قدر غلہ دینا اور چلا جانا ثابت ہے یا نہیں ؟

جواب :۔ تیسرے دن کا مجمع میت کے واسطے اولاً مشابہت ہنود کی کہ ان کے یہاں تیجہ ضروری رسم جاری ہے حرام ہوگا بسبب مشابہت کے قال علیہ السلام من تشبہ بقوم فھو منھم[1] الحدیث۔ ثانیاً تقرر کرنا تیسرے دن کا یہ خود بدعت ہے اس کی کچھ اصل شرع میں نہیں۔ ثالثاً جو کچھ مُلّا اکٹھے مل کر پڑھتے ہیں بطمع فلوس پڑھتے ہیں کہ ورثہ میت بھی مانتے ہیں کہ مُلّا کو اس قدر دینا ہوگا اور ضروری جانتے ہیں چنانچہ معین ہے اور مُلّا بھی جانتے ہیں کہ ہم کو یہ ملے گا کیونکہ معین و مقرر ہو رہا ہے اور شرع میں جو چیز کہ معروف و معین ہوتی ہے اُس کو مثل زبانی شرط لگانے کے فرمایا ہے المعروف کالمشروط قاعدہ فقہ کا مسلمہ ہے پس جو کچھ ملاؤں کو دیا جاتا ہے وہ اُجرت اُن کے پڑھانے کی ہے اور جو پڑھائی کہ اُجرت پر ہوتی ہے اُس کا ثواب نہ پڑھنے والے کو ہوتا ہے اور نہ مُردے کو لہٰذا یہ فعل اُن کا باطل اور لینا دینا دونوں حرام اور موجب ثواب کا نہیں بلکہ گناہ ہے مُردہ کو اُس کا ثواب نہیں ہوتا ہے اور دینے والے اور لینے والے دونوں گنہگار ہوتے ہیں لہٰذا اس کام کا ترک بھی واجب ہے اور اگر لوجہ اللہ ثواب پہنچانا منظور ہے تو ہر شخص اپنے مکان پر پڑھ کر پہنچا دے اور تیسرے دن کا کیوں انتظار کیا جائے نفس ایصالِ ثواب کو کوئی منع نہیں کرتا ہے اگر بلا تعین ہو مگر ان قیود و خصوصیات کے ساتھ بدعت بھی ہے اور ثواب بھی نہیں پہنچتا ہے۔ فقط واللہ تعالےٰ اعلم

---

[1] نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کسی قوم کے ساتھ مشابہت کرے وہ انہی میں سے ہو گیا۔

بروز ختم مسجد میں روشنی

سوال :۔ بروز ختم قرآن شریف کے ضرورت سے زیادہ روشنی کرنا کیسا ہے ؟

جواب :۔ ضرورت سے زائد روشنی کرنا اور پھر اُس کے ساتھ اُس کو ضروری سمجھنا اسراف و بدعت ہے اور نادرست ہے۔ فقط واللہ تعالےٰ اعلم

پیر یا اُستاد کی برسی کرنا

سوال :۔ ہر سال اپنے پیر یا اُستاد کی برسی کرے یعنی جب سال بھر مرے ہوتے ہو جاوے تو ایک دن مقرر کرے اس روز کا نام عرس شریف رکھے اور اس دن کھانا پکا کر تقسیم کراوے مساکین کو اور ختم کرے پنج آیت قرآنی کا تو اس کا صوفیائے کرام کے یہاں اور ہماری شریعت میں کیا حکم ہے جائز یا ناجائز ؟

جواب :۔ کھانا تاریخ معین پر کھلانا کہ پس و پیش نہ ہو بدعت ہے اگرچہ ثواب پہنچے گا اور طریقہ معینہ عرس کا طریقہ سنت کے خلاف ہے لہٰذا بدعت ہے اور بلا تعین کر دینا درست ہے۔ فقط

مصیبت کے وقت بخاری شریف کا ختم

سوال :۔ کسی مصیبت کے وقت بخاری شریف کا ختم کرانا قرون ثلثہ سے ثابت ہے یا نہیں اور بدعت ہے یا نہیں ؟

جواب :۔ قرون ثلثہ میں بخاری تالیف نہیں ہوئی تھی مگر اس کا ختم درست ہے کہ ذکر خیر کے بعد دعا قبول ہوتی ہے اس کا اصل شرع سے ثابت ہے بدعت نہیں۔ فقط رشید احمد عفی عنہ

مرنے کے بعد چالیس شب تہلیل کرنا

سوال :۔ تہلیل بعد مرنے کے اُمراء چالیس شب متواتر اور غرباء ہر جمعہ کی رات چالیس شب تک پڑھتے ہیں درست ہے یا نہیں ؟

جواب :۔ مردہ کو ثواب کھانے کا اور کلمہ تہلیل اور قرآن کا پہنچانا ہر روز بغیر کسی تاریخ کے درست ہے مگر بہ قیود تاریخ معین کے کہ پس و پیش نہ کریں اور اس کو ضروری جانیں بدعت ہے اور ناجائز ہے جس امر کو شریعت نے مطلق فرمایا ہے اپنی عقل سے اُس میں قید لگانا حرام ہے۔

ملفوظات

(۱) مجلس مولود مروج خود بدعت ہے اور اس میں قیام کو سنت مؤکدہ جاننا بھی بدعت ضلالہ ہے اور فخر عالم علیہ السلام کو مجلس مولود میں حاضر جاننا بھی غیر ثابت ہے اگر باعلام اللہ تعالیٰ جانتا ہے تو شرک نہیں ورنہ شرک ہے اور بوقت ملاقات علماء و صلحاء کا ہاتھ چومنا مباح ہے اور قبور اولیاء اللہ سے دُعا چاہنا ہی مسئلہ مختلف فیہا ہے جس کے نزدیک سماع موتیٰ ثابت ہے وہ جائز کہتے ہیں اور جو انکار سماع کا کرتے ہیں وہ لغو کہتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ سنت سے اس طرح دعا کرانا ثابت نہیں لہٰذا بدعت ہے۔ بندہ کے نزدیک مختلف فیہا مسائل میں فیصلہ نہیں ہو سکتا البتہ احوط کو پسند کرتا ہوں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) طاعون وبا وغیرہ امراض کے شیوع کے وقت کوئی خاص نماز احادیث سے ثابت نہیں نہ اس وقت اذانیں کہنا کسی حدیث میں وارد ہوا ہے اس لئے اذان کو یا نماز جماعت کو ان موقعوں میں ثواب یا مسنون یا مستحب جاننا خلاف واقع ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

نقل مکتوب مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی سلمہ اللہ تعالےٰ

(۳) مجلس مولود مروجہ بدعت ہے بوجہ خلط امور مکروہہ کے مکروہ تحریمہ ہے اور قیام بھی بوجہ خصوصیت کے بدعت ہے اور امرد لڑکوں کا پڑھنا راگ میں بسبب اندیشۂ ہیجان فتنہ کے مکروہ ہے اور فاتحہ مروجہ بھی بدعت ہے۔ معہذا مشابہت بفعل ہنود ہے اور تشبہ غیر قوم کے ساتھ منع ہے۔ ایصالِ ثواب بدوں اس ہئیت کے درست ہے اور سوئم، دہم و چہلم جملہ رسوم ہنود کی ہیں۔ اس تخصیص ایام میں مشابہت ہوتی ہے اور تخصیص ایام کی بدعت بھی ہے اگرچہ اصل ایصال ثواب بدوں کسی تخصیص و مشابہت کے درست ہے۔ فقط اما بعد الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علی رسول اللہ فاقول باللہ المجیب محق وجمیع الاجوبۃ حقۃ وانا المفتاق الی اللہ الغنی محمد طیب المکی المدرس الاول فی المدرسۃ العالیۃ الرامپوریۃ۔

الاجوبۃ صحیحۃ واللہ سبحانہ اعلم بالصواب محمد لطف اللہ عفی عنہ — العبد ذلک حق محمد گل مالک ومہتمم مدرسہ امدادیہ مراد آباد

قاضی ریاست رامپور

خادم شریعت رسول اللہ قاضی ومفتی محمد لطف اللہ	المجیب مصیب قاضی عبدالوہاب خاں	بے نظیر ۱۳۰۰ شگفتہ گل محمد	المجیب مصیب محمد قاسم علی عفی عنہ
محمد جعفر علی خاں ولد محمد اکبر علی خاں	عبدالوہاب خاں والد حافظ عمر خاں	ہذہ الاجوبہ صحیحہ محمد جعفر علی عفی عنہ	محمد قاسم علی خلف مولانا عالم علی

منقولہ از ہدایۃ المبتدعین مطبوعہ ہاشمی میرٹھ

(۴) نقل خط:۔ حضرت سیدنا حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مہاجر مکہ مکرمہ زاد اللہ شرفہا در مسئلہ مجلس میلاد فاتحہ برفع شبہات مولوی نذیر احمد خاں صاحب رامپوری شبہ براہین قاطعہ میں مجلس میلاد کو بدعت ضلالہ کہا اور فاتحہ اور محفل میلاد کرنے والوں کو ہنود اور روافض لکھا۔ فقط۔ از فقیر امداد اللہ چشتی فاروقی عفی عنہ بخدمت مولوی نذیر احمد خاں صاحب بعد تحیۃ السلام آنکہ خط آپ کا آیا مضمون سے مطلع ہوا ہر چند کہ بعض وجوہ سے عزم تحریر جواب نہ تھا مگر بغرض اصلاح اور توضیح عبارت براہین قاطعہ بالاختصار کچھ لکھا جاتا ہے شاید اللہ تعالےٰ نفع پہنچائے۔ ان ارید الا الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ۔

جواب:۔ صاحب براہین قاطعہ نے نفس ذکر میلاد کو بدعت ضلالہ نہیں کہا قیوداتِ زائدہ محرمہ مکروہہ کو کہا ہے اور نہ نفس ذکر و قیام کرنے والوں کو ہنود اور روافض لکھا بلکہ عقیدہ باطلہ پر حکم حرمت و مشابہت روافض و ہنود کا لگایا ہے۔ چنانچہ جو فتوے مولوی احمد علی صاحب مرحوم اور مولوی رشید احمد صاحب سلمہٗ میں یہ امر مصرح موجود ہے کہ نفس ذکر میلاد کو وہ باعث حسنات و برکات لکھتے ہیں اور براہین قاطعہ میں مکرر اس کو ظاہر کیا ہے انصاف شرط ہے۔ فقط

(۵) مسئلہ:۔ طواف قبور اولیاء اللہ کا حرام ہے سوائے بیت اللہ کے کسی کا طواف درست نہیں۔ ملا علی قاری شرح مناسک میں فرماتے ہیں۔ ولا یطوف ای لا یدور حول البقعۃ الشریفۃ لان الطواف من مختصات الکعبۃ المنیفۃ فیحرم حول قبور الانبیاء والاولیاء ولا عبرۃ بما یفعلہ الجہلۃ ولو

کانوا فی صورۃ المشائخ والعلماء[1] انتہیٰ و فی المراح لو طاف حول مسجد سوی الکعبۃ یخشی علیہ الکفر[2] انتہیٰ ہر گاہ کہ مسجد کے طواف میں خوف کفر کا ہو تو طواف قبور سے بطریق اولیٰ کافر ہو جاوے۔ پس اگرچہ کوئی صورت عالم و درویش ہو کر طواف کرے وہ فاسق ہے ہرگز اُس کے قول و فعل کا اعتبار نہ کریں اور اس فعل سے حرام جانکر اجتناب کریں۔ فقط واللہ تعالےٰ اعلم

(۶) مسئلہ :۔ توشہ مُردہ کے ساتھ لے جانا عادت یہود اور ہنود کفار کی ہے من تشبہ بقوم فھو منھم الحدیث۔ سو اگر جو کوئی رسم کافر کی لیوے گا وہ کفار میں شمار ہو گا۔ پس توشہ مُردہ کے ساتھ ہرگز کہیں قرون ثلثہ میں ثابت نہیں ہوتا بلکہ یہ فعل کفار کا ہے سو اس کا کرنا بدعت اور گناہ ہے ہرگز درست نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس میں ذرا سی مشابہت کفار سے ہوتی اس کو منع فرما دیا ہے۔ چنانچہ احادیث اس امور سے پُر ہیں۔ پس اس فعل کو مردود و گناہ جان کر ترک کرنا واجب ہے۔ فقط واللہ تعالےٰ اعلم۔

(۷) بوسہ دینا بزرگوں اہل سنت کے قدم کو اگرچہ درست ہے مگر اس کا کرنا اولیٰ نہیں کہ عوام اس سے فتنہ میں پڑ جاتے ہیں لہٰذا اس کا ترک کرنا چاہیئے اور لفظ یا مرشد اللہ وغیرہ جہلاء کے ایجاد کئے ہوئے ہیں کہ سلام کی جگہ اس کو بولتے ہیں لہٰذا بدعت ہے معہذا اس کے بعض معنی موہم کفر کے ہیں۔ مرشد اللہ کے معنی ایک یہ بھی ہیں کہ تم اللہ کے مُرشد ہو۔ معاذ اللہ اگرچہ دوسرے معنی درست بھی اس کے ہیں۔ سو جو کلمہ ایسا ہو کہ اُس کے معنی اچھے اور بُرے دونوں ہو سکتے ہوں اُس کو بولنا منع ہے۔ ایسے موہم لفظ کا استعمال درست نہیں جیسا کہ حق تعالےٰ فرماتا ہے "لا تقولوا راعنا وقولوا انظرنا" راعنا کے معنی ایک اچھے تھے جس کو مسلمان مراد لیتے تھے۔ دوسرے معنی بُرے تھے جس کو یہود مراد لیتے تھے اُس پر مسلمانوں کو منع کر دیا کہ ایسا لفظ مت بولو خالص اچھے معنوں کے لفظ کہو پس یہ لفظ مرشد اللہ کہنا نہیں چاہیئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(۸) آخری چہار شنبہ کی کوئی اصل نہیں بلکہ اس دن میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شدت مرض واقع ہوئی تھی تو یہودیوں نے خوشی کی تھی وہ اب جاہل ہندیوں میں رائج ہو گئی نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا۔

---

[1] اس کا ترجمہ پہلے آچکا ہے [2] اور اطراح میں ہے کہ سوائے کعبہ کے اور کسی مسجد کا اگر کوئی طواف کرے تو اس پر کفر کا خوف ہے۔
[3] جو کسی قوم کے ساتھ مشابہت کرے وہ انہی میں سے ہے ۔

کتابُ التفسیر والحدیث

ایمان میں کمی و زیادتی کا مطلب

سوال :۔ زید کہتا ہے جو شخص کہے کہ ایمان کم و زیادہ ہوتا ہے وہ کافر ہے اور یہ بات بھی علماء پر ظاہر ہے کہ اکابر صحابہ میں سے مثل حضرت عمرؓ و حضرت علی و ابن مسعود و معاذ بن جبل و ابو درداء و ابن عباس و عبداللہ بن عمرو عمار و ابو ہریرہ و حذیفہ و حضرت عائشہ وغیرہم رضی اللہ عنہم کمی و زیادتی ایمان کے قائل تھے از قسطانی شرح بخاری وغیرہ اور ایسے ہی تابعین عظام اور اتباع ان کے اور جملہ محدثین اور فقہاء خاص کر تینوں امام مالک و شافعی و احمد بن حنبل جن کے مذہب حق سمجھے جاتے ہیں اور سفیان ثوری اور اوزاعی و اسحق بن راہویہ خصوصاً حضرت امام نخعی استاد امام صاحب یہاں تک کہ سیدنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی وغیرہ رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین یہ سب اہل سنت اکابرین دین کمی زیادتی ایمان کے قائل تھے اور اہلِ حق میں شمار کیونکہ ان سب کا استدلال قرآن و حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تھا۔ پس ظاہر ہے کہ زید کے قول بالا عام میں یہ سب اکابران دین شامل ہوتے ہیں بلکہ معاذ اللہ خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک نیز بے ادبی ہے ہاں اختلاف ائمہ کا دوسری بات ہے۔ مگر اختلاف کی وجہ سے ایک نے دوسرے کو کافر نہیں فرمایا اور احادیث میں یہ بھی آیا ہے کہ جو کوئی کسی کو کافر یا ملعون کہتا ہے اگر وہ قابلِ کفر یا لعنت ہوتا ہے تو اس پر پڑتی ہے ورنہ وہ کفر و لعنت کہنے والے کی طرف عائد ہوتی ہے اور اگر زید کو سمجھایا جاتا ہے کہ اس قول سے توبہ کرو تو ہرگز نہیں مانتا بلکہ اپنے قول پر زیادہ مصر ہوتا ہے اور ہٹ کرتا ہے مطلقاً باز نہیں آتا۔ پس صورت مذکورہ بالا کا کیا حکم ہے یعنی اکابرانِ دین بفضلہٖ تعالیٰ کسی طرح کفر کے مصداق نہیں ہیں اب زید باوجود اس تکفیرِ عام کے اور اصرار کبیرہ کے قابل کفر ہے یا نہیں اور جب تک تائب نہ ہوئے اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ اور امام صاحب سے لے کر سلف و خلف حنفیہ معتبرین میں سے کسی نے زید کا سا فتویٰ ایمان کے کم و زیادہ کہنے والوں کے حق میں دیا ہے یا نہیں؟ حنفی مذہب کی معتبر کتابوں سے اس کا جواب تحریر فرما کر مرحمت فرماویں۔

جواب :۔ از عدالت شرع شریف صدر ریاست ٹونک راجپوتانہ اختلاف سلف صالح کا اس مسئلہ میں کہ ایمان کم و بیش ہوتا ہے یا نہیں؟ اہل علم میں مشہور اور کتب شرعیہ میں مذکور ہے اور اختلافات ائمہ امت میں یہی حکم ہے کہ جو قول و فعل ایک کے نزدیک راجح ہے آپ اس کا پابند رہے مگر دوسرا شخص جو اس کے خلاف پر ہے اس کی تذلیل نہ کرے چہ جائیکہ اس کی تکفیر کرے۔ پس زید جو قائلان کمی بیشی ایمان کو بسبب اس قول کے کافر کہتا ہے وہ خود بسبب اس تکفیر کے دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ زید پر لازم ہے کہ جس طرح اس نے علی الاعلان قائلان کمی بیشی ایمان کی بسبب اس قول کے تکفیر کی ہے اسی طرح علی الاعلان اس تکفیر سے توبہ کرے اور نادم ہو ورنہ اہلِ اسلام نہ اس کا وعظ سنیں نہ اس کے پیچھے نماز پڑھیں بلکہ اس کے اختلاط سے بالکل کنارہ کریں۔ فقط ۳۰ محرم ۱۳۱۷ھ ہجری مواہیر عدالت شرع شریف

صدر ریاست ٹونک ۔

دوست محمد	عبدالحمید	محمد عظیم	محمد امام الدین

الجواب :۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ ایمان باعتبار کیفیت کے اور مراتب کمال کے کم وزیادہ ہوتا ہے اور باعتبار کمیت کے کم وزیادہ نہیں ہوتا ۔ پس نزاع مابین الفریقین صرف لفظی ہے جو نافی کم وزیادت ہیں وہ کمیّت کو کہتے ہیں اور جو مثبت کم وزیادت ہیں وہ کیفیت کے اعتبار سے اثبات زیادت ونقصان کرتے ہیں اور جب اصل منشاء اختلاف میں باعتبار مآل و مقصود اتحاد ہے تو فریقین کا قول حق ہوا اور نسبت خطا و ضلال کسی ایک کی طرف بھی نہیں ہوسکتی اس لئے ان میں سے کسی ایک کو کافر یا مشرک کہنے والا خود خاطی اور سخت جری ہے مگر چونکہ اس کی تکفیر بنا بر تاویل ہے ہوائے نفس نہیں اس لئے اس کو بھی کافر کہنا مناسب نہیں ۔ البتہ اس قدر ہے کہ فقہاء اور محدثین کی جماعت کو کافر کہنے سے وہ سخت درجہ کا فاسق اور گناہ گار ہے ۔ واللہ اعلم بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

رشید احمد ۱۳۰۱ھ

وتوکل علی العزیز الرحمٰن	الٰہی عاقبت محمود گردان

الجواب صحیح عزیز الرحمٰن عفی عنہ دیوبندی
مفتی مدرسہ عالیہ دیوبند

الجواب صحیح بندہ محمود عفی عنہ
مدرس اول مدرسہ عالیہ دیوبند

ایمان زیادہ ہوجانا یا ناقص ہوجانا امام شافعیؒ کا مذہب ہے اور اصل جوہر ایمان کو برقرار تصور کرنا حضرت امام ابوحنیفہ کا مذہب ہے لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو سرے سے خلاف نہیں کیونکہ اگر ایمان نام تصدیق کا ہے تو وہ کیفیت اذعانی ہے قبول زیادت ونقصان نہیں کرتا اور اگر طاعت کا نام ہے تو قبول کرے گی قال الامام ھذا بحث لفظی لان المراد بالایمان ان کان ھو التصدیق فلا یقبلھا وان کان الطاعات فیقبلھما [1] عینی شرح بخاری قول بکفر ناجائز ہے اور قائل کو تعزیر دینا چاہیئے ۔ عبدالجلیل عفی عنہ مدرس اول مدرسہ فتحپوری دہلی

عبدالجلیل	محمد منفعت علی

الجواب صحیح محمد منفعت علی عفی عنہ مدرس فتح پور دہلی ۔

زید کا یہ مقولہ سخت فسق اور قریب بکفر ہے اگر یہ مقولہ زید باوصف علم اس امر کے ہے کہ جملہ صحابہ اور ائمہ اہل ملت والدین رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین اس عقیدہ پر ہیں تو قطعی کفر ہے اور ایسے مقولہ سے کافر ہوجاتا ہے اور دائرہ اسلام سے خارج اور باوجود عدم علم مذاہب سلف ائمہ امت کے یا علم اس حدیث موضوع منقولہ فوائد المجموعہ فی احادیث الموضوعہ مؤلفہ امام ربانی قاضی محمد بن علی الشوکانی رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث من قال الایمان یزید وینقص فقد خرج من امر اللہ ومن قال انا مؤمن انشاء اللہ فلیس لہ فی الاسلام نصیب رواہ محمد بن تمیم وھو واضعہ [2] کفر نہ ہوگا اگرچہ فسق سے خالی بھی نہیں ، بالخصوص واعظ خلق اللہ ہو کر ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ الاحقر بندہ ابوسعید عفا اللہ تعالیٰ عنہ

ابوسعید احمد ۱۳۱۷

---

[1] امام نے فرمایا ہے کہ یہ بحث لفظی ہے اس لئے کہ مراد ایمان سے اگر تصدیق ہے تو وہ ان دونوں کو قبول نہیں کرتے اور اگر طاعت سے ہے تو ان دونوں کو قبول کریں گے ۔

[2] جس نے کہا کہ ایمان زیادہ اور کم ہوتا ہے تو وہ امر الٰہی سے نکل گیا اور جس نے یہ کہا کہ میں مومن ہوں انشاء اللہ تو اس کو اسلام میں کوئی حصہ نہیں ملے گا اس کو محمد بن تمیم نے روایت کیا ہے اور وہی اس کا گھڑنے والا ہے ۔

قرآن کو غنا سے پڑھنا

سوال :۔ احادیث میں جو تغنی بالقرآن کو محمود و مستحسن فرمایا گیا ہے بالخصوص اس حدیث میں لیس منا من لم یتغن بالقرآن[1]۔ اس میں گویا واجب اور اس کے ترک کو حرام کر دیا گیا ہے لہٰذا مراد تغنی بالقرآن سے حسنِ صوت بے تکلف بلا زیادتی کمی الفاظ ہے یا بہ موسیقی و مطربان کیونکہ اقوال فقہاء مختلف ہیں۔ بعض ممنوع مطلق کہتے ہیں بعض مطلق اجازت دیتے ہیں اگرچہ بقوانین موسیقی ہو۔ بعض بے تکلف طبع و سماحت جواز بہ موسیقی و مطربان عدم جواز کے قائل ہیں لہٰذا مطلب حدیث موید بقول ثالث ہے یا نہیں ؟

جواب :۔ اس حدیث میں مراد حسن صوت سے اور خوش الحانی سے پڑھنا ہے اور ایسی طرح تغنی کرنا کہ حروف میں زیادتی و کمی نہ ہو جائز بلکہ مستحسن ہے اور ایسی طرح پر پڑھنا کہ حروف میں کمی زیادتی پیدا ہو جائے جائز نہیں۔ فقط واللہ تعالےٰ اعلم

غرائب قرآن کا مطلب

سوال :۔ لفظ غریب سے ان عبارات میں جو ذیل میں درج ہیں سوائے اس اصطلاح کے جو اہلِ حدیث کی ہے کوئی اور معنی مراد ہیں یا کیا اتقان میں ہے اعربوا القرآن والتمسوا غرائبہ[2] مشکوٰۃ شریف میں ہے اعربوا القرآن واتبعوا غرائبہ[3] عجالہ نافعہ میں ہے و برائے شرح غریب و توجیہات عبارات آں کتاب مجمع البحار شیخ محمد طاہر خنتی است از جمیع مواد[4] فوز الکبیر میں ہے و از انجملہ شرح غریب است و بنائے آں بر تتبع لغت عرب ست یا تفطن بہ سیاق و سباق آیت و دانستن مناسبت لفظ باجزاء جملہ کہ در آں واقع شدہ است[5] و بعد چند سطور کے اسی کتاب میں ہے۔ ولہٰذا اقوال صحابہ و تابعین دریں باب مختلف شد و ہر یکے رائے سلوک کرد تفسیر مصنف را دو بار شرح غریب می باید سنجید یکے در استعمالات عرب کہ کدام وجہ اقویٰ و ارجح است و دیگر در مناسبت سابق و لاحق کہ کدام وجہ اولی واقع است بعد احکام مقدمات و تتبع موارد استعمال و تفحص آثار[6] اور اسی کتاب میں ہے فصل غریب قرآن کہ در احادیث انرا بمزید اہتمام و

---

[1] وہ ہم میں سے نہیں جو قرآن کو غناء سے نہ پڑھے

[2] قرآن کو اعراب لگاؤ اور اس کی غریب باتوں کو تلاش کرو۔

[3] قرآن کو اعراب لگاؤ اور اس کی غریب باتوں کی پیروی کرو

[4] غریب کی شرح اور اس کی عبارات کی توجیہات کے لئے کتاب مجمع البحار شیخ محمد طاہر خنتی کی ہے تمام مواد سے۔

[5] اور اس منجملہ غریب کی شرح ہے اور اس کی بنیاد لغت عرب کی تلاش پر ہے یا آیت کے سیاق و سباق کے سمجھنے پر اور یہ جاننے پر کہ لفظ کی مناسبت اس جملہ کے اجزاء سے کیا ہے جس میں وہ واقع ہوا ہے۔

[6] اور اسی لئے صحابہ و تابعین کے اقوال اس بارے میں مختلف ہیں اور ہر ایک نے ایک رائے اختیار کی مصنف کی تفسیر کو دو بار غریب کی شرح میں تولنا چاہیئے ایک تو استعمالات عرب میں کہ کونسی وجہ زیادہ قوی و راجح ہے اور دوسری سابق و لاحق کی مناسبت میں کہ کون سی وجہ اولیٰ اور بیٹھنے والی ہے بعد احکام مقدمات اور استعمال کے مواقع کے تتبع اور تفحص آثار کے۔

بیان فصل تخصیص کردہ شد انواع است[1]۔ مسوی میں ہے وابتین ما مست الیہ الحاجۃ فی معانیہ اللغویۃ من شرح غریب وضبط مشکل او معانیہ الفقہیۃ من بیان علۃ الحکم واقسامہ[2]۔ مصفی میں ہے۔ پس منصب محدّث روایت حدیث ست وتمیز تحریف از غیران وشرح غریب ودلالت عبارت کہ باعتبار لغت بودہ باشند[3]۔ نیز اتقان میں ہے قال ابوبکر بن الانباری قد جاء من الصحابۃ والتابعین کثیر الاحتجاج علی غریب القرآن ومشکلہ بالشعر الی ان قال ولیس الامر کما زعموہ من انا جعلنا الشعر اصلاً للقرآن بل اردنا تبین الحرف الغریب من القرآن بالشعر[4]۔ اور اسی کتاب میں دوسری جگہ ہے۔ وقال ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ الشعر دیوان العرب انتہیٰ فاذا خفی علینا حرف القرآن الذی انزل اللہ بلغۃ العرب رجعنا الی دیوانہا فالتمسنا معرفۃ ذلک منہ ثم اخرج من طریق عکرمۃ عن ابن عباس قال اذا سالتمونی عن غریب القرآن فالتمسوہ فی الشعر فان الشعر دیوان العرب[5]۔

پس ان احادیث صدر اور عبارات کتب شرعیہ مفصلہ صدر میں معنی لفظ غریب قرآن اور غریب حدیث کے کیا ہیں؟ آیا الفاظ اور لغات مشکلہ مراد ہیں یا کیا اور نیز حدیث شریف واتبعوا غرائبہ یا التمسوا غرائبہ میں غریب سے کیا مراد ہے جواب مشرح لکھوا دیجئے کہ باعث تسکین ہو۔

جواب:۔ ان سب میں مراد غریب سے وہ لفظ ہے کہ جس کے معنی ظاہر نہ ہوں مگر لفظ اتبعوا غرائبہ میں غرائب کا لفظ عام ہے نکات ومعانی غیر معروف اور الفاظ غیر معلومہ سب کو متناول ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سورۂ اخلاص وسورہ یٰسین کے ثواب کا مطلب

سوال:۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ تین بارہ سورۂ اخلاص پڑھنے سے ایک قرآن شریف کا ثواب ملتا ہے اور یٰسین شریف ایک بار پڑھنے سے دس قرآن شریف کا ثواب ملتا ہے یہ ثواب مطابق ان لوگوں کے ملتا ہے جو کہ سورہ بقرہ سے سورہ والناس تک پڑھتے ہیں یا حدیث شریف کا کچھ اور مطلب ہے اور اس ثواب سے کس قدر ثواب مراد ہے۔

---

[1] فصل۔ قرآن کا غریب کہ احادیث میں اس کو مزید اہتمام اور فصل کے بیان کے ساتھ مخصوص کیا ہے وہ کئی قسم پر ہے۔

[2] اور میں ظاہر کرتا ہوں جس کی طرف ضرورت ہوتی ہے اس کے لغوی معانی بیان کرنے میں غریب کی شرح اور مشکل کو ضبط کرنے یا اس کے فقہی معانی سے جو حکم کی علت اور اس کے اقسام بیان کریں۔

[3] پس محدث کا منصب حدیث کی روایت ہے اور تحریف کا امتیاز کرنا اس کے غیر سے اور غریب کی شرح کرنا اور عبارت کی دلالت جو باعتبار لغت ہوتی ہو۔

[4] ابوبکر بن انباری نے کہا ہے کہ صحابہ اور تابعین سے غریب قرآن اور اس کے مشکل پر بہت حجتیں شعر سے آئی ہیں حتیٰ کہ یہ کہا اور معاملہ ایسا نہیں ہے جیسا انہوں نے گمان کر لیا کہ ہم نے شعر کو قرآن کے لئے اصل قرار دیا ہے بلکہ ہم نے ارادہ کر لیا ہے قرآن کے غریب حرف کو شعر سے یاد کرنا۔

[5] اور ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ شعر دیوان عرب ہے جب ہم پر قرآن کا حرف جس کو اللہ تعالےٰ نے لغت عرب میں اُتارا ہے پوشیدہ ہو جائے تو ہم نے دیوان عرب کو دیکھا تو ہم نے اس کی معرفت وہاں حاصل کی عکرمہ کے واسطے سے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب تم مجھ سے کوئی غریب قرآن پوچھو تو اس کو شعر میں تلاش کرو کیونکہ شعر عرب کا دیوان ہے۔

جواب :۔ جو تمام قرآن پڑھے گا اس کا ثواب بے نہایت ہے مگر ثواب ایک اصل ثواب ہے ایک انعام ہے معنی یہ ہیں کہ قل ہو اللہ تین بار کا انعام اصل ثواب تمام قرآن کے برابر ہے۔

سورہ توبہ کے شروع میں بسم اللہ نہ ہونے کا سبب

سوال :۔ شروع سورہ توبہ میں بسم اللہ شریف نہ ہونے کا کیا سبب ہے یا سورہ توبہ اور سورہ انفال ایک سورۃ ہیں تو اس صورت میں فاصلہ کیوں ہے اور نام ان کے علیحدہ علیحدہ کیوں مقرر ہوئے اور اگر دو ہیں تو بسم اللہ شریف اس پر کیوں نہیں لکھی گئی اس واسطے کہ شروع ہر سورۃ پر بسم اللہ شریف ضرور ہوتی ہے اور اگر کوئی بسم اللہ شریف پڑھے تو جائز ہے یا نہیں اور جواز مع الکراہت ہے یا بدوں کراہت اور بعض شخص جو بوقت شروع توبہ کے یہ دعا پڑھتے ہیں یہ ثابت بالسنت ہے یا نہیں اور وہ یہ ہے اعوذ باللہ من النار ومن شر الکفار ومن غضب الجبار والعزۃ للہ و لرسولہ وللمؤمنین[1]

جواب :۔ حدیث ابوداؤد میں ہے کہ حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ انفال اول نازل ہوئی تھی اور توبہ اخیر میں اور آپ علیہ الصلوٰۃ نے یہ نہ فرمایا کہ یہ دو سورتیں ہیں یا ایک اور قصہ دونوں کا شبیہ تھا لہٰذا بسم اللہ توبہ پر نہ لکھی کہ شاید انفال کا جزو ہو اور جمع بھی نہ کیا کہ شاید دو سورتیں ہوں لہٰذا فصل بلا تسمیہ کے کر دیا ہے اور بسم اللہ اگر کوئی اس پر پڑھے بلا کراہت درست ہے اور جو معمول بعض کا ہے کہ بجائے تسمیہ کے اعوذ مذکور سوال پر پڑھتے ہیں اس کی کوئی اصل معتد بہا نہیں اور دوسری روایت جو حضرت علیؓ سے نقل کرتے ہیں وہ چنداں معتبر نہیں وجہ تسمیہ نہ لکھنے کی جو حضرت عثمانؓ سے نقل ہوئی معتبر ہے۔ فقط واللہ تعالےٰ اعلم

مجدد کا مطلب

سوال :۔ اس حدیث ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مأۃ سنۃ من یجدد لھا امر دینھا رواہ ابوداؤد[2] میں مراد شروع صدی ہے یا آخر اور علامات مجدد کی کیا ہوتی ہیں؟ جس سے وہ پہچانا جاوے اور تمام دنیا میں ایک ہی مجدد ہوتا ہے یا جگہ جگہ جہاں ضرورت تجدید کی ہو اور اس کے نام میں احمد یا محمد ہونا بھی ضروری ہے یا نہیں ؟ اور اس سنہ ۱۳۰۰ ہجری تک کون کون مجدد اور کہاں کہاں ہوئے اور صدی حال کا کون مجدد اور کہاں ہے مفصل ارقام فرمائیں۔

جواب :۔ راس سر کو کہتے ہیں لہٰذا مجدد شروع صدی میں ہووے گا مگر جو شروع صدی ہے وہ آخر پہلی صدی کا بھی ہے بایں اعتبار اس کو کوئی آخر کہہ دیوے تو ہو سکتا ہے ورنہ جس صدی میں ہووے گا اس کی ابتدا میں ہووے گا

---

[1] میں اللہ تعالےٰ کی پناہ مانگتا ہوں آگ سے اور کفار کے شر سے اور جبار کے غضب سے اور عزت اللہ تعالےٰ کے لئے ہے اور اس کے رسول کے لئے اور مومنین کے لئے۔ [2] بے شک اللہ تعالیٰ اس امت میں ہر سو سال کے سرے پر ایک مجدد کو مبعوث فرمائے گا جو اس کے لئے اس کے دینی معاملات کی تجدید کرے، اس کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

تاکہ آخر تک تجدید کا اثر رہے اور علامت اُس کی یہی ہے کہ اُس کی تقریر تحریر سے اور سعی اور کوشش سے بدعات رفع ہو دیں سُنت کا شیوع اور مردہ سنن کا احیاء ہووے اور احمد یا محمد ہونا اُس کے نام میں ضرور نہیں۔ نہ کسی حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے اور ان کا علی التعین جاننا محقق نہیں ہوا اپنے ظن و تخمین سے بعض علما نے جس کو عالم محقق دیکھا مجدد اس کو ٹھہرا لیا۔ چنانچہ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمامی صدی اول پر عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کو اکثر لوگوں نے لکھا ہے۔ دوسری کی تمامی پر کسی نے شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو کہا کسی نے دوسرے کو کہا۔ علی ہذا مگر کوئی محقق قول نہیں اور جلال الدین سیوطی نے کچھ اس میں لکھا ہے۔ بندہ کے نزدیک وہ قول اسلم ہے جس نے یہ کہا کہ مجدد صدی کا ایک عالم ہونا ضرور نہیں ہر وقت میں دو، چار، دس، بیس، پچاس، سو کا مجموعہ ہو یا ایک ہو لہٰذا بعد ہر صد سال کے جماعت متفرقہ عالم میں ہوتی ہے اور سب کی سعی اصلاح دین میں ہوتی ہے ان کو بقدر اپنے علم و رتبہ کے حصہ تجدید کا ملتا ہے واللہ تعالےٰ اعلم۔ مگر کسی کو مقرر معین نہیں کہہ سکتے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بحقیقۃ الحال۔

حدیث اصحابی کالنجوم کی صحت

سوال :۔ حدیث اصحابی کالنجوم الخ کیا عند المحدثین موضوع ہے اگر نہیں ہے تو یہ کہنا کہ یہ حدیث جھوٹی بناوٹی ایک ژٹل ہے اور بے دینی اور بد مذہبی ہے گستاخی نسبت حدیث اور گناہ ہے یا نہیں ؟

جواب :۔ یہ حدیث موضوع نہیں اور اس کی تائید دوسری حدیث سے موجود ہے اختلاف امتی رحمۃ پس گستاخانہ کلام کرنا خود جرأت حصہ بد دینی کا ہے اور بتاویل کہنا گناہ نہیں ژٹل کہنا اس کا اگر فسق ہو تو عجب نہیں کہ بے باکی نسبت حدیث کے ہے۔ فقط واللہ تعالےٰ اعلم

بہتّر فرقہ کی بحث

سوال :۔ کتاب سفر السعادت میں خاتمۃ الکتاب احکامات متفرقہ کے آخر میں لکھا ہے در باب افتراق امت بر ہفتاد و دو فرقہ چیزے ثابت نشدہ[1]۔ اس کا کیا مطلب ہے اور یہ جو مشہور ہے کہ حدیث میں ہے کہ اس اُمّت کے بہتّر فرقے ناری ہوں گے اور ایک فرقہ ناجی ہو گا اس کی اصلیت ہے یا نہیں اور مضمون سفر السعادت کو اس مشہور بات سے کچھ تخالف ہے یا نہیں۔ اگر تخالف ہے تو اس کی کیا وجہ ہے فقط۔

جواب :۔ صاحب سفر السعادت نے جو تحریر کیا ہے اُس کا مفصل جواب شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب شرح سفر السعادت میں دیا ہے اور احادیث صحیحہ متعددہ ترمذی و ابوداؤد وغیرہ میں ثابت ہوتا ہے۔ فقط و اللہ تعالیٰ اعلم اگر ضرورت ہو تو شرح سفر السعادت میں دیکھ لو۔ فقط

امام زمانہ کی معرفت

سوال :۔ حدیث میں جس امام زمان کی معرفت کی تاکید ہے اُس سے کیا مُراد ہے ؟ اگر سلطان ہے تو پہچاننا کیا مشکل ہے

---

[1] امت کے (۷۳) فرقوں میں تفریق ہونے کے متعلق کوئی حدیث ثابت نہیں ہوئی۔

اور اگر پیر طریقت ہے تو وہ مریدوں کا امام ہے نہ زمانہ کا لہٰذا معلوم ہونا چاہیئے۔

جواب :۔ ہر زمانہ میں مسلمانوں کا ایک حاکم ہوتا ہے اگر ہو تو اُس کا جاننا ضروری ہے اور اگر نہ ہو تو نہ وہ ہے نہ جانا جاوے۔ فقط واللہ تعالےٰ اعلم۔

کتے کے ہونے پر فرشتے کا مکان میں داخل نہ ہونا

سوال :۔ حدیث میں جو وارد ہے کہ جس گھر میں کتا ہوتا ہے اُس میں فرشتہ رحمت کا نہیں آتا اس سے کیا مراد ہے؟

جواب :۔ اس کتے سے وہ مراد ہے جو حفاظت کا نہ ہو۔ فقط واللہ تعالےٰ اعلم

احادیث اول ما خلق اللہ نوری ولولاک لما خلقت الافلاک

سوال :۔ اول ما خلق اللہ نوری[1] اور لولاک لما خلقت الافلاک[2] یہ دونوں حدیثیں ہیں صحیح یا وضعی۔ زید ان کو وضعی بتلاتا ہے۔ فقط بینوا وتوجروا۔

جواب :۔ یہ حدیثیں کتب صحاح میں موجود نہیں ہیں مگر شیخ عبدالحق رحمہ اللہ نے اول ما خلق اللہ نوری کو نقل کیا ہے اور بتایا ہے کہ اس کی کچھ اصل ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

استغفار کا مطلب

سوال :۔ شرع شریف میں جا بجا اُس کی تاکید و ترغیب ہے اب سوال یہ ہے کہ مراد استغفار سے کیا ہے یا تو یہ مراد ہے اور توبہ اور استغفار ایک ہی چیز ہے یا غیر اور جو لوگ کہ گناہوں سے توبہ نہیں کرتے اور کبائر و صغائر میں مبتلا ہیں وہ اگر استغفار کریں تو کس طور سے کریں اور کس نیت سے کریں اور ان کو فوائد اور فضائل استغفار کیسے حاصل ہوں۔ یا بغیر توبہ کے استغفار صحیح نہیں اور فضائل اور نتائج اس کے بغیر توبہ کے حاصل نہیں ہوتے اور استغفار فقط بہ ندامت معاصی بغیر توبہ کامل کے کافی ہو گی یا نہیں اور استغفار کفار کی قرآن شریف میں وارد ہے جیسا کہ فرمایا ہے مَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ[3] آیا توبہ کفر سے مراد ہے یا کچھ اور مراد ہے۔ فقط

جواب :۔ توبہ اور استغفار ایک شے ہے توبہ کے معنی رجوع کرنا اپنی تقصیر سے اور نادم ہونا اور استغفار کے معنی بخشش چاہنا اپنی تقصیر سے یہ بھی رجوع ہی ہے پس توبہ ہی کہنا مثلاً ندامت فعل کے ساتھ یا استغفر اللہ کہنا یا کوئی کلمہ کہنا جس کے معنی یہ ہوں یا دل میں نادم و شرمندہ ہونا یہ سب توبہ و استغفار و ندامت ہے۔ پس جس لفظ سے اور جس عبارت و زبان سے چاہے کہے مگر ندامت اپنے فعل پر اور پھر اس کو نہ کرنا مصمّم ہو پس یہ ہی توبہ اور یہ ہی استغفار اور اس کا ہی ثواب ہے اور آیت قرآن میں جو وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ وارد ہے اس کی تاویل میں چند اقوال ہیں ایک قول یہ ہے کہ کفار قریش طواف کرتے ہوئے غفرانک غفرانک کہا کرتے تھے پس ان کا طلب غفران بعض اور امور سے تھا جن کو وہ بُرا جانتے تھے۔ اگر اپنے

---

[1] سب سے پہلے اللہ تعالےٰ نے جس چیز کو پیدا کیا تھا وہ میرا نور تھا۔ [2] اگر آپ نہ ہوتے تو میں آسمانوں کو نہ پیدا کرتا۔
[3] اور اللہ تعالیٰ ان کو عذاب دینے والا نہیں جبکہ وہ مغفرت طلب کرتے ہوں۔

کفر سے مغفرت چاہتے تو مُسلمان ہی ہو جاتے۔ فقط واللہ تعالےٰ اعلم

حضور کی رضامندی کا مطلب

سوال :۔ ایک روایت بطور حدیث قدسی کے اس ملک میں مشہور ہے اور بعضے علماء کو دیکھا ہے کہ خطبے میں بھی پڑھتے تھے اور بعضے رسالوں میں بھی اس کو دیکھا گیا ہے۔ یہاں تک کہ تکمیل الایمان تصنیف شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ میں بھی تحت مسئلہ شفاعت مندرج ہے مگر کسی جگہ اس کی سند نہیں دیکھی گئی اور نہ کسی کتاب حدیث شریف سے منقول پایا اور وہ روایت یہ ہے ھمہ خلق رضائے من طلبند ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم ومن رضائی تو طلبم کلھم من لدن العرش الی تحت الارضین یطلبون رضائی وانا اطلب رضاءک[1] یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ عبارت بعض خطیب حضرات سے سنی گئی ہے آیا یہ روایت معتبر ہے یا غیر معتبر اور اس کے معنے کیا ہیں اور معنے اس کے مطابق شرع شریف کے ہیں یا نہیں ؟

جواب :۔ اس کی سند وصحت بندہ کو معلوم نہیں اور جو اس کے معنی آیت وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ[2] کے لئے جاویں تو معنے صحیح ہیں۔ واللہ تعالےٰ اعلم۔

شہد اور کلونجی کا حکم

سوال :۔ دربارۂ شہد اور کلونجی کے جو مروی ہے کہ ہر مرض کی دوا اور شفا ہے اس کا کیا مطلب ہے ؟

جواب :۔ شہد میں شفا کا ہونا تو ثابت ہے اور کلونجی میں ہر مرض میں نافع ہونا آیا ہے معنی یہ ہیں اگر حق تعالیٰ چاہے شفا ہوتی ہے کہ ایسی خاصیّت رکھی ہے موافقت کا ہونا شرط ہے۔

حالات قیامت پر بحث

سوال :۔ کتاب مقاصد الصالحین صـ۳۶ میں ہے نقل ہے کہ جب قیامت قائم ہو گی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حکم کریں گے کہ تم دوزخ کی راہ گھیر کر کھڑے ہو جاؤ اگر کسی شخص کو میری امت سے دوزخ میں لے جائیں تم ہرگز نہ جانے دیجیو جب تک مَیں نہ پہنچوں اور عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو حکم ہو گا کہ تم میزان کے پاس جا کر کھڑے رہو اور خبردار رہو کہ اعمال میری امت کے اچھے تولے جاویں اگر کسی کا پلّہ عبادت کا ہلکا ہو تو اُس کا تولنا موقوف رہے جب تک کہ مَیں نہ آجاؤں۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود تشریف لے جاویں گے حکم ہو گا کہ ان کی عبادت میرے روبرو وزن کرو فرشتے آپ کا حکم بجالائیں گے۔ جب تولنے کے وقت پلّہ کسی کی عبادت کا سبکی کی طرف مائل ہو گا آپ اپنے دستِ مبارک سے اُس پلّہ کو دبا دیں گے کہ بھاری ہو جاوے گا تب فرشتوں کو حکم الٰہی پہنچے گا کہ اے فرشتو! میرے دوست کے خلافِ مرضی کوئی

---

[1] تمام مخلوق میری رضامندی طلب کرتے ہیں اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور مَیں تیری رضا طلب کرتا ہوں اور سب عرش سے لے کر زمینوں کے نیچے تک رہنے والے میری رضا طلب کرتے ہیں اور مَیں تیری رضا طلب کرتا ہوں اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

[2] اور عنقریب تجھ کو تیرا خدا عطا فرماوے گا کہ اس سے تو راضی ہو جائے گا۔

کام نہ کرنا کہ آج میں نے اس کو اختیار دیا ہے جو چاہے سو کرے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حوضِ کوثر پر مامور ہوں گے کہ سب سے پہلے میری امت سیراب ہووے اور حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ دوزخ کے دروازے پر متعین کئے جائیں گے کہ کوئی امتی میرا دوزخ میں نہ جانے پائے جب تک میں نہ آجاؤں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سایۂ عرش میں جاکر اپنے عاصیان امت کی شفاعت میں مصروف ہوں گے اس حالت میں جبرئیل علیہ السلام سراسیمہ آپ کے پاس آئیں گے آپ ان سے سبب سراسیمگی پوچھیں گے وہ عرض کریں گے کہ یا رسول اللہ اس وقت میرا گزر دوزخ کی طرف ہوا میں نے دیکھا کہ ایک شخص آپ کی امت کا عذاب میں گرفتار ہے اور رو رو کر کہتا ہے کہ افسوس کوئی ایسا نہیں کہ میرا حال پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرے اور آپ کو میری خبر دے اس کی فریاد میں میرا حال متغیر ہوا۔ آپ یہ سُن کر روتے ہوئے دوزخ کی طرف تشریف لے جائیں گے اور اس کو عذاب سے چھوڑائیں گے مالک کو حکم ہو گا کہ ہرگز میرے حبیب کے امورات میں دخل نہ دینا اور چون وچرا نہ کرنا بعد اس کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میزان کے پاس تشریف لے جائیں گے اور اعمال کے تولنے والوں کو حکم دیں گے کہ اعمال میری امت کے اچھی طرح سے تولنا پھر کنارہ دوزخ پر جاکر فرمائیں گے کہ اے مالک اگر کوئی شخص میری امت کا آئے اُس پر سختی نہ کیجئو جب تک کہ میں نہ آؤں آخر کو یہاں تک نوبت پہنچے گی جس شخص کو ملائکہ کے ہاتھ میں دیکھیں گے جناب باری میں عرض کریں گے کہ اے بارخدا اس کو میری التماس سے بخش دے یا مجھ کو بھی اس کے ساتھ جانے کا حکم دے انتہیٰ ۔ اے عزیز کچھ جانتے ہو کہ احکام الٰہی میں کیا کیا اسرار ہیں فقط۔ لہٰذا اس کا پڑھنا اور پڑھانا اور اعتقاد کرنا ان روایات کا صحیح ہے یا غلط اور موضوع ہے۔ بینوا وتوجروا

جواب :۔ عبارت مذکورہ بالا کا مضمون احادیث صحاح کے خلاف ہے لہٰذا غلط ہے اور یہ احادیث مذکورہ بالا موضوع ہیں اور واضع ان کا اور ان پر عقیدہ رکھنے والا داخل حدیث من کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعدہ من النار[1] ہے۔ اور ایسا شخص فاسق ہے اور اندیشہ کفر کا بھی اس پر ہے۔ فقط واللہ تعالےٰ اعلم۔

رحال کی بحث

سوال :۔ حدیث شریف لاتشد الرحال الا الی ثلثۃ مساجد[2]۔ الحدیث کے تحت میں حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدّث دہلوی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ حجۃ اللہ البالغہ میں ارقام فرماتے ہیں قولہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم لا تشد الرحال اقول کان اھل الجاھلیۃ یقصدون مواضع معظمۃ بزعمھم یزورونھا ویتبرکون بھا وفیہ من التحریف والفساد مالا یخفی فسدّ النبی صلی اللہ علیہ وسلم الفساد لئلا یلتحق غیر الشعائر بالشعائر ولئلا یصیر ذریعۃ لعبادۃ غیر اللہ والحق عندی ان القبر ومحل عبادۃ ولی من

---

[1] جو شخص کہ مجھ پر عمداً جھوٹ بولے تو وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنالے۔

[2] کجاوے سفر کے لئے نہ باندھے جائیں مگر تین مساجد کے لئے۔

اولیاء اللہ والطور کل ذلک سواء فی النھی[1] انتہیٰ اور مصفی شرح موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ میں بتحت حدیث شریف مالک عن یزید بن عبداللہ بن الھاد عن محمد بن ابراھیم بن الحارث التیمی عن ابی سلمۃ بن عبدالرحمٰن عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال لقیت بصرۃ بن ابی بصرۃ الغفاری فقال من این اقبلت فقلت من الطور فقال لو ادرکتک قبل ان تخرج الیہ ماخرجت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا تعمل المطی الا الی ثلثۃ مساجد الی المسجد الحرام والی مسجدی ھذا والی مسجد ایلیا او بیت المقدس بشک الراوی[2] انتہیٰ فرماتے ہیں مترجم گوید رضی اللہ عنہ وارضاہ تحقیق درینجا آنست کہ در جاہلیت سفر میکردند بمواضع متبرکہ بزعم خویش پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سد باب تحریف فرمود وسفر را برائے مواضع متبرکہ غیر مساجد بقصد خصوصیت تبرک بآں مواضع منع فرمود تا امر جاہلیۃ رواج نگیرد آیا نمی بینی کہ بصرہ غفاری نہی را شامل طور دانست و ابوہریرہ را از طور منع کرد[3]۔ واللہ اعلم انتہیٰ۔ اور ان کے خلف الصدق حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی بحدیث شریف لاتشد الرحال تعلیقاً علی البخاری فرماتے ہیں والمستثنیٰ منہ المحذوف فی ہذا الحدیث اما جنس قریب او جنس بعید فعلی الاول تقدیر الکلام لاتشد الرحال الی المساجد الا الی ثلثۃ مساجد الی آخرہ فحینئذٍ شد الرحال الی غیر المساجد الثلثۃ المعظم منہی عنہ بظاہر سیاق الحدیث ویؤیدہ ماروی ابوہریرۃ عن بصرۃ بن ابی بصرۃ الغفاری حین راجع عن الطور وتمامہ فی الموطا وہذا الوجہ قوی من جہۃ مدلول حدیث بصرۃ واللہ اعلم بالصواب[4] انتہیٰ اور تفسیر فتح العزیز میں فرماتے ہیں و از ہمیں جا واضح شد سر تاکید بلیغ کہ حدیث شریف در نہی از زیارت قبور و از شد الرحال بسوئے موضع غیر از مساجد ثلثۃ و از آنکہ

---

[1] نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد لا تشد الرحال اس کے متعلق کہتا ہوں کہ بزمانہ جاہلیت لوگ بزرگ مقامات کا قصد کیا کرتے تھے اور اپنے گمان سے ان کی زیارت اس سے برکت حاصل کرنے کے لئے کیا کرتے تھے اور اس میں جو خرابیاں اور مفاسد ہیں مخفی نہیں ہیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فساد کو روک دیا تاکہ غیر شعائر شعائر کے ساتھ نہ مل جائیں اور تاکہ یہ غیر اللہ کی عبادت کا ذریعہ نہ بن جائیں اور سچ تو یہ ہے کہ میرے پاس قبر اور اولیاء اللہ میں سے کسی ولی کی عبادت گاہ اور طور سب ممانعت میں یکساں ہیں۔

[2] مالک نے یزید بن عبداللہ بن الہاد سے اور انہوں نے محمد بن ابراہیم بن حارث تیمی سے اور وہ سلمہ بن عبدالرحمٰن سے اور وہ ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ میں نے بصرہ بن ابی بصرہ غفاری سے ملاقات کی تو انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ تم کہاں سے آئے ہو تو میں نے کہا طور سے انہوں نے فرمایا کہ اگر میں تم کو جانے سے پہلے پالیتا تو نہ نکلتا کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ تو سواری نہ کس مگر تین مساجد کے لئے مسجد حرام اور میری یہ مسجد اور مسجد ایلیا یا بیت المقدس (اس میں شک ہے راوی کو کہ آپ نے مسجد ایلیا کہا یا مسجد بیت المقدس کہا)۔

[3] یہ فارسی عبارت دراصل اوپر کی عربی عبارتوں کا ترجمہ ہے [4] اور اس حدیث میں مستثنیٰ منہ محذوف ہے جو یا تو جنس قریب ہے یا جنس بعید اگر جنس قریب ہے تو پھر تو جملہ کا یہ مطلب ہوا کہ مساجد کے لئے کجاوے نہ کسے جاویں مگر تین مساجد کے لئے اور ایسی صورت میں مساجد کے علاوہ مقامات سے سکوت کیا گیا ہے اور جنس بعید کی صورت میں یہ معنی ہوں گے کہ ان مقامات کے لئے کجاوے نہ کسے جاویں جن سے تقرب مقصود ہو مگر تین مساجد کے لئے تو ایسی صورت میں ان تین بڑی مساجد کے علاوہ جملہ مقامات ممنوع ہوں گے ظاہر سیاق حدیث کے لحاظ سے اور اسی کی تائید ابوہریرہ کی روایت سے ہوتی ہے جو انہوں نے بصرہ بن ابی بصرۃ الغفاری سے روایت کی ہے جبکہ وہ طور سے لوٹے تھے اور پوری حدیث موطا میں ہے اور یہ وجہ بہت قوی ہے حدیث بصرہ کے مدلول کی لحاظ سے۔

واللہ اعلم بالصواب

قبور انبیاء را مساجد سازند وارد شدہ مدعا ہمیں ست کہ دریں عمل اکثر جہال را اعتقادیکہ مشرکین را در بزرگان خود بہم رسیدہ ست بہم میرسد و توجہ الی اللہ محض باقی نماند مگر در پردہ حجاب آں ارواح[1] ۔ انتہیٰ

اور حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب شہید علیہ الرحمۃ بھی انہی کے قدم بقدم "صراط المستقیم" میں فرماتے ہیں ۔

از انجملہ قصد بزیارات قبور آنہا است از جوانب و اقطار زمین بہ کشیدن متاعب و مصائب اسفار و مقاسات آلام لیل و نہار و ایں اسفار ہم باوجودیکہ در ارتکاب آں صعوبات می درزند بہ ظلمات شرک میکشد بوادی سخط ایزدی میرساند عوام ایں سفر را برابر بلکہ بہ بعض وجوہ بہتر از سفر حج میدانند و صورت احرام و محرمان شنیدہ یا نشنیدہ بعینہا یا بمثلہا برخود می بندند و علاوہ بر آں قیود زائدہ واہیہ خود آں مسافراں بدا بخام در سفر و تمام متعلقان ایشاں در حضر التزام میکنند القصہ اگرچہ ارباب بواطن صافیہ را قطع منازل سفر بسوئے قبور اہل اللہ منفعتے قلیلہ می بخشد لیکن بعوام مؤمنین آں قدر مضرتے عظیمہ میرساند کہ خارج از بیان است پس لابد ہمہ خواص و عوام را لازم است کہ ازیں امر بالکل اعراض کردہ آنرا نسیاً منسیاً سازند انتہیٰ[2]

اور حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق صاحب محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بھی مآتہ مسائل میں اسی روش پر چلے ہیں ۔ چنانچہ فرماتے ہیں ۔ دریں مسئلہ علماء را اختلاف است بعضے جائز داشتہ و بعضے حرام نوشتہ چنانچہ در قسطلانی شرح صحیح بخاری و ترجمہ مشکوۃ شیخ عبدالحق محدّث دہلوی مرقوم و مسطور است و فی الترجمہ للشیخ الموصوف ہکذا اما مسافرت برائے زیارت قبور صالحین و رسیدن بمواضع متبرکہ خلاف است بعضے مباح دارند و بعضے حرام گویند[3] ۔ انتہیٰ و فی القسطلانی و اختلف فی شد الرحال

---

[1] اور اسی جگہ سے واضح ہوتا ہے راز تاکید بلیغ کا جو حدیث شریف میں زیارت قبور سے ممانعت کے بارے میں آیا ہے اور شد رحال جو اس مقام کے لئے جو تینوں مساجد کے علاوہ ہو اور انبیاء کی ان قبروں سے علاوہ ہو جن کو مساجد بنا لیا گیا ہو وارد ہوا ہے اس سے مدعا یہی ہے کہ اس عمل سے اکثر جہال کو جو اعتقاد کہ مشرکین کو اپنے بزرگوں کے متعلق حاصل ہوا ہے بہم پہنچتا ہے اور توجہ الی اللہ محض باقی نہیں رہتی ہے مگر در پردہ ان ارواح کے حجاب میں ۔ [2] منجملہ ان کے ان بزرگوں کے قبروں کی زیارت کا قصد ہے زمین کی ہر جہت و سمت سے سفروں کی مصیبتیں اور مشقتیں برداشت کرکے اور رات دن کے رنج و دکھ کے قیاسات کے ساتھ اور یہ سفر بھی باوجودیکہ اس کے کرنے میں بہت تکالیف اٹھاتے ہیں ان کو شرک کی ظلمات میں کھینچ لے جاتا ہے اور ناراضگی خدا کے جنگل میں پہنچا دیتا ہے عوام اس سفر کو برابر بلکہ بعض وجوہ سے سفر حج سے بہتر جانتے ہیں اور صورت احرام کی اور محرموں کی سن کر یا نہ سن کر بعینہٖ یا اسی کے مثل باندھ لیتے ہیں بلکہ اس کے علاوہ اور قیود کا جو زائد اور لغو ہوتی ہیں وہ مسافران بدانجام سفر میں اپنے اوپر اور اپنے تمام متعلقین پر قیام کی حالت میں لازم مقرر کر لیتے ہیں ۔ حاصل کلام یہ کہ صاف باطن والوں کو اگرچہ اہل اللہ کی قبور کیطرف سفر کرنے کے لئے قطع منازل کرنا قلیل نفع بخشتا ہے لیکن عام مسلمانوں کو اس قدر سخت نقصان پہنچاتا ہے کہ خارج از بیان ہے لہٰذا جملہ خاص و عام کو لازم ہے کہ اس امر سے بالکل اعراض کرکے اس کو نسیاً منسیاً کر دیں ۔ [3] اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے بعض جائز اور بعض حرام لکھتے ہیں چنانچہ قسطلانی شرح صحیح بخاری اور ترجمہ مشکوۃ شیخ عبدالحق محدث دہلوی میں مرقوم و مسطور ہے اور شیخ موصوف کے ترجمہ میں اسی طرح ہے کہ صالحین کی قبروں کی زیارت کے لئے سفر کرنا اور متبرک مقامات پر پہنچنا اس میں اختلاف ہے بعض مباح رکھتے ہیں اور بعض حرام کہتے ہیں ۔

الی غیرھا کالذھاب الی زیارت الصالحین احیاء واموتا والمواضع الفاضلۃ للصلوٰۃ فیھا والتبرک بھا فقال ابو محمد الجوفی یحرم عملا بظاھر الحدیث و اختارہ قاضی حسین وقال بہ القاضی عیاض و طائفۃ والصحیح عند امام الحرمین وغیرہ من الشافعیۃ الجواز[1]۔ انتہیٰ وفی شرح المشکوٰۃ للملا علی قاری ذھب بعض العلماء الی الاستدلال بہ علی المنع من الرحلۃ لزیادۃ المشاھدۃ وقبور العلماء الصالحین[2]۔ بعدہٗ عبارت حجۃ اللہ البالغہ نقل استدلال میں فرمائی ہے اور مولانا سید احمد حاشیہ مأتہ المسائل میں فرماتے ہیں دریں زمانہ کہ مادرانیم شدرحال یعنی مسافرت نمودن برائے زیارت قبور بزرگان عبارت ازاں شدہ است کہ قافلہ مثل حاجیاں جمع ساختہ واعلام وہدی گرفتہ در زمان معین ومقرر کہ اکثر قریب زمانۂ موت صاحب آں قبر می باشد بعد بستن جامہ مثل احرام وانداختن گلہا در گردن میروند واطفال خود را ہمراہ خود می برند ودر انجا رفتہ بعد زیارت سرہائے اطفال خود را می تراشند وحجامت می کنند وبعد ادائے نذر ونیاز کہ قبل از رفتن اینجا بر خود واجب و لازم شمردہ اند مودی می سازند وایں فعل را در عرف عام رفتن در چھڑی ہائے خواجہ جی ومدار صاحب وغیرہ گویند پس ایں قسم رفتن بدعت است بد بلکہ اکثر مردماں مرتکب شرک ہم میشوند مولانا علیہ الرحمۃ کہ جواب ایں سوال مع اختلاف آں ارقام فرمودہ اند صرف جواب آنست کہ برائے زیارتِ قبر از فاصلہ دور ودراز آنجا مرتکب کدامی امور غیر مشروع نشود[3] سید احمد ۱۲

اب ان حضرات اکابرین نے دلائل مذکورہ سے استدلال منع پر فرمایا ہے اور خود صحابہ نے بھی استدلال منع پر حدیث سے فرمایا گویا اُن کے نزدیک معنی حدیث معین تھے بظاہر اس سے عمدہ دلیل کیا ہوگی جو رائے صحابہ ہوئی اور اگرچہ اختلاف یسیر کسی

---

[1] قسطلانی میں ہے کہ اس کے علاوہ مقامات کے جانے کے لئے کجاوے کسنا جیسے کہ صالحین کی زندگی یا اُن کی موت پر ان کی زیارت کے لئے جانا اور متبرک مقامات پر وہاں عبادت کرنے کے لئے جانا اور برکت حاصل کرنے کی غرض سے جانا تو اس کے متعلق ابو محمد جوفی کہتے ہیں کہ ظاہر حدیث پر عمل کرنے کے لحاظ سے حرام ہے اور اسی کو قاضی حسین نے اختیار کیا ہے اور اسی کو قاضی عیاض نے اور ایک جماعت نے اختیار کیا ہے اور امام حرمین وغیرہ شوافع کے پاس صحیح یہ ہے کہ جائز ہے۔

[2] اور ملی علی قاری نے مشکوٰۃ کی شرح میں لکھا ہے کہ بعض علماء نے اس حدیث سے دلیل لی ہے متبرک مقامات اور علماء و صالحین کے قبروں کے سفر کرنے کی ممانعت پر۔

[3] یہ زمانہ جس میں ہم ہیں "شدرحال" یعنی بزرگوں کی قبروں کی زیارت کے لئے سفر کرنا اس کا مطلب یہ ہے کہ قافلہ مثل حاجیوں کے جمع کرکے اور جھنڈے اور قربانیاں لے کر مقرر ومعین زمانے میں کہ یہ زمانہ اکثر اس صاحبِ قبر کی موت کے زمانہ سے نزدیک ہوتا ہے کپڑا مثل احرام کے باندھ کر اور پھول گردن میں ڈال کر جاتے ہیں اور اپنے بچوں کو بھی اپنے ساتھ لے جاتے ہیں اور وہاں جاکر زیارت کے بعد اپنے بچوں کے سروں کو منڈواتے ہیں اور حجامت بنواتے ہیں اور نذر و نیاز جو روانگی سے پہلے اپنے پر واجب و لازم کر چکے تھے ادا کرتے ہیں اور اس فعل کو عرف عام میں "خواجہ جی کی چھڑی میں جانا" "مدار صاحب کی چھڑی میں جانا" کہتے ہیں، پس اس کا جانا بدعت ہے بلکہ اکثر لوگ شرک کے بھی مرتکب ہو جاتے ہیں۔ مولانا علیہ الرحمۃ کہ اس سوال کا جواب مع اس کے اختلاف کے لکھ چکے ہیں اس کا جواب صرف یہ ہے کہ زیارت قبر کے لئے دور دراز کے فاصلہ سے اس جگہ کن امور غیر مشروع کا مرتکب نہیں ہوتا ہے۔ سید احمد

قاعدہ پر کرنے کی گنجائش کسی کو ہو مگر اولی معنی حدیث صحابی کے ہوں گے اور نیز مصالح شرعیہ اسی پر مشتمل ہیں کہ جہلاء کو دروازہ فساد کھلا ملے گا۔ چنانچہ فضل رسول بدایونی نے حضرات اکابرین دہلی پر طعن تشنیع بدزبانی کی ہے کہ قلب کو صدمہ ہوتا ہے اور سوائے صبر چارہ نہیں لہٰذا گذارش فدویانہ کی جاتی ہے کہ جو رائے مسئلہ ہذا میں مناسب رائے حضور ہو اس سے مطلع فرماویں کہ علدر آمد اس کے مطابق کیا جائے۔

جواب :۔ یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے دونوں جانب اکابر علماء ہیں اب اس میں فیصلہ ممکن نہیں آپ کو اختیار ہے کہ چاہے جس پر عمل کریں اور دوسری جانب طعن بھی نہ کریں مگر ہاں عرس کے مجمع میں جانا اور عوام کا اس میں غلو کرنا حرام ہے اور مانعین کی غرض بھی جہلا عوام کا روکنا اور سدِ باب تحریف کا ہی ہے تو صحیح ہے بہرحال مسئلہ وہی ہے جو لکھا گیا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

صلوٰۃ العاشقین

سوال :۔ چار رکعت وقت صبح کاذب کے رکعت اول میں بعد فاتحہ و اخلاص کے یا اللہ سو بار رکعت دوم میں بعد الحمد و اخلاص کے یا رحمٰن سو بار رکعت سوم میں بعد فاتحہ و اخلاص کے یا رحیم سو بار رکعت چہارم میں بعد فاتحہ و اخلاص یا دو دو سو بار پڑھنے سے مقرب خدا تعالیٰ کا ہوگا۔ یہ نماز ایک کتاب میں لکھی ہے اور اس نماز کو صلوٰۃ العاشقین کہتے ہیں یہ نماز جائز ہے یا نہیں ؟

جواب :۔ اس صلوٰۃ کی سند کسی حدیث کی کتاب سے یا فقہ سے بندہ نے نہیں دیکھی۔

سایہ مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سوال :۔ سایہ مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پڑتا تھا یا نہیں اور جو ترمذی نے نوادر الاصول میں عبدالملک بن عبداللہ بن وحید سے انہوں نے ذکوان سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہیں پڑتا تھا سند اس حدیث کی صحیح ہے یا ضعیف یا موضوع ارقام فرمائیں۔

جواب :۔ یہ روایت کتب صحاح میں نہیں اور نوادر کی روایت کا بندہ کو حال معلوم نہیں کہ کیسی ہے نوادر الاصول حکیم ترمذی کی ہے نہ ابوعیسیٰ ترمذی کی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عمارت میں خرچ کرنے کا مطلب

سوال :۔ اس حدیث ترمذی شریف النفقۃ کلھا فی سبیل اللہ الا البناء فلا خیر فیہ[1] ۔ میں مطلق بناء کو فلا خیر فیہ میں داخل فرمایا ہے مگر بعض بناء تو ضرورت پر مبنی ہوتی ہے اگر وہ بھی فلا خیر فیہ میں داخل ہوئی تو بڑی دشواری ہوگی یا بناء زائد از حاجت مراد ہوگی۔

جواب :۔ جو بنائے حاجت سے زیادہ ہو یہ حدیث اس میں وارد ہوئی ہے جیسا بعض آدمیوں کی زائد از حاجت بنا کا شوق ہوتا ہے۔ فقط واللہ تعالےٰ اعلم

معجزہ قدم شریف

سوال :۔ معجزہ قدم شریف یعنی سنگ موم ہو کر نقش قدم ہو جانا چنانچہ بکثرت دیکھا جاتا ہے کہ لوگ لئے پھرتے ہیں لحادیث

---

[1] تمام خرچ اللہ کی راہ میں ہیں بجز عمارت کے کہ اس میں کوئی بھلائی نہیں۔

صحیحہ مستندہ سے ثابت ہے یا نہیں ؟

جواب :۔ کتب احادیث سے تو اس کا پتہ نہیں چلتا البتہ قصیدہ ہمزیہ میں دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ معجزہ نقش قدم کا ظاہر ہوا ہے لیکن آج کل جو لئے پھرتے ہیں ان کا اعتبار نہیں ۔ فقط واللہ تعالےٰ اعلم

حضرت مرزا جان جاناں کا مسلک

سوال :۔ ملفوظات حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ میں ہے عجب است کہ حدیث صحیح غیر منسوخ کہ محدثین بیان آں نمودہ اند و احوال رواۃ آں معلوم است و بچند واسطہ میرسد بہ نبی معصوم کہ خطا را برآں راہ نیست بعمل نمی آرند و روایت فقہ کہ ناقلاں آں قضاۃ و مفتیان اند و احوال ضبط و عدل آنہا معلوم نیست و بزیادہ از دہ واسطہ میرسند بمجتہد کہ خطا و صواب از شان اوسط معمول گردیدہ است سر بنالا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا[1] انتہیٰ ۔ اس عبارت کی وجہ سے وہ لوگ جو باوجود احادیث صحیحہ غیر منسوخ کے جس کی شہادت عند المحدثین اہل فن ثابت ہو گئی ترک کر کے دیگر کتب و اقوال پر کہ اُن کا حال بضبط ناقلاں ثابت نہیں عمل کرتے ہیں ۔ حضرت مرزا صاحب قدس سرہ کو غیر مقلد اور بُرا کہتے ہیں ۔ یہ قول اُن کا گناہ اور ناحق ہے یا نہیں اور عبارت مذکورہ صحیح ہے یا نہیں ؟

جواب :۔ یہ عبارت صحیح ہے اور یہ حکم اُس شخص کے لئے ہے کہ جو تمام احادیث کی صحت و سقم سے واقف ہو اور دلائل ائمہ مجتہدین اور فقہاء سے بھی واقف ہو ۔ پس یہ عبارت کچھ غیر مقلدوں کو مفید نہیں اور اس عبارت کی وجہ سے حضرت مرزا صاحب علیہ الرحمۃ کو غیر مقلد اور بُرا کہنے والا فاسق ہے ۔ واللہ تعالےٰ اعلم

مُعجزہ کی حقیقت

سوال :۔ قرآن میں حق تعالیٰ فرماتا ہے فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا لا تبدیل لخلق اللہ[2] ۔ اور دوسری جگہ ارشاد ہے ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا ولن تجد لسنۃ اللہ تحویلا[3] الخ فطرت وہی ہے جس پر خداوند تعالیٰ نے مخلوق کو بنایا ہے اور خدا کی فطرت میں تبدیلی نہیں ہو گی اور دوسری آیت میں یہ فرمایا کہ خدا کے طریقہ میں ہرگز تبدیلی نہیں ہو گی اور خدا کا کلام اور وعدہ بالکل سچا ہے تو فطرت کے خلاف عصا کے اژدھا ہونے اور باکرہ کے بچہ پیدا ہونے اور ناقہ وغیرہ معجزات کا کیسے ظہور ہوا ۔ اگر یہ فرمادیں کہ خداوند تعالےٰ کو سب قدرت ہے تو

---

[1] تعجب ہے کہ حدیث صحیح جو منسوخ بھی نہیں جس کو محدثین نے بیان کیا ہے اور اس کے راویوں کا حال بھی معلوم ہے اور وہ چند واسطوں سے نبی معصوم تک پہنچتی ہے جس میں خطا کو کوئی دخل نہیں ہے اس کو تو عمل میں نہیں لاتے ہیں اور فقہ کی روایت جس کو نقل کرنے والے قاضی و مفتی ہیں اور ان کے ضبط و عدل کا حال معلوم نہیں اور دس واسطہ سے زیادہ میں مجتہد تک پہنچتی ہے کہ خطا و صواب واسطوں کا معمول بن گیا ہے اے اللہ ہماری گرفت نہ فرما اگر ہم نے بھول کی یا خطا کی ۔

[2] اس قابلیت کا اتباع کرو جس قابلیت پر اللہ تعالےٰ نے لوگوں کو پیدا کر دیا ہے اللہ کی خلقت میں کوئی تبدیلی نہ ہو گی ۔

[3] اور تم اللہ کی سنت میں تبدیلی نہ پاؤ گے اور تم اللہ کی سنت میں کوئی تغیر نہیں پاؤ گے ۔

ان آیات میں استثناء ہونا چاہیئے تھا جیسا اکثر جگہ بعض جزئیات کو خداوند تعالےٰ نے استثنا فرمایا ہے لا خیر فی کثیر من نجوٰھم الا من امر بصدقۃ او معروف او اصلاح بین الناس[1]۔ تو ایسے ہی استثناء ہونا چاہیئے تھا ورنہ معجزات انبیاء کا ثبوت دشوار ہے۔

(۲) حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وادی ایمن کی داہنی طرف سے درخت میں سے آواز آئی کہ موسیٰ ادھر آئیں خداوند رب العالمین ہوں اس میں یہ تردّد ہے کہ درخت میں ذاتِ باری تعالیٰ نے حلول فرما کر موسیٰ علیہ السلام کو یہ ندا دی اور درخت ادنیٰ مخلوقات میں سے ہے اور جو یہ خیال کیا جاوے کہ ذاتِ باری تعالیٰ نے درخت میں جلوہ نہیں فرمایا بلکہ درخت کو حکم فرمایا کہ جس کی وجہ سے وہ بولنے لگا کیونکہ خدا تعالےٰ کو سب قدرت ہے تو یہ فرمانا غلط ہو جائے گا کہ انا اللہ رب العٰلمین[2] اور ظاہری اور حقیقی معنی کو چھوڑ کر تاویل پر کیسے اعتبار ہو گا۔

(۳) خدا تعالیٰ ایک جگہ کلام مجید میں فرماتا ہے کہ یہ قرآن مجید پہاڑ پر نازل کیا جاتا تو پہاڑ خوف سے شق ہو جاتا اس میں تردّد ہے کہ پہاڑ بے حس اور آدمی ظاہری اور باطنی دس حواس رکھتا ہے جس کے اندر خوف کا مادہ بھرا ہوا ہے اس کو جنبش تک نہ ہو سو یہ اللہ تعالےٰ نے کیسے فرمایا اس کا ثبوت عقلی و نقلی دلائل سے دے کر اطمینان فرماویں۔

جواب :۔ واللہ الموافق للصواب فطرۃ اللہ التی فطر الناس الایۃ اس آیت کے اگر یہی معنی ہوں جو سائل نے سمجھے ہیں تو مراد یہ ہے کہ حق تعالےٰ کی پیدائش کو کوئی متغیر نہیں کر سکتا مگر خدائے تعالیٰ جلّ شانہٗ خود اپنی خلق کو جس طرح چاہے متغیر کر سکتا ہے اور معجزہ بھی خدائے تعالیٰ کی طرف سے بسبیل خرق عادت ہوتا ہے کوئی مستقل طور پر اُس کے اصدار پر قادر نہیں نبی کو بھی اس کے اصدار پر بالکلیہ و بالاستقلال قدرت نہیں ہوتی لہٰذا عصاء کا اژدہا ہونا پہاڑ سے ناقہ کا پیدا ہونا وغیرہ امور یہ سب خدائے تعالےٰ ہی کا بدلا ہُوا ہے پس اس پر کچھ اشکال نہیں۔ دیکھو حق تعالیٰ بیضہ پیدا کرتا ہے اگر اس کو توڑ کر دیکھیں تو اس میں زردی و سفیدی ہوتی ہے پھر وہی اس کو خون بنا کر اس میں سے بچہ پیدا کرتا ہے ایسے ہی نطفہ سے آدمی بلکہ بہت سے تغیرات پر باذن اللہ تعالیٰ آدمی بھی قادر ہوتا ہے جیسے کسی شے کو جلا کر راکھ بنا لیتے ہیں وغیرہ وغیرہ یہ جملہ تغیرات باذنہ تعالےٰ ظہور پذیر ہیں۔ پس ان تبدیلات کا انکار وہی شخص کر سکتا ہے کہ جس کو فہم سے اصلاً بہرہ نہ ہو اور آیت شریفہ میں ہرگز یہ معنی مراد نہیں ہیں۔

(۲) کلام مذکور درخت کی جہت سے اور درخت میں سے اگر آیا ہو تو اُس سے یہ ہرگز لازم نہیں آتا کہ وہ شجر متکلّم ہو۔ مثلاً اگر کوئی شخص دیوار کے پیچھے سے یا پردہ کی آڑ سے یا تابدان میں آواز دے تو ظاہر ہے کہ آواز ان اشیاء میں سے ہو کر نکلے گی مگر اُس سے کہ وہ آواز اُس شئے میں سے نکلی ہے کوئی عاقل یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ دیوار اور کپڑا اور تابدان متکلّم ہیں متکلّم تو وہی ہے کہ جس سے اصدار کلام کا ہُوا ہے اور جس کے ساتھ یہ صفت قائم ہے نہ کہ وہ

---

[1] ان کی بہت سی سرگوشیوں میں کوئی بھلائی نہیں مگر جس نے صدقہ کا حکم دیا یا کسی نیکی کا یا لوگوں کے درمیان اصلاح کرانے کا۔

[2] میں ہی خدا ہوں جو رب العالمین ہے۔

دیوار اور پردہ اور تابدان۔ پس اسی طرح یہاں بھی متکلم جناب باری تعالیٰ عزّ اسمہ ہیں اور جانب وجہت صدور آواز شجرہ ہے۔ اس سے شبہ حلول یا یہ شبہ کہ وہ شجرہ مدعی الوہیت ہو سراسر نادانی ہے۔

(۳) لوانزلنا ھذا القرآن علی جبل لرایتہ خاشعا متصدعا من خشیۃ اللہ[1] اس کے معنی یہ ہیں کہ جیسے احکام قرآنی بشر پر نازل ہوئے ہیں اگر یہ حکم جبل پر نازل ہوتا اور اس کو متکلف بنایا جاتا تو اس کا خشیۃ باری تعالیٰ سے یہ حال ہوتا کہ وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا۔ پس انسان باوجودیکہ احساس و ادراک میں اس سے بہت زیادہ ہے مگر اس کو اس قدر غفلت ہے کہ اصلا اثر نہیں ہوتا اس پر یہ استبعاد کہ انسان پر باوجود حواس عشرہ ظاہریہ و باطنیہ کے اثر نہیں ہوتا بے محل ہے اس لئے کہ اگر انسان پر غفلت و قساوت کا پردہ نہ ڈالا جاتا تو بے شک وہ اُس سے بھی زیادہ ہو جاتا مگر چونکہ اس میں جبل کے برخلاف شہوات وغیرہ کو غالب کر دیا ہے اس لئے وہ برداشت کر لیتا ہے اور جب قساوت و غفلت کم ہو جاتی ہے تو انسان کی بھی حالت قابو میں نہیں رہتی۔ چنانچہ بہت سے اکابر کے حالات اس قسم کے مشہور ہیں کہ قرآن شریف سُن کر اُن کا کیا حال ہوا حتیٰ کہ بہت سے اسی وقت مر گئے ہیں اور جن مقربانِ بارگاہ کو باوجود حضور قلب و حصول تدبّر و تفکّر کے پھر بھی تغیّر نہیں ہوتا تو یہ حق تعالیٰ کی طرف سے اُن کو قوت و اثبات و استقلال جو عطا ہوتا ہے اُس کی برکت و سبب سے ہے اور یہ کہنا کہ جبل وغیرہ کو اصلا احساس نہیں ہے اصولِ اسلامیہ کے خلاف ہے اور واقف حدیث نبویہ ان اشیاء میں ایک قسم کی ادراک و احساس سے انکار نہ کرے گا۔ حق تعالیٰ نے ان جملہ اشیاء میں ایک قسم کا ادراک و احساس رکھا ہے اگرچہ وہ ادراک اس قسم کا نہ ہو کہ انسان و ملائکہ و جن کو دیا گیا ہے مگر وہ اپنے اس نوع ادراک سے بوجہ اپنی قوتِ وحشیہ کے اور نہ ہونے قساوت کے اور نہ ہونے اُس قوت کے جو خواص بشر میں رکھی گئی ہے اگر اس پر قرآن شریف نازل کیا جاتا تو ہرگز اس کی برداشت نہ کرتا اور بعض مفسرین نے یہ بھی فرمایا ہے کہ معنی یہ ہیں کہ اگر جبل کو ادراک دیا جاتا جو انسان کو دیا گیا ہے تب اُس کا یہ حال ہوتا۔ پس اگر یہ معنی لئے جائیں تب تو کوئی اشکال ہی وارد نہیں ہوتا اور بندہ بوجہ معذوری چشماں کے بسط جواب سے معذور بھی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

پان کھانا

سوال:۔ پان کھانا حدیث سے ثابت ہے یا نہیں؟ زید کہتا ہے کہ پان کھانے کی بہت تعریف حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمائی ہے۔ قول زید صحیح ہے یا غلط ہے؟

جواب:۔ جو شخص پان کھانے کی فضیلت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول سے ثابت بتاتا ہو وہ بڑا جاہل بلکہ بے دین ہے اُس کی بات بھی نہ سننا چاہیئے۔

عمارت کو بلند نہ بنانے کا مطلب

سوال:۔ ایک کتاب میں لکھا ہے کہ چھ گز سے زیادہ تعمیر کو بلند کرنا حدیث میں بالصراحت منع آیا ہے چنانچہ دوسری

---

[1] اگر ہم اس قرآن کو پہاڑ پر اُتارتے تو تم اس کو دیکھتے کہ وہ عاجزی کرنے والا ہوتا اور اللہ کے خوف سے پارہ پارہ ہو جاتا۔

حدیث میں ہے کہ ایک صحابی نے ایک گول گھر بلند بنایا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے سلام علیک ترک کر دیا۔ بعدہٗ ان صحابی نے وہ مکان گرا دیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہو گئے۔ لہٰذا اصل مسئلہ فرما دیجئے۔

جواب :۔ ضرورت سے زیادہ تعمیر موجبِ باز پرس ہے اور باعثِ خسارہ آخرت بھی ہے اور صحابہ سے ایسا فعل اور بھی زیادہ بعید اس لئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوئے چھ گز کی کوئی قید نہیں ہے بلکہ مدارِ جواز حاجت ہے۔ فقط

صدقہ کے کھانے سے دل پر اثر

سوال :۔ طعام المیت یمیت القلب وطعام المریض یمرض القلب[1] حدیث ہے یا قول طعام ایصالِ ثواب مثل یازدہم غوث الاعظم یا برسی وششماہی وغیرہ کہ ہندوستان میں رائج ہے یا بلا قیود یوم وغیرہ طعام ایصال ثواب کے واسطے تیار کیا جائے تو اس کا کھانا حرام ہے یا مکروہ تحریماً یا تنزیہاً یا جائز خصوصاً ذاکرین شاغلین کے حق میں کیا حکم ہے ؟

جواب :۔ یہ قول ہے اور یازدہم کا طعام بھی ایسا ہی ہے سب صدقہ ہے اور سب کا کھانا موجب اماتت قلب ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

غرامتِ مال کا طلب

سوال :۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ غرامت مال کا حدیثوں میں جہاں مذکور ہے محشی اسے منسوخ لکھتے ہیں مگر معلوم نہیں کہ اس کا ناسخ کیا ہے اور ناسخ میں اتنی قوت ہے کہ ان احادیث ثلثہ ثابت کو اس کے مقابلہ کی کہہ سکیں مشہور یوں ہے کہ اگر شخص اکیلا گھر میں نماز پڑھے اور پھر مسجد میں جماعت سے نماز مل جاوے تو ظہر و عشاء میں شریک جماعت ہو جاوے اور صبح و عصر اور مغرب میں شریک نہ ہو حالانکہ ابوداؤد شریف میں جو واقعہ مذکور ہے اس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خفگی کی وجہ صبح کی جماعت میں شریک نہ ہونا ہے اس کا کیا جواب ہے۔ فقط

جواب :۔ غرامت مالی ابتداء اسلام میں تھی پھر حکم ہو گیا لا یحل مال احد الا باذنہٖ او کما قال۔ یہ اس کا ناسخ ہے اور اس مسئلہ کو طحطاوی نے لکھا ہے تم خود دیکھ لینا اور اس پر اجماع بھی ہے اور ابوداؤد شریف میں جو حدیث وارد ہوئی ہے وہ صبح کے وقت میں وارد ہوئی کہ صبح کے وقت کی ادا کو آپؐ نے نہی فرمایا اگرچہ عتاب کا لفظ عام اور بعد صلوٰۃ صبح کے نوافل کی ممانعت عموماً ہے وہ اس کی ناسخ بھی ہو سکتی ہے مگر یہاں نسخ کی حاجت نہیں کہ عتاب بوجہ عدم شرکت کے تھا اور بعد معلوم ہونے کے کہ لوگ نماز پڑھ چکے ہیں آپؐ نے اس وقت کی نماز میں کچھ نہیں فرمایا بلکہ کلیتہً یہ ارشاد فرمایا کہ جو شخص نماز پڑھ کر آیا کرے نماز میں شریک ہو جائے چونکہ اس وقت کے نفلوں کی ممانعت پہلے ہو چکی تھی لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تصریح نہیں فرمائی اور نہ یہ فرمایا کہ اگرچہ تم پڑھ کر کے آئے تھے تم کو شریک ہونا تھا بلکہ کلیتہً مسئلہ بیان فرمایا کہ جو شخص نماز پڑھ کے آوے شریکِ جماعت ہو جاوے متنفلاً۔ اسی واسطے عبداللہ بن عمر عصر کی نماز میں شریک نہیں ہوتے تھے کہ صحابہ اس استثناء سے مطلع تھے۔ فقط والسلام

---

[1] میت کا کھانا دل کو مار دیتا ہے اور بیمار کا کھانا دل کو بیمار ڈال دیتا ہے۔

تین دن سے کم میں قرآن مجید ختم کرنا

سوال :۔ تین دن سے کم قرآن کو ختم کی کراہت حدیث ترمذی سے معلوم ہوتی ہے مگر بعض اکابر فقہاء سے یہ امر ثابت ہے اس سے کیا مراد ہے ؟

جواب :۔ کراہت کسی حدیث سے ثابت نہیں بلکہ یہ ہے کہ ایسے پڑھنے میں تمام نہیں ہوتا مگر پڑھنے میں ثواب بلا کراہت ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم ۔

ملفوظات

(۱) عاصم قاری کے نزدیک جن کی قرأۃ ہندوستان میں پڑھی جاتی ہے اور تمام قرآن مطبوعہ اس کے موافق ہیں ۔ بسم اللہ ہر ہر سورۃ کا جزو ہے لہٰذا اُن کے نزدیک ہر سورۃ کے اوپر بسم اللہ کو جہر کے ساتھ پڑھنا چاہیئے اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ بسم اللہ ایک آیت قرآن شریف کی ہے اس کو کہیں ایک جگہ جہر سے پڑھ دینا چاہیئے سوائے سورہ نمل کے۔ پس جو لوگ کہ مذہب حنفیہ کی رعایت رکھتے ہیں وہ بسم اللہ کو ایک بار پکار کر پڑھ لیتے ہیں سوائے سورہ نمل کے کیونکہ یہ بسم اللہ کسی سورۃ کا جزو نہیں مستقل آیت ہے امام صاحب کے نزدیک پس بر رعایت مذہب حنفیہ جس سورۃ کے ساتھ چاہے اُس کو پڑھ لے کوئی قید نہیں اور اگر رعایت قاری عاصم کی منظور ہے تو ہر ہر سورۃ کے اوپر بجہر پڑھنا چاہیئے۔ درصورت مذہب حنفیہ کوئی احتیاط کی بات نہیں یکساں ہے ۔

(۲) مسئلہ : لا صلوٰۃ الا بحضور القلب[1] ۔ میں حضور قلب مطلق واقع ہُوا ہے اور مطلق کا قاعدہ ہے کہ اگر ادنیٰ سے ادنیٰ فرد بھی اس کی پائی جاوے تو امتثال امر ہو جاتا ہے۔ پس ادنیٰ حضور یہ ہے نماز پڑھنا جانے اور تکبیر تحریمہ میں نیت نماز کی ہو اور ہر رکن میں یہ جان لے کہ فلاں رکن کرتا ہوں۔ پس فرض ادا ہُوا کہ مطلق حضور کی ادنیٰ فرد موجود ہے اسی واسطے اگر اوّل سے آخر تک کسی رکن میں سو گیا تو رکن ادا نہیں ہوتا۔ پس فرض نماز تو اس قدر حضور سے ادا ہوتی ہے اور کمال کی تھا (انتہاء) نہیں ۔

والسلام

---

[1] حضور قلب کے بغیر نماز نہیں ہوتی ۔

کتابُ العِلم

جو عالم بہ نیت وعظ میلہ میں جائے

سوال :۔ عالم کو بطور وعظ کے میلہ میں جانا مثل میلہ پیرانِ کلیر کے درست ہے یا نہیں اور اُس کی نیت وہاں جانے سے یہ ہے کہ وہاں جاکر مباحثہ مخالفان سے کرے ۔

جواب :۔ میلہ میں جاکر عالم اگر سیر و تماشہ نہ کرے اور میلہ کی برائی بیان کرے اور لوگوں کو وہاں سے چلے جانے کی ہدایت کرے تو درست ہے بلکہ بہتر و موجب ثواب ہے البتہ اگر وعظ و تماشہ دونوں کرے تو گنہگار ہوگا۔ فقط

والدین کی اجازت کے بغیر طلب علم کے لئے سفر کرنا

سوال :۔ بلا اجازت والدین کے بطلب علم سفر کرنا جائز ہے یا نہیں ؟

جواب :۔ اگر علم فرض کی تعلیم کو باہر بدوں اذن والدین کے جاوے بشرطیکہ شہر میں حاصل نہیں ہو سکتا تو درست ہے ورنہ درست نہیں ۔ فقط

تقویٰ اور فتویٰ کا فرق

سوال :۔ تقویٰ کس کا حکم ہے اور فتویٰ کس کا حکم ہے اور ان دونوں میں کیا فرق ہے اور ان دونوں میں سے ہم پر کس پر عمل کرنا فرض ہے ؟

جواب :۔ فتویٰ یہ ہے کہ جس کو علماء نے بدلیل قرآن و حدیث جائز کہا اس پر عمل کرے اگرچہ بعض وجہ سے اس میں ممانعت بھی معلوم ہوتی ہو اور تقویٰ یہ کہ جہاں شبہ ہو اس کو بھی نہ کرے پہلی کو رخصت کہتے ہیں اور دوسری کو عزیمت دونوں حکم شرع کے ہی ہیں اور دونوں میں سے جس پر عمل کرے درست ہے رخصت سے باہر نہ نکلے اور تقویٰ کرے تو بڑا اجر ہے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبادت کا مطلب

سوال :۔ شرع شریف میں معنی عبادت کے کیا ہیں کہ جو سب افراد و اقسام عبادت پر صادق ہوویں اور معنی مشہور غایت التذلل لغایۃ التعظیم[1] سب افراد پر بذہن ناقص شامل و صادق نہیں ہوتے اور امام غزالی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے معنی عبادت اطاعت لکھے ہیں رسالہ ایہا الولد میں ۔ پس ایسے معنی ارشاد ہوویں کہ تمام امور حسنہ اور پسندیدہ شارع پر صادق آویں ۔

جواب :۔ یہ حد سب عبادات پر صادق ہے کیونکہ مستحب میں بھی لوجہ اللہ ہی تذلل و اطاعت ہوتا ہے ۔

---

[1] انتہائی تعظیم کے لئے انتہائی ذلت اختیار کرنا ۔

تقرب کا مطلب

سوال :۔ معنی تقرب کیا ہیں کہ جس کے کرنے سے واسطے غیر اللہ تعالیٰ کے شرک لازم آتا ہے۔ فقط

جواب :۔ معنی تقرب کے کسی سے نزدیکی و ولایت حاصل کرنا کہ اُس میں جملہ حوادث سے امن چاہے اور استقلالاً اُس سے نفع چاہے۔ فقط واللہ تعالےٰ اعلم

نماز میں حضور قلب رکھنے کا مطلب اور اُس کا حکم

سوال :۔ مراد حضور نماز سے کیا ہے کہ جس کے بغیر نماز ادا نہیں ہوتی اور وہ حضور فرض اور واجب ہے اور وہ کس قدر ہے۔ فقط

جواب :۔ مطلق حضور فرض ہے ادنیٰ اس کا یہ ہے کہ ان افعال کو جان کر کرے۔ فقط

قاضی جس جگہ نہ ہو وہاں حکم کے فیصلہ کا حکم

سوال :۔ مسئلہ جہاں قاضی شرعی نہ ہو تو وہ احکام جو قضاء پر موقوف ہیں اگر باتفاق ہو تو مدعی خود اپنا حق بدوں قلت و تجاوز کے لے سکتا ہے اگر دونوں اپنے اپنے زعم میں حق پر ہوں تو عرف و اتفاق سے حکم ہو سکتا ہے مدعی کو اپنی حقیقت پر وثوق کامل نہیں تو بے تحکیم کچھ نہیں ہو سکتا۔

جواب :۔ جہاں قاضی نہ ہووے تو تحکیم سے جو بشرائط خود ہووے فیصلہ کرانا چاہیئے اور حکم حَکَم مثل حکم قاضی کے ہووے گا مگر مدعی کو جس حق میں خود وثوق نہ ہووے ایسی شے کو بحکم حکم لینا بھی درست نہ ہوگا معہذا اگر تحکیم کرا کر مدعی نے لے لیا تو معاف کرا لے ورنہ مال مشتبہ رہے گا اور ایسی صورت میں مدعی گناہ سے خالی نہیں ہوگا۔ واللہ تعالےٰ اعلم

مناظرہ کرنے کی کس کو اجازت ہے

سوال :۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین حامیانِ شرع متین ان مسئلوں میں۔ اولاً یہ کہ رد کرنا کفار کا خصوصاً فی زمانا جو کفرہ نے بمقابلہ اسلام تحریر و تقریر و طمع کو بشدت پیش کیا ہے تو اب اہلِ اسلام کو واسطے تکذیب کفرہ کے باوجود آزادگی بہ نسبت تنازع باہمی تحریراً و تقریراً کیا حکم ہے۔ دوسرا یہ کہ بیان کرنا خوبی اصول اسلام و قباحت کفرہ مجمعوں میں اور بازاروں میں بطور وعظ بہ نسبت جلوس خلوتوں کے کیا حکم ہے؟ سوئم یہ کہ باوجود لیاقت علمی و مالی بقدر وسعت امور مذکورہ بالا میں سعی نہ کرنے کا کیا حکم ہے۔ بینوا و توجروا

جواب :۔ جو شخص جملہ علوم شرعیہ سے بخوبی واقف اور دقائق عقائد و کلام و حقائق اعمال و اخلاص سے بہمہ وجوہ نامور ہو اور فہم و ذکا اور تدین سے مزین ہو اور مناظرہ و تردید کفر ایسی عمدہ طرح پر کر سکے کہ کسی وجہ سے اسلام پر کوئی حرف و عیب عائد نہ ہو اور خود تشکیک مخالفین میں ملوّث نہ ہو جائے تو ایسے شخص کو رد نصاریٰ و دیگر منکرین اسلام کا کرنا اور بازار و جامع میں حمایت و خوبی اسلام کا اظہار و وعظ کرنا درست ہے اور کتب مخالفین کو بھی دیکھنا جائز ہے اور جو کوئی ان شرائط مذکورہ سے مفقود ہو تو اس کام میں پڑنا سخت حرام ہے اور موجب افسادِ اسلام ہے اور جو شخص متحلی اس وصف مذکورہ بالا کا ہو تو اُس کو یہ کام کرنا بہ بعض وجوہ اولیٰ خلوت سے ہے اور یہ سب اُس صورت میں ہے کہ کوئی امر مذموم نہ رہے اس

کے ساتھ مختلط نہ ہو ورنہ ہرگز حلال نہ ہووے گا ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

ایسے معاملات کا حکم جس میں جواز و عدم جواز کا احتمال ہو

سوال :۔ مسئلہ۔ جو معاملات ایک دلیل سے جائز دوسرے اعتبار سے ممتنع ہوں مثلاً اجارہ قرار دیں تو ناجائز ہے اور بیع سمجھیں تو جائز ہے اور کسی طرف نص صریح نہ ہو تو بنظر سہولت دلیل جواز اقویٰ واولیٰ ہے یا نہ ؟

جواب :۔ اگر ایک عقد میں احتمال صحت و فساد دو جہت سے ہو سکے اگرچہ تصریح نہ ہووے تو حمل کرنا عقد صحیح پر چاہیئے۔ چنانچہ ہدایہ میں اکثر جا مذکور ہوا ہے باب الصرف میں ہے وانہ طریق متعین لتصحیحہ یحتمل علیہ تصحیحا التصرفہ انتہیٰ [1] واللہ اعلم

بضرورت ایسے قول پر عمل کرنے کا حکم جو غیر مفتی بہ ہو

سوال :۔ مسائل مختلفہ مجتہد فیہا میں غیر مفتی بہا پر عمل کرنا درجہ کراہت سے زیادہ نہیں ہو سکتا مگر گاہے گاہے حالت ضرورت میں غیر مفتی بہ یا غیر مقلد کی قول پر عمل کرنا کیسا ہے ؟

جواب :۔ ضرورت کے وقت روایت غیر مفتی بہا پر اور مذہب غیر پر عمل کرنا درست ہے اگرچہ اولیٰ نہیں خصوصاً اضطراری وعموم بلویٰ میں ۔ کذا فی رد المحتار۔ واللہ تعالےٰ اعلم

عالم بے عمل کی تعریف

سوال :۔ عالم بے عمل وہی ہے کہ اوروں کو بتائے اور آپ نہ کرے یا عالم بے عمل اور ہے یہ نہیں ؟

جواب :۔ عالم بے عمل جو تلقین کرے اور خود خلافِ شرع کرے۔ اگر لوگوں کو وظائف نوافل تلقین کرے خود نہ کرے وہ بُرا نہیں مگر واجبات کو ترک کرے ممنوعات کو کرے وہ عالم بے عمل ہوتا ہے۔

جہلاء سے بحث و مباحثہ کرنے کی غرض سے علم حاصل کرنا

سوال :۔ زید ایک معمولی سا مولوی ہے لوگوں سے مسائل متنازعہ فیہ میں گفتگو کر کے فساد کرتا ہے اور عوام اور جہلاء سے بلا وجہ بحث و مباحثہ کرتا ہے۔ مسائل مختلف فیہ میں نہایت تشدّد کرتا ہے۔ چنانچہ عمرو سے جو ایک مبتدی طالب علم نفحۃ الیمن وغیرہ پڑھتا ہے مسئلہ رفع یدین فی الصلوٰۃ عند الرکوع میں گفتگو کی۔ زید نے کہا رفع یدین عند رکوع ممنوع فی الحدیث ہے۔ عمرو نے جواب دیا نہیں بلکہ سنت ہے۔ چنانچہ سبیل الرشاد میں رفع و عدم رفع کو سنت تحریر فرما کر عدم رفع کو راجح لکھا ہے ممنوع نہیں ہے اگر ممنوع فی الحدیث ہوتا تو سبیل الرشاد میں ضرور تحریر فرمایا جاتا اور زید نے اس کے جواب میں کہا میں کسی کا کلام نہیں مانتا اور چند کلمات سخت کہے۔ عمرو نے بھی اس کے جواب میں غصّہ سے یہ کہا جو سنت کہ حدیث صحیح سے ثابت ہے اس پر عمل کرنے کو ممنوع کہے وہ ملحد ہے لہٰذا عرض ہے جو طور سبیل الرشاد میں تحریر ہوا ہے یہی درست ہے یا رفع یدین مذکور ممنوع فی الحدیث ہے اور زید جو لوگوں کو ایسے الفاظ کہتا ہے اور کہلواتا ہے اور لوگوں کو ورغلاتا

---

[1] اور اس کی صحت کا ایک طریقہ معین ہے جس پر اس کے تصرف کی صحت کا احتمال ہے ۔

ہے کس جرم کا مستحق ہے اور اس حدیث کا مصداق ہے یا نہیں من طلب العلم لیجاری به العلماء ولیماری به السفہاء اویصرف به وجوہ الناس الیه ادخله الله النار[1]۔ اور عمرو نے جو اس کے جواب میں ملحد کہا وہ کس درجہ کا گنہگار ہے بینوا وتوجروا۔

جواب :۔ جو طور سبیل الرشاد میں مذکور ہے وہی صحیح ہے۔ احادیث صحیحہ سے دونوں امر ثابت ہیں کسی ایک کو ممنوع اور اس کے فعل کو ارتکاب منہی اور فعل منکر نہ کہنا چاہیئے اور جو شخص ایسے کلمات کہے یا مجاہدات وممارات کو مقصود تحصیل علم بنادے وہ سخت گستاخ بلکہ مستحق تعزیر ہے اور قابل تادیب۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

نفس پرور عالم اور بدعتی صوفی میں کون افضل ہے

سوال :۔ جو عالم کہ خوب کھاوے اور خوب پہنے اور نماز میں جماعت کی پابندی بھی نہ کرے چاہے جماعت ملے یا نہ ملے اپنے نفس کی خاطر مسائل کو تاویل کرے تو یہ عالم اچھا یا یہ صوفی بدعتی تہجد گذار حاجی وظیفچی مذکور الصدر اچھا فرمائیے۔

جواب :۔ میرے نزدیک یہ دونوں بُرے ہیں مگر عالم نفس پرور زیادہ بد ہے صوفی مبتدع سے کیونکہ اس کا گناہ لوگوں کو بہت نقصان دیتا ہے صوفی بدعتی کا کم نقصان دیتا ہے۔ فقط واللہ تعالےٰ اعلم

تن پروری وکامرانی کرنے والا عالم

سوال :۔ عالم کہ کامرانی وتن پروری کند — او خویشتن گم ست کرا رہبری کند[2]

یہ شعر واقعی سچ اور ٹھیک ہے یا صرف مضمون شاعری ہے۔

جواب :۔ معنی شعر کے درست ہیں تن پروری یہ ہے کہ اپنے نفع دنیا کے واسطے خلاف شرع بھی کرلیوے۔ منہ دیکھ کر فتویٰ دیوے اور جو مباح کھانے پہننے میں موافق حکم شرع کے عمل کرے اور مباحات کا عمل کرے وہ داخل شعر کے مضمون میں نہیں ہوتا۔ فقط واللہ تعالےٰ اعلم

ملفوظات

(۱) جہلاء سے مت اُلجھنا وہاں چند آدمی بد وضع جمع ہیں ان سے مت اُلجھنا، اپنے عقائد واعمال جیسے یہاں ہیں ویسے ہی رکھنا۔

(۲) مسئلہ۔ حافظ قرآن کے مدارج معہ ترجمہ میں زیادہ ہیں اور بلا ترجمہ میں اس قدر نہیں ہیں اور بھول جانا سارے قرآن کا زیادہ گناہ ہے اور کم کا کم گناہ، اور گناہ وہ بھولنا ہے جو اس بھولنے والے کی کم توجہی اور بے اعتنائی سے ہو اور اگر کسی مجبوری یا مرض سے ایسا ہو تو مضائقہ نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالےٰ اعلم

---

[1] جس نے علم اس نیت سے پڑھا کہ علماء سے بحث کرے یا جہلا پر فخر کرے یا لوگوں کا منہ اس علم کے ذریعہ اپنی طرف پھیرے تو اللہ تعالےٰ اس کو جہنم میں داخل کردے گا۔

[2] جو عالم کہ تن پروری اور کامرانی سے گزار رہا ہے وہ خود گم ہے کس کی رہبری کرے گا۔

(۳) بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اما خرق عادت پس بیانش آنکہ حق جل وعلا بقدرت کاملہ خود بنا بر تصدیق انبیاء علیہم السلام چیزے اظہار مینماید کہ صدور آں چیز بہ نسبت ایشاں ممتنع مینماید اگرچہ بہ نسبت دیگر کس ممتنع نمی باشد۔ تفصیلش آنکہ وجود بعضے اشیاء بحسب عادت اللہ موقوف می باشد بر فراہم آمدن اسباب وادوات آں چیز پس کسیکہ ادوات وآلاتش حاصل میدارد صدور چیز مذکور از وخرق عادت نیست وکسیکہ ادوات مذکور حاصل نمی دارد البتہ صدور آں از و از قبیل خرق عادت است مثلاً نوشتن بہ نسبت نویسندہ خرق عادت نیست وبہ نسبت امی خرق عادت وکشتن بسلاح خرق عادت نیست وبمجرد ہمت و دعا خرق عادات پس ازیں بیان واضح گشت کہ ایں معنی لازم نیست کہ ہر خرق عادت خارج از مطلق طاقت بشری می باشد بلکہ ہمیں قدر لازم ست کہ نسبت صاحب خارقہ صدور آں خلاف عادت باشد بجہت فقدان ادوات وآلات پس بسیار چیز است کہ ظہور آں از مقبولین حق از قبیل خرق عادت شمردن می شود حالانکہ امثال ہماں افعال بلکہ اقویٰ واکمل ازاں ارباب سحر واصحاب طلسم ممکن الوقوع باشد۔ پس وقتیکہ بر حاضراں واقعہ ایں قدر ثابت باشد کہ صاحب خارق مہارت در فن سحر وطلسم نمی دارد۔ پس لابد صدور خارقہ مذکور علامت صدق او تواند بود لہذا نزول مائدہ از معجزات حضرت مسیح شمردہ می شود بخلاف انچہ اہل سحر بسیارے را از اشیاء نفیسہ از جنس میوہ وشیرینی باستعانت شیاطین حاضر می آرند ودر دوستاں وہمنشیناں خود باں افتخار می نمایند۔ چوں معنی خرق عادت واضح گشت لابد دریں مقام تامل باید نمود کہ خرق عادت چرا ظاہر میگردد وچگونہ ظاہر می شود اما اول پس باید دانست کہ ظہور خوارق بالذات از اسباب ہدایت نیست گو کہ در حق بعضے سعداء اتفاقاً سبب ہدایت گردد بلکہ ظہور آں بالذات برائے اتمام حجت واسکات مخالفین والزام مجادلین است الخ اما آنکہ چگونہ حادث میشود پس بیانش آنکہ حق جل وعلا بقدرت کاملۂ خود در عالم تکوین تصرفے عجیب وغریب بنا بر تصدیق مقبولے از مقبولان خود میفرماید نہ آنکہ قدرت صدور خرق عادت در دا ایجاد می فرماید واو را باظہار آں مامور مینماید حاشا وکلا قدرت تصرف در عالم تکوین از خواص قدرت ربانی ست نہ از آثار قوت انسانی ۱۲۔ رسالہ منصب امامت تصنیف مولانا محمد اسماعیل شہیدؒ از صفحہ ۳۱ تا صفحہ ۳۲۔ ترجمہ منصب امامت از صفحہ ۲۱ تا ۲۳۔ اما نزول برکت پس بیانش آنکہ چنانکہ حق جلّ وعلا بحکمت بالغہ خود جرم آفتاب را واسطہ اشراق عالم فرمودہ ودافع تاریکی قرار دادہ۔ پس ہر چند انتشار نور در اطراف عالم واضمحلال ظلمت از روی زمین محض از قدرت کاملۂ او تعالیٰ است ہر کہ آفتاب را خالق نور قرار دہد ہر آئینہ کافر گردد والعیاذ باللہ لیکن سنت اللہ بایں طریق جاری گردید کہ ہر گاہ آفتاب طلوع می کند تمام عالم پر از انوار می شود وروی زمین از غبار ظلمت پاک می گردد ہمچنیں از بسکہ اکابر ایشاں ملکی اند وبشر فلکی وجود ایشاں آفتابے است کہ بر اوج چرخ ملکوت تابندہ قمرے است از جبروت کہ در شب تار ناسوت درخشیدۂ لابد ہمراہ نزول ایشاں یک نورے از غیب الغیب بروز میفرماید کہ سبب اصطلاح عالم وانتظام بنی آدم وباعث تقلب اودارد وتغیر اطوار میگردد۔

پس آنچہ از تغیرات وتقلبات مذکورہ چہ در اقطار عالم واطوار بنی آدم حادث میگردد ہمہ از قدرت کاملہ ربانی است نہ از نتائج طاقت امکانی نہ اینکہ حق جل وعلا ایشاں را قدرت آثار تصرف عالم عطا فرمودہ وکار وبار بنی آدم بایشاں تفویض نمودہ پس ایشاں بامر الٰہی قدرت خود صرف می نمایند وایں تصرفات گوناگوں وتغیرات بوقلموں

درعالم کون بررروے کاری آرند کہ ایں اعتقاد شرک محض است وکفر بحث ہر کہ بجناب ایشاں ایں عقیدہ قبیحہ داشتہ باشد بیشک مشرک مردود است وکافر مطرود بالجملہ تقدیر نزولِ الٰہی بنا بر وجاہت کسے یا دعاء کسے از مقبولین امرے دیگر و صدور تصرفات کونی از ہمان مقبول اگرچہ بامر اللہ باشد امرے دیگر کہ اول عین اسلام است وثانی محض کفر ع ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا" ۱۲ رسالہ منصب امامت مذکور تصنیف مولانا محمد اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ در صفحہ ۱۰۰ ترجمہ منصب امامت از صفحہ ۶۳ تا صفحہ ۶۴ -

فائدہ - اگر خواہی کہ سرکار و ریا بی ہوش گرد آرد گوش بمن وار تنقیح مرام وتوضیح مقام موقوف بر بیان نکتہ است کہ فہمیدنی دارد و آں آنکہ قدرت و اختیار چیزے عطا فرمودن وقوت اقتدار آں تفویض نمودن مفہومے دیگر است وفعل خاص خود در چیزے ظاہر کردن مضمونے دیگر مثلاً تواں گفت کہ زید بقلم نوشت وفعل خاص خود کہ کتابت است در قلم ظاہر کرد ونمی تواں گفت کہ زید قدرت و اختیار حرکۃ وقوت اقتدار کتابت بقلم سپرد زیرا کہ قلم تا وقتیکہ مثل زید انسان نشود قدرت و اختیار حرکۃ وقوت واقتدار از کتابت حاصل نمی تواں کرد وخاصۂ انسان بدست نتواں آورد - پس اگر کسے گوید کہ زید قلم را قدرت و اختیار نوشتن داد و بتفویض خاصۂ خود بنواخت محصل کلامش ہمیں خواہد بود کہ زید قلم را انساں ساخت واگر گوید کہ زید بقلم نوشت مفادش آں باشد کہ فعل کتابت خاصۂ زید است وقلم را ہیچ وجہ در آں فعل قدرتے و اختیارے نیست وقوتے واقتدارے نے ع ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا

چوں ایں سخن دلنشین وخاطرنشاں شد بر اصل مطلب میرویم ومیگوئم کہ قدرت و اختیار افعال خاصۂ احدیت وقوت واقتدار آثار مختصہ صمدیت بکسے یا چیزے سپردن از مرتبہ امکان بمرتبہ وجوب بیرون است زیرا کہ مبدء قدرت واختیار آں افعال ومدار قدرت واقتدار آں آثار نیست الا وجوب وجود پس ہر کہ آں قدرت واختیار وآں قدرت واقتدار برائے غیر ثابت میکند محصل کلام ومآل مرامش ہمیں خواہد بود کہ خداوند تعالیٰ او را واجب الوجود گردانیدہ است ازیں تقریر رشیق وتحقیق انیق کہ شنیدی وفہمیدی فوائد بسیار می تواں برداشت ایں جا بیان بعضے از انہا میتواں کرد اول آنکہ بعض افعال خاصۂ الٰہیہ کہ گاہے در ذوات ملائکہ وانبیاء علیہم السلام جلوہ میکند ایشاں را در وقوع آنہا بر ہیچ وجہ قدرتے واختیارے وقوتے واقتدارے نمی باشد - پس آں افعال را چوں خوردن وپوشیدن از جنس افعال اختیاریہ واعمال مقدورہ نمی تواں شمرد وطلب ایقاع وایجاد آنہا از ایشاں بداں ماند کہ از کاتب قطع نظر کردہ باقلم خطاب کنند کہ ہاں اے قلم چنیں وچناں بنویس وبدانند کہ قلم در ایقاع ایں فعل عامل است وقدرت واختیارش محال وباطل وپیش ایشاں برائے ایقاع آں افعال تذلل وتعظیم بجا آوردن وسجدہ بردن چناں باشد کہ پیش قلم غایت تذلل وتعظیم بجا آرند وامیدوار ند کہ بنا بر قدرتے واختیارے کہ کاتب باو سپردہ ست چنیں وچناں تواند نوشت شعر ؎

فعل خاص حق چو ظاہر در ملک شد یا نبی — اختیار و قدرت ایشاں نہ فہمد جز غبی
اختیار و قدرت آنجا نیست نے بیش و نے کم — زانکہ ہست آں چوں ظہور فعل کاتب از قلم

دوم آنکہ نسبت تفویض وتصرف وتدبیر کہ بہ بعض ملائکہ وغیرہم میکنند ہماں نسبت قلم وکاتب ست وہماں معنی

ست کہ انشا پردازان می نویسند کہ تفصیل ایں و آں حوالۂ قلم نمودہ ایم نہ آنکہ قدرت و اختیار خلق و تکوین بمجرد ارادہ کن فیکون بایشاں تفویض نمودہ باشد کہ حصول آں موقوف بر حصول وجوب وجود ست کما مر۔

سوئم آنکہ ازیں تقریر سر دلالت معجزات بر رسالت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نیز می توان دریافت زیرا کہ وقوع آنہا متفرع بر قوۃ مودعہ و قدرۃ مفوضہ نمی باشد و عقل و قدرت و استقلال آنہا در ایجاد آنہا اصلا و مطلقاً جائز نمی دارد و می داند کہ ایں فعل فعلِ خاص جنابِ الٰہی ست و قدرت و اختیار را در آں بہ ہیچ وجہ مدخلے نے و اعطاء قدرت ایں چنیں افعال محال است کہ ظرف تنگ ممکنات دعا ایں چنیں عطیات نمی تواند شد پس گویا ایں چنیں افعال خاصۂ واجب متعال است بزبان حال میگویند کہ ما افعال خاصہ حضرت الٰہی ایم کہ بر نبوت ایں نبی گواہیم۔

چہارم آنکہ مقام فنا کہ ببعض اولیاء دست میدہد حقیقتش نہ آنست کہ ایشاں عین ذات واجب الوجود شوند یا قدرت افعال خاصۂ احدیت و آثار مختصہ صمدیت بایشاں مفوض گردد بلکہ غایتش آنست کہ قدرت و اختیار افعال اختیاریہ بشریہ و قوت و اقتدار اعمال مقدورہ انسانیہ از ذات ایشاں بکلی محو مینمایند و بہر وجہ سلب میفرمایند بعد ازاں ہماں افعال خاصہ الٰہیہ در ذوات ایشاں جلوہ میکنند و چوں قلم در دست کاتب خالی از شعور و اختیار و معرا از قوۃ و اقتدار می باشند و از ینجا بمعنی حدیث فکنت سمعہ الذی یسمع بہ و بصرہ الذی یبصر بہ الحدیث می توان رو۔

پنجم آنکہ دانستن مغیبات کہ در بعض اوقات از انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام رو میدہد ہم ازیں قبیل است یعنی متفرع بر قوتے و قدرتے و شانے و صفتے نیست کہ در ذوات طیبہ ایشاں ودیعت نہادہ باشند بلکہ محض فعل خاصہ الٰہی است کہ ایں جا جلوہ میکند مثل حرکت قلم بہ فعل کاتب۔

ششم آنکہ مشرکین سابقین و لاحقین دریں دو معنی غلط می نمایند کہ واجب تعالیٰ قدرت و اختیار ایں افعال و قوت اقتدار ایقاع ایں آثار بایں ذوات دادہ است و چوں افعال اختیاریہ انسانیہ و اعمال مقدورۂ بشریہ در قبضۂ تصرف آنہا نہادہ و بنا بر ہمیں اعتقاد بے بنیاد پیش آنہا سجدہ می برند و نذور و قرابین و تضرع و زاری بعمل می آرند و دادا شراک میدہند و نمی دانند کہ تا وقتیکہ اینہا واجب الوجود نشوند قدرت و اختیار ایں افعال خاصۂ الٰہیہ حاصل نتوانند کرد۔

ہفتم آنکہ لفظ علم ذاتی و تصرف استقلال و مثل آنکہ در کلام بعض علماء مثل مولانا شاہ ولی اللہ و شاہ عبدالعزیز نسبت بکفار واقع شدہ مراد ازاں ہمیں اثبات قدرت و اختیار از درگاہ پروردگار ست کہ موجب شرک کفار نابکار ست ورنہ مشرکین عرب ذات و صفات اصنام را مخلوق خدا و قدرت و اختیار آنہا عطا فرمودۂ جناب کبریا میدانستند کما مر تحقیقہ ووجہ اطلاق لفظ استقلال ظاہر ست زیرا کہ مشرکین بیدین آں افعال خاصۂ الٰہیہ را بہ سبب اعتقاد و تفویض قدرت و اختیار در افعال اختیاریہ و اعمال مقدوریہ داخل نمودند و بر افعال اختیاریۂ بندگان جمیع احکام استقلال جاری می شود و استحقاق مدح و ذم طاری گو کہ ہمہ افعال عباد بر قوت و قدرت خداداد مبنی باشد۔

ہشتم۔ آنکہ مشرکین بے تمکین چوں اصنام را بر افعال خاصۂ الٰہیہ قادر و در ایقاع آنہا مختار دانستند و آں مستلزم

وجوب وجود ست و وجوب وجود مستجمع جمیع صفات کمال پس گویا معبود است که او را با خدا برابر و در ہمہ کمالات ہمسر می دانند و بیضاوی ہم اشارتے بایں امر میکند آنجا کہ می گوید وتسمیتہ ما یعبدہ المشرکون من دون اللہ اندادًا و ما زعموا انہا تساویہ فی ذاتہ وصفاتہ ولا انہا تخالفہ فی افعالہ لانہم لما ترکوا عبادتہ الی عبادتہا وسموہا الٰہیۃ شابہت حالہم حال من یعتقد انہا ذواتٌ واجبۃ بالذات قادرۃ علی ان تدفع عنہم باس اللہ وتمنحہم مالہم یرد اللہ لہم من خیر انتہٰی ۔ یعنی مشرکین اصنام را واجب الوجود نمی خوانند و در صفات او شریک نمی گردانند لیکن چوں بر منصب استحقاق عبادت می نشانند گویا کہ در ہمہ چیز برابر می دانند ۔

فائدہ ۔ باید دانست کہ میان افعال اختیاریہ عباد با افعال خاصۂ رب العباد تفاوت بسیار ست چہ ایجاد چیزہا کہ از بندگان او دیدہ میشود آلات و ادوات مشروط است بشرائط و اسباب مشروط مثلاً نوشتن است کہ چند چیز می خواہد دوات وقلم و کاغذ و مرد و قط زن و نور بصر و نور آفتاب و عقل و خیال و ارادہ و شوق دید و اصابع و حرکت آنہا و ایجاد رب العباد نہ بانہا منوط نہ بایشہا مشروط بمجرد ارادہ ہر چہ می خواہد بوجود می آرد حاجت اسباب و آلات ندارد و ایجاد خدائی را کہ مبنی بر مجرد ارادہ است تعبیر بکن فیکون میکند انما امرہ اذا اراد شیئًا ان یقول لہ کن فیکون پس اثبات قسم اول از افعال برائے بندگان ایزد متعال صحیح است و اثبات قسم ثانی کفر صریح و شرک قبیح بالجملہ طلب افعال اختیاریہ از ایشاں رواست و طلب افعال الٰہیہ بے جا چہ آں مقدور ایشاں است و ایں شان ذات بے نشان ۱۲ ۔ رسالہ ردبوارق تصنیف مولوی حسین شاہ صاحب بخاری بت شکن صاحب خلعت الہنود ۱۲ فصل اعلم ان معنی تسمیۃ ما جاءت بہ الانبیاء معجزۃ ہو ان الخلق عجزوا عن الاتیان بمثلہا وہی علی ضربین ضرب ہو من نوع قدرۃ البشر فعجزہم عنہ فبعجزہم عنہ ہو فعل اللہ دل علی صدق نبیہ کصرفہم عن تمنی الموت و بعجزہم عن الاتیان بمثل القرآن علی رای بعضہم ونحوہ وضرب ہو خارج عن قدرتہم فلم یقدروا علی الاتیان بمثلہ کاحیاء الموتی وقلب العصا حیۃً واخراج ناقۃ من صخرۃ وکلام شجرۃ ونبع الماء من بین الاصابع وانشقاق القمر مما لا یمکن ان یفعلہ احد الا اللہ تعالیٰ فیکون ذلک علی ید النبی من فعل اللہ تعالیٰ وتحدیہ علیہ السلام من یکذبہ ان یاتی بمثلہ تعجیز لہ ۱۲ شفاء قاضی عیاض صفحہ ۱۲۲ قال المتکلمون وتحت المعجزۃ بکونہا فعل اللہ تعالیٰ و لیست داخلۃ تحت قدرۃ البشر ۱۲ شرح الشفا المسمی بفتح الصفاء ھل کنت الا بشرًا کسائر الناس رسولا کسائر الرسل فکانوا لا یاتون قومہم الا بما یظہرہ اللہ علیہم علی ما یلائم حال قومہم و لم یکن امر الآیات الیہم ولا لہم ان یتحکموا علی اللہ حتی یتخیروا ۔ بیضاوی ۱۲

امام تورپشتی در کتاب معتمد فی المعتقد در باب دوم در فصل اول در معنی نبوت و اثبات آں در ذکر معجزات فرمودہ کہ امثال ایں چیزہا یاد کردیم از معجزات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام جز خدائے تعالیٰ نتواند کردن و در فصل ششم در ایمان بخدائے تعالیٰ فرمودہ و دلیل بریں آنست کہ قرآن معجز است و معجز آں باشد کہ جز خدائے تعالیٰ دیگرے بر آں قادر نباشد و اگر قول جبرئیل بودے معجز نبودے و اگر قول پیغمبر بودے ہمچنیں معجز نبودے ۔ ۱۲ مولانا حیدر علی ٹونکی رح در

بعض مصنفات خود تحریر فرمودہ وکرامت الاولیاء حق ومعجزۃ للنبی صلی اللہ علیہ وسلم کذا فی کتب الکلام ومایزعم العوام ان الکرامۃ فعل الاولیاء انفسہم باطل بل ہوفعل اللہ تعالیٰ یظہرہ علی یدالولی تکریمًا لہ وتعظیماً لشانہ ولیس للولی ولا للنبی فی صدورہ اختیار اذلا اختیار لاحد فی افعال اللہ تعالیٰ وتقدس کما فی شرح العقائد العضدیہ للمحقق الدوانی ہی ای المعجزۃ امر یظہر بخلاف العادۃ علی ید مدعی النبوۃ عند تحدی المنکرین علی وجہ یدل علی صدقہم ولا یمکنہم معارضتہ ولہا سبعۃ شروط الاول ان یکون فعل اللہ تعالیٰ او مایقوم مقامہ من التروک الخ ۱۲۔

اور نیز مولوی حیدر علی صاحب ٹونکی نے بحولہ شرح عقائد جلالی معجزہ کی سات شرطیں لکھی ہیں جن میں سے ایک آن یکون فعل اللہ تعالیٰ او مایقوم مقامہ من التروک[1] بھی ہے اور ایسے ہی شرح مواقف میں بھی مذکور ہے۔

المقصد الثانی فی حقیقۃ المعجزۃ والبحث فیہا عن امور ثلثۃ عن شرائطہ وکیفیۃ حصولہا ووجہ دلالتہا علی صدق مدعی رسالۃ البحث الاول فی شرائطہا وہی سبع الشرط الاول ان یکون فعل اللہ تعالیٰ ومایقوم مقامہ من التروک ونیز در شرح مواقف درہمیں بحث ذکر کردہ قال الآمدی ہل یتصور کون المعجزۃ مقدورۃ للرسول ام لا اختلفت الائمۃ فیہ فذہب بعضہم الیٰ ان المعجزۃ فیما ذکر من المقال لیس ہوالحرکۃ بالصعود او المشی لکونہا مقدورۃ لہ بخلق اللہ فیہ القدرۃ علیہا انما المعجزۃ ہناک نفس القدرۃ علیہا وہذہ القدرۃ لیست مقدورۃ لہ وذہب آخرون الی ان نفس ہذا الحرکۃ معجزۃ من جہۃ کونہا خارقۃ العادۃ ومخلوقۃ اللہ تعالیٰ وان کانت مقدورۃ للنبی وہوالاصح واذا عرفت ہذا فلا یخفی علیک ما فی عبارۃ الکتاب من الاختلال ۱۲۔

اور شرح مقاصد میں بھی یہی اختلاف ائمہ دربارہ مقدوریۃ معجزۃ مذکور ہے بلکہ ایں مبنی است برآں کہ معجزہ فعلی نبی نیست بلکہ فعل خدائے تعالیٰ است کہ بردست وے اظہار نمودہ بخلاف افعال دیگر کہ کسب ایں از بندہ است و خلق از خدائے تعالیٰ ودر معجزہ کسب نیز از بندہ نیست پس معنی ایں آیۃ انیست کہ مارمیت اذ رمیت صورۃً ولکن اللہ رمی حقیقۃً وآں نیز مراد نیست کہ رمیت خلقا اذ رمیت کسبًا زیرا کہ ایں نیز در تمامی افعال جاری است ۱۲۔

مدارج النبوۃ تصنیف شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جلد دوم صفحہ ۱۱۶ مطبع ناصری دہلی۔ مولانا شاہ سخاوت علی صاحب جونپوری کہ اکابر علماء ہند اور اجل خلفاء حضرت سید صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے ہیں اپنے رسالہ عقائد نامہ اردو میں لکھتے ہیں۔ سوال :۔ کرامت کیا ہے؟ جواب :۔ خلاف عادت کا کام اولیاء کے ہاتھ سے ہووے جیسے دور کی راہ تھوڑی مدت میں جاوے یا ہوا پر چلے یا کھانا پانی حاجت کے وقت مل جاوے۔ سوال :۔ کرامت اس کے اختیار میں ہے یا نہیں؟ جواب :۔ اختیار میں نہیں ہے جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے ان کی عزت بڑھانے کو ان کے ہاتھ سے ظاہر کر دیتا ہے۔ ۱۲

مولانا سید اولاد حسن صاحب قنوجی (شاگرد مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب) کہ اجل خلفاء حضرت سید احمد صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے ہیں اپنے رسالہ میں لکھتے ہیں تحت شرح اس آیت شریف کے وان کان کبر علیک اعراضہم الخ

---

[1] یہ کہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہو یا جو اس کے قائم مقام ہو تروک سے۔ ۱۲

ازیں آیت کریمہ ہدایہ ضمیمہ چند فوائد معلوم باید کرد یکے آنکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بایمان قوم خود نہایت حریص بود نداعراض ایشاں از اسلام بر آں عالی مقام گراں می نمود۔ دوم آنکہ خواہش آنجناب بود آنکہ ہر گاہ قوم طلب معجزہ کنند آں معجزہ حسب خواہش ایشاں ظہور یابد تا باشد کہ ایمان آرند و آں نمی شد۔ سوم آنکہ اصدار معجزہ و قبول ایمان بخواہش و اختیار رسول نمی باشد تا او تعالےٰ نخواہد و ارادہ نفرماید وقوع نیابد و نیز خواست حق سبحانہ تابع خواست غیر خود نمی باشد ہر چند آں غیر مقبول و فرستادہ اش باشد[1] ۱۲۔

---

[1] (ترجمہ عبارات مذکورہ ص۱۷۱ سے) خرق عادت کا بیان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ اپنی قدرتِ کاملہ سے انبیاء علیہم السلام کی تصدیق کے لئے ایسی باتوں کو ظاہر فرماتے ہیں کہ اس کا صادر ہونا ان کی نسبت سے ممتنع ہوتا ہے اگرچہ دوسرے شخص کی نسبت سے ممتنع نہیں ہوتا ہے اور اس کی تفصیل یہ ہے کہ بعض اشیاء کا وجود حسب عادتِ الٰہی موقوف ہوتا ہے اس چیز کے اسباب وسامان کے فراہم ہونے پر۔ پس جو شخص کہ سامان و ذرائع رکھتا ہے اس سے مذکورہ چیز کا صادر ہونا خرق عادت نہیں ہے اور جس کو مذکورہ ذرائع حاصل نہ ہوں اُس سے البتہ ان باتوں کا ظاہر ہونا منجملہ خرق عادت کے ہے مثلاً کسی کاتب کے لئے لکھنا خرق عادت نہیں ہے اور اس شخص کے لئے جو لکھنا پڑھنا نہ جانتا ہو لکھنا خرق عادت ہے اور تلوار سے کسی کو مار ڈالنا خرق عادت نہیں ہے اور صرف ہمت و دُعا سے مار دینا خرق عادت ہے۔ پس اس بیان سے واضح ہو گیا کہ یہ لازم نہیں ہے کہ ہر خرق عادت مطلق طاقت بشر سے خالی ہو بلکہ اسی قدر لازم ہے کہ جس شخص سے خرق عادت کا ظہور ہو اس سے اس کا صدور اسباب و ذرائع کے فقدان کی وجہ سے خلافِ عادت ہو۔ پس بہت سی چیزیں ہیں کہ اس کا ظہور مقبولانِ حق تعالیٰ سے خرق عادت کی قسم سے سمجھا جاتا ہے حالانکہ اس قسم کے افعال بلکہ اس سے قوی اور اکمل صاحبان سحر و طلسم سے ممکن الوقوع ہے تو اگر کسی وقت حاضرینِ واقعہ پر یہ ثابت ہو جائے کہ جس شخص سے خرق عادت کا ظہور ہو رہا ہے وہ فن سحر و طلسم میں مہارت نہیں رکھتا ہے تو اس خرق عادت کا اس سے ظاہر ہونا اس کی سچائی کی نشانی ہو سکتی ہے اس بنا پر مائدہ کا آسمان سے نازل ہونا حضرت مسیح علیہ وعلی نبینا الصلوٰۃ والسلام کا معجزہ سمجھا جاتا ہے برخلاف اس کے اہلِ سحر بہت کچھ نفیس اشیاء از قسم میوہ و شیرینی شیاطین کی مدد سے حاضر کر لیتے ہیں اور اپنے دوستوں اور ہمنشینوں میں اس پر فخر کرتے ہیں۔ جب خرق عادت کے معنی ظاہر ہو گئے تو اب اس جگہ یہ غور کرنا چاہیئے کہ خرق عادت کیوں ظاہر ہوتا ہے اور کس طرح ظاہر ہوتا ہے جس کے لئے حسبِ ذیل امور قابلِ غور ہیں :-

(۱) اوّل تو یہ جاننا چاہیئے کہ خارق عادت کا ظہور بالذات اسباب ہدایت سے نہیں ہے گو بعض نیک بختوں کے حق میں اتفاقاً ہدایت کا سبب بھی ہو جاتا ہے بلکہ اس کا ظاہر ہونا ہی بالذات اتمام حجت اور مخالفین کو ساکت کرنے اور جھگڑنے والوں کو ملزم بنانے کے لئے ہے۔

(۲) رہا یہ کہ خرق عادت کس طرح ظاہر ہوتا ہے تو اس کی تفصیل یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ جل شانہٗ اپنی قدرتِ کاملہ سے عالمِ کون و مکان میں عجیب و غریب تصرف اپنے مقبولوں میں سے کسی مقبول کی صداقت ظاہر کرنے کے لئے فرماتے ہیں نہ یہ کہ

خرق عادت کے صادر کرنے کی قدرت اس مقبول بندہ میں ایجاد فرماتے ہیں اور اس کو ظاہر کرنے کا مامور فرماتے ہیں ۔ حاشا و کلا ۔ بلکہ اس عالم تکوین میں تصرف کی قدرت صرف قدرت ربانی کے خواص سے ہے نہ کہ قوت انسانی کے آثار سے (رسالہ منصب امامت مصنفہ مولانا محمد اسماعیل شہید رح از صفحہ ۲۱ تا صفحہ ۲۳) رہا برکت کا نازل ہونا از صفحہ ۳۱ تا صفحہ ۳۲۔ و رسالہ ترجمہ منصب امامت از صفحہ ۲۱ تا صفحہ ۲۳

رہا برکت کا نازل ہونا تو اس کی تفصیل یہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ نے اپنی حکمت بالغہ سے جرم آفتاب کو عالم کو منور بنانے کا اور تاریکی کو دفع کرنے کا واسطہ قرار دیا ہے تو چونکہ اطراف عالم میں نور کا پھیلنا اور روئے زمین سے اندھیرے کا کمزور پڑ جانا محض اللہ تعالےٰ کی قدرتِ کاملہ سے ہے اس لئے جو شخص آفتاب کو نور خالق قرار دے گا وہ کافر ہو جائے گا العیاذ باللہ۔ لیکن سنت الٰہیہ اسی طریقہ پر جاری ہے کہ جب آفتاب طلوع کرتا ہے تو تمام عالم منور ہو جاتا ہے اور روئے زمین ظلمت کے غبار سے پاک ہو جاتی ہے۔ اسی طرح چونکہ اُن کے اکابر ملکی ہیں اور بشر فلکی ہے ان کا وجود ایک آفتاب ہے کہ آسمان ملکوت کی بلندی پر تاباں ہے اور ایک چاند ہے جبروت کا کہ ناسوت کی اندھیری شب میں چمک رہا ہے تو ضرور ہے کہ ان کے نزول کے ساتھ ایک نور غیب الغیب سے ظہور فرماتا ہے کہ سبب عالم کی اصلاح اور بنی آدم کے انتظام کا اور باعث اس کے الٹ پلٹ کا اور تغیر اطوار کا ہوتا ہے لہٰذا جو کچھ کہ تغیرات و انقلابات مذکورہ خواہ اقطار عالم میں ہوں کہ اطوار بنی آدم کے ظاہر ہوتے ہیں تمام کے تمام قدرت کاملہ ربانی سے ہیں نہ کہ امکانی طاقت کے نتائج نہ یہ کہ اللہ تعالےٰ جل جلالہٗ ان کو عالم میں آثار تصرف کی قدرت عطا فرماتا ہے اور بنی آدم کے کاروبار ان کے حوالے فرما دیئے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اپنی قدرت صرف کرتے ہوں اور یہ گوناں گوں تصرفات اور بوقلموں تغیرات عالم کون و مکان میں ظاہر کرتے ہیں کہ یہ اعتقاد شرک محض ہے اور کفر خالص جو شخص کہ ان بزرگوں کی نسبت ایسا برا عقیدہ رکھے بیشک وہ مشرک و مردود ہے اور راندہ ہُوا کافر۔ حاصل کلام تقدیر الٰہی کا نازل ہو جانا کسی کی وجاہت کی بنا پر یا کسی مقبول بارگاہ الٰہی کی دعا سے اس میں تبدیلی کا ہونا ایک امر دیگر ہے اور اسی مقبول سے تصرفات کونی کا صادر ہونا اگرچہ امر الٰہی سے ہو امر دیگر ہے کہ اول عین اسلام ہے اور دوسرا کفر محض ۔ ع ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

(رسالہ منصب امامت مذکور مصنفہ مولانا محمد اسماعیل صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۱۰۰ ترجمہ رسالہ منصب امامت از صفحہ ۶۳ تا صفحہ ۶۴ ۔)

فائدہ :۔ اگر چاہتے ہو کہ راز اصلی معلوم کرو تو عقل کو کام میں لاؤ اور میری طرف کان لگا کر سنو ! وضاحت مقام اور تنقیح مقصد ایک نکتہ کے بیان پر موقوف ہے جس کو خوب غور سے سمجھنا چاہیئے اور وہ یہ ہے کہ کسی چیز کا قدرت و اختیار فرما دینا اور اس کو قوت اقتدار تفویض کرنا ایک دوسرا مفہوم ہے اور اپنے خالص فعل کو کسی چیز میں ظاہر کرنا ایک دوسرا مضمون ہے، مثلاً یہ کہہ سکتے ہیں کہ زید نے قلم سے لکھا اور اپنے فعلِ خاص کو جو کتابت ہے قلم میں ظاہر کیا۔ یہ نہیں کہہ سکتے کہ زید نے حرکت کے اختیار و قدرت کو اور اقتدار کتابت کی قوت کو قلم کے سپرد کر دیا اس لئے کہ تاوقتیکہ قلم زید کے مثل انسان نہ ہو گا۔ حرکت کے اختیار و قدرت کو اور اقتدار کتابت کی قوت کو حاصل نہیں کر سکتا اور انسان کی خاصیت کو ہاتھ میں نہیں لا سکتا۔ تو اگر کوئی شخص یہ کہے کہ زید نے قلم کو قدرت و اختیار لکھنے کا دے دیا اور اپنے قلم کو تفویض سے

نوازدیا تو اس کا ماحصل یہ ہُوا کہ زید نے قلم کو انسان بنا دیا اور اگر یہ کہے کہ زید نے قلم سے لکھا تو اس کا مطلب یہ ہُوا کہ فعل کتابت زید کا خاصہ ہے اور قلم کو کسی طرح بھی اس فعل میں نہ کوئی قدرت و اختیار ہے نہ قوت و اقتدار۔ ع

ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا

جب یہ بات دل نشیں اور خاطر پر جم گئی تو اب ہم اصل مطلب پر آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ افعال کا اختیار و قدرت خاصۂ جناب احدیت اور آثار پر اقتدار و قوت مخصوصہ جناب صمدیت کسی شخص کو یا کسی چیز کے سپرد کر دینا مرتبہ امکان سے مرتبہ وجوب کے باہر ہے اس لئے کہ مبدء قدرت و اختیار ان افعال کا اور مدار قوت و اقتدار ان آثار کا بجز وجوب وجود کے کچھ نہیں تو جو شخص اس قدرت و اختیار کو اور اس قدرت و اقتدار کو دوسرے کے لئے ثابت کرے گا اس کا حاصل کلام اور مقصود اصلی یہ ہو گا کہ اللہ تعالےٰ نے اس کو واجب الوجود بنا دیا ہے۔ اس بہترین تمہید اور نادر تحقیق سے جو تم نے سنا اور سمجھ لیا بہت سے فائدے اٹھا سکتے ہو جس میں سے یہاں کچھ بیان کئے جاتے ہیں۔

اوّل تو یہ کہ بعض افعال خاصۂ الٰہیہ کہ کبھی ملائکہ اور انبیاء علیہم السلام کی ذات ہائے قدسیہ میں جلوہ کرتے ہیں ان نفوس قدسیہ کو ان چیزوں کے واقع کرنے پر کسی قسم کی قدرت و قوت و اقتدار نہیں ہوتا ہے۔ پس ان افعال کو مثل کھانے اور پہننے کے افعال اختیاری اور اعمال مقدورہ کی جنس سے نہ سمجھنا چاہیئے اور ان امور کے واقع ہونے اور ایجاد کرنے کا ان لوگوں سے مطالبہ ایسا ہی ہے کہ کاتب سے قطع نظر کر کے کوئی شخص قلم سے خطاب کرے کہ ہاں اے قلم ایسا اور ایسا لکھ بلکہ یہ یقین رکھیں کہ قلم اس قسم کا فعل واقع کرنے میں مجبور محض ہے اور اس کی قدرت و اختیار محال اور باطل ہے اور ان کے آگے ان افعال کے واقع کرنے کے لئے عاجزی کرنا اور تعظیم بجالانا اور سجدہ کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ قلم کے آگے نہایت ہی عاجزی اور تعظیم بجالائیں اور یہ امید رکھیں کہ جو قدرت و اختیار کہ کاتب نے اس کے سپرد کر دیا ہے اس کے لحاظ سے وہ ایسا اور ایسا لکھ سکتا ہے جیسا کہ ایک شاعر نے ایک شعر کہا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے۔

"اللہ تعالیٰ کا فعل خاص جو فرشتہ یا نبی میں ظاہر ہوا۔ ان کی قدرت اور ان کا اختیار سوائے غنی کے کوئی نہ سمجھا وہاں پر تو اختیار و قدرت نہ کم ہے نہ زیادہ اس لئے کہ وہ ایسے ہی ہے کہ جیسے کاتب کے فعل کا قلم سے ظہور ہوتا ہے۔

دوسرا[۲]:۔ یہ کہ سپردگی و اختیار و تدبیر کی نسبت جو بعض فرشتوں سے بھی کرتے ہیں وہی قلم اور کاتب کی نسبت ہے اور وہی مطلب ہے کہ انشاء پرداز لکھتے ہیں کہ اس کی اور اس کی تفصیل ہم حوالۂ قلم کر چکے ہیں نہ یہ کہ خلق و تکوین کا اختیار و قدرت بمجرد ارادہ کن فیکون ان کے حوالے ہو گئی ہو کہ اس کا حاصل ہونا وجوب وجود کے حاصل ہونے پر موقوف ہے جیسا کہ گزر چکا ہے۔

تیسرا[۳]:۔ یہ کہ اس تقریر سے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی رسالت پر معجزات سے دلالت کا راز بھی معلوم ہو سکتا ہے اس لئے کہ ان کا واقع ہونا قوت مودعہ اور قدرت مفوضہ پر متفرع نہیں ہو سکتا ہے اور ان کی قدرت و استقلال کو ان چیزوں کے ایجاد میں عقل ہرگز اور مطلقاً جائز نہیں رکھتی ہے اور جانتی ہے کہ یہ فعل افعال خاصہ جناب الٰہی سے ہے اور قدرت و اختیار کو اس میں کسی وجہ سے بھی دخل نہیں ہے اور اس قسم کے افعال کی قدرت عطا کرنا محالات سے

ہے اس لئے کہ ممکنات کا تنگ ظرف اس قسم کے عطیات کا متحمل نہیں ہوسکتا ہے تو گویا اس قسم کے افعال خاصہ واجب متعال سے ہیں اور بزبان حال کہتے ہیں کہ ہم افعال خاصہ حضرت الٰہی ہیں کہ اس نبی کی نبوت پر گواہ ہیں۔

چوتھا :۔ یہ کہ مقام فناء جو بعض اولیاء کو حاصل ہوتا ہے اس کی حقیقت یہ نہیں ہے کہ وہ لوگ عین ذات واجب الوجود ہوگئے ہیں یا افعال خاصہ جناب احدیت اور آثار مخصوص جناب صمدیت کی قدرت ان کے حوالے ہوگئی ہے۔ بلکہ حد یہ ہے کہ قدرت و اختیار افعال اختیاریہ بشر اور قوت و اقتدار اعمال مقدورہ انسانی ان کی ذات سے بالکلیہ محو فرما دیتے ہیں اور ہر طریقہ سے سلب فرما لیتے ہیں۔ اس کے بعد وہی افعالِ خاصۂ الٰہیہ ان کی ذات میں جلوہ کرتے ہیں اور چونکہ کاتب کے ہاتھ میں قلم شعور و اختیار سے خالی اور قوت و اقتدار سے معرا ہوتا ہے اور یہی معنی اس حدیث کے ہیں جس کا ترجمہ یہ ہے کہ "میں اس کی سماعت بن جاتا ہوں جس سے وہ سُنتا ہے اور اس کی بصارت جس سے وہ دیکھتا ہے" الحدیث

پانچواں :۔ یہ کہ امورِ غیبیہ کا جاننا کہ بعض اوقات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے ظاہر ہوتا ہے وہ بھی اسی قسم سے ہے یعنی کسی قوت و قدرت و شان و صفت پر متفرع نہیں ہے کہ ان لوگوں کی ذات قدسی صفات میں ودیعت رکھ دیئے ہوں بلکہ یہ محض خاصۂ الٰہی کے افعال سے ہے کہ اس جگہ جلوہ کرتا ہے جیسے قلم کی حرکت کاتب کے قلم سے۔

چھٹا :۔ یہ کہ گذشتہ و موجودہ مشرکین ان دو معنی کو مخلوط کر دیتے ہیں کہ واجب تعالےٰ (یعنی اللہ تعالیٰ) نے ان افعال و قوت و اقتدار کا قدرت و اختیار ان آثار کے واقع کرنے کے لئے ان ہستیوں کو عطا فرما دیا ہے اور چونکہ انسان کے افعال اختیاری اور بشر کے اعمال مقدورہ ان کے قبضۂ تصرف میں رکھ دیا ہے اور اسی بے بنیاد عقیدہ کی بناء پر ان کے آگے سجدہ کرتے ہیں اور نذریں اور تضرع و زاری عمل میں لاتے ہیں اور اشراک کی داد دیتے ہیں اور یہ نہیں جانتے ہیں کہ جب تک کہ یہ واجب الوجود نہ ہوں یہ افعال خاصۂ الٰہیہ کی قدرت و اختیار حاصل نہیں کر سکتے۔

ساتواں :۔ یہ کہ الفاظ علم ذاتی اور تصرف استقلال وغیرہ کہ بعض علماء کے کلام میں جیسے کہ مولانا شاہ ولی اللہ اور شاہ عبدالعزیز صاحبؒ نے کفار کی نسبت استعمال کیا ہے اس سے مراد درگاہِ پروردگار سے اسی قدرت و اختیار کا ثابت کرنا ہے جو کفار نابکار کے شرک کا موجب ہے ورنہ مشرکینِ عرب تو ذات و صفات اصنام کو مخلوقِ خدا اور ان کے قدرت و اختیار کو جناب کبریا کا عطا فرمایا ہُوا جانتے تھے جیسا کہ اس کی تحقیق گزر چکی اور لفظ استعمال کو مطلق رکھنے کی وجہ ظاہر ہے اس لئے کہ مشرکین بے دین ان افعال خاصۂ جناب احدیت کو بہ سبب اعتقاد اور تفویض قدرت و اختیار کے افعالِ اختیاریہ و اعمالِ مقدوریہ میں داخل کرتے تھے اور بندوں کے افعالِ اختیاریہ پر تمام احکام استقلال جاری ہوتے ہیں اور مدح و ذم کا استحقاق طاری ہوتا ہے اگرچہ کہ تمام افعال بندوں کے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ قوت و قدرت پر مبنی ہیں۔

آٹھواں :۔ یہ کہ مشرکین بے تمکین چونکہ بتوں کو افعال خاصۂ الٰہیہ پر قادر اور اس کے واقع کرنے میں مختار سمجھتے ہیں اور یہ مستلزم وجوب وجود کا ہے اور وجوب وجود جامع تمام صفات کمال کا ہے تو گویا وہ ایسا معبود ہے جس کو اللہ تعالیٰ کے برابر اور تمام کمالات میں ہمسر جانتے ہیں اور بیضاوی بھی اس امر کی طرف اشارہ کرتے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں کہ "اور مشرکین اللہ تعالیٰ کے سوا جس کی عبادت کرتے ہیں اس کا انداد نام رکھنا اور انہوں نے جو یہ گمان کیا ہے کہ وہ اس کی ذات و صفات

میں برابر ہے اور یہ کہ وہ اس کے افعال میں مختلف نہیں ہیں اس لئے کہ انہوں نے اس کی عبادت کو چھوڑ کر ان کی عبادت اختیار کر لی ہے اور ان کا نام "آلہۃ" رکھ دیا ہے تو اُن کا حال اُس شخص کے مشابہ ہے جو یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ وہ ذات واجب ہیں بالذات جو قادر ہیں اس بات پر کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کو ان سے رفع کریں اور ان کو وہ بھلائی عطا کر دیں جو اللہ تعالیٰ ان کو دینا نہیں چاہتا" (ختم)

یعنی مشرکین اصنام کو واجب الوجود نہیں کہتے ہیں اور اس کی صفات میں شریک نہیں کرتے ہیں لیکن جب منصب استحقاق عبادت پر بٹھلاتے ہیں تو گویا کہ تمام چیزیں برابر جانتے ہیں۔

فائدہ :- جاننا چاہیئے کہ رب العباد کے افعال خاصہ کے ساتھ بندوں کے افعال اختیاریہ میں بہت بڑا فرق ہے۔ کیونکہ وہ بندوں سے جن چیزوں کی ایجاد آلات و ذرائع کے ساتھ کراتا ہے وہ چند شرائط و اسباب کے ساتھ مشروط ہے۔ مثلاً لکھنے کے لئے چند چیزوں کی ضرورت ہے قلم۔ کاغذ۔ قط لگانے والا چاقو اور آنکھوں کی روشنائی اور نور آفتاب اور عقل و خیال و ارادہ اور دیکھنے کا اشتیاق اور انگلیاں اور ان کی حرکت اور رب العباد کی ایجاد نہ اُن سے مربوط نہ ان کے ساتھ مشروط بلکہ ارادہ کے ساتھ جو کچھ چاہتا ہے وجود میں لاتا ہے اور اسباب و ذرائع کی کوئی حاجت نہیں رکھتا اور ایجاد کذائی کو جو صرف ارادہ پر مبنی ہے کن فیکون سے تعبیر کرتا ہے انما امرہ اذا اراد شیئا ان یقول لہ کن فیکون۔ یعنی جب اس کا کسی کام کو حکم ہوتا ہے تو وہ اس کو کہتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتا ہے۔ پس قسم اوّل کا ثابت کرنا بندوں کے لئے افعال ایزد متعال کی طرف سے تو یہ صحیح ہے۔ اور قسم ثانی کا ثابت کرنا تو کفر صریح ہے اور شرک قبیح۔ حاصل کلام یہ ہُوا کہ ان سے افعال اختیاریہ کا طلب کرنا تو صحیح ہے اور افعالِ الٰہیہ کا طلب کرنا بیجا ہے کیونکہ اوّل الذکر ان کا مقدور ہے اور ثانی الذکر ذات بے نشان کی شان ہے۔ ۱۲ رسالہ ردبوارق مصنفہ مولوی حسین شاہ صاحب بخاری بت شکن صاحب خلعت الہنود۔ بوارق مصنفہ مولوی فضل رسول بدایونی کا۔

جان لو! کہ انبیاء نے جو چیزیں پیش کی ہیں ان کو معجزہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ مخلوق اس کا مثل لانے سے عاجز ہے اور وہ دو قسم پر ہے۔ ایک قسم تو وہ ہے جس پر جنس انسانی قدرت تو رکھتی ہے لیکن اس سے عاجز ہو گئی تو ان کے عاجز ہونے کی وجہ سے وہ اللہ تعالےٰ کا فعل ہو گئی جو اس کے نبی کے صدق پر دلیل ہے جیسے موت کی تمنا سے ان کو پھیر دینا اور ان کو عاجز کر دینا ہے۔ قرآن کا مثل بنانا ان کے بعض کی رائے کے مطابق[1] اور اسی کے مثل اور ایک قسم وہ ہے جو اُن کی قدرت سے ہی باہر ہے کہ اس کا مثل لانے سے وہ عاجز رہ گئے جیسے مردہ کو زندہ کرنا اور عصاء کا سانپ میں بدل جانا اور پتھر سے اونٹنی کا نکالنا اور درخت کا باتیں کرنا اور انگلیوں سے پانی کا بہنا اور چاند کا پھٹ جانا کہ جس کو بجز اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں کر سکتا تو اس کا ظہور نبی کے ہاتھ پر ہو گا لیکن ہو گا اللہ تعالےٰ کا فعل اور نبی علیہ السلام کی طرف سے چیلنج اس

---

[1] یعنی وہ بنا ہے ان کے پھیرنے کی جیسے معتزلہ میں نظام اور شیعوں میں مرتضیٰ اور حق تو یہ ہے کہ ان کا عجز قرآن کے مثل لانے سے اس وجہ سے تھا کہ قرآن مجید انتہائی فصاحت و بلاغت کے درجہ میں تھا۔

کو جو ان کی تکذیب کرے کہ اس کا مثل لاسکے جو اس کو عاجز کرنے کے لئے ہو گا ۱۲۔ شفاء قاضی عیاض صفحہ ۱۲۲ متکلمین کہتے ہیں اور معجزہ کے تحت فعل الٰہی ہونے کی بناء پر اور یہ کہ وہ طاقت بشری کے تحت داخل نہیں ہے۔ ۱۲ شرح شفاء المسمی بفتح الصفاء کہ میں تو تمام لوگوں کے مثل آدمی ہوں اور تمام رسولوں کے مثل رسول ہوں تو اپنی قوم کے پاس بجز اس چیز کے نہیں لاتے تھے کہ جس کو اللہ تعالیٰ ان پر ظاہر کر دے جو ان کی قوم کی حالت کے مناسب ہو اور آیات کا حکم ان کو یا ان کے لئے یہ نہ تھا کہ وہ اللہ تعالےٰ پر حکم کریں جس وقت وہ چاہیں۔ بیضاوی شریف ۱۲

امام تور پشتی نے کتاب معتمد فی المعتقد کے دوسرے باب کی پہلی فصل میں نبوت اور اس کے اثبات کے معنیٰ میں معجزات کے ذکر میں فرمایا ہے کہ یہ جو کچھ ہم نے انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے معجزات بیان کئے بجز اللہ تعالےٰ کے کوئی نہیں کر سکتا اور چھٹی فصل میں اللہ تعالیٰ پر ایمان کے بارہ میں فرمایا کہ دلیل اس پر یہ ہے کہ قرآن معجز ہے اور معجز وہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کے سوائے اس پر کوئی قادر نہ ہو اور اگر جبرائیل کا قول ہوتا تو معجز نہ ہوتا اور اگر خود پیغمبر کا بھی قول ہوتا تو معجز نہ ہوتا۔

مولانا حیدر علی ٹونکی رحمۃ اللہ علیہ اپنی بعض تصانیف میں تحریر فرماتے ہیں کہ اور کرامت اولیاء حق ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ اسی طرح کتب کلام میں ہے اور جو عوام کا خیال ہے کہ کرامت خود اولیاء کا فعل ہے تو یہ باطل ہے بلکہ وہ اللہ تعالےٰ کا فعل ہے جس کو وہ ولی کے ہاتھ پر اس کی عزت افزائی کے لئے اور اس کی شان کی عظمت کے لئے ظاہر فرماتا ہے اور کسی ولی یا نبی کو اس کے صادر ہونے کا کوئی اختیار نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کے افعال میں کسی کو اختیار نہیں جیسا کہ شرح عقائد عقدیہ مصنفہ محقق دوانی میں ہے۔ "وہ یعنی معجزہ ایک ایسا معاملہ ہے جو خلافِ عادت مدعی نبوت کے ہاتھ پر منکرین کو چیلنج دینے کے لئے ظاہر ہوتا ہے اس طریقہ پر جو اُن کے صدق پر دلیل ہو اور منکرین سے اس نبی کا مقابلہ ممکن نہ ہو سکے اور اس کی سات شرطیں ہیں":۔

اوّل یہ کہ وہ اللہ تعالےٰ کا فعل ہو یا جو اس کے قائم مقام ہو تروک سے" الخ

دوسرا مقصد معجزہ کی حقیقت کے بیان میں اور اس میں بحث تین امور سے ہوتی ہے۔ شرائط سے اور اس کے حصول کی کیفیت سے اور مدعی کے صدق پر اس کی دلیل کے طریقہ سے رسالہ پہلی بحث شرائط میں اور وہ سات شرطیں ہیں اول یہ کہ اللہ تعالےٰ کا فعل اور اس کے قائم مقام ہو تروک سے و نیز شرح مواقف میں اسی بحث میں ذکر کیا ہے کہ آمدی نے فرمایا ہے کہ کیا یہ تصور کیا جا سکتا ہے کہ معجزہ کی قدرت رسول کی ہے یا نہیں تو ائمہ نے اس میں اختلاف کیا ہے بعض تو یہ کہتے ہیں کہ معجزہ جیسا کہ مقال میں ذکر کیا گیا ہے حرکت کا نام نہیں ہے چڑھنے یا چلنے سے کیونکہ وہ اس کی قدرت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس میں اس قدرت کو پیدا کر دیتا ہے جو اس پر ہوتی ہے بلکہ یہاں پر معجزہ سے مراد بنفسہٖ اس پر قدرت ہے اور یہ قدرت اس کی مقدورہ نہیں ہوتی اور دوسروں کا یہ خیال ہے کہ یہ حرکت بنفسہٖ معجزہ ہے اس وجہ سے کہ وہ خارق عادت ہے اور اللہ تعالےٰ کی مخلوق ہے اور اگرچہ نبی کی قدرت کے اندر ہے اور یہی صحیح ہے اور جب تم نے یہ سمجھ لیا تو تم پر پوشیدہ نہ رہے گا جو کچھ کتاب میں خلل ہے بلکہ یہ اس بات پر مبنی ہے کہ معجزہ نبی کا فعل نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہے کہ نبی کے ہاتھ پر ظاہر کیا ہے۔ بخلاف دوسرے افعال کے کہ یہ بندہ کا کسب ہے اور اللہ تعالےٰ کی خلقت اور معجزہ میں کسب بھی

بندہ کا نہیں ہے تو اس آیت کے معنی یہ ہوئے کہ نہیں مارا تم نے جب کہ تم نے مارا صورۃً بلکہ اللہ نے مارا حقیقتاً اور وہ بھی مراد نہیں ہے کہ میں نے پیدا کر کے مارا جبکہ تم نے کسب کے ذریعہ مارا۔ اس لئے کہ یہ تمام افعال میں جاری ہے۔

اور اگر آپ پر ان کا منہ پھیر لینا بھاری ہے الخ اس آیت کریمہ ہدایت ضمیمہ سے چند فائدے معلوم کرنا چاہیئے۔ ایک یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قوم کے ایمان پر بہت حریص تھے اسلام سے ان کا منہ پھیر لینا ان عالی مقام پر بہت گراں تھا۔ دوسرا یہ کہ آنجناب کی خواہش تھی کہ جب قوم معجزہ طلب کرے تو وہ معجزہ اُن کے حسبِ خواہش پورا ہو جائے تاکہ یہ ممکن ہو سکے کہ وہ ایمان لائیں اور یہ نہیں ہوتا تھا۔ تیسرا یہ کہ معجزہ کو صادر کرنا رسول کی خواہش و اختیار سے نہ ہوتا تھا جبکہ اللہ تعالیٰ خود نہ چاہے اور خود ارادہ نہ فرمائے واقع نہیں ہوتا تھا اور نیز حق سبحانہٗ تعالیٰ کا ارادہ اپنے غیر کی خواہش کے تابع نہیں ہوتا تھا اگرچہ کہ وہ غیر شخص اس کا مقبول اور بھیجا ہُوا ہی ہو۔

(۴) مرزا حفیظ اللہ بیگ صاحب درخط مولوی محمد حسین صاحب مراد آبادی۔ السّلام علیکم! مولوی محمد اسماعیل صاحب کا کہنا حق ہے اور سب اُن کے موافق ہیں کوئی مخالف نہیں۔ عبارت مواقف و مقاصد بھی ان کے موافق ہے۔ مولوی اسمٰعیل صاحب قدرت کلیہ کے منکر ہیں کہ قدرت دیگر متصرف کر دیویں جیسا دیگر افعال اختیاریہ کی قدرت ہے کہ عادتِ الٰہی ہے جب قصد کرے ویسا ہی ہو جاوے تصرفات میں یہ نہیں۔ جیسا ملکہ نے کلکٹر کو اختیار دے کر متصرف بنا دیا۔ سو افعال اختیاریہ ہیں عادت تصرف ہوتا ہے ظاہرا اور فعل حق تعالیٰ کا مخفی ہے اور معجزات و تصرفات میں ظاہر بھی عجز ہے مثل قلم کے مگر جزیۃً قدرت محدود اس فعل تک نبی و ولی میں ہوتی ہے کہ وہ عالم اس امر عالم کا ہے کہ مجھ سے یہ امر صادر کراتے ہیں اور مجھ کو قصداً اس فعل کے کرنے کا حکم ہے پس قلم جیسی حرکت ہوئی مگر قلم علم سے عاری ہے نبی کو علم و ارادہ و توجہ بھی ہوتا ہے۔ اس علم و توجہ کو اختیار جزئی سے تعبیر کرتا ہوں۔ سو اس کا اثبات شرح مواقف و مقاصد میں ہے اور کلام مولوی اسمٰعیل صاحب مرحوم و دیگر علماء اس کا انکار نہیں کرتے بلکہ قدرت دے کر فارغ ہونا کہ مثل قدرت دیگر افعال کے عادۃً کہ وقت قصد کے جب چاہیں کر لیا کریں کہ جس کو اختیار کلی و قدرت کلیہ کہتا ہوں اس کا انکار ہے۔ پس یہ تو اصل مراد ہے اگر ضرورت ہو گی تو پھر شرح عبارت مقاصد کی کر دوں گا ورنہ غالباً آپ کو حاجت زیادہ لکھنے کی نہ ہووے گی۔ والسّلام

(۵) اگر طاق والماری میں میں کتب شریعت و قرآن و حدیث رکھی ہوں سر کے برابر ہے تو کچھ حرج نہیں ہے اور اگر سر کے نیچے پشت کے برابر ہے تو خلاف ادب کے ہے۔

کتابُ الاِخلاق وَالتصّوف
اخلاق اور تصّوف کے مسائل

طریقت اور شریعت کا فرق

سوال :۔ شریعت کہ جس کو علم سفینہ اور طریقت کہ جس کو علم سینہ کہتے ہیں فی الحقیقت یہ ایک چیز ہیں یا دو۔ اگر یہ ایک ہی ہیں تو فقط علم ظاہر سے ہی تزکیہ کیوں نہیں ہو جاتا اور ہر عالم صوفی کیوں نہیں ہوتا اور ہر صوفی کو عالم ہونا کیوں شرط نہیں ہے اور جو حضرات علم ظاہری کے مجتہد ہوئے انہوں نے طریقت کا اجتہاد کیوں نہ فرمایا۔ مثلاً حضرت امام اعظم صاحبؒ شریعت کے امام ہیں اور خواجہ معین الدین چشتیؒ طریقت کے مجتہد ہیں۔ کہیں اس کے برعکس نہیں سنا گیا۔ صوفیاء کرام نے جو اشغال افکار اذکار مراقبہ ذکر جہر ذکر ارہ رگ کیماس کا پکڑنا تصور شیخ ضربیں لگانا چلّہ کرنا حبس دم وغیرہ وغیرہ بہت سے امر تعلیم فرمائے کہیں یہ بات نہیں سُنی گئی کہ امام اعظم صاحبؒ نے بھی کوئی بات اس قسم کی کہیں کسی کو تعلیم فرمائی ہو یا حضرت خواجہ صاحبؒ نے کسی مسئلہ شریعت میں اجتہاد فرمایا ہو یا ان کو کوئی شخص امام اور مجتہد جانے یا امام صاحبؒ کو کوئی شخص طریقت کا امام جانے۔ بلکہ بعض علماء کو تو تصوف کے ہونے سے ہی انکار ہے۔ میری یہ غرض ہرگز نہیں کہ طریقت شریعت کے خلاف ہے یا امام صاحب طریقت نہیں جانتے تھے یا حضرت خواجہ صاحبؒ شریعت نہیں جانتے تھے معاذ اللہ منہ۔ مثلاً حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سراپا انوار سے فیض یاب نہ ہوئے تھے اور کوئی عالم بھی ایسے نہ تھے کہ اپنے زمانہ کے عالم ہوں لیکن ان کو فیض باطنی سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قدر عطا ہُوا تھا کہ وہ واصل الی اللہ ہوئے اور تمام صوفیوں کے سرحلقہ اور اہل سلسلہ اور مقتدا ہوئے اور ان سے انشاء اللہ تعالیٰ تا قیامت سلسلہ جاری رہے گا۔ اگر طریقت علم ظاہری کی ہی وجہ سے ہوتی تو سلسلۂ رویہ میں غالباً بہت سے آدمی حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے علم ظاہری میں زیادہ ہوئے ہوں گے تو اس قیاس سے جو عالم و فاضل زیادہ ہو وہی مرتبہ ولایت میں زیادہ ہونا چاہیئے اور یہاں اس کے برعکس معاملہ ہے۔ اس میں ایک صوفی صاحب یہ جواب دیتے ہیں کہ یہاں علم ظاہری کا کچھ تعلق نہیں ہے ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت تھی لہٰذا یہ بڑے لوگ ہوئے اور جن کو اولیاء اللہ سے نسبت ہو گی وہ اسی درجہ کے ولی ہوں گے۔ مثلاً حضرت بابا صاحبؒ اور حضرت صابر صاحبؒ و حضرت نظام الدین وغیرہم یہ سب لوگ عالم اور بڑے فاضل ہیں۔ لیکن ان سے اس وقت تک علم ظاہری کا کوئی سلسلہ نہیں سنا گیا اور طریقت میں یہ اہلِ سلسلہ ہیں ہزارہا عالم فاضل اُن کے سلسلہ طریقت میں موجود ہیں مگر زمرۂ علماء میں ان کا کوئی پتہ نہیں اور نیز ابن تیمیہ اور ابن قیم محدث کو جو نقد حدیث میں بڑے فاضل ہیں۔ لیکن اُن سے کوئی سلسلہ صوفیوں میں نہ چلا بلکہ زمرۂ صوفیوں میں اُن کا کہیں نام نہیں اس کی کیا وجہ ہے ؟ حالانکہ طریقت اور شریعت ایک ہوں اور ایک ان میں سے صوفی ہو اور ایک ان میں سے عالم ہو یہ کیا معنی۔ امام محمد غزالیؒ شافعی ہیں اور حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ حنبلی ہیں، بڑے پیر صاحب حنبلی ہیں لیکن یہ لوگ حنفی صوفیوں کے بھی مقتداء ہیں اور اہلِ نسبت

کو برابر اُن سے فیض ہوتا ہے اور کبھی لحاظ مذہب کا اس میں نہیں ہوتا۔ مولانا رومؔ فرماتے ہیں ؎

علم حق در علم صوفی گم شود　　ایں سخن کہ باور مردم شود

یعنی اس بات کا آدمیوں کو کب یقین آئے گا کہ علم حق صوفیوں میں ہے اور یقین نہ آنے کی وجہ کیا ہے یہ ہے کہ آدمی جانتے ہیں کہ خدا کا جو علم ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو ارشاد ہے وہ کتابوں پر ختم ہو گیا ہے جو کچھ ہے وہ علماء ظاہر ہی جانتے ہیں اور یہاں اس کے برعکس معاملہ ہے علم شریعت علماء کو عطا ہُوا اور علم طریقت فقراء کو عطا ہُوا۔ اور اگر مولانا کی یہ غرض نہ ہوتی تو یوں فرماتے کہ علم حق در علم عالم گم شود اور مصرعہ ثانی کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ ہر عالم صوفی ہونا تو کیا معنی بلکہ بہت سے عالم تو صوفیوں کی روایت بھی نہیں لیتے۔ مثلاً اگر کسی فقط عالم سے پوچھا جائے کہ اہلِ نسبت کو قبر اولیاء سے مراقب ہونا کیسا ہے اور دل میں مرشد کا خیال جمانا اور اس کا تصور کرنا جائز ہے یا نہیں تو وہ عالم صاحب بے محابا یہ فرمائیں گے کہ یہ شرک ہے کفر ہے گور پرستی اور تصور پرستی ہے اور ہرگز یہ خیال نہ فرماویں گے کہ پہلے صوفی ہی اس کو رکن اعظم فرما چکے ہیں ہم صرف حرام ہی پر اکتفا کر لیں۔ شرک اور کفر بتانے میں تو بہت سے آدمی مرتکب کفر ہو جائیں گے تو اب ایسے علماء کو بھی کیا صوفی جانیں نہیں نہیں بلکہ اس کا جواب یہ ہے کہ بھائی شریعت اور چیز ہے اور طریقت اور چیز ہے۔ یہ حضرات جو فرماتے ہیں ان کا فرمانا بھی بجا ہے جو شخص واقفِ طریقت نہ ہو اہلِ نسبت نہ ہو واقعی وہ یہی کہیگا کہ چشت پرستی ہے اور تصور پرستی جو اہلِ مذاق ہو تو اُس کو بے شک ان باتوں سے فیض ہوتا ہے۔ چنانچہ صوفیاء چشت کی بہت کتابیں ان مقدمات سے مملو ہیں۔

اکثر صوفیاء فرماتے ہیں کہ علم حجاب اکبر ہے پھر شریعت اور طریقت کو ایک چیز کیسے جانیں گے۔ حضرت مولانا مخدومنا ہادینا حاجی محمد امداد اللہ صاحب سلمہ اپنے کلمات پند و نصیحت میں فرماتے ہیں کہ بعد ادائے فرائض و واجبات و سنن شغل بہ باطن گذارد و بر ذکر یادتی اوراد و نوافل نہ پردازد بلکہ شغل باطنی فرائض دائمی بداند۔" اگر کسی فقط عالم سے کہ جو صوفی نہ ہو یہ مسئلہ دریافت کیا جائے تو بے شک وہ کہہ دے گا کہ نماز افضل العبادت ہے ہر وقت اسی میں رہنا چاہئے۔ نوافل سے قُرب ہوتا ہے اور شغل باطن چیز ہی کیا ہے صرف صوفیوں کی باتیں ہیں تو اب ہم اُسے سوائے اس کے اور کیا کہیں کہ بھائی وہ عالم صاحب اس راہ سے واقف نہیں شغل ایسی چیز ہے کہ بعض اوقات میں جمیع عبادت سے بہتر ہوتا ہے اور جو نہ جانے اس کا کہنا خلاف ہے۔ اب میں یہ چاہتا ہوں کہ شریعت اور طریقت کے ایک ہونے کی کیا دلیل ہے اور فی الحقیقت یہ ایک ہی چیز ہے یا دُوا اور اس میں صوفیاء کیا فرماتے ہیں ؟

جواب :۔ اس سوال کو بے فائدہ اس قدر طویل لکھا خلاصہ جواب یہ ہے کہ علم شریعت و علم طریقت ایک ہی ہے اور شریعت و طریقت بھی ایک ہی ہے۔ جب آدمی کو حکم شریعت معلوم ہوا علم شریعت حاصل ہُوا۔ اور جب کہ اس حکم کی معلوم ہوئی وہ علمِ طریقت ہوا اور عمل بقدر ادائے فرض و واجب کے بتکلف نفس سے کرانا عمل بشریعت کہلاتا ہے اور جب اخلاص و حب حق تعالیٰ تہ دل میں ساری ہو گئی اس کو عمل بطریقت کہتے ہیں۔ جب تک کشاکش علم و عمل کی ہے شریعت ہے جب طمانیت ہو گئی وہ طریقت ہے ابتداء اور انتہا کا فرق ہے جس نے اصل شئے کے واحد ہونے کو خیال کیا ایک کہا اور یہ بھی درست ہے جس نے اول آخر کا تفرقہ کیا دو کہہ دیا یہ بھی صحیح ہے مطلب دونوں کا واحد ہے اور ائمہ مجتہدین بھی صاحبِ طریقت

تھے مگر اس فن کی تحقیق میں مصروف نہ ہوئے کہ ظاہر شریعت فرض تھا اس کا شرح کرنا زیادہ ضروری جانا اگرچہ طریقت سے خوب ماہر تھے کہ طریقت احادیث سے ہی ثابت و مستنبط ہے اور اکثر ائمہ طریقت عالم تھے مگر وہ ظاہر شرع کی تحقیق میں مصروف نہ ہوئے کہ ایک جماعت علماء کی اس میں تھی وہ کافی تھی انہوں نے باطنی شرع کی تحقیقات لکھی، ہر ہر فن کو ایک ایک جماعت نے لیا۔ اور بعض اولیاء جو قدر ضرورت علم رکھتے تھے وہ ماہر و عالم دقائق طریقت کے تھے مگر دونوں امر کو تحریر نہیں کیا۔ بہرحال بعض علماء دونوں علم کے محقق و متبحر تھے اور بعض ایک کے اور بعض دونوں میں دوسرے سے کم تھے اس کے تفاوت سے سمجھ لینا چاہیئے مگر ضروری علم شرح سے سب واقف تھے کہ بجز امتثال حکم شرع کے عمل مقبول نہیں ہوتا اور بدوں قبول عمل کے ولایت نہیں ملتی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

شریعت اور طریقت کا فرق

سوال :۔ شریعت اور طریقت دو ہیں یا ایک؟ اگر دو ہیں تو کس صورت سے ہے اور اگر یہ دونوں ایک ہیں تو کیسے اور طریقت کا موجد کون ہے؟

جواب :۔ یہ دونوں ایک ہیں ظاہر سے عمل کرنا شرع ہے اور جب قلب میں حکم شرع کا داخل ہو کر طبعاً عمل شرع پر ہونے لگے وہ طریقت ہے دونوں کا حکم قرآن و حدیث سے ہے ادنیٰ درجہ شرع ہے اس کا ہی اعلیٰ درجہ طریقت کہلاتی ہے۔

پیر استاد مرشد کا تصور

سوال :۔ تصور کرنا پیر کا یا استاد یا مرشد وغیرہ کا جائز ہے یا نہیں؟

جواب :۔ کسی کا تصور کرنا بطور خیال کے کچھ حرج نہیں مگر رابطہ میں مشائخ میں مروج ہے کہ اس کو مشائخ نے کسی علاج کے واسطے تجویز کیا تھا اگر اسی حد پر ہے کہ جس حد پر بزرگوں نے تجویز کیا تھا تو چنداں وشواری نہیں گو ترک اس کا بھی اولیٰ ہے کہ مختلف فیہ بین العلماء ہے اور ایسا ضروری بھی نہیں کہ بدوں اس کے کام نہ چل سکے اور جو اس حد سے بڑھ جائے تو البتہ ناجائز ہے۔ فقط

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ — الجواب صحیح — محمد یعقوب نانوتوی — محمد یعقوب

شجرہ خاندان صبح و شام پڑھنا

سوال :۔ اکثر آدمی شجرہ خاندان کا ہر صبح و شام پڑھتے ہیں یہ کیسا ہے؟

جواب :۔ شجرہ پڑھنا درست ہے کیونکہ اس میں بتوسل اولیاء کے حق تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں اس کا کوئی حرج نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

شیخ کے تصور کا حکم

سوال :۔ تصور شیخ کو جو صوفیاء چشت کا معمول ہے اور اقوال حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ اور حضرت مجدد صاحب اسکے مؤید ہیں اور مولوی اسماعیل صاحب دہلوی اس کو حرام اور کفر و شرک بتاتے ہیں آپ کے نزدیک نفس تصور شیخ جائز ہے یا حرام اور کفر و شرک۔

جواب :۔ نفس تصور جائز ہے اگر کوئی امر ممنوع اس کے ساتھ نہ ہو جیسا تمام اشیاء کا آدمی خیال و تصور کرتا

چاہ میں لٹکے رہے اور دریا میں چھ ماہ سرما میں اور چھ ماہ گرما میں دھوپ میں پڑے رہے۔ ان امور سے سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ نماز وغیرہ حوائج دین و دنیا کس طرح ادا ہوئے ہوں گے۔ کیونکہ یہ احوال بزرگان اہل دین کے لوگ بیان کرتے ہیں۔ عوام جہال صوفیوں کا کیا ذکر اور کیا پوچھنا۔ لہٰذا عرض یہ ہے کہ اسلام کی درویشی تو محض اتباعِ سنت و اتباعِ شریعت پر موقوف ہے خلاف اس کے ہرگز نہیں ہوسکتی اگرچہ کیسا ہی کمال حاصل کرے مگر معتبر نہیں۔ پھر یہ امور تو سنت اور صحابہ کے رویہ کے خلاف ہیں چہ جائیکہ ان کو کمال مانا جائے۔ ان امور کو اولیاء کی طرف نسبت کرنا اور کمال معتبر جاننا چاہیئے یا خلافِ قرآن و حدیث جان کر اُن کو ردّ کرے۔

جواب :۔ بزرگانِ دین نے جو مجاہدات کئے ہیں کوئی ایسا امر نہیں کیا جس سے کوئی بروئے شرع کے اُن پر طعن کر سکے کیونکہ حق تعالےٰ فرماتا ہے وجاھدوا فی سبیل اللہ حق جھادہٖ[1] اور مخالفت نفس و شیطان کی کرنا خود جہادِ اکبر ہے۔ نص سے یہ بات ثابت ہے۔ پس تہذیب نفس کے واسطے لذائذ و مباحات لباس و راحت وغیرہ کو انہوں نے ترک کیا تھا تاکہ نفس ان کا تقاضائے معصیت سے باز رہے اور نفس امارہ اُن کا مطمئنہ ہو جاوے۔ خود فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض اوقات مرغوب شئے کو ترک کر دیا ہے۔ صحابہ نے بھی اور بحکم اذھبتم طیباتکم فی حیاتکم لدنیا[2]۔ لذائذ کو نہیں کھایا اور خود زینت مکان کرنے سے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا پر رنج ظاہر کیا تو اشارۃً ثابت فرمادیا کہ اگر مباحات کو تہذیب نفس کے واسطے چھوڑ دیں تو درست ہے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ کا فقر اختیاری تھا نہ ضطراری تو اس سے ان مباحات کے ترک کرنے سے اجازت نکلتی ہے اور بزرگوں نے ترک مباحات لذائذ کا کیا ہے نہ یہ کہ تحریم اپنے نفس پر کر لی ہو۔ مریض اگر بسبب مرض کے کوئی شے ترک کرے اور تمام عمر بیماری کی وجہ سے اس کو نہ کھاوے تو کچھ ملامت شرع کی نہیں اور نہ وہ مجرم ہوتا ہے۔ ایسا ہی بزرگوں نے طیبات کو ترک کیا ہے بوجہ معالجہ باطنی اخلاق بد نفس کے نہ بوجہ تحریم کے، اور خصّی ہونا اور دریا میں پڑا رہنا ترک صلوٰۃ وغیرہ یہ بزرگوں سے نہیں صادر ہُوا کسی احمق نے بزرگوں پر تہمت لگائی ہے۔

ہاں اگر چاہ میں لٹکے اور دریا میں کسی وقت سزائے نفس کے واسطے گرے تو نماز فرائض و اوراد کو بوجہ احسن ادا کر کے یہ کام کیا ہوگا ورنہ تمام مشتاق صلاح و تکمیل صلوٰۃ و صوم کے واسطے کرتے تھے اس کو کیسے ترک کرتے۔ یہ غلط تہمت ہے۔ اور ترک نکاح کرنا اکثر بزرگوں سے ہُوا بوجہ اپنی شہوت پر اعتماد کر کے کہ معصیت سرزد نہ ہووے گی اور فراغ خاطر کی وجہ سے عبادت میں اور مال حرام سے بچنے کو نفقہ حلال کا پیدا کرنے میں زوجہ کے واسطے دشواری جانتے تھے اور اپنے نفس پر گھاس حلال پر قانع ہوتے تھے تو ان وجوہ سے ترک نکاح معیوب نہیں بلکہ بعض اوقات واجب ہو جاتا ہے کہ نکاح نہ کرے۔ پس یہ طعن شرعاً بالکل خطا فہمی و ناواقفیت دین کے قواعد سے ہے۔ بہرحال

---

[1] اور اللہ تعالےٰ کی راہ میں کوشش کرنے کے طریقہ سے کوشش کرو۔

[2] تم نے اپنے لذایذ کو اپنی زندگی دنیا میں ختم کر دیا۔

ان کا مجاہدہ باشارہ نصوص ہے اور اس مجاہدہ کے سبب ان کو قوتِ روحانی اور تہذیب اخلاق و نفس حاصل ہوتی تھی لہٰذا یہ اُن کے حق میں عبادت تھا اور ترکِ مباح پر کوئی گناہ و عتاب نہیں ہوتا۔ البتہ مباح کو حرام کرنا بدعت و مخالفت ہے۔ سوان سے یہ امر ہرگز سرزد نہیں ہوا۔ ترک مباحات بطور معالجہ امراض نفس کے ہُوا ہے۔ پس ان اکابر کے جملہ افعال عین کمال تھے اور عین موافقت حکم شرع کے ہے ؎

کارِ پاکاں را قیاس از خود مگیر گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر

فقط واللہ تعالےٰ اعلم

استغفار کی حقیقت

سوال :۔ شرح شریف میں فضائل استغفار کے بہت آئے ہیں اور قرآن شریف اور احادیث شریف میں جا بجا اس کی تاکید و ترغیب ہے اب دریافت طلب یہ بات ہے کہ مراد استغفار سے کیا ہے۔ آیا توبہ مراد ہے اور توبہ استغفار ایک ہی چیز ہے یا غیر اور جو لوگ گناہوں سے توبہ نہیں کرتے اور کبائر و صغائر میں مبتلا ہیں وہ اگر استغفار کریں تو کس طور سے کریں اور کس نیت سے کریں اور ان کو فوائد و فضائل استغفار کے کیسے حاصل ہوں یا بغیر توبہ کے استغفار صحیح نہیں اور فضائل و نتائج اس کے بغیر توبہ کے حاصل نہیں ہوتے اور استغفار فقط ندامت معاصی بغیر توبہ کے حاصل کئے کافی ہوگی یا نہیں اور استغفار کفار کی کہ قرآن شریف میں وارد ہے جیسا کہ فرمایا ہے وما کان اللہ معذبھم وھم یستغفرون[1] آیا توبہ کفر سے مراد ہے یا کچھ اور مراد ہے ؟ فقط

جواب :۔ توبہ استغفار ایک شے ہے اللھم اغفرلی کہیں استغفر اللہ کہیں الٰہی میری سب گناہوں سے توبہ ہے یہ کہیں یا جس عبارت سے چاہیں کہیں فقط دل میں نادم ہونا ہی استغفار ہے اگرچہ زبان سے کچھ نہ کہے وہ لوگ کفار غفرانک کہا کرتے تھے۔ فقط واللہ تعالےٰ اعلم

قبروں پر شرح صدر کی اصلیّت

سوال :۔ بعض بعض صوفی قبور اولیاء پر چشم بند کر کے بیٹھتے ہیں اور سورۃ الم نشرح پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارا سینہ کھلتا ہے اور ہم کو بزرگوں سے فیض ہوتا ہے اس بات کی کچھ اصل بھی ہے یا نہیں ؟

جواب :۔ اس کی بھی اصل ہے اس میں کوئی حرج نہیں اگر بہ نیت خیر ہے۔ فقط واللہ تعالےٰ اعلم

بیعت کی حقیقت

سوال :۔ بیعت ہونے سے یعنی کسی پیر کے مرید ہونے سے مُراد اصلی کیا ہے ؟ اور بغیر بیعت ہوئے واصل الی اللہ ہونا ممکن ہے یا نہیں ؟

جواب :۔ مراد بیعت سے تحصیل اخلاص اور نور اسلام کا تجلیہ ہے اور یہ بدوں شیخ کے بھی حاصل ہو جاتا ہے

---

[1] اور اللہ تعالیٰ ان کو عذاب دینے والا نہیں جبکہ وہ مغفرت طلب کرتے ہوں۔

اگرچہ اکثر یہی ہے کہ کسی کے توسل کی ضرورت ہے۔

اس قول کا مطلب کہ پیران پیر کا قدم سب پیروں کی گردن پر ہے

سوال :۔ بعض بعض صوفیوں کا یہ قول ہے کہ جس کا کوئی پیر نہیں اُس کا پیر شیطان ہے اور پیرانِ پیر صاحب کا قدم سب پیروں کی گردن پر ہے اور جب تک بندہ کا بندہ نہ ہو جائے تب تک خدا نہیں ملتا۔ تو اب یہ فرمائیے کہ ان باتوں کا پتہ کہیں طریقت اور تصوف میں بھی ہے یا نہیں ؟

جواب :۔ اس قول کے یہ معنی ہیں کہ جس کا کوئی راہ بتانے والا نہیں وہ شیطان کی کمند میں ہے۔ قرآن، حدیث استاد، باپ اگر کوئی دین نہ سکھاوے گا تو خود شیطان کی تقلید کرے گا۔ سو یہ بات درست ہے پیر سے مراد پیر مروّج نہیں۔ باقی پیرانِ پیر کا قدم ہونا سب کی گردن پر مراد ان کی بزرگی اور بڑائی ہے اس میں کیا حرج ہے جو اُن سے بڑے ہیں ان کا قدم حضرت پیرانِ پیر کی گردن پر ہے۔ اور بندہ کے بندہ ہونے کے یہ معنی ہیں کہ کسی خدا تعالیٰ کے مقبول کا مطیع ہو کر عمل کرے۔ یہ بھی درست ہے مگر بظاہر لفظ ایسا بولنا اچھا نہیں جو موہم بُرے معنی کا ہو مگر اصل مراد درست ہے۔

اس قول کا مطلب کہ العلم الحجاب الاکبر

سوال :۔ العلم الحجاب الاکبر اس کے کیا معنی ہیں۔ سالک کی جس وقت علم کی جانب توجہ ہو گی وہ اس راہ سے محروم رہ جائے گا۔ علم کو کیا اس وجہ سے حجاب کہا ہے۔ اگر علم بھی اس وجہ سے حجاب ہو گیا تو نماز اور روزہ اور زکوٰۃ اور حج اور اطاعت والدین بلکہ کل کام دارین کے سوائے یاد الٰہی حجاب ہو جانا چاہئیں اور یہاں صرف علم کی ہی نسبت فرمایا ہے اور اگر یہ وجہ ہے کہ علم پڑھنے سے دو عالموں میں باعث اختلاف رائے نقیض اور جھگڑے واقع ہو جاتے ہیں اور لڑنا اور جھگڑے کرنا تو فعل ہے جو چاہے سو کرے۔ اس میں علم کا کیا قصور ہے بلکہ اختلاف رائے علماء تو رحمت ہے اور اگر اس کے یہ معنی ہیں کہ درمیان بندہ اور معبود کے علم کا ایک حجاب حائل ہے تا وقتیکہ علم کا حجاب طے نہ ہو جاوے یعنی علم نہ سیکھ لے۔ خدا نہ ملے تو یہ معنی صوفیاء نے اس کے ہرگز نہیں لئے اس معنی سے تو تاکید نکلتی ہے اور یہاں یہ مقصود ہی نہیں اور اگر یہ کہا جاوے کہ یہاں مراد علم سے علم دنیوی مثل معقول و فلسفہ وغیرہ ہے تو یہ بھی نہیں ہو سکتا۔ چونکہ صوفیاء اور علماء علم دین کو علم کہتے ہیں نہ اور فنون کو۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ یہ قول صوفیاء کا نہیں ہے تو یہ بھی نہیں ہو سکتا۔ امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہرگز انکار مت کر کہ علم حجاب نہیں ہے علم بے شک حجاب اکبر ہے۔ اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ علم جو ارشاد ہے خدا اور رسول کا اگر یہی حجاب اکبر ہو گیا تو بے حجاب کون سی چیز ہو گی اس میں باریکی کیا ہے اور صوفیاء نے کس معنی سے اس کو حجاب کہا ہے ؟

جواب :۔ اس فقرے کے یہ معنی ہیں کہ اپنا جاننا کہ میں بھی اصل ہوں یہ حجاب ہے جب تک اپنی خودی و تکبر و عجب کو نہ فنا کر دیوے محجوب ہے مثل شیطان کے اور جب خود اپنے آپ کو لاشئ جان لے اور اپنے سب کمالات کو محض موہبت حق تعالےٰ کی جان گیا اور تہہ دل میں اپنی حقیقت کھل گئی حجاب رفع ہو گیا۔ مراد علم سے اپنی خودی ہے ۔۔

فقط واللہ تعالےٰ اعلم

⁂

امیر خسرو کے شعر کا مطلب

سوال :۔ حضرت خسرو دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول ؎

خلق میگوید کہ خسرو بت پرستی میکند　　آرے آرے میکند با خلق عالم کار نیست

شعر مذکور کا مطلب کیا ہے کیونکہ اولیاء اللہ سے اور بُت پرستی سے کیا علاقہ غالباً کوئی اصطلاح ہوگی۔ اگرچہ حسبِ ظاہر تو خلاف معلوم ہوتا ہے۔

جواب :۔ حسبِ اصطلاحات شعراء مطلب صحیح ہے بُت پرستی سے مراد اُن کی تابعداری محبوب کی ہوتی ہے، تو ان کے محبوب ان کے سیدی شیخ نظام الدین قدس سرہٗ تھے ان کی اطاعت، اطاعت حق تعالےٰ کی تھی۔ فقط واللہ تعالےٰ اعلم

فنا فی الشیخ والرسول کا مطلب

سوال :۔ فنا فی الشیخ اور فنا فی الرسول کیا ہوتا ہے اور کہاں سے ثابت ہے اور اس کی نسبت صوفیاء کیا فرماتے ہیں ؟

جواب :۔ یہ دونوں لفظ اصطلاح مشائخ کے ہیں اتباع کرنا اور محبت کا غلبہ لوجہ اللہ تعالےٰ ہوتا ہے اس کی اصل شرع سے ثابت ہے۔ فاتبعونی یحببکم اللہ[1] ۔ الآیۃ

بندہ کے بندہ ہونے کا مطلب

سوال :۔ بعض بعض صوفی یہ کہتے ہیں کہ جب تک بندہ کا بندہ نہ ہو خدا نہ ملے تو یہ کلمہ کیسا ہے ؟

جواب :۔ اس کے معنی درست ہیں مگر بظاہر لفظ موہوم ہیں اس واسطے یہ لفظ نہ کہے۔

مرید ہونا ضروری ہے یا مستحب

سوال :۔ عالم یا فقیر سے مرید ہونا کوئی ضروری بات ہے یا مستحب ہے ؟

جواب :۔ مرید ہونا مستحب ہے واجب نہیں۔

عورتوں کا رسمی بیعت کرنا

سوال :۔ اکثر عورتیں جو بعض صوفیوں سے بیعت ہوتی ہیں۔ بلا حجاب بے پردہ سامنے آتی ہیں اور ہاتھ میں ہاتھ دیکر بیعت ہوتی ہیں اور کچھ عیب نہیں سمجھا جاتا ہے اور خود یہ بیعت بھی رسمی ہوتی ہے کیونکہ خود شرک و بدعت میں مبتلا ہوتی ہیں۔ نماز تک نہیں پڑھتیں چہ جائیکہ طریقت اور اس پر فخر ہوتا ہے اور جو عورتیں کہ بیعت نہیں ہیں ان کو طعن کیا جاتا ہے۔ لہٰذا ایسا بیعت ہونا حرام ہے یا نہیں ؟

جواب :۔ ایسے پیر سے بیعت ہونا حرام ہے اور ایسی بیعت بھی حرام اور پیر کے ہاتھ میں ہاتھ دینا غیر محرم عورتوں کو حرام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوقت بیعت عورتوں کا ہاتھ نہیں پکڑتے تھے۔

فقط واللہ تعالےٰ اعلم

---

[1] میری اتباع کرو اللہ تعالیٰ تم کو دوست رکھے گا۔ (آیت شریف)

صوفی کے لئے زیادتی علم کی ضرورت

سوال :۔ صوفی کو علم وافر کی ضرورت ہے یا صرف مسائل ضروریات روزمرہ ہی سیکھ لینا کافی ہیں اور سالک کو طلب حق کے واسطے تعلیم و تعلیم قرآن و حدیث، و فقہ و کثرت نوافل کافی ہو جائیں گے یا بغیر ان باتوں کے کہ جو صوفیاء کرام نے مقرر و تعلیم فرمادی ہیں کام نہ چلے گا۔

جواب :۔ قدر ضرورت کے علم صوفی کو ضرور ہے کہ فرض واجب عقائد و عبادات سے مطلع ہو جاوے تبحر علم کا ضرور نہیں اور طلب راہ حق کے واسطے قرآن و حدیث و فقہ کافی ہے مگر تحصیل نسبت بدوں شیخ کے حاصل ہونا شاذ و نادر ہے اگرچہ ممکن ہے اور بعض کو حاصل بھی ہو جاتا ہے۔

کسی سے حسن ظن کا فائدہ

سوال :۔ زید عمرو سے مرید ہے اور عمرو بکر سے مرید ہے اور بکر خالد سے مرید ہے۔ اب ولید زید سے مرید ہونا چاہتا ہے اور خالد کو کہ جو زید کے دادا پیروں میں ہیں خوش عقیدہ اور بزرگ نہیں جانتا۔ اب استفسار طلب امر یہ ہے کہ یہ شخص ولید زید سے مرید ہو کر کچھ فیضیاب بھی ہو سکتا ہے یا نہیں۔ درانحالیکہ خالد کو برا جانتا ہے اور اپنے دل میں خالد کی جانب سے کچھ بغض غیر شرعی بھی رکھتا ہے۔

جواب :۔ اگر زید کو کامل جانتا ہے اور فی الواقع زید میں کمال ہے تو یہ شخص زید سے فیضیاب ہو سکتا ہے۔

حال کی تفصیل

سوال :۔ مسئلہ۔ یہ جو بعض لوگوں کو حال آتا ہے یہ کیا بات ہے؟ حال کا ثبوت قرآن و حدیث سے ہے یا یہ مکروہ ہے۔

جواب :۔ صلحاء کا حال صالح ہے اور فساق کا حال خراب ہے۔ صحابہؓ کو بھی حال آتا تھا مگر قرآن حدیث ذکر و وعظ پر نہ کہ فضول سادنگی پر۔ کسی کو دنیا کے غم میں رونا آتا ہے کسی کو آخرت کے غم میں اس میں کیا شبہ ہوتا ہے جو حدیث سے دلیل طلب ہے جہاں معاصی ہوں اس مجلس میں شریک ہونا حرام ہے۔ فقط

وجد تواجد کا مسئلہ

سوال :۔ مسئلہ وجد تواجد شرعاً مذموم ہے یا مباح ہے یا مستحب ہے کہ جو بے اختیار ذوق و شوق سے ہو کیونکہ فقہاء کرام اس کو برا کہتے ہیں۔

جواب :۔ وجد جو بے اختیار ہو وہ مستحسن ہے اور باقی اس پر واجب و مستحب کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔ وجوب و استحباب خاص مکلف و اختیاری کی صفت ہے البتہ یہ وجد جو بے اختیاری، شرعی اگرچہ مستحسن ہے کہ ثمرہ ذکر ہے مگر اس سے جو اہل اس کا نہ ہو اور اس سے تکلیف ہوتی ہو اس کو مسجد سے نکال دینا جائز ہے اور تواجد جو بے تکلف ہو فقہاء نے منع لکھا ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ذکر و دعا آداب قرآن و تعویذ کے مسائل

ذکر جہری

سوال :۔ ذکر سے یہ بات دل میں پیدا ہوتی ہے کہ اب تجھ کو ہر شخص عابد زاہد جانے گا۔ اس ریا کے دفع کی کیا تدبیر ہو آج کل آواز بیٹھ گئی ہے اگر حکم ہو تو آہستہ شروع کر دوں جبکہ آواز کو نفع ہو گا پھر جہر ہی کروں گا۔ فقط

جواب :۔ ذکر جہر سے ریا پیدا ہوتا ہے تو اس کے واسطے لاحول بکثرت پڑھا کریں مگر اس کے لئے ترک جہر مناسب نہیں البتہ عذر مرض کی وجہ سے تا زوال مرض ترک رکھنا اور اخفا پر اکتفا کرنا مناسب ہے۔

ذکر جہری کی حقیقت

سوال :۔ ذکر جہر کرنا قرآن و حدیث سے ثابت ہے یا صوفیاء نے اپنی طرف سے مقرر کر لیا ہے۔ زید کہتا ہے کہ ذکرِ جہر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بدعت ہے۔ عمرو کہتا ہے کہ جب ذکر جہر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بدعت ٹھہرا تو بڑے بڑے حنفی اس ذکر کرنے کی کیوں اجازت دیتے ہیں مفتی بہ کس طور پر ہے۔

جواب :۔ ذکر جہر اور خفی دونوں حدیث سے جائز معلوم ہوتے ہیں۔ امام صاحب نے جہر کو بدعت اس موقعہ پر فرمایا ہے جہاں ذکر کا موقعہ ہے آپ علیہ الصلوٰۃ سے وہاں جہر ثابت نہیں جیسا عید الفطر کی نماز کو جاتے ہیں اور مطلقاً ذکر جہر کو منع نہیں فرمایا ذکر ہر طرح درست ہے۔ فقط

ذکر جہری کا ثبوت

سوال :۔ ذکر جہر کون سی حدیث سے ثابت ہے اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے کس موقعہ پر بدعت اور کس جگہ جائز فرمایا ہے۔ زید کہتا ہے کہ ذکر جہر کرنا کیا ضروری ہے کیا اللہ بہرہ ہے کہ چپکے سے نہیں سنتا ہے۔ جناب اس مسئلہ کو مع ثبوت آیت و حدیث کے ارقام فرمائیں اور جس حدیث سے ثابت ہوا ہے وہ حدیث ضرور لکھ دیں اور وجہ بدعت ہونے اور جائز ہونے کی اور مفتی بہ ہونے کی زیب قلم فرماویں اور جناب نے پہلے فتویٰ میں جو ذکر جہر کا ثبوت لکھا ہے وہ سمجھ میں نہیں آیا۔ فقط

جواب :۔ السلام علیکم بندہ مفتی ہے مسئلہ حق جو اپنے نزدیک ہوتا ہے اُس کو بتانا فرض ہی جانتا ہوں اور مسائل کے دلائل لکھنے کی ضرورت نہیں اور وہ واجب نہیں اس کی تحقیق کتب میں ہے اگر علم ہو اس کو دیکھو ورنہ دلائل سے آپ کو کیا فائدہ ہو گا۔

ذکر جہری

سوال :۔ ذکر جہر مذہب حنفیہ میں جائز ہے یا نہیں مدلل ارقام فرماوے

جواب :۔ ذکر جہر میں حنفیہ کی کتب میں روایات مختلفہ ہیں کسی سے کراہت ثابت ہوتی ہے غیر محل ثبوت میں اور بعض سے جواز ثابت ہوتا ہے اور یہی راجح ہے اور اس کی دلیل طلب کرنا بے سود ہے کیونکہ مجتہدین کا خلاف ہے۔ سواب کون فیصلہ کر سکتا ہے مگر جواز کی دلیل یہ ہے کہ قال اللہ تعالیٰ۔ اذکر ربک فی نفسک تضرعا وخیفۃ و دون الجہر[1] الایۃ دون الجہر بھی جہر ہی ہے کہ ادنیٰ درجہ ہے۔ قال علیہ السلام اربعوا علیٰ انفسکم[2] الحدیث۔ اور یہ بھی ذکر جہر ہی ہے۔ رفق کو فرمایا ہے۔ گلو پھاڑنے سے منع کیا ہے اور مطلق آیات وحدیث بہت جواز پر دال ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ذکر جہری

سوال :۔ ذکر بجہر اور دعا بجہر اور درود بجہر خواہ جہر خفیف ہو یا شدید جیسے نماز میں نزدیک حضرات محدثین اور حضرات ائمہ اربعہ وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے کیا حکم رکھتا ہے اور جائز ہے یا نہیں ؟

جواب :۔ ذکر خواہ کوئی ذکر ہووے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سوائے ان مواقع کے کہ ثبوت جہر نص سے ہے وہاں مکروہ ہے اور صاحبین اور دیگر فقہاء و محدثین جائز کہتے ہیں اور مشرب ہمارے مشائخ کا اختیار مذہب صاحبین علیہما الرحمۃ ہے۔ والسلام

ذکر جہری میں ضرب کا طریقہ

سوال :۔ ذکر جہر میں ضرب اللہ کس قدر جہر سے قلب پر مارنا چاہیئے۔ کیا ایسی شدت ہو کہ آواز بیٹھ جاوے۔

جواب :۔ ایسی شدت کی ضرورت نہیں ہے۔

ذکر کے وقت تصور

سوال :۔ مسئلہ یا باسط یا مغنی کے پڑھنے میں کیا خیال رکھے۔

جواب :۔ ان کے معنی کا دھیان رکھے

ذکر جہری افضل ہے یا خفی

سوال :۔ ذکر جہر افضل ہے یا خفی بالدلائل ارقام فرماویں۔

جواب :۔ دونوں میں فضلیت ہے من وجہ کسی وجہ سے جہر افضل ہے اور بعض وجہ سے خفی افضل ہے اور دلیل یہ ہے کہ حق تعالےٰ نے مطلق ذکر کا حکم فرمایا ہے اذکروا اللہ ذکرا کثیرا[3] مطلق کی فرد میں جو ہو مامور ہے اور فضائل

---

[1] اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اپنے رب کو اپنے جی میں یاد کیا کرو عاجزی سے اور خوف سے اور زیادہ پکار کر نہیں۔

[2] اپنے نفسوں پر قرار پکڑو (حدیث) [3] اللہ تعالیٰ کا ذکر بہت زیادہ کرو۔

خارجی مختلف ہوتے ہیں باعتبار ذکر اور وقت اور کیفیت اور ثمرات کے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حیض و نفاس کی حالت میں ذکر کرنا

سوال :۔ عورت حیض و نفاس کی حالت میں مراقبہ جیسا طریق نقشبندیہ میں دستور ہے کر سکتی ہے یا نہیں اور اسی حالت میں حلقہ مرشد میں توجہ لے سکتی ہے یا نہیں ؟

جواب :۔ عورت کو حیض و نفاس میں سوائے قرآن شریف کے سب اذکار درست ہیں۔ لہٰذا مراقبات و اشتغال مشائخ بھی جائز ہیں اور صحبت پیر میں بیٹھ کر اس کو توجہ لینا بھی درست ہے مگر دخول مسجد حائضہ و نفساء کو حرام ہے۔ جیسا کہ کتب فقہ میں مذکور ہے قال فی الدر المختار فی بیان الحیض منع الصلوٰۃ وصومہ ودخول مسجد الخ[1] ثم قال لا بأس لھا بثنائہ وتعوذہ وتسبیحہ ودعائہ وذکر اللہ تعالیٰ الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

بغیر وضو کے ذکر کرنے کا مسئلہ

سوال :۔ ذکر بلا وضو جائز ہے یا نہیں ؟

جواب :۔ ذکر بلا وضو درست ہے۔ فقط

جن درودوں کا ذکر احادیث میں نہیں آیا ہے

سوال :۔ ایک شخص کہتا ہے کہ درود ماثورہ کا ثواب حسب ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ملتا ہے اور جو درود بتائے دوسرے لوگوں کے ہیں ان کا ثواب نہیں ہوتا مثل ثواب ماثورہ کے۔ مگر ایسا ہے کہ جیسے نعت غزل پڑھتے ہیں۔ یہ مقولہ صحیح ہے یا نہیں ؟

جواب :۔ بیشک درود شریف جو حدیث میں وارد ہوئے ہیں ان کا ثواب زیادہ ہے اور یہ ان کا خیال درست نہیں کہ اور درود شریف کا ایسا ہی ثواب ہے جیسے غزلیات کا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

تراویح میں قرآن مجید کا اجرت پر سننا

سوال :۔ مسئلہ جو حافظ کہ اجرت پر قرآن بلا تعین کے سنا دے اس قرآن کو وہ تراویح میں سنے اور وہ سامع کچھ نہ دے تو اس نادہندہ کو سننا ایسے قرآن کا جائز ہے یا نہیں ؟

جواب :۔ جو حافظ اجرت پر سناتے ہیں وہ سنانا عبادت نہیں ہے پس اس کو سننا بھی نہیں چاہیئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

قرآن کے اوراق کی تعظیم کا طریقہ

سوال :۔ ورق قرآن کے کسی شخص کے پاس موجود ہوں اگر ان کی بے تعظیمی ہوتی ہو تو کیا کرنا چاہیئے ؟

جواب :۔ گھول کر پانی یا کسی شئے میں پی لیوے یا ادب کے ساتھ پارچہ پاک میں لپیٹ کر کسی ایسی جگہ کہ پامال نہ

---

[1] درمختار میں کہا حیض کے مسائل بیان کرتے ہوئے نماز روزہ اور مسجد میں داخل ہونے کے متعلق پھر کہا کہ کوئی حرج نہیں کہ حائضہ اور ناپاک دعاؤں کو پڑھے اور سنے اور ذکر کرے اللہ تعالیٰ کا اس کی تسبیح ہے۔

خرج من بيته يصلح بين الانصار فرجع وقد صلّي في المسجد بجماعةٍ فذهل رسول الله صلى الله عليه وسلم في منزل بعض اهله فجمع اهله فصلّى بهم جماعةً ولو لم يكره تكرار الجماعة في المسجد يُصلّى فيه وروى عن انس بن مالك رضي الله تعالى عنه ان اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم كانوا اذا فاتتهم الجماعة في المسجد صلوا فرادى دلّ ان التكرار يؤدّي الى تقليل الجماعة لان الناس اذا علموا انهم تفوتهم الجماعة يتعجلون فتكثروا والا تاخروا بدايع وحينئذٍ فلو دخل جماعة المسجد بعد ما صلى اهله فيه فانهم يصلون وحدانًا وهو ظاهر الرواية ظهيريه - انتهى

پس ازیں روایات صاف معلوم شد کہ ظاہر روایۃ علماء ثلثہ رحمہم اللہ تعالیٰ کراہۃ تکرار است و کراہۃ چوں مطلق بود تحریم مراد باشد۔

قال في ردّ المحتار - اعلم ان المكروه اذا اطلق في كلامهم فالمراد منه التحريم الا ان ينص على التنزيه فقد قال المص في المصفّى لفظ الكراهة عند الاطلاق هو التحريم قال ابو يوسف رحمة الله عليه قلت لابي حنيفة اذا قلت في شئ اكرهه فما رايك فيه قال التحريم - انتهى

وچوں نظر بر دلیل کردہ شود ہم کراہۃ تحریم مقتضائے اوست چرا کہ تقلیل و تفریق جماعۃ مکروہ تحریمی است و انچہ مؤدّی بوئے است در حکم او باشد۔

لان للوسائل حكم المقاصد كما في الهداية لان الاصل ان سبب الحرام حرام انتهى - قال الطحاوي صلوة الظهر ليتلزم تفويت الجمعة وتفويتها حرام فما ادى الى الحرام حرام - انتهى

البتہ کراہت کلی مشکک است کہ شدت و خفتہ او قدر مفسدہ می باشد۔ پس انچہ در تکرار مع الاذان است در غیر آں نبود فی ردّ المحتار ولكن يتفاوت التنزيه في الشدت والقرب من التحريمه بحسب تاكد السنته فان مراتب الاستحباب متفاوتته كمراتب السنته والواجب والفرض فكذا اضدادها كما افاده في شرح المنيته - انتهى

لہٰذا بعض افراد تکرار قریب تنزیہ می شود چنانکہ تکرار بترک اذان و اقامۃ و عدول محراب حنفیہ در زاویہ مسجد و ہمین کراہۃ مراد از جواز است کسیکہ جاز اجماعًا گفت چنانچہ تحقیقش بیاید و باوجود ظاہر روایت بر غیر آں فتوی نمی شاید۔

قال في درّ المختار - ان ما اتفق عليه اصحابنا في الروايات الظاهرة يفتى به قطعًا انتهى

وظاہر روایت آں مسائل باشند کہ از امام ابو حنیفہ و ابو یوسف و محمد رحمہم اللہ تعالیٰ بنقل مشہور و معتبر مروی باشد۔

قال في ردّ المحتار - وكذا لا تخيير لو كان احدهما ظاهر الرواية وبه صرح في كتاب الرضاع من البحر حيث قال الفتوى اذا اختلفت كان الترجيح لظاهر الرواية وفيه من باب المصرف اذا

اختلت التصحیح و جب الفحص عن ظاہر الروایۃ والرجوع الیہا انتہیٰ

ونیز ترک فرمودن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکرار جماعۃ را در مسجد نبوی با آنکہ خود فرمود صلوۃ فی مسجدی ھذا خیر من الف صلوۃ فیما سواہ الا المسجد الحرام۔ دلیل کراہۃ است چہ اختیار مفضول باوجود افضل از حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم بلا وجہ نباشد دو جہش بظاہر والغیب عند اللہ تعالیٰ اہتمام شان جماعۃ است۔ تفصیلش اینکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم در امر جماعۃ چہا اہتمامات و تاکیدات فرمود و برائے یک امر جماعۃ چہ قدر ترغیبات و ترہیبات ارشاد کرد کہ قبل از اذان در مسجد حاضر آید ثوابش اینست و قبل دخول وقت اجرش وچنیں وخلف امام ومیامن صفوف وصف اول چناں و باز در شان متخلفین گاہے لفظ نفاق وگاہ وعید احراق بیوت ارشاد گشت و امثال اینہا۔ چنانچہ از کتب احادیث توان برآورد و مقصود اصلی ہمہ ایں وعدہ وعید ہون اجتماع مسلمین ومسارعۃ بسوی جماعۃ اولیٰ و عدم تخلف۔ ازاں بود ورنہ از شان رحمۃ للعالمین می زیبد کہ متخلفین را بوعید احراق نسوختندی بلکہ عذر شان قبول کردہ اشارۃ تکرار جماعۃ فرمودندے مگر چوں مراد تاکد وجوب حضور جماعۃ اولیٰ بود قطعاً رگ تکرار تراشیدند و اشارۃ بکراہۃ تکرار تنصیص فرمودند و نظر غائر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم در باب انجام و مآل آں قدر بود کہ جز شان نبوت ممکن التصور نیست لہٰذا محتملات فساد را ہم انسداد می فرمودند پس دریں صورت اگر خود بذات خود تکرار جماعۃ فرمودندی ہمانا تشریع تکرار کردندی و باعث تفریق جماعۃ خویشتن گردیدندی وعکس مراد اہتمام اجتماع مثمر تفریق شدندی چرا کہ فعل خود را آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمہ تشریع و تسنن میدانستند نہ بینی کہ بعد دخول مکہ محزون شدند کہ امت خود را در حرج انداختم واز دلکشی چاہ زمزم بسبب ہجوم مردم بریں فعل ابا فرمودند وعلی ہذا القیاس۔ بسیارے ازیں قسم از کتب حدیث باید دید و ہمچناں اصحاب کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ترک تکرار جماعۃ را عادت می داشتند۔ پس چوں خود صاحب شرع تکرار جماعت را ترک فرمود و اصحاب کرام را ہم ہموں تعامل بود باوصف حرص حضرات ایشاں بر مثوبات وجماعات و ظاہر روایۃ علماء حنفیہ ہم ہمین باشد بعد ازاں کدام حجۃ قوی تر ازیں خواہد بود وچوں درایت با روایت موافق شود احق بالقبول میگردد۔

وقال شارح المنیۃ ناقلا عن ابن الہمام ولا ینبغی ان یعدل عن الدرایۃ اذا وافقتہا روایۃ انتہیٰ۔

دریں صورت اگرچہ در تکرار جماعۃ ثوابی ہم باشد تاہم ترک اولیٰ ہم و مقدم خواہد بود چرا کہ فرمود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ترک ذرۃ مما نہی اللہ عنہ افضل من عبادۃ الثقلین کذا فی الاشباہ۔ وازیں جا است کہ بر حلب نفع در مفسدہ را مقدم دارند۔

قال فی الاشباہ اذا تعارضت مفسدۃ ومصلحۃ قدم دفع المفسدۃ غالبا لان اعتناء الشرع بالمنہیات اشد من اعتناءہ بالمامورات انتہیٰ۔ قال فی فتح القدیر ترک المکروہ مقدم علی

فعل السنة - انتهی

وانچہ حدیث ترمذی باعث اشتباہ جواز تکرار می شود وآں اینکہ جاء رجل وقد صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ایکم یتجر علی ھذا فقام رجل وصلی معہ رواہ الترمذی وبہمین معنی ابوداؤد ہم درسنن خود روایت کرد، پس فی الحقیقت بایں حدیث استدلال برجواز درست نمی آید چہ ازیں حدیث جواز صلوٰۃ متنفل خلف مفترض ثابت شد وایں تکرار جماعۃ نیست بلکہ متنازع فیہ تکرار جماعۃ مفترض خلف مفترض است وانچہ ظاہر روایت حکم بکراہتہ او کرد واز فعل فخر عالم ترک او مستدل شد وتعامل صحابہ بر ترک آن شاہد است ہمیں اقتداء مفترض خلف مفترض است نہ مطلق تکرار ورنہ صلوٰۃ تراویح بجماعۃ بعد جماعۃ عشارا ہم یحتمل کہ متمسک جواز تکرار گردانند و اقتداء متنفل خلف مفترض بالاتفاق جائز است -

قال فی البحر اما اذا ادی الامام الفرض والقوم النفل فلا کراھۃ لقولہ علیہ السلام للرجلین اذا صلیتما فی رحالکما ثم اتیتما صلوٰۃ قوم فصلیا معھم واجعلا صلوتکما معھم سبحۃ - انتھی

قال الطحطاوی وقولہ متنفل بمفترض اشارۃ الی انہ لا یکرہ جماعۃ النفل اذا ادی الامام الفرض والمقتدی النفل انتھی -

واگر تکرار متنازع فیہ را قیاس بریں قضیہ میکنند پس باید دانست کہ ایں حدیث قضیہ شخصیہ واقع شدہ اصل در محاورات کلامیہ ونصوص مدلول مطابقی می باشد پس انچہ ازیں حدیث مستفاد شد تصدق وتجارت کسی است بران رجل مرحوم خاص ومتخلف وبس وبر ہر متخلف وانچہ از شخصیات حکم کلی گیرند بقیاس می باشد وقیاس آنجا صحیح بود کہ نص مانع از تعدیہ حکم در آنجا نبود وایں جا کہ نصوص احراق بیوت متخلفین ونفاق آنان وعلۃ تفریق وتقلیل جماعۃ وکسل مسلمین مانع از قیاس موجود اند قیاس نتوان کرد مگر در مثل ہمیں مرحوم متخلف چرا کہ حکم خلاف قیاس متصور بر مورد خود میماند پس ہمہ قیود ایں نص مرعی ومعتبر خواہند بود اعنی اگر متخلفی از کاہلی نماندہ باشد ودر گوشۂ مسجد مطلقہ طلب احدی تنہا نماز شروع کردہ باشد وکسے متنفل - پس او شود البتہ ایں تکرار جائز بلا کراہۃ مطلقہ خواہد بود و الا فلا فلیتدبر وانچہ بخاری درسنن خود در ترجمۃ الباب تعلیقاً روایت کردہ -

جاء انس بن مالک رضی اللہ عنہ الی مسجد قد صُلّی فیہ فاذن واقام وصلی جماعۃ - انتھی

جائے تردد نیست چہ ایں فعل انس رضی اللہ عنہ محمول بر مسجد طریق یا مثل آں خواہد بود وچونکہ تکرار باذان واقامۃ بالاتفاق مکروہ تحریمی است در مسجد محلہ مجوزین را ایں اثر نافع نیست ودریں صورت ایں فعل انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ معارض قول ایشاں کہ سابقاً گذشت نخواہد شد فلیتامل - الحاصل چوں روایت غیر مشہورہ بتوافق آثار واخبار مرجح گردد ظاہر روایۃ بسبب توافق آنہا بطریق اولیٰ راجح خواہد بود وہم ابن نجیم صاحب بحر در بحر الرائق از سراج وہاج روایت کرد -

وان دخل مسجد الیصلی فیہ فانہ لا یؤذن ولا یقیم وان اذن فی مسجد جماعۃ وصلوا یکرہ لغیرھم ( )

ان یوذنوا ویعیدوا الجماعة ولکن یصلون واحدانًا ۔ انتہیٰ

ونقل این روایت در محل استدلال وعدم تعاقب بران دلیل کراہت جماعت واختیار وحدت است از صاحب زود در کنز العباد گفتہ فی فوائد الجامع الصغیر ۔

اذا دخل الرجل مسجدا قد صلی فیه بجماعة وهو مسجد قوم معروف فانه یصلی فیه وحده بغیر اذانٍ و اقامةٍ وان صلی واحده باذان واقامة یکره انتہی ۔

دہم در در مختار گفت ۔

بقی ما اذا تعددت الجماعات فی المسجد وسبقت جماعة الشافعیه مع حضور نقل الطحطاوی عن رسالة لابن نجیم ان الافضل الاقتداء بالشافعیة بل یکره التاخیر لان تکرار الجماعة فی مسجد واحد مکروه عندنا علی المعتمد الا اذا کانت الجماعة الاولی غیر اهل ذلک المسجد او ادیت علی وجه مکروه ۔ انتہیٰ

وطحطاوی این روایت در باب امامت نقل می کند ومعلوم است کہ ہر جا کہ تعدد جماعات مذاہب است بتغیر ہیئتہ اولی باختلاف مکان وبلا اذان است وکراہتہ را عند الاطلاق شنیدہ کہ تحریم است دریں جا بیان روایت رح منیہ ضرور است ۔

قال اما لو کان له امامٌ ومؤذن فیکره تکرار الجماعة باذان واقامة عندنا وعن ابی حنیفة رح لو کان الجماعة الثانیة اکثر من ثلثة یکره التکرار والا فلا وعن ابی یوسف رح اذا لم یکن علی هیئة الاولی لا یکره والا فیکره وهو الصحیح وبالعدول عن المحراب یختلف الهیئة کذا فی البزازیة ردمحتار بعد این روایت افزود وفی التاتارخانیة عن الولوالجی وبه ناخذ ۔ انتہیٰ

پس اولا باید دانست کہ ہیئتہ جماعت اولی بسہ چیز است یکے اذان، دوم اقامتہ سوم محراب کہ مقام امام است امامدخل اذان واقامتہ در ہیئتہ جماعت پس در ہدایہ گوید ولو صلی منفردا فی بیته اذن واقام لیکون الاداء علی هیئة الجماعة انتہیٰ ولیکن محراب پس آں از شرح مینہ معلوم می شود ۔ قال وبالعدول عن المحراب یختلف الهیئة کذا فی البزازیه انتہیٰ ۔

واین ہر سہ امر در جماعتہ اولیٰ موجود ند پس برفع یکے ازیں ہا عدم ہیئتہ اولی خواہد گشت اگرچہ نفس ہیئتہ جماعتہ باقی ماند چنانچہ لفظ یختلف بہمیں اشارہ میکند وچونکہ اذان واقامت را در ہیئتہ مدخل ظاہر است شارح منیہ را حاجت اثبات اختلاف ہیئتہ بترک آن ہا نیفتاد مگر محراب از انکہ بظاہر دخل در ہیئتہ جماعتہ نداشت چرا کہ مسجد جملہ یک موضع باشد محل دون محل خصوصیت ندارد ومعہذا خصوصیت محراب وقت کثرت جماعتہ است تا مقام امام وسط صف بود وسنیتہ او بہمین وجہ است ورنہ در ترک او حرج نیست بخلاف اذان واقامت لہذا شارح منیہ از بزازیہ سند آورد از این جا احتمال می شود کہ بسبب خفاء این امر کہ اختلاف مکان را دخل در تغیر ہیئتہ است یا نے شاید کسی منکر این امر شدہ باشد

لہٰذا ردمحتار از تاتارخانیہ، آورد و بہ ناخدائے باختلاف الہیئۃ بالعدول عن المحراب و قرینہ اوست کہ ردمحتار در باب اذان گفت نعم قد علمت ان الصحیح انہ لا یکرہ تکرار الجماعۃ اذا لم یکن علی الہیئۃ الاولیٰ بالفظ صحیح لفظ ماخوذ نگفت حالانکہ بہ ناخدا از ہوا الصحیح اکد است و در چنیں محل سند بقوی اقدم است مگر آنکہ صریح معلوم شود کہ ضمیر بہ ناخدا سوئے اختلاف ہیئۃ نیست بلکہ بسوئے عدم کراہۃ است آنگاہ سبیل او سبیل ہوا الصحیح خواہد بود۔ چنانچہ بیاید۔ الغرض چوں مدخل ہر سہ امر در ہیئۃ جماعۃ اولیٰ دریافت اگر ہر سہ امر مرتفع شوند قطعًا ہیئۃ اولیٰ نیست اگر دو امر مرتفع شوند ہر کدام دو باشند یا اذان و اقامۃ یا اذان و محراب یا اقامت و محراب تاہم ہیئۃ مرتفع خواہد شد لان للاکثر حکم الکل و اگر یک امر مرتفع شود ہر کدام یک باشد۔ نیز ارتفاع ہیئۃ اولیٰ خواہد شد چرا کہ ارتفاع مجموع برفع یک جزء ہم میگردد و بہمین ناظر است ظاہر عبارت بزازیہ منقولہ شرح مُنیہ کہ فقط باختلاف محراب حکم باختلاف ہیئۃ اولیٰ کرد و بہمین است کہ در حرمین شریفین بر ترک اذان و مکان اکتفاء کردند و ترک اقامت را ضرورت ندانستند و ہم باید دانست کہ عدول از محراب از دو امر سابق خود کہ ترکِ اذان و اقامۃ است ادنیٰ حال دارد چرا کہ سنیۃ قیام امام در محراب لغیر است کہ توسط امام است۔

قال فی رد المحتار السنۃ ان یقوم الامام فی المحراب والظاہر ان ذلک عند کثرۃ الجماعۃ لئلا یلزم قیامہ فی غیر الوسط ولو لم یلزم ذلک لا یکرہ۔ انتہیٰ

پس معلوم شد کہ ترک محراب مکروہ تنزیہی است وقت کثرت جماعۃ ورنہ جائز و چوں بترک ادنیٰ اختلاف ہیئۃ می شود چنانکہ بزازیہ گوید بترک اعلیٰ بطریق اولیٰ خواہد شد چرا کہ آن دو باقی از خواص جماعۃ اند خصوصًا اقامۃ و درین وقت اگر تکرار جماعۃ باذان و اقامۃ و قیام امام در محراب کنند کراہۃ اشد خواہد بود و بدون اذان فقط کم از ان و بدون اذان و اقامۃ فقط در محراب کم از اں و بدوں ہر سہ کمتر از اں چرا کہ در ظاہر روایت در اطلاق کراہۃ ہیچ شق را مستثنیٰ نکرد و بہر حال افراد را اختیار کرد گو فیما بین خود در کراہۃ متفاوت باشند و صاحب بحر و رسالہ خود باوصف تبدل ہیئۃ اولیٰ کہ از عادت مکررین جماعۃ و تعارف شان معلوم است کہ بلا تکرار اذان میکنند حکم کراہۃ تکرار جماعۃ کرد و ہمون را معتمد داشت و در بحر الرائق ہم از سراج تصریح بوحدۃ میکنند۔

پس واضح شد کہ تبدل ہیئات ثانی را رافع کراہۃ مطلقہ نیست البتہ تغلیظ تحریم رفع می گردد و بالا گذشت کہ افراد کراہۃ تحریمیہ در تغلیظ و تخفیف متفاوت می باشد۔ پس انچہ کسان قرار دادہ اند کہ جماعۃ مکررہ اگر باقامۃ باشد مکروہ و اگر بار تفاع ہر سہ امر بود جائز بلا کراہۃ مطلقہ در محل خود نیست چرا کہ چوں اختلاف ہیئۃ در ہر دو موجود است فرق مکابرۂ محض خواہد بود و علی ہذا القیاس در دیگر شقوق بلکہ کراہۃ در ہمہ موجود است اگرچہ کراہۃ یکے افحش از دیگر باشد و بعد ایں تمہیدات معنی روایت شرح مُنیہ مذکورہ باید دریافت کہ چوں اول شارح مُنیہ گفت یکرہ تکرار الجماعۃ عندنا۔ پس صاف اقرار بلفظ عندنا از علماء ثلثہ حنفیہ نمودہ کراہۃ تحریمیہ ثابت کرد چرا کہ تحریم تکرار باذان و اقامۃ متفق علیہا است و عند الاطلاق ہموں تحریم مراد باشد چوں از ظاہر روایت کراہۃ تکرار در ہمہ

شقوق از ظہیریہ معلوم شد۔ لہٰذا مفہوم مخالفت اذان و اقامت مضر نیست چرا کہ آنچہ شارح مُنیہ روایت کرد ہمون ظاہر روایت علماء ثلثہ است کما لا یخفی و بتقیید شارح مُنیہ ظاہر روایۃ مقید نخواہد شد زیرا کہ اولا مفہوم اکثری است نہ کلی و معہذا مفہوم در صورت مخالفت منطوق روایت دیگر ہرگز معتبر نیست و صاحب ظہیریہ بتصریح اختیار وحدت از ظاہر روایۃ آوردہ غایۃ آنکہ شارح مُنیہ از بعض شقوق سکوت کرد۔ پس شارح مُنیہ بعد اثبات کراہیۃ تحریم تکرار روایتی دیگر از ابو یوسفؒ نقل کرد کہ رفع کراہۃ تحریم از و مستفاد شد در صورت اختلاف ہیئۃ اولیٰ فقولہ لا یکرہ ای تحریما۔

حاصل این شد کہ از ابو یوسفؒ در روایتی منقول است کہ بسبب اختلاف ہیئۃ کراہۃ تحریمیہ نمی ماند نہ آنکہ کراہۃ مطلقاً مرتفع شود اگرچہ در بعض صور اختلاف کراہۃ اخف باشد از بعض دیگر چنانکہ بترک ہر سہ امور و بیانش بالا گذشت ورنہ لازم آید کہ اگر اختلاف ہیئۃ اولیٰ فقط بترک محراب گردد و اذان و اقامت بحال خود ماند تاہم کراہۃ نبود چرا کہ ہیئۃ اولیٰ نیست بسبب عدول محراب۔ چنانچہ از بزازیہ معلوم شد و این ظاہر البطلان است۔ پس شارح مُنیہ گفت کہ صحیح ہمیں است کہ تغلیظ کراہۃ در اختلاف ہیئۃ مخفف می شود چنانکہ ظاہر روایت است کہ علی الاطلاق کراہۃ تحریم تکرار از و مستفاد و متبادر است۔

لان المکروہ اذا اطلق فی کلامہم فالمراد منہ التحریم الا ان ینص علی التنزیہ۔ انتہیٰ من رد المحتار۔

پس تامل در کار است کہ ظاہر روایت و این روایت ابو یوسفؒ را در اصل کراہۃ اختلاف نیست و مؤید اینست کہ صاحب بحر ہمیں روایت ابو یوسف را بلفظ لا باس نقل کردہ۔

قال فی البحر و فی المجتبیٰ یکرہ تکرارہا فی مسجد باذان و اقامۃ وعن ابی یوسفؒ انما یکرہ تکرارہا بقوم کثیر اما اذا صلی واحد بواحد او اثنین فلا باس بہ مطلقا اذا صلی فی غیر مقام الامام و عن محمدؒ انما یکرہ تکرارہا علی سبیل التداعی اما اذا کان خفیۃً فی زوایۃ المسجد فلا باس بہ انتہیٰ۔

چرا کہ لفظ لا باس کراہۃ تنزیہ را تقاضا می کند۔ قال فی رد المحتار عن النہایۃ لفظ لا باس دلیل علی ان المستحب غیرہ لان الباس الشدۃ انتہیٰ۔

و ترک مستحب و اولیٰ جائیکہ دلیل کراہۃ موجود باشد مکروہ تنزیہی میشود و ما نحن فیہ از ہمین قسم است کما لا یخفی و اگر قید مفہوم اذان و اقامت در روایۃ شرح مُنیہ معتبر باشد چنانچہ بعضے گویند معنی این روایت این شد کہ تکرار باذان و اقامۃ مکروہ و بدون آنہا غیر مکروہ و دانستے کہ بترک اذان و اقامۃ تغیر ہیئۃ اولی می گردد لہٰذا معنی او بعینہٖ این گشت کہ بلا تغییر ہیئۃ مکروہ و بے تغییر ہیئۃ غیر مکروہ۔

پس میگوئیم کہ نقل این روایت ابی یوسفؒ لغو محض شد و اصلا فیما بین ظاہر روایت مذیلہ بلفظ عندنا و این روایت معبرہ بعن ابی یوسفؒ مقابلہ نماند و ابو یوسفؒ درین روایت خود ہرگز خلاف ظاہر روایت خود نمی گفت پس نقلش بچہ معنی و مراد ضرورت افتاد و اگر از قولہ

ان لم یکن علی ہیئۃ الاولی عدم ہر سہ امور مراد دارند و در روایت بزازیہ باقول او بالعدول عن

المحراب قیدمع ترک الاذان والاقامۃ افزایند اگرچہ ظاہر عبارت بنازیہ ازاں اباء دارد مگر تاہم لفظ لاباس بحر کراہۃ تنزیہ را مقرر میسازد حاصل آنکہ دریں روایت ابی یوسفؒ مراد عدم کراہۃ تحریم است نہ عدم کراہۃ تنزیہ فافہم و نیز تحت قولہ علیہ السلام لایصلی بعد صلوٰۃ مثلہا یعنی در شرح کنز و صاحب مستخلص در شرح آں و صاحب کفایہ و عنایہ در حاشیہ ہدایہ روایت می کنند و من مشایخنا من قال المراد بہ الزجر عن تکرار الجماعات فی المساجد وہو حسن ۔ انتہیٰ

و در فتح القدیر گفت او محمولٌ علی تکرار الجماعۃ علی الہیئۃ الاولیٰ انتہیٰ ۔

و در رد المحتار تحت ہمیں خبر گفت قال فخر الاسلام لو حمل علی تکرار الجماعۃ فی مسجد لہ اہل لکان صحیحًا نہر و ماذکرہ عن فخر الاسلام نقلہ فی البحر ایضًا عن شرح الجامع الصغیر لقاضی خان ثم قال فی البحر فالحاصل ان تکرار الصلوٰۃ ان کان مع الجماعۃ فی المسجد علی الہیئۃ الاولیٰ فمکروہ ۔ انتہیٰ ۔ وازیں روایات ہم کراہۃ تحریم تکرار جماعۃ مستفاد شد چرا کہ لفظ لایصلے کہ نفی بمعنے نہی ست زجر و تحریم را می خواہد ۔

پس اکثر علماء آں را بر اطلاق داشتہ اند مثل تعمیم ظاہر روایۃ و مماثلہ در نفس جماعۃ گرفتہ اند چرا کہ مماثلۃ در ہمہ اوصاف محال است مگر صاحب فتح و بحر قید ہیئۃ اولیٰ افزودہ اند و بیانش در تقریر روایت شرح مُنیہ گذشت کہ مراد عدم کراہۃ تحریم است اگر مفہوم قید گیرند ورنہ کلام صاحب بحر دریں روایت بحر و روایت رسالہ خود کہ طحطاوی ازاں نقل می کند و روایت سراج منقولہ مسلمۂ خود در بحر متعارض خواہد بود و ہو مستبعد کما لا یخفیٰ و ہم نکیر علماء بر تکرار جماعۃ حرمین شریفین باوجود تبدل ہیئۃ حجۃ کراہۃ است چرا کہ گو تکرار شان بسبب تبدل ہیئۃ حسب این روایات مقیدہ از درجۂ تحریم برآمد مگر تاہم کراہۃ مخففہ را معمول بہا کردن لائق نیست چرا کہ تفریق جماعت و کسل در آن ہم موجود است و در رد محتار بعد نقل نمودن آثار کہ از بدائع بالا نقل شد منقول است ۔

ولان فی الاطلاق ہکذا تقلیل الجماعۃ معنی فانہم لا یجتمعون اذا علموا انہم لا تفوتہم الجماعۃ و اما مسجد الشارع فالناس فیہ سواء لا اختصاص لہ بفریق دون فریق و مثلہ فی البدائع وغیرہا مقتضی ہذا الاستدلال کراہۃ التکرار فی مسجد المحلۃ ولو بدون اذان ویویدہ ما فی الظہیریۃ من ظاہر الروایۃ وہذا مخالف لحکایۃ الاجماع السابقۃ وعن ہذا ذکر العلامۃ السندی تلمیذ المحقق ابن الہمام فی رسالتہ ان ما یفعلہ اہل الحرمین من الصلوٰت بائمۃ متعددۃ وجماعات مترتبۃ مکروہ اتفاقًا ونقل عن بعض مشایخنا انکار ذلک صریحًا حین حضروا الموہم منہم الشریف الغزنوی وذکر انہ افتیٰ بعض المالکیۃ بہ بعدم جواز ذلک علی مذہب العلماء الاربعۃ ونقل انکار ذلک عن جماعۃ من الحنفیۃ

والشافعية والمالكية واشار اليه الحلبي في حاشية البحر - انتهى

وبالجملة ازين روايات واضح شد كه باوصف اختلاف هيئتيه اولى كراهة باقى ميماند گو نزد بعض تنزيه باشد وهم در كنز العباد ميگويد وفي الكافي ويجوز تكرار الجماعة عندنا وفي الجامع الصغير رجل دخل مسجدا قد صلى اهله فيه فانه يصلي بغير اذان واقامة لان في تكرار الجماعة تقليلها بان كلو احد لا يجاف فوت الجماعة فيكون مكروها - انتهى

دريں جا بعض كسان را روايت طحطاوى در تشويش مى اندازد و آں قول او است فلا كراهة مطلقاً لهذا بيانش ضرورت افتاد -

قال الطحطاوي في باب الاذان عند قوله بل يكره فعلهما ظاهره كالبحر انها تحريمية - انتهى ثم قال في باب الامامة تحت قوله في مسجد محلة اى جماعة والذي في المجتبى اطلاق هو الأوجه لما يلزم من الاذان التخليط والتلبيس فيما يظن الخطاء في الاذان الاول اما اذا كررت بغير اذان فلا كراهة مطلقاً وعليه المسلمون - انتهى

پس اولاً بشنويد كه ظاهر عبارت طحطاوى آنست كه فارق در كراهة تكرار وعدم آں وجود اذان است وعدم آن وبس ولهذا اقامت وعدول محراب را ذكر نكرده وانچه او دليل كراهة آورد البته در اذان است وبس وازبيان دليل واحد عدم ادله ديگر لازم نيست كما لا يخفى واقتضاء اين دليل تحريم است ومعهذا افشاء معصيت واظهار تقصير وكسل خود از شمول جماعة اولى در صورت اذان بدرجة كمال است لهذا طحطاوى گفت كه صاحب درمختار قيد محلة مى افزايد واز مجتبى كه عبارتش از بحر سابقاً نقل شده - اندريں رساله اطلاق مساجد مفهوم مى شود وهميں اوجه معلوم مى شود - پس درصورت تكرار جماعة باذان چنانچه تحريم كراهة در مسجد محله است در ديگر مساجد هم شايد واما اذا كررت بلا اذان فلا كراهة اے تحريماً مطلقاً اے في جميع المساجد اذا نجا كه لفظ مطلقاً در جنب فلا كراهة افتاد توهم شد كه مراد عدم كراهة مطلقه است يعنى نه تحريم ونه تنزيه وچنيں نيست بلكه مطلقاً همون اطلاق ست كه در صدر روايت گويد -

والذي في المجتبى الاطلاق ثم قال وعليه المسلمون اى من بعد القرون الثلثة والسلف وكراهته تنزيهية انتهى قوله وعليه المسلمون -

هم توان فهميد چرا كه همه مسلمين از خاص تا عام اتفاق دارند كه جماعة ثانى اولى نيست وعدم اولويت همان كراهة تنزيه باشد جائيكه دليل كراهة موجود بود غايته آنكه كراهة جنس مشترك است وتحت او دو نوع مندرج يكے كراهة تنزيه كه جنس او كراهة وفصل او سنية الترك وبعض افراد او قريب تحريم وبعضے كم ازاں واساءة كه اخف از كراهة تنزيه است واينهم دريں كراهة مندرج است دويم كراهة تحريم وفصل او وجوب الترك واين هم حسب

قلت وکثرت مفاسد درجات دارد و تواند که سه نوع قرار داده شوند و ثالث متوسط اساءة باشد دریں صورت فصل اساءة سنیة الترک و فصل تنزیه استحباب الترک خواهد بود۔ پس طحطاوی انچه نفی کراهة کرد همون نوع کراهة تحریم است که در باب اذان اعتراف آن کرده نه مطلق کراهة۔ دریں صورت هیچ خلافی نیست، وچگونه باشد که خود طحطاوی در باب امامة از ابن نجیم نقل میکند بل بکره التاخیر لان تکرار الجماعة فی مسجد واحد مکروه عندنا علی المعتمد۔ چنانچه گذشت واین روایت را مسلمه داشته سندی آرد و پیداست که جماعت حنفیه بعد شوافع بلا اذانست و اگرچناں نباشد که مایان تقریر کردیم طحطاوی در کلام خود متعارض خواهد بود ولیس کذلک بلکه ناظرین بسبب قلت تدبر در تعارض افتاده اند و نیز در رد محتار مے آرد۔

ماذاله الحلوانی مبنی علی ما کان فی زمن السلف من صلوٰة الجماعة مرة واحدة وعدم تکرارها کما هو فی زمنه صلی الله علیه وسلم وزمن الخلفاء بعده وقد علمت ان تکرارها مکروه فی ظاهر الروایة الا فی روایة عن الامام وروایة عن ابی یوسفؒ کما قدمناه وسیاتی قریبا ان الراجح عند اهل المذهب وجوب الجماعة وانه یاثم بتفویتها اتفاقاً وحینئذٍ یجب السعی بالقدم لا لاجل الاداء فی اول الوقت او فی المسجد بل لاجل اقامة الجماعة والا لزم فوتها اصلا او تکرارها فی مسجدٍ واحدٍ ان وجد جماعة اخری وکل منهما مکروہ۔ انتهی

دریں روایت بنظر ما تقدم پیداست که تکرار محکوم الکراهة بلا اذان ست وانهم متحقق شد که در زمان صحابه کرام وسلف عظام تکرار جماعة نبود۔ چنانچه خود در رد محتار از شرح جامع صغیر نقل کرد ان تکرار الجماعة بدعة انتهی۔ وعلماء ثلثه حنفیه قائل کراهة اند جز یک روایت امام و یک روایت ابی یوسفؒ که مفاد شان کراهة تحریم نیست بلکه تنزیه و همچناں روایتی از امام محمد چنانچه از بحر نقلش در سابق کرده شد وچنیں روایات شاذه قادح مذهب نیستند۔ لهذا قول طحطاوی وعلیه المسلمون را بقید بعد القرون الثلثة والسلف مقید کرده ایم وانچه در رد محتار از خزاین نقل کرد قوله یکره تکرار الجماعة فی مسجد المحلة باذان واقامت الا اذا صلی بهما اولاً غیر اهله او اهله لکن بمخافتة الاذان ولو کرر اهله بدونهما او کان مسجد طریق جاز اجماعاً ونحوه فی الدرر قال فی المنبع والتقیید بالمسجد المختص احتراز من الشارع وبالاذان الثانی احترازهما اذا صلی فی مسجد المحلة جماعة بغیر اذان حیث یباح اجماعاً۔ انتهی

ونیز عبارت شرح مجمع که در عالمگیریه هم منقول است حیث قال وقیّد باذان ثانٍ لانهم ان صلوا بلا اذان حیث یباح اتفاقاً۔ انتهی

پس جائے ندشه نیست چرا که قوله یکره تکرار الجماعة باذان واقامة ظاهر است که کراهة تحریم مراد است چنانچه بالائے همین قول رد محتار گفت یکره ای تحریماً بقول الکافی لا یجوز والمجمع لا یباح وشرح الجامع الصغیر انه بدعة انتهی پس انچه گفت بعد اذان ولو کرر بدونهما جاز اجماعاً۔ پس برفع وصف اذان واقامة نفی همون نوع تحریم کرد نه نفی

نوع دیگر کہ تنزیہ است ولفظ جواز منافی کراہتہ نیست چراکہ بساست کہ از جواز کراہتہ دون تحریمہ مراد دارند قال فی ردالمحتار وقد یقال اطلق الجائز وارادبہ مالیعم المکروہ ففی الحلیۃ عن اصول ابن الحاجب انہ قد یطلق ویراد بہ مالایمتنع شرعًا وہو یشمل المباح والمکروہ والمندوب والواجب لکن الظاہر ان المراد بالمکروہ تنزیہا لان المکروہ تحریمًا ممتنع شرعًا منعًا لازمًا انتہٰی ۔

غرض انچہ کم از کم کراہتہ تحریم است بر آں گاہ لفظ جائز اطلاق کنند پس از لفظ جاز اجماعًا در خزائن ہمیں کراہتہ دون التحریم مراد است وسابق اشارہ رفت کہ افراد کراہتہ متفاوت اند وبتغیر ہیئتہ تخفیف کراہتہ می شود فلا منافاۃ ورنہ لفظ اجماعًا را معنی صحیح نخواہد آمد کما ہو الظاہر ولہٰذا صاحب ردمحتار بر ظاہر ایں عبارت تعاقب کردہ گفت وہذا مخالف لحکایت الاجماع المارۃ ۔چنانچہ بالانقل کردہ شد ومباح آنکہ فعل وترک او یکسانست ودر فعل وترک او ثواب وعقاب نبُود وگاہ باشد کہ از مباح مکروہ تنزیہ مراد گیرند ودر ردمحتار در باب اوقات مکروہہ گفت الظاہر انہ اراد بالمباح مالایمتنع فلا ینافی کراہۃ التنزیہ انتہٰی ۔

پس انچہ در شرح مجمع وغیرہ گفت یباح اتفاقًا منافی کراہتہ تنزیہ نیست ورنہ لفظ اتفاقًا را ہیچ معنی نخواہد بود چراکہ اتفاق ائمہ بر کراہتہ در یافتہ وعلی ہذا القیاس در ہر روایتہ کہ ایں قسم الفاظ باشند باعث حیرت نیستند چنانکہ لفظ لا باس ولم یر باسًا چراکہ ایں الفاظ منافی کراہتہ تنزیہ بینند ۔چنانچہ در ماسبق تحقیق رفت وانچہ در بعض کتب مبجوز اجماعًا بلا کراہتہ گفتہ اند ۔پس معنی آں بلا کراہتہ تحریمہ است ۔چنانچہ حلبی وطحطاوی ودر ردمحتار در شرح قول درمختار گفتند یجوز بلا کراہتہ اے تحریمۃ اذان صبی الخ وخود معلوم شد کہ لفظ جواز بر ما دون تحریم شایع است ۔لہٰذا از جاز بلا کراہتہ کراہتہ تنزیہ دون تحریم مراد است ومعہذا میگویم کہ معنی عبارۃ منبع اینکہ قولہ وبالاذان الثانی احتراز عما اذا صلی اے اولا فی مسجد المحلۃ جماعۃ بغیر اذان یعنی اول جماعۃ بغیر اذان کردہ باشد ۔حیث یباح التکرار باذان اجماعًا چراکہ ایں تکرار باذان ثانی نشد بلکہ ایں اذان خود اذان اول است ودر روایت شرح مجمع در قول آں اذا کان المسجد لہ امام معلوم وجماعۃ معلومۃ فصلوا فیہ باذان واقامۃ لا یباح تکرار الجماعۃ باذان واقامۃ ظاہر است کہ ضمیر صلوا راجع بسوئے امام معلوم وجماعۃ معلومہ است ۔

پس ازاں کہ عبارت اوست وقید باذان ثانی لانہم لو صلوا بلا اذان یباح اتفاقًا ایں ضمیر ان صلوا نیز طرف ہمون امام وجماعۃ معلومہ ہست ۔پس معنی چنیں شد لانہم اے الجماعۃ المعلومۃ ان صلوا اے اولا بلا اذان یباح اتفاقًا چراکہ ایں اذان اذان اول است نہ ثانی وہمچناں معنی عبارت عالمگیریہ است و ایں ترجمہ ایں عبارات اولیٰ واظہر است ازاں ترجمہ کہ مجوزین میکنند وانتشار ضمایر بلا ضرورت بر سر گیرند ودر تعارض روایات می افتند وایں مسئلہ ہمون مسئلہ است کہ در خزاین گفتہ ولو صلی اہلہ بمخافتہ الاذان الخ تامل واما عبارۃ ردمحتار نعم قد علمت ان الصحیح انہ لا یکرہ تکرار الجماعۃ اذا لم یکن علی ہیئۃ الاولیٰ انتہٰی ۔پس مخالف کراہتہ تکرار نیست چراکہ

صاحب ردمحتار بایں عبارت اشارہ بروایت شرح مُنیہ منقولہ خود می کند و معنی شرح مُنیہ دریافت شد و معہذا مختار صاحب ردمحتار ہمونست کہ در ظاہر روایت است دلیل بریں مدعا آنکہ او بعد نقل عبارت خزاین و پیش کردن دلائل کراہتہ تکرار بطور نقض بر ظاہر عبارت خزائن می گوید و مقتضی ہذا الاستدلال کراہتہ التکرار ولو بدون اذان ویویدہ ما فی الظہیریۃ الخ و ایں عبارت خود ردمختار است کما لا یخفی و معلوم است کہ روایتی را کہ معلل بیان کنند رجحان او را است نزد قایل قال فی ردالمحتار وکذا لو عللوا احدہما دون الآخر کان التعلیل ترجیحا للمعلل انتہی۔

پس معلوم شد کہ صاحب ردمحتار ہمیں روایت کراہتہ را اختیار کردہ و نیز از سنن ترمذی استظہار کراہتہ می گردد حیث قال وقال آخرون من اہل العلم یصلون فرادی وبہ یقول سفیان وابن المبارک والشافعی یختارون الصلوۃ فرادی۔ البتہ عبارت اوّل و ہو قول غیر واحد من اہل العلم من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہم من التابعین قالوا لا باس ان یصلی القوم بجماعۃ قد صلی فیہ وبہ یقول احمد و اسحاق انتہی۔ بظاہر متعارض است۔ بانچہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرد کہ کان اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا فاتتہم الجماعۃ یصلون فرادی انتہی۔ مگر فی الواقع تعارض نیست چرا کہ ترمذی بلفظ لا باس روایت می کند و لا باس مخالف کراہتہ تنزیہ نیست۔ پس تواند کہ کراہتہ تنزیہ نزد ایشاں ہم محقق باشد و قولہ یختارون الصلوٰۃ فرادی اے تاکدًا و اختیار منافی تاکد نیست لہٰذا لفظ باس و اختیار در ترمذی متقابل ماندند و تعامل امر دیگر است و لا باس بودن امر دیگر۔ پس اگرچہ نزد بعض ایشاں تکرار مکروہ تحریمی نبود مگر تاہم تکرار را ترک میداشتند فان ترک ذرۃ مما نہی اللہ تعالےٰ خیر من عبادت الثقلین و حضرت ایشاں رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بالطبع مائل تجربہ بودند فلا منافات ہما نا کہ ترمذی گفت کہ احمد و اسحاق و غیر واحد من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم والتابعین تکرار را بدرجہ کراہتہ تنزیہ می داشتند خلاف دیگران کہ ایشاں تحریم می دانستند و در میزان شعرانی گوید۔

ومن ذلک قول ابی حنیفۃ ومالک والشافعی من دخل مسجدًا فوجد الامام قد فرغ من الصلوٰۃ کرہ لہ ان یتنافل فیہ جماعۃ اخری الا ان یکون المسجد علی ممر الناس انتہی

و مشروعیۃ صلوٰۃ خوف خود دلیل است واضح بر کراہتہ تکرار نزد اہلِ علم و فہم بشرط تامل و انصاف۔

الحاصل ایں جملہ روایت منقولہ ناظر کراہتہ تکرار جماعۃ اند در مسجد محلہ از بعضے اذانہا کراہتہ تحریمہ مستفاد می شود مطلقًا و از بعض کراہتہ تنزیہ در صورت تغیر ہیئتہ مگر در اصل کراہتہ متفق اند و انچہ خلاف است در تحریم و تنزیہ است۔ پس بعد ازیں در اصل کراہتہ تردد لائق نیست البتہ کراہتہ امر مطلق است در صورتے شدید و در صورتے خفیف و انہم حسب مفاسد و مقتضائے وقت و حال مختلف می شود چنانچہ در مبدء رسالہ اشارہ بداں شد و بعد ازایں باید دانست کہ چوں شے واحد باعتباری و جہتی محکوم حکمی شرعی گشت حکم دیگر ضد ایں حکم ہرگز بروئے محمول نمی تواں شد مگر باعتبار دیگر مثلاً ادائے صلوٰۃ عصر وقت اصفرار بسبب خطاب و امر واجب است و بایں جہتہ محکوم بکراہتہ ہرگز نمی تواند شد چرا کہ مامور مکروہ ہرگز نبود کہ امر حُسن را می خواہد

نہ قبح را وانچہ کراہتہ دارند دلیست بسبب مجادراست کہ مشابہت کفار است کما لایخفی علی الماہرین وعلی ہذا القیاس ہرجاکہ بریک فعل دو اثر مختلف باشند تامل باید کرد کہ لاریب بدو وجہ و اعتبار خواہد بود و دریں مسئلہ ما نحن فیہ ہرگاہ کراہتہ ثابت شد وحکم کراہتہ نیست مگر برتکرار جماعۃ کہ نوعیست از جماعۃ مطلقا کہ جنس است نہ برجماعۃ مطلقۃ۔

پس بریں تکرار بجز کراہتہ کدامے حکم ضد کراہتہ حمل نتواند شد وجوب و سنیہ و استحباب و افضلیۃ کہ اضداد کراہتہ اند ہرگز بروئے ثابت نخواہند شد وانچہ حکم وجوب جماعۃ است مختص بجماعۃ اولی است کہ نوعی دیگر است، نہ حکم مطلق جماعۃ جنس وعلی ہذا ہر نوع جنس را حکم دیگر می بود چنانچہ حقیقۃ وغرض متباین می باشند مثلاً جماعۃ نفل بلا تداعی را حکمیست وبتداعی را حکم دیگر البتہ حکم جماعۃ مطلقہ جنس کہ عود برکت یکے بر دیگرے ست۔ درجملہ انواع حاصلست چراکہ نوع از جنس خالی نمی شود اگرچہ ایں نفع درجنب مفاسد تکرار حکم لاشی گیرد۔ پس حکم جماعۃ اولی مسجد محلہ کہ نوعیست وجوب است وتضعیف اجر و وعید ترک وحکم نوع دیگر کہ جماعۃ مکررہ است کراہتہ در فعل او وثواب در ترک او اگرچہ در بعض افراد قلیل باشد ونفع جماعۃ مطلقہ دریں جماعۃ مکررہ ہم موجود است مگر بسبب اختیار قبح کراہتہ اثرش ہویدا نیست بلکہ غلبہ جانب معصیتہ را میباشد لہٰذا می گوئیم کہ درجماعۃ مکررہ متوقع ثواب و اجر مضاعف بودن و او را از نفراد افضل دانستن خیلی مستبعد است مثلاً نیم پاؤ آب شیریں خالص اگر با یک تولہ قند ممزوج گردانند اگرچہ شربت لذیز حسب مراد نمی شود مگر گونہ ذوق خوش توان بخشید و اگر یک تولہ ایلوا ہم درد ممتزج شود ہرچند شیریں قند از و بدر نہ رفتہ لیکن ہیچ عاقل او را شیریں نخواہد گفت با آنکہ امتزاج قند دران یقینی میداند و آں شیرینی او را لاشی محض خواہد دانست و از آب خالص غیر ممتزج بشے ہرگز افضل نخواہد گفت ہمچناں دریں جا باید فہمید وخود ظاہر است کہ اجر مضاعفہ در سنت و مشروع می باشد نہ در مکروہ ومنہی و در رد محتار تحت مسئلہ جماعۃ نفل بتداعی و جماعۃ وتر خارج رمضان بعد اثبات کراہتہ تنزیہ می گوید۔

وھل یحصل بھذا الاقتداء فضیلۃ الجماعۃ ظاھر ما قدمناہ من ان الجماعۃ فی التطوع لیست بسنۃ عدمہ انتھی و ایضاً فیہ فی باب ادراک الفریضۃ الظاھر المراد انہ یحصل بذلک المضاعفۃ بسبع وعشرین کما لو کان صلی الفریضۃ مقتدیا لان ھذہ جماعۃ مشروعۃ ایضا انتھی

پس ازیں ہر دو روایت صاف معلوم شد کہ حصول اجر مضاعفہ موقوف بر سنیۃ و مشروعیۃ است۔ البتہ اگر اصل جماعۃ مشروع بود و از خارج عروض کراہتہ گردد بوجہ مشروعیۃ اجر خواہد یافت و باعتبار امر خارجی کراہتہ خواہد بود چنانکہ در صلوۃ خلف فاسق۔ کما ہو مصرح فی الکتب وخود از بالا دریافت کہ ظاہر روایت دریں صورت انفراد را اختیار کرد و عبدالوہاب شعرانی از ائمہ ثلثہ اختیار انفراد روایت کرد و ترمذی ہم از

بعض ائمہ اختیار انفراد نقل کردہ صحابہ تعامل انفراد داشتند۔ اگر ایں جماعۃ از انفراد افضل بودے ہرگز از مقتدایان دین یکسر متروک نشدی بلکہ درچنیں امر کثیر الوقوع ضروری دین برائے بیان جواز از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم بالضرور چیزے منقول شدے چنانکہ در دیگر مثل ایں امور ثابت شد و ایں جا خلاف آن تشدیدات و تغلیظ وعید مروی اند و انچہ آں را اثبات جواز قرار دادہ اند ہرگز ازیں مبحث نیست۔ چنانچہ در ماسبق گفتہ شد و بشرط تامل و انصاف باید دید کہ دلائل کراہتہ اند یا استحباب و افضلیتہ۔ پس باید کہ انفراد افضل و فاضل باشد و جماعۃ مکررہ مکروہ تحریمًا یا تنزیہًا۔ کما مر واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

اینست انچہ کہ در جمع و توجیہہ روایات شتّی کہ از نظر ایں عاجز گذشت ثبت اُفتاد ازیں بعد عرض اینکہ دریں جزو زمان فاضلے تحریری در باب افضلیتہ جماعۃ مکررہ از انفراد و عدم کراہتہ مطلقہ آں مرتب فرمودہ اند بنظر احقر در آمد جوابش اگرچہ ازیں رسالہ توان فہمید مگر چونکہ آنجناب طرز ترجیح روایات اختیار فرمودہ اند بایں طور ہم انچہ در خاطر ایں ہیچمدان گذشت پیش می کند و مقصودم نہ مقابلہ آن اعلی مرتبہ است۔ علام الغیوب شاہد است مگر چوں در بادی النظر ایں تحریر باعث فتنۂ عوام است انسدادش بریں آوردہ از مبتدیان علماء و ازاں فاضل توقع دارم کہ بلال خاطر پاک شان نگردد اگر خطائے کردہ باشم اصلاح فرمودہ ایں عاجز را ہدایت فرمانید بالراس والعین قبول خواہد شد و اگر صواب بود قبول فرمانید یارب انچہ براہ تعصب حرفے قلم دیزہ شدہ باشد ازیں صحیفہ محو فرمائے وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت وھو رب العرش العظیم۔

قال در باب تکرار جماعۃ در مسجد محلہ علماء را اختلاف است روایات مختلفہ دریں باب در کتب موجود اند و ظاہر از روایت متن مجمع البحرین کراہتہ تکرار جماعۃ در مسجد محلہ وقتے است کہ باذان اقامت ثانی باشد الا مکروہ نیست چنانکہ گفتند و لا تکرار ہا فی مسجد محلۃٍ باذانٍ ثانٍ یعنی اذا کان للمسجد امام معلوم وجماعۃ معلومۃ فصلوا فیہ بجماعۃ باذان و اقامت لا یباح تکرار الجماعۃ باذان و اقامۃ عندنا وقید باذان ثان لانہم ان صلوا بلا اذان یباح اتفاقًا وانما لم یذکر الاقامۃ مع الاذان اکتفاءً بذکرہ انتہیٰ و روایات متون مقدم اند بر غیر آن انتہیٰ۔

بلفظہٖ اقول سابقًا ازیں رسالہ واضح شد کہ اختلاف نہ در نفس کراہتہ بلکہ در تحریم و تنزیہ است و معنی روایت شرح مجمع البحرین ہم بیان شد و بعد تسلیم آنکہ اختلاف در کراہتہ و عدم آنست و معنی روایت شرح مجمع عدم کراہتہ مطلقہ در صورت عدم اذان و اقامۃ است می گویم کہ اولًا ایں قاعدہ کلیہ غیر مسلم است کہ ہر روایت متن بر غیر خود مقدم باشد بلکہ ایں تقدم وقتے است کہ روایت متن و شرح مثلا ہر دو غیر مطلق بتذیل بتصحیح باشند و باز معارض شوند۔

پس دریں صورت متن را ترجیح بود و اگر روایت شرح مذیل بتصحیح باشد و روایت متن مطلق بود دریں صورت روایت متن مقدم نیست بلکہ روایت شرح مرجح خواہد بود صرح بہ فی رد المحتار قال اما لو ذکرت مسئلۃ فی المتون

ولم یصرحوا بتصحیحها بل صرحوا بتصحیح مقابلها فقد افاد العلامة قاسم بترجیح الثانی لانه تصحیح صریح وما فی المتون تصحیح التزامی والتصحیح الصریح مقدم علی الالتزامی۔ انتہیٰ

پس درصورتیکہ ابن نجیم تصریح کردہ باشد بقولہ مکروہ عندنا علی المعتمد چنانکہ بالا منقول ایں تصحیح التزامی مقابل آں نتواند شد و مرجح کراہتہ خواہد ماند و معہذا رسالہ کہ در باب اثبات مسئلہ خاص نوشتہ شود ہم متن است چہ ترجیح متن محض بسبب التزام ماتن است روایتہ راجح دراویں امر در رسالہ ہم موجود است فلا فرق۔ پس گوئیم کہ روایت متن رسالہ مذیل بتصحیح راجح خواہد بود بر شرح مجمع و متن مجمع و ثانیاً آنچہ از مجمع ظاہر می شود نہ بمنطوق عبارۃ اوست بلکہ بمفہوم مخالف کہ رفع حکم است عند رفع الوصف والقید و مفہوم انگاہ می شود کہ منطوق خلاف او موجود نبود ورنہ مفہوم ہرگز معتبر نخواہد بود و قید و وصف بر محلی از محامل مقررہ حمل خواہد بود و محلہ علم الاصول و دریں جا منطوق ظاہر روایت و دیگر کتب معلوم شد کہ کراہتہ است۔

پس دریں جا روایت شرح مجمع باقیماندہ نہ روایت متن البتہ اگر شارح خود ماتن باشد مضائقہ ندارد و مگر دریں صورت رسالہ متن ابن نجیم مذیل بصحیح راجح خواہد ماند فلیتامل قال و فی الدر المختار ویکرہ تکرار الجماعۃ باذان و اقامۃ فی مسجد محلۃ انتہیٰ۔

و در رد محتار تحت ایں قول گفتہ ویکرہ تحریماً لقول الکافی لا یجوز والمجمع لا یباح وشرح الجامع الصغیر انہ بدعت۔

پس ایں جملہ عدم جواز و مکروہ تحریمی بودن ثانیہ مقید باذان و اقامتہ ثانیہ است۔ چنانچہ رد محتارہ محشی درمختار ہمیں کراہتہ تحریمی قرار دادہ و استدلال قول کافی و مجمع وغیرہ نقل کردہ و قول کافی وغیرہ اگرچہ مطلق باشد لیکن بسبب اینکہ در روایات قاعدہ حمل مطلق بر مقید معتبر و جاریست ہمیں مقید مراد است۔ انتہیٰ بلفظہ **اقول** کراہتہ تحریم در صورت اذان و اقامت مسلّم فریقین است و غرض از ایرادِ عبارت در محتار و رد محتار دریں جا آنست کہ چوں دریں روایت در مختار و حاشیہ او کراہتہ تحریم مقید باذان و اقامت واقع شد بمفہوم مخالف او عدم کراہتہ عند عدم الاذان والاقامتہ مستفاد شد ورنہ مسئلہ متنازعہ دریں روایات ہرگز مذکور نیست۔ مگر باید شنید کہ قاعدہ مفہوم اینست کہ حکمیکہ در مقید است بعد رفع قید ہموں حکم مرتفع شود چنانچہ بر ماہرین مخفی نیست۔ پس چوں ارتفاع قید اذان و اقامتہ شد عدم کراہتہ تحریمی خواہد شد نہ آنکہ دو نوع دیگر کراہتہ کہ اساءۃ و تنزیہ است ہم مرتفع شوند و ایں کدام مفہوم است کہ حکمی را کہ ہنوز در منطوق نرسیدہ بود رفع کرد و اگر گویند کہ شارح در مختار در قول خود یکرہ کراہتہ مطلقہ مراد گرفتہ پس بارتفاع او برفع قید ہمہ انواع کراہتہ مرتفع شد چرا کہ ارتفاع مطلق بدون ارتفاع ہمہ افراد او حاصل نمی آید۔

پس گوئیم کہ قید محشی رد محتار بقول تحریما بالکل لغو شد چرا کہ او نوع خاص را مشخص کردہ داد و یک نوع از نوع دیگر مباینتہ دارد۔ پس بارتفاع یک نوع مرتفع بودن نوع دیگر لازم نیست و اگر فرمانید کہ مقصود ما

رفع کراہۃ تحریم است نہ تنزیہ۔ پس چشم ما روشن دل ما شاد مدعاء ما ہم ہمیں است کہ ترک اولی وانفراد احسن از تکرار جماعۃ است و ہمیں است مرجع کراہۃ تنزیہ و ایں محقق خود در آخر ہمیں تحریر خود با فضیلت جماعۃ ثانیہ مقر شدہ اند۔ چنانچہ بیاید ولہٰذا در ماسبق قول شارح را در خزاین جاز اجماعًا بجواز مع الکراہۃ التنزیہ توجیہ کردہ ایم تا تہافت اقوال باو عائد نگردد فلیفہم و انچہ ایں محقق مطلق کافی وغیرہ را بر مقید حمل فرمودند باین وجہ کہ روایت مطلق بر مقید محمول می شود ادلا حمل مطلق بر مقید آنجاست کہ دلیل داعی اطلاق در آنجا نبود ورنہ المطلق یجری علی اطلاقہ محقق است و ایں جا ظاہر روایت دلیل اطلاق موجود است و بعد تسلیم دلالۃ ایں روایات بر رفع کراہۃ تنزیہ بدون اذان و اقامت غیر مسلم ست کما لا یخفی۔

بہرحال از ایں روایات بترجیح یک طرف اثبات عدم کراہۃ مطلقہ ہم حاصل نمی اید۔ فلیتدبر برقال و صاحب طحطاوی تحت ہمیں قول در مختار گفتہ و تصریح عدم کراہۃ بدون اذان کردہ حیث قال اما اذا کررت بغیر اذان فلا کراہۃ مطلقًا و علیہ المسلمون و لفظ علیہ المسلمون دلالۃ دارد بر آنکہ تکرار جماعۃ بدون اذان ثانی متوارث است و متوارث مکروہ نباشد قال فی رد المحتار فی باب الاذان والمتوارث لایکون مکروہا انتہیٰ۔ اذ مارآہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن انتہیٰ۔ بلفظہٖ اقول تقریر کلام طحطاوی سابقا کردہ ایم کہ از مطلقًا مراد اطلاق مساجد است نہ اطلاق کراہۃ و غرض او رفع کراہۃ تحریم است نہ تنزیہ و بعد تسلیم می گویم کہ قول طحطاوی را پیش ظاہر روایت و ابن نجیم وغیرہ اعتباری نخواہد بود و ایں خود مشرح است و رسالہ ابن نجیم متن۔ پس حسب قاعدہ مسلمہ خود انصاف باید کرد و اما توارث مسلمین، پس باید دانست کہ توارث بر دو قسم است۔ یکے آنکہ بعد قرون ثلثہ در قرنی بسبب مصلحتے امری حادث شدہ بے آنکہ بر وجہ حجتی شرعیہ باشد و خلف باتباع سلف خود بداں تامل کردند و شدہ شدہ بدرجہ قضایا مسلمات و ضروریات رسید کہ ترک او اشد از ترک ضروریات پنداشتہ شود و ایں تعامل را رواج گویند و ہیچ گونہ حجۃ نباشد و ہرگز قابل التفات نبود اگرچہ علماء ہم بلا تردد عمل فرمودہ باشند۔

دوم آنکہ در قرنی بعد قرون ثلثہ امری پیش آمد و علماء را بعد تحقیق حجتی شرعیہ پندارند و ہمیں مراد است در حدیث ما رآہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن چرا کہ رویت فعل قلب است و نسبت او بسوی مسلمین و نسبت بمشتق علیہ مشتق منہ را می خواہد لہٰذا رویت بوجہ اسلام مراد خواہد بود و از لفظ اسلام بسبب اطلاق فرد کامل مراد خواہند داست و کمال اسلام نیست مگر در علماء ربانیین۔

پس حاصل حدیث ایں شد کہ ہر چیز یکہ از امور دین علماء بتامل و رویت قلبی بحجۃ شرعیہ حسن دانند عند اللہ ہم حسن است چہ حسن و قبح شرعی است نزد ہمہ اہل سنۃ اگرچہ نزد بعض عقل آلہ ادراست و لہٰذا رآہ المسلمون فرمود را ہ الناس یا تعامل الناس یا تعامل المسلمون نفرمود و توارث اجماعی ہم آنگاہ معتبر می شود کہ خلاف تعامل صحابہ و قرون ثلثہ نباشد و ما رآہ المسلمون الخ ہموندم باشد کہ از صاحب شرع در وی قولی و فعلی و تقریری و از اصحاب عظام و تابعین ابرار و مجتہدین در وی چیزے بتصریح ثابت بود ورنہ ہرگز در ما رآہ المسلمون آہ

داخل نخواہد بود و اکنون استحسان عوام مسلمین چہ اجتہاد مجتہدین ہم معتبر نخواہد گردید۔ چنانچہ شارح مُنیہ گفت کہ در آیت خلاف روایت گرفتن لائق نیست و رد محتار در باب جمعہ گفت اقول کون ذلک متعارفا لا یقتضی جوازہ عند الامام القائل بحرمۃ الکلام ولو امرا بمعروف او رد سلام استدلالا بما مر ولا عبرۃ بالعرف الحادث اذا خالف النص لان التعارف انما یصلح دلیلا علی الحل اذا کان عاما من عند الصحابۃ والمجتہدین کما صرحوا بہ انتہیٰ ۔ وانچہ رد محتار گفت المتوارث لا یکون مکروہا ہمیں متوارث است نہ مطلق توارث مسلمین و خود حال توارث جماعۃ ثانیہ در سلف صالح از عبارت رد محتار بالا دیدۂ حاجت اعادۂ ندارد و در شرح جامع صغیر صراحۃً حکم بدعت بودن تکرار نمودہ و در ہر قرن علماء را بر آن انکار ماندہ ۔

پس صاف روشن شد کہ ایں تعامل از رواج بیش نیست و انچہ روایات شاذہ از ابو یوسفؒ وغیرہ خلاف ظاہر مذہب اند اوّلاً مفاد آنہا عدم کراہتہ تحریم است نہ عدم تنزیہ چنانچہ گذشت و ورنہ بپیش ظاہر مذہب ہرگز قابل اعتبار نخواہند بود و مورث اجماع نمی توانند شد و تواند کہ در زمان خود بسبب عدم فساد لاباس گفتہ باشند اکنون آں حکم قابل تعویل نماندہ است ۔ پس بسبب فساد اہل زمان چنانچہ در صدر رسالہ اشارہ بدان شد۔ الحاصل بایں روایت ترجیح معلوم در اثبات جواز ہنوز کلام است و دریں جا اینہم یاد باید داشت کہ تعامل قرون ثلثہ ہمونست کہ بلا نکیر دراں قرون بر و عمل در آمد باشد ورنہ اگر یک دو کس بر آں عمل کردہ باشد یا جماعتی کردہ مگر نکیر دیگران بران وارد شدہ آں را تعامل گفتہ نخواہد شد و ایں قاعدہ نظایر بسیار دارد و نہایت کار آمدنی است فاحفظ ۔

قال و در فتاویٰ عالمگیریہ کہ در جمع آں مجمع علماء بود نوشتہ کہ المسجد اذا کان لہ امام معلوم و جماعۃ معلومۃ فصلی اہلہ فیہ بالجماعۃ لا یباح تکرارہا فیہ باذان ثان اما اذا صلوا بغیر اذان یباح اجماعًا انتہیٰ ۔ مع ما فیہ و فی رد المحتار ولو کرر اہلہ ای اہل مسجد محلۃ بدونہما او کان مسجد طریق جاز اجماعًا و بعد نقل قول ظہیریہ و ظاہر الروایۃ ایں عبارت نقل نمودہ عن ابی یوسفؒ انہ اذا لم یکن الجماعۃ علی ہیئۃ الاولی لا تکرہ والا تکرہ ہو الصحیح و فی العدول عن المحراب یختلف الہیئۃ کذا فی البزازیہ و فی التاتارخانیۃ عن الولوالجی و بہ ناخذ و در رسالہ ملا علی قاری رحمہ اللہ و۔ یجوز تکرار الجماعۃ بلا اذان و اقامۃ ثانیۃ اتفاقًا و فی بعضہا اجماعًا بلا کراہۃ قال فی شرح الدرر ہو الصحیح و قد روی عن ابی یوسف رہ لم یر باسًا فی الصلوٰۃ مرۃ بعد اخری اذا لم یقم الامام فی موضع الامام الاول و ہذا ہو الذی علیہ العمل فینبغی ان یکون ہو المعول و ا۔ ی رد المحتار فی باب الاذان نعم قد علمت ان الصحیح انہ لا یکرہ تکرار الجماعۃ اذا لم یکن علی الہیئۃ الاولیٰ انتہیٰ ۔

بلفظہ اقول توجیہ و تقریر ایں ہمہ روایت سابقا کردہ شد و بعد تسلیم انچہ ایں فاضل مراد داشتہ اند میگویم کہ روایت عالمگیریہ روایت شرح مجمع است و روایت رد محتار منقولہ از خزانہ ہم روایت شرح تنویر است ۔ پس حسب قاعدہ مسلمہ ایں فاضل متعارض متن ابن نجیم چگونہ تواند شد و ظاہر روایت خلاف ایں روایات است

ومعلوم شد کہ خلاف ظاہر روایت بلا تصریح صریح مقابل او فتویٰ را نمی شاید۔ چنانچہ از درمختار و ردمحتار بالا منقول شد و انچہ ملا علی قاری نقل کرد از بعض کتب بلا تذئیل تصحیح نقل می کند و تمام عبارت ہکذا وقد کرہ تکرار الجماعۃ عندنا وبہ قال مالک والشافعی فی الاصح خلافا لاحمد ثم اختلف علماءنا فکرھہ بعضھم کراھۃ التحریمیۃ ففی الکافی تکرار الجماعۃ لا یجوز وفی شرح المنظومۃ والمجمع لا یباح وفی شرح الجامع الصغیر بدعۃ وفی بعض الکتب یجوز تکرار الجماعۃ بلا اذان واقامۃ ثانیۃ اتفاقاً وفی بعضھا اجماعاً بلا کراھۃ انتہیٰ۔

پس این نقول پیش ظاہر روایت و رسالہ ابن نجیم چگونہ معول خواہند شد و تامل در کار است کہ عبارت علی قاری توجیہ ما را کہ سابقاً گذشت چہ قدر معاونست پیش اہل فہم حاجت تقریر نیست۔ قولہ قد کرہ تکرار الجماعۃ عندنا۔ بقول خود ثم اختلف علماءنا الخ چگونہ شرح می کند فلیتامل وقولہ ہذا ہو الذی علیہ العمل را ہموں جوابست کہ در تحقیق توارث گذشت۔ بعد ازیں باید شنید کہ بر تقریر بندہ کہ سابقاً در توجیہ این روایات گذشت بر لفظ جانہ اجماعاً و بیاح اتفاقاً و روایات عالمگیریہ و خزاین وغیرہما ہیچ خدشہ نیست۔ مگر حسب رائے مجوزین تکرار اشکال عظیم در پیش می آید چرا کہ در صورتیکہ ظاہر روایت علماء ثلثہ حنفیہ کراہۃ تکرار است۔ پس اجماعاً چہ معنی دارد و اگر روایتے شاذہ از ایشاں مروی بود قادح در ظاہر روایت و اجماع کراہۃ نمیتواند شد و اجماع خلف خلاف رائے صاحب مذہب چہ پیش میرود و معہذا جمہور علماء را شنیدۂ کہ ہر روز بر تکرار جماعۃ نکیر شدید داشتہ اند و ہمیں معنی دارد قول ردمحتار وہذا مخالف لحکایۃ الاجماع المارۃ چنانکہ گذشت نہ بینی کہ در ردمحتار چہ قدر اقوال در باب انکار منقول است و از علامہ سندی نقل کردہ قولہ مکروہ اتفاقاً چنانکہ سابقاً نقل شد پس معنی اجماع ندانیم کہ چہ خواہد بود و اگر اجماع عامہ مسلمین مراد است۔

پس جوابش از بحث توارث معلوم می شود۔ بہر حال طوریکہ مجوزین تقریر می فرمائید تسدید لفظ اجماع و اتفاق بر ایشاں واجبست باقی ماندہ قول شرح وہو الصحیح و روایت شرح منیہ و این عمدہ استدلال مجوزین است پس بیانش مفصلاً گذشت مگر چوں این فاضل باین روایت ترجیح جواز دادہ اند باین سلک ہم بیانش ضرور افتاد و مطلب این روایت چنانکہ ایشاں می فرمائید تسلیم کردہ شد تحریرش این کہ چنانکہ معلوم شد کہ تصحیح متون تصحیح التزامی ضمنی است و از ظاہر روایت عدول روا نیست مگر چوں تصحیح تصریح در روایت مقابل او باشد۔ چنانچہ ردمحتار تحقیق آں کرد۔ لیکن چوں در ہر دو جانب تصحیح موجود باشد آنگاہ ترجیح ظاہر روایت را باشد۔

پس دریں صورت معلوم است کہ چنانکہ شارح منیہ و در رہو الصحیح را باین روایت ضم کردہ اند صاحب بحر لفظ علی المعتمد را جانب ظاہر روایت ضم می کند و تسلیم طحطاوی و ردمحتار این تصحیح صاحب بحر را در حکم تصحیح این روایت کراہۃ است از ایشاں و لفظ بہ ناخذ در تاتارخانیہ اولا ہنوز در خفاست و اگر فرض کردہ شود کہ بر عدم کراہۃ است افتی بعض المالکیۃ علی المذاہب الاربع در ردمحتار بسوئے کراہۃ است و لفظ انکر صریحاً گو از الفاظ فتویٰ

منقولہ کتب نیست، مگر در معنی افتی بکونہ مکروہا منکرا است و لفظ فتوی بہر لفظ کہ باشد آنکدا زصحیح واصح می باشد۔
کذا فی ردالمحتار ہا قیماندا اینکہ گویند این فتوی مالکی است نہ اہل مذہب حنفی۔ پس بشنوید کہ معنی افتی بعض المالکیۃ اینست کہ بعض مالکی ثابت کرد کہ در ہر جہار مذہب فتویٰ بر کراہتہ است چراکہ مفتی مجتہد می باشد و غیر مجتہد ناقل فتویٰ است نہ مفتی قال صاحب البحر فی رسالتہ رفع الغشاء عن وقتی العصر والعشاء قال ابن الہمام انہ لایفتی الا المجتہد وقد استقرای الاصولیین ان المفتی ہو المجتہد فاما غیر المجتہد ممن یحفظ اقوال المجتہدین فلیس بمفتٍ فعرف ان مایکون فی زماننا من فتوی المجتہدین لیس بفتوی بل نقل کلام المفتی انتہیٰ۔

پس معلوم شد کہ مفتی فی الحقیقتہ اہل مذہب اند و بعض مالکیہ ناقل فتویٰ اند و صاحب ردمحتار کہ ماہر مذہب حنفیہ است بریں نقل او تعاقب و نکیر نکردہ قبول داشت۔ لہٰذا ظاہر شد کہ در مذہب حنفیہ فتوے بر کراہتہ ثابت، است گو مایانرا آں کتاب و عبارت معلوم نباشد آخر بر صحیح و مفتی بہ بودن دیگر روایات کہ جزم داریم از نقل ہمیں کتب داریم یا آنکہ بعض مالکیہ بر مذہب خود فتویٰ داد و اہل مذاہب ثلثہ بر مذاہب خود فتویٰ دادہ باشند و نسبت مالکی بجہتہ باعث بودن ایشانست بریں فتوی و چنانکہ ایں مفتیان بعد طبقہ مجتہدان اند ہمچناں لفظ ہو الصحیح و بہ ناخذ گویندگان کہ شارح مُنیہ و و لوالجی اند مثل ایشاں بعد طبقہ مجتہدان ہستند و چوں تصحیح طحطاوی و ردمحتار ما را تسلیم کردنست انچہ خود ایشاں تسلیم سازند ما را بطریق اولیٰ بر سر نہادن خواہد افتاد۔ الغرض دریں مسئلہ جانب کراہتہ معتمد و مفتی بہ برآمد و جانب عدم کراہتہ بزعم مجوزین مصحح و ماخوذ۔

پس اولاً ترجیح لفظ فتویٰ راست و ثانیاً بظاہر الروایتہ کما مر فلیتامل و انچہ ایں فاضل در ما بعد نقل فرمودند قولہ واذا ذیلت روایت فی کتاب بالتصحیح و مثلہ لم یفت بمخالفہ الخ بمراد اینکہ ظاہر روایت غیر مصحح و مذیل بلفظ فتوی است و روایت شرح منیہ مذیل۔ پس ایں قول شان بر محل خود نیامد چراکہ تصحیح در ینجا بہر دو جانب موجود است بلکہ تصحیح ظاہر روایت اقوی است از مقابل خود کما لایخفی و بیاید کہ ایں تذییلات و تصحیحات خلاف روایت امام قابل التفات نمی شود۔

قال در حدیثی کہ ابوداؤد و ترمذی از ابی سعید خدری تخریج کردہ اند کہ جاء رجل وقد صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال الا رجل یتصدق فیصلی معہ فقام رجل یتصدق فیصلی معہ فقام رجل وصلی معہ دلالتہ است بر آنکہ افضلیت در ہمراہی است نہ در تنہائی و فی شرح المنیتہ لاینبغی ان یعدل عن الدرایتہ اذا واقفہا روایتہ ذکرہ فی واجبات الصلوٰۃ فی معرض ترجیح روایتہ الرفع فی الرکوع والسجود للادلتہ الواردۃ مع انہا خلاف الروایتہ المشہورۃ من الامام انہ سنت انتہیٰ۔

بلفظہٖ اقول بیان ایں حدیث در ما سبق گذشت کہ دریں حدیث ہرگز دلالتہ بر مسئلہ متنازعہ نیست و نہ قیاس ایں مسئلہ را بریں واقعہ توانند کرد آری اثر لایصلی بعد صلوۃ مثلہا بعض معانی خود و آثار منقولہ ردمحتار انہ بدائع و تشدید و تاکید جماعتہ دارد احادیث دلالتہ میدارند بریں کہ افضلیتہ بلکہ ضرورت در تنہائی است نہ در ہمراہی و حسب

تحقیق شرح منیہ بالضرورت تنہائی را اختیار باید کرد چراکہ موافق روایت ایں درایت می افتد۔ اگرچہ مشہور در عوام وعلماء وبعض کتب جواز تکرار است فلیتامل۔

قال وچوں امام ابویوسف ظاہر الروایت را ترک فرمودہ فتویٰ جواز تکرار بلا اذان واقامت دادند و علماء زمان سابق کابراعن کابر مسلمش داشتند وبصحتش قائل شدند بعض کسی را مجال فتویٰ بر ظاہر روایت چگونہ خواہد ماند و فی وقف البحر وغیرہ متی کان فی المسئلۃ قولان مصححان جاز القضاء والافتاء باحدہما واذا ذیلت روایۃ فی کتاب معتمد بالصحیح والماخوذ اوبہ بفتی او علیہ الفتوی لم یفت بمخالفہ الا اذا کان فی الہدایۃ مثلا ہو الصحیح فیختار الاقوی عندہ والالیق والاصح ولباست کہ باوجود ظاہر الروایت بر قول صاحبین بل بر قول زفر فتوے دادہ اند۔ انتہیٰ

بلفظہ اقول نسبت فتوی ایں روایت بابی یوسف کردن خیلی مستبعد است۔ اولا معلوم شد کہ مذہب ابی یوسف ظاہر الروایت است وبعد بیان مذہب مجتہدین عادت مصنفین است کہ اگر روایتے شاذہ ازاں مجتہد می یابند آنرا ہم نقل می کنند ہدایہ را باید دید کہ از امثال ایں پُر است۔ پس ایں نقل را فتوی ابویوسف فہمیدن نہایت عجب است وپیش ظاہر روایت کہ حکم متواتر دارد روایت شاذہ را مفتی بہ ایشاں گفتن چہ زیبا است۔ البتہ اگر لفظ ہو الصحیح از ابویوسف منقول بودی مضائقہ نبود کہ ابویوسف مذہب مشہور خود را ترک فرمودہ روایت دیگر را صحیح کردہ داوند مگر ایں امر بالکل غیر مسلم است چہ در بحر ایں روایت را بلفظ لا باس آوردہ و ہو الصحیح باو مضموم نیست و در مضمرات ہم لفظ لم یر باسا گفتہ وہیچ تصحیح نیست و در برجندی بلفظ عن ابی یوسف ایں روایت منقول است و ہیچ لفظ تصحیح باو نیست و از رسالہ علی قاری خود ایں فاضل بلفظ روی انہ لم یر باسا نقل کردہ اند وہیچیک لفظ فتوی باو نیست و ہذا ہو الذی علیہ العمل از مصنف است نہ از امام ابویوسف کما لا یخفی ہمچناں شارح منیہ بعد نقل روایت از طرف خود ہو الصحیح باو ضم میکند۔

پس نسبت آں بابی یوسف چگونہ درست خواہد بود واگر در کتابے بفتوی یا تصحیح ابی یوسف منقول است اظہارش واجب ست ورنہ ولفظ لا باس وعن فلاں بعد بیان روایت مذہب آں فلاں ہرگز فتوی نمی بود کما ہو الظاہر واگر تسلیم کنیم کہ ابی یوسف بجواز تکرار مذہب داشتند تاہم بشنوید کہ ردمحتار گوید وکذا لا تخییر لو کان احدہما قول الامام والآخر قول غیرہ لانہ لما تعارض التصحیحان تساقطا فرجعنا الی الاصل الذی ہو تقدیم قول الامام بل فی شہادت الفتاوے الخیریۃ المقرر عندنا انہ لا یفتی ولا یعمل الا بقول الامام الاعظم ولا یعدل عنہ الی قولہما او قول احدہما الا لضرورت کمسئلۃ المزارعۃ وان صرح المشائخ بالفتوی علی قولہما لانہ صاحب المذہب والامام المقدم ومثلہ فی البحر عند الکلام علی اوقات الصلوٰۃ وفیہ من کتاب القضاء یحل الافتاء بقول الامام بل یجب وان لم یعلم من این قال انتہیٰ۔ وایضا صاحب البحر در رسالہ رفع الغشاء گفت و استفید منہ انہ لا یفتی ولا یعمل الا بقول ابی حنیفۃ ولا یعدل الی قولہما الا لموجب من ضعف دلیل او ضرورت او

ل کما قدمناہ واستفید منہ ایضاً ان بعض المشائخ وان قال الفتوی علی قولہما وکان دلیل الامام واضحاً ومذہبہ ثابتاً لایلتفت الی فتواہ ولا تعمل بہا وان کان فی کتاب مشہور معروف انتہی ۔

پس صاف روشن شد کہ اگر ایں روایت مذہب مشہور ابی یوسف ہم بود تاہم فتوی بر مذہب امام شاید لاغیر و ہر چند در کتاب مشہور مثل شرح منیہ و در رد و لوالجی مثلا ہوالصحیح وبہ ناخذ گفتہ باشند التفات بداں نمی شاید و ترک روایۃ امام روانیست مگر یا بسبب ضعف دلیل و ایں جا قوت دلیل امام نقلاً و عقلاً دریافت کہ تعامل صحابہ و توافق حدیث است و اعتماد صاحب بحر۔ بس است کہ از نقاد مسلم الثبوت است و یا بضرورت و مراد ضرور تیست کہ با وحرج مسلمانان بود در ینجا ضرورت جز ایں کہ تکلیف حضور جماعۃ اولی و تاکد او از عوام برداشتہ شود دیگر چہ خواہد بود دیا بسبب تعامل و از تعامل مراد تعامل سلف است نہ عوام چنانچہ بالا بیانش گذشت و دریں جا تعامل ہم ترک تکرار است ۔

پس دریں صورت چگونہ ترک ظاہر روایت جائز بودہ و فتوی بر غیر آں درست شد و علماء زمان مفتی نیستند بلکہ ناقل فتوی ۔ لہٰذا ایشاں را ہموں نقل باید کرد کہ اہل مذہب و مشائخ آں را معتمد کردہ اند و اگر تصحیح خلاف آں یا بند بر آں نباید گردید و خود واضح شد کہ ترک ظاہر روایت کردہ بر مذہب صاحبین و زفر ہماں جا فتوی است کہ دلیل ظاہر روایت ضعف دارد یا تعامل قرون ثلثہ و اجماع سلف خلاف آں بود یا حرج باشد و ایں جا ہر سہ امر مدفوع اند و حال تسلیم علماء سلف از بالا معلوم شد کہ در ہر زمان از علماء جم غفیر بر آں نکیر داشتہ اند فلیتدبر

قال غرض روایاتیکہ بالفاظ فتوی کہ ہوالصحیح وبہ ناخذ وعلیہ الفتوی وعلیہ المعول وعلیہ المسلمون وغیرہ مذیل باشند بر روایات دیگر ترجیح دارند کسے را از فقہائے زمان گنجائش افتاء بر مخالفش نخواہد بود و ما را نمی رسد کہ بر فتوی علماء سابقین کہ مرجع انام اند فتوی جدید را غلبہ دادہ گویم کہ فتوی او شان قابل فتوی نماند و حال مردم زمانہ ایں است کہ ہر کسے را توفیق شمول جماعۃ اولی ندادہ اند اگر صد نماز جماعتش فوت شود گاہے ہمت شمول جماعۃ اولی نخواہد ساخت و کسے را کہ غرض است او را ہمیں قدر کافی است کہ جماعۃ ثانیہ مثل اول نیست در ثواب حتی کہ بکراہیتش نیز قائل نشدہ اند و جائز داشتن جمعہ در شہر در مساجد متعددہ ہم مؤید ایں معنی می تواند شد ۔ واللہ اعلم وعلمہ احکم واقوم انتہی ۔

بلفظہ اقول وجہ تائید انچہ در فہم احقر آمدہ اینکہ جمعہ جامع جماعات است و اصل در جمعہ عدم تعدد است و معہذا بر جواز تعدد در یک شہر فتوی دادہ اند ۔ پس جامع مسجد مشابہ مسجد محلہ شد و تمام شہر مشابہ محلہ و چنانکہ در محلہ فقط در جامع مسجد اقامۃ جمعہ اولی است و اگر در مساجد متعددہ سازند ہم جائز است ہمچناں اہل محلہ را باید کہ در جماعۃ اولی حاضر باشند و اگر حاضر نشدند و تکرار جماعۃ کردند باختلاف ہیئۃ اولی روا باشد ۔ پس گویم کہ در مقیس علیہ و مقیس فرق بین است چرا کہ مسجد محلہ کہ مقیس است حکما یک مکانست ۔ چنانچہ اثر و حدتش در احکام سجدۂ تلاوت و اتصال صفوف پیداست و مقیس علیہ جامع مسجد و مساجد دیگر حکما مکانات متعددہ اند پس قیاس تکرار بر تعدد چگونہ درست

آید۔ البتہ ایں تائید آنگاہ درست بودی کہ مجموعہ مساجد درباب جمعہ حکما یک مکان شدندے تا اگر جامع مسجد کہ مشابہ محراب است نماز جمعہ نخواند و بجائے دیگر کہ مساجد دیگر است خواند در جمعہ درست است۔ در تکرار ہم اگر محراب گذاشتہ بجائے دیگر خواند جائز گردد مگر چناں نیست بلکہ مساجد دیگر در صورت مسئلہ جمعہ در حکم مکانات و بیوت اند نہ قطعات و اجزاء مسجد جامع۔ پس قیاس مع الفارق شد آدے جامع مسجد حکما یک مکانست اگر تعدد جمعہ دریں یک مسجد جامع در روایتے جائز باشد لاریب تائید مسلم است ورنہ اقامتہ جمعہ در مسجد دیگر بآں ماند کہ فاقد جماعۃ اولیٰ مسجد محلہ بخانۂ خود یا اہلِ خود جماعۃ کند و در کتب فقہ مصرح شد کہ ایں جماعۃ بخانہ مکروہ نیست کذا فی فتح القدیر وغیرہ مگر در مسجدِ محلہ تکرار جماعۃ نکند چنانکہ فاقد جمعہ جامع مسجد در جامع مسجد تکرار جمعہ نہ کند البتہ در مسجد دیگر رفتہ شریک اہلِ مسجد دیگر گردد قال فی فتح القدیر و اذا فاتتہ لا یجب الطلب فی المساجد بلا خوف بل ان اتی مسجدا آخر فحسن وان صلی منفردا فحسن وذکر القدوری یجمع اہلہ ویصلی بہم یعنی وینال بہ فضیلۃ الجماعۃ انتہیٰ۔ وہکذا فی فتاویٰ قاضی خاں و شرح المنیہ وجواز تعدد جمعہ باآنکہ ظاہر روایات عدم تعدد است بسبب قوۃ دلیل جواز تعدد است وحرج مسلمین در عدم تعدد چنانچہ در فتح وغیرہ مصرح شد و ترک ظاہر روایت بسبب قوت دلیل روایت مقابلہ در حرج و ضرورت مسلم الثبوت است خلاف مسئلہ تکرار جماعۃ کہ قوت دلیل او پیدا است و عدم حرج و ضرورت دریں جا ہویدا۔ پس ایں را ازاں چگونہ تائید آید البتہ در مشروعیۃ صلوٰۃ خوف تائید کراہۃ تکرار جماعۃ ظاہر و بیّن است فلیفہم۔ الغرض چوں کراہۃ معتمد و محقق شد اگرچہ تنزیہ باشد۔ لاریب ترک تکرار اولیٰ خواہد بود و تنہائی افضل و چوں نباشد کہ تعامل صحابہ کرام انفراد بود و اگر جماعۃ ثانیہ اولیٰ بودی از ایشاں یکسر چگونہ متروک شدے وظاہر روایت ہم انفراد را افضل گفت و از ائمہ ثلثہ انفراد منقول شد بلکہ از ترمذی بلفظ لا باس اولویتہ انفراد نزد امام احمد ہم ثابت می شود ہمہ روایات کراہۃ تکرار داعی افضلیتہ انفراد ہستند چرا کہ مکروہ نیست مگر آنکہ ترک او افضل باشد و ایں ادنیٰ حال مکروہ است و اگر با وصف کراہۃ ہم فعل او اولیٰ است۔ پس ایں قلب موضوع شرع شریف گردید و از مکروہ بمستحب منقلب گشت و لا یخفی ما فیہ فافہم الکنون بفضلہٖ تعالیٰ بایں مسلک ترجیح ہم محقق شد کہ راجح کراہۃ تکرار است و اہل مذہب و جماہیر ملاء و مشائخ کرام کراہۃ را مصحح و معتمد ساختہ اند۔

پس فقہاء زمان را لائق است کہ ظاہر روایت مفتی بہا را ترک نسازند و بر روایت غیر مشہورہ فتویٰ ندہند و حال بنی نوع انسان از قدیم ہمیں است کہ موفق را اشارہ بس است و غیر موفق را ہزار بار گفتن ہم کافی نیست۔ ابوجہل را از فخرِ عالم صلوٰۃ اللہ و سلامہ علیہ ہدایت نشد مگر علماء را کاہل بنداشتہ روایات از و یا دستی ارشاد فرمانید و بر توفیق ازلی حوالہ فرمودہ خود از امر و نہی فارغ نشینند و معہذا بتجربہ دریافتہ ایم کہ گفتہ را اثرے بسیار است از انکہ در فطرت ایشاں قابلیتی نہادہ اند بر ہر چہ آرند قبول شاں می گردد و پس علماء را لازم است کہ ہمتہ ایشاں چست فرمایند نہ ارشاد پست ہمتے۔

وما علینا الا البلاغ المبین واللہ یہدی من یشاء الی صراط
مستقیم و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ تعالیٰ علی
سیدنا محمد سید الانبیاء والمرسلین وعلی الہ وصحبہ اجمعین وعلی من تبعہم الی یوم الدین فقط

الحقّ الصریح
فی
اثبات التراویح

یعنی مکتوب فیض اسلوب ریختہ قلم ہدایت رقم جناب مولانا زبدۃ الفقہاء والمحدثین کہف الطالبین
بقیۃ السلف الصالحین آیۃ من آیات اللہ الصمد مولانا رشید احمد صاحب فیوضہم گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

مکتوب حضرت | بسم اللہ الرحمن الرحیم | مولانا احمد رشید صاحب

خانصاحب عبدالرحیم خان سلمہ بعد سلام مسنون آنکہ نوازش نامہ مرسلہ
درباب تراویح آنچہ تحریر بود ظاہر و متبادر از ان چنین می شد کہ متعلق
استفسار مسئلہ نیست بلکہ اعلام والزام تحقیق خود است لہذا در تحریر جواب
تامل ماند آخر الامر چنان مناسب معلوم شد کہ اشارۃً چند فقرہ عرض کنم
از تسلیم و غیر تسلیم کارے نیست لہذا در تحریر جواب دیر شد بر اہل علم
پوشیدہ نیست کہ قیام رمضان و قیام لیل فی الواقع یک نماز است
کہ در رمضان برائے تیسیر مسلمین در اول شب مقرر کردہ شدہ و ہنوز
عزیمۃ در ادایش آخر شب است و در قیام لیل فخر علیہ السلام چنانکہ
یازدہ رکعت و کم ازان ثابت شدہ اند سیزدہ رکعت سوائے سنۃ فجر ہم
در صحیحین موجود اند دہ رکعت نفل از روایۃ ابن مسعود از قول ابن عباس
فصلی رکعتین ثم رکعتین ثم رکعتین ثم رکعتین ثم رکعتین ثم
رکعتین تعداد تہجد نزد حنفیہ دوازدہ رکعت نفل و سہ وتر آنانکہ وتر را یک رکعت قرار دہند

دوازدہ رکعت نفل ثابت اند و قضاء آنجناب دوازدہ رکعت را در روز
اگر بشب تہجد فوت می شد ہم سبعین دوازدہ رکعت نفل است و این ہم
در صحاح موجود است باید دید پس می بایست کہ محدثین زمان او دوازدہ
رکعت تردد نے شد و بسنیۃ آن یقین می بود نہ قصر بر یازدہ مع الوتر و در
زمان صحابہ ہم چنانکہ یازدہ از سائب نقل می فرمایند از اعرج امام مالک
در موطا دوازدہ رکعت نفل روایۃ میفرمایند چنانکہ در مشکوٰۃ ہم موجود است
ندانم کہ چرا بر سامی مخفی ماند غلط کردم جناب را فعل صحابہ بمقابلہ سنت حضرت
فخر عالم بزعم مخالفۃ حجت نیست و این نیز بر اہل علم واضح است کہ نفس قیام
رمضان را آنجناب سنۃ فرمودہ اند و تحدید عدد رکعات آن نفرمودہ
اگر کمی و زیادۃ در ان روا نباشد چنانکہ در فرائض و رواتب سنن است
ورنہ اختلاف در ادائے عدد آنہا واقع نشدے لہذا ہر قدر کہ زیادۃ
در عدد رکعاتش بود موجب اجر است نہ باعث گناہ و ابتداع و صحیح
حدیث در منع آن وارد نیست بلکہ حدیث علیک بکثرۃ السجود
مطلقا احسان کثرۃ رکعات نوافل روز و شب می فرماید البتہ جائیکہ

شارع تحدید فرموده چنانکه در فرائض وسنن رواتب نقصان وزیادة
دران روا نیست ومعهذا اگر قبل آن یا بعد آن در محل نوافل کسے
نوافل تنفلاً خواند بدون اعتقاد سنیت آنها کسی است که او را منع فرماید
وبدعة گوید پس همچنان در تهجد وقیام رمضان زیادة رکعات را چه اندیشه
خواهد شد وآنچه در عدد رکعات تهجد فخر عالم علیه السلام تحقیق است ازان
روا است که فعل آنجناب محقق گردد که چیست نه آنکه زائد ازان بدعة است
صرح به النووی فی شرح المسلم بریں قیاس است سائر سنن
که اصل آنرا شارع علیه السلام سُنّة فرموده وتحدید دران نفرموده
مثلاً تسابیح رکوع وسجود که دران زیادة از قدریکه آنجناب گفتند بدعة
هست وقرارة قرآن که زیاده از قدر مقرر آنجناب است در فرض
ونفل بدعة نخواهد بود وعلی هذا در همه این قسم امور ازین است که علماء
فاطبة اگرچه سنة موکده همون قدر را گفته اند که بران قدر حد سنة نزد شان
صادق آید مگر زائد را دران بدعة ندانسته خصوصاً زیادتی که از صحابهؓ
ثابت شده چنانچه روایات عدیده مختلفه سامی دیده باشند اما تعامل مشرقین
پس در زمان حضرت عمر رضی الله عنه تا شام ومغرب آنجناب معمول شد چنانکه
در سواحل مالک مردیست وحدیث انقطاع برمحل خود نیست چرا که یزید بن
رومان تابعی ثقه اند وارسال ثقه مقبول میباشد مالکؒ ومحدثین سلف را
همین مذهب است اگرچه شافعیؒ واحمد دران کلام کرده اند کتاب ابی داؤد
بسوی اهل مکه ودیگر کتب اصول حدیث مطالعه نمایند معهذا حدیث صحیح
بیهقی که صاحب فتح روایة آن فرماید موید اوست ومزیل شبه انقطاع
وترمذی در جامع خود از حضرت عمر وعلی وبعض من الصحابة روایة آن میکند پس
اکنون در ثبوت عشرین اناتجناب رضی الله عنه چه تردد ماند واین زیادة
را مخالف سُنّة پنداشتن نهایت موجب تعجب است که جمیع اهل علم
چنان نفرمایند چه بالا نوشته ام که قیام لیل محدود نیستند ودر هرگاه
بحدیث صحیح ثابت شد که فخر عالم علیه السلام گاهے ماه کامل غیر رمضان
صائم نبوده ودر صحیح ماه را از صوم خالی گذاشته اگر کسے تمام ماه روزه دارد
تنفلاً مخالف سنة گردد وگرفتار بدعة معاذ الله باید که حضرت عمرؓ وعلیؓ
ودیگر صحابهؓ وتابعینؒ باعتراف ترمذی وغیره بسبب تقریر زیادة عدد رکعات
اهل بدعة شوند استغفر الله استغفر الله وبسیار امور نفل از صلوة وصوم وزکوة
وحج وذکر وتسابیح بدعة شوند تامل درکار است اهل علم را چنان فرمودن
سخت نازیباست مابین لفظ مخالف وموافق ومحدود وغیر محدود
وبدعة وسنة امتیاز واجب است وچونکه در حدیث علیکم بسنتی
وسنة الخلفاء الراشدین الخ ارشاد جناب رسالة علیه الصلوة است
که چنانکه سنة مرا التزام کردن بر شما است سنة خلفاء را هم التزام ضرور است
ومراد از سنة خلفاء امر یست که از آنجناب صدور آن نشده از خلفاء وقوع
آن شده وآن هرگز خلاف کلیات شرع نمی تواند شد بلکه موافق سنة
ومستنبط ازان لهذا این نسبت رکعة هم مندوب وسنة شدند وبدعة
گفتن آن سخت نازیبا که هیچ عالے چنین نگفته آرے آنچه خلاف است
دران است که زیادة بر آنقدر که آنجناب علیه الصلوة خوانده اند آیا
سنة موکده اند یا مستحب ازین بعد آنچه درین حدیث افاده فرموده اند
بلکه مراد از سنة خلفاء سنتی است که عین سنة نبویه باشد از عجائب روزگار است
چرا که اگر مراد از سنیت آنست که بعینه آن فعل را آنجناب علیه السلام
عمل درآمد فرموده مسنون کرده باشد پس می پرسم که درین صورت
خاصه تقریر خلفاء چیست آیا بعد وفات آنجناب کسے را از خلفاء
مجال نشیب وفراز داشته یا نسخ وتبدیل آن می رسد تا سُنّتے که سنة
خلفاء کرام وغیر آن را ترک کنیم واگر مراد ازین آنست که مستنبط از
سنة بوده یا نظیرش در سنة موجود باشد وموافق کلیه شرعیه بوده مثل جمع
قرآن شریف وترتیب سور آن مثلاً پس لاریب این امر مسلم صحیح است
مگر این زیادة رکعات را نمانم که بچه وجه مخالف سنة قرار داده خواهد شد
وآنچه از اصول قاعده اعاده معروفه تحریر یافت در تلویح این بحث را
باید دید که این قاعده کلیه نیست وخلاف این بسیار موجود است این
قاعده آنجا بود که قرینه خلاف موجود نباشد اینجا عطف لفظ سنة الخلفاء
بر لفظ سنتی شهادة رامی خواهد ومقصود جناب رسالت علیه السلام ازین
الزام سنة الخلفاء خود است مر امة را مثل سُنّة خویش چنانچه در حدیث دیگر
فرموده فاقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر وعمر ملک
در حدیثے باقتدائی جمله صحابه فرمود اصحابی کالنجوم بایهم
اقتدیتم اهتدیتم وچنان آنچه لام استغراق فهمیده اند یعنی
است که آنچه سنة مجموعه خلفاء باشد بشرط اجتماعهم علیها آنرا قبول سازید
وامر که یک دو خلیفه مثلاً کرده باشند ترک کنید درین صورت آنچه
باقتدائے شیخین حکم است ناتمام خواهد شد که دو خلیفه را دران ذکر

فرمودند ہمہ را و حدیث بخوم مخالف آن خواہد شد و ترتیب مصحف عثمانی
بدعۃ خواہد شد چہ خلیفۂ اول جمع آن کردہ بود نہ ترتیب آن و مسئلہ عول
و تحدید حدِ شراب و دیگر امور کہ در زمان حضرت عمرؓ قرار یافتہ اند ہمہ
خلاف سنۃ خواہند شد معاذ اللہ بلکہ مراد آن است کہ سنۃ ہمہ خلفا را
التزام سازید چنان نکنید کہ سنۃ بعض آنہا گیرید و بعض آنہا نگیرید
قال اللہ تعالی **یا ایہا النبی جاہد الکفار والمنافقین**
کہ معنی آن آنست کہ با جمیع کفار و منافقین جہاد باید پس حسب فہم
سامی باید کہ آنجناب امر الہی نکردہ باشند کہ با تمام کفار عالم جہاد آنجناب
واقع نشدہ و چہ ضرورت است کہ در حدیث لام لام استغراق باشد
میگوئیم کہ لام آن لام عہد خارجی است کہ خلفار خمسہ معہودہ را مراد داشتہ
فرمودہ اند کہ طریقۂ ایشانرا قبول کنید و ہیئۃ اجتماعیہ از حدیث فہمیدن
ہمانا کہ معاودۂ کلامیہ ندانستن است پس بہر حال آنچہ در ترجمہ حدیث
نوشتہ اند ہر دو تقریر محل خود نیستند زیادہ بگرض کردہ آید و در بعض
دیگر جا ہم در صحیفۂ سامی محل کلام است مگر بندہ را باصل مسئلہ کار است
و از تقریر زائد غرض نیست اکنون کہ نسبت رکعت تراویح از فعل خلفا
ثابت شدہ اند عمل بران موجب سعادت است و بدعت فہمیدنش
محض بیجا البتہ زائد از ہشت رکعت را بعض مستحب دانستہ اند
و بعض موکدہ گفتہ اند این مسئلہ خلافیۂ قدماء است کہ ما را درین
گفتگو ضرورتیست و اللہ تعالی اعلم فقط **سوال اول** ہرگاہ
در تعریف سنت مواظبت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع الترک
احیانا ماخوذ است و اینہم ظاہر ہست کہ بر تراویح مواظبت کذائی
ثابت نیست پس بر سنیت آن از کدام دلیل اطمینان کردہ شود
و آنقدر کہ بران مواظبت ثابت ہست ہمان ہشت رکعات تہجد
ہستند لاغیر پس باید کہ ہمین قدر سنت باشد و زیادت بران روا
نباشد فقط **سوال دوم** اینکہ این دوازدہ رکعات کہ بر ہشت
رکعات سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افزودہ شدند آیا در
تاکد ہمان مرتبہ ہستند کہ آن ہشت رکعات را حاصل است یا ازان
مرتبہ فرو تر فقط **جواب از سوال اول** اینکہ ہر چہ صحابہ رضوان اللہ
علیہم اجمعین بران مواظبت فرمودہ باشند سنت موکدہ می باشد
لقولہ علیہ السلام **علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء**
الراشدین المہدیین نعم تاکدیکہ در مواظبت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سر چیزے می باشد در مواظبت اصحاب کرام
نیست چرا کہ مراتب سنت موکدہ در تاکد متفاوت می باشند
قال ردّ المحتار نا قلا عن شرح المنیۃ **قال مراتب**
الاستحباب متفاوتۃ کمراتب السنۃ انتہی و
خود حدیث علیکم بسنتی ہم ناظر درین ہست چرا کہ رعایات تقدم
و تاخر در کلام بلغار بلا وجہ نباشد خصوصا کلام با انتظام سرور انبیاء
تاج الفصحاء والبلغاء پس تقدم سنتی و تاخر سنۃ الخلفا مع اشارات دقیقہ
دیگر کمال تاکد اول را از ثانی می خواہد چنانچہ آیت **ان الصفا**
والمروۃ من شعائر اللہ خود رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم استخراج
فرمودند ارشاد کرد کہ بدایۃ می کنم بدانکہ بدایۃ کرد حق تعالی باو در ذکر کہا ہو
فی الحدیث پس اینجا تقدم زمانی ست و آنجا تقدم فی المرتبہ بہر حال از تقدم
ذکر تقدم مرتبہ مستفاد میشود و اما مواظبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
بچیزے بطور فرض اگر از خصوصیات نیست بر امتہ ہم فرضیتہ را می خواہد
و اگر از خصوصیات باشد لیکن امتہ ازان ممنوع نباشد پس این مواظبت
سنیتہ را نمیخواہد بلکہ استحباب مقتضای اوست چنانچہ تہجد کہ نزد بعض بر آن
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرضیتہ تہجد بر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تراویح نفس
تہجد است علی التحقیق مگر چونکہ بریں تہجد شخص باین ہیئۃ کذائیہ مواظبت صحابہ پیدا
آمد بدلیل قولی تاکد پیدا کرد **وہو قولہ علیہ السلام علیکم بسنتی** و اگر
نیک دیدہ آید مواظبت فعلی حکمی ہم بر تراویح از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ہم توان دید چرا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چند روز خوانده عذر ترک
آن فرمود کہ مبادا بر امتہ واجب شود و در حرج افتند ہمانا کہ فعل او را گاہ گاہ
و ترک او را بعذر مواظبت حکمی دارند **قال ردالمحتار والمراد**
ایضا المواظبۃ ولو حکما لتدخل التراویح فان
صلی اللہ علیہ وسلم بین العذر فی التخلف عنہا قالہ
الطحطاوی عن ابی المسعود انتہی پس حد معرۂ سائل بر عجیب
خود ماند و بر رای کسیکہ فرضیۃ تہجد را بر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
منسوخ گوید چنانچہ قول حضرت عائشہ ہست رواہ مسلم فی سننہ پس مواظبت تہجد

دلیل سنة موکده خواهد بود و دلائل قولیه ناظر استحباب مگر تهجد
رمضان که تراویح است بدلیل قول سنة موکده خواهد ماند واللہ اعلم

جواب سوال دوم آنکه بست رکعت تراویح در زمان خیریت نشان
حضرت عمر رضی اللہ عنہ قرار یافته اول یازده رکعت مع وتر خوانده شد
پس دراخر امر بست و سه مع وتر قرار یافت رواه مالک فی الموطا
بسند صحیح و آنچه سنت خلفاء باشد تاکد آن از جواب اول واضح شد
باقی ماند اینکه همه موکده باشند یا بعض پس صاحب هدایه وغیره برانند
که همه موکده اند قدوری گفته که بعض آنچه از رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله
وسلم ثبوت یافته موکده باشند و آنچه زیاده بران در زمان عمر رضی اللہ عنہ
قرار یافته مستحب بود و این حمام هم بهمین میل دارد و هر چند ابن همام را
علماء جواب داده اند مگر از تقریر سنیده جمع بهر دو قول توان کرد که مراد
قدوری از استحباب مزید کمی تاکد نسبت به بست رکعت و مراد هدایه تسویه
در نفس تاکد است نه قدر آن چرا که تاکد کلی مشکک است و حدیث
علیکم بسنتی الخ دلیلی است بس که بعد آن حاجت نقل دیگر
نیست و بعد ثبوت روایه موطا که اصح الکتب فی الحدیث درطبقه اولی
اوست دیگر بلیه بخاری حاجت جمع روایات نیست همین معمول خواهد بود
و مذهب مالک رحمه اللہ هم همین باشد مگر تا هم آنچه زیاده رکعات از دیگر
ائمه آمده اند متوجه توان شد که مثلاً بعد هر ترویحه اهل مدینه چار رکعت
می خواندند بست رکعت فرادی زائد شد و جمله چهل شدند و آنها را
هم مجازاً در تراویح شمردند و اهل مکه بعد هر ترویحه اسبوع طواف کردند
دو رکعت طواف خواندند ده رکعت فرادی مزید شد سی رکعت را
مجازاً تراویح شمردند و بعد بست رکعت قبل وتر بعض گاه که اربع
رکعات را ترک کرده در دعوات مشغول ماندند شانزده رکعت مزید شد
سی و شش گردیدند و یک اسبوع را قبل وتر اگر کم کردند دو رکعت
کم شده بست هشت شدند و بست رکعت خود امریست
مستحب و محقق از فعل صحابه و یازده از فعل سرور عالم
صلی اللہ تعالی علیه وآله وسلم که تاکد از بست است
الحاصل ثبوت بست رکعت باجماع صحابه
در آخر زمان عمر رضی اللہ تعالی عنہ
ثابت شده پس سنت باشد
و کسیکه از سنیت آن انکار دارد خطاست
واللہ تعالی اعلم و علمه اتم و احکم فقط

راجی رحمة ربه رشید احمد
گنگوهی

تمت

مَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

الحمد للہ کہ رسالہ مُبارکہ مسمّٰے

اَلْقُطُوْفُ الدَّانِیَہ

فِی

تحقیق الجَمَاعَۃُ الثَّانِیَہ

"اس سے قبل یہ رسالہ فارسی زبان میں طبع ہُوا تھا جس کی وجہ سے وہ حضرات اس کے مطالعہ سے مجبور تھے جو فارسی زبان سے ناواقف ہیں، اس لئے اس کا اُردو زبان میں ترجمہ شائع کیا جاتا ہے تاکہ عام لوگ فائدہ اُٹھا سکیں۔"

اَلقُطُوفُ الدَّانیہ
فی
تحقیق الجماعۃ الثانیہ
(بزبانِ اُردو)

اَلحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العٰلَمِینَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الاَنبِیَاءِ وَالمُرسَلِینَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحبِہٖ اَجمَعِینَ۔

یا الٰہ العالمین! مجھے راہِ حق دکھا اور اس پر چلنا نصیب کر اور باطل کی حقیقت کو واضح کر اور اس سے بچنے کی توفیق عطا فرما۔ واضح ہو کہ اذان و اقامت کے بغیر محلہ کی مسجد میں تکرارِ جماعت کے متعلق علماء کا اختلاف ہے اور اس مسئلہ کے متعلق علماء کا اختلاف ہے اور اس مسئلہ کے متعلق کتب فقہ میں مختلف روایتیں پائی جاتی ہیں لیکن صحیح تامل کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ اصل کراہت میں کسی کو اختلاف نہیں۔ اگر ہے تو کراہتہ تحریمہ و تنزیہہ میں ہے۔ جیسا کہ ضمناً اس رسالہ میں واضح ہو گا اور یہ بھی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ زمانۂ سابق میں تکرارِ جماعت کی رسم نہ تھی۔ اگر اتفاقاً کوئی شخص جماعت سے رہ جاتا تھا تو وہ دوراندیش علماء جو تکرارِ جماعت کے انجام اور خرابیوں کو سمجھتے تھے اس کے متعلق مکروہ تحریمی کا فتویٰ دیتے تھے۔ اور جن علماء نے ان باتوں پر غور نہ کر کے اور اتفاق وقتی کا خیال کیا انہوں نے لاباس (کوئی مضائقہ نہیں) فرما کر اگرچہ تحریمی کا فتویٰ تو نہ دیا لیکن تنزیہہ کو مسلم رکھا۔ لیکن تکرار کا یہ زور شور جو ہمارے زمانہ میں ہے کہ اکثر جماعت ثانیہ جماعت اولیٰ سے زیادہ ہوتی ہے، یہ فتنہ اس زمانہ میں نہ تھا۔ اور اگر وہ بزرگ اس فتنہ کو مشاہدہ کرتے تو یقیناً مکروہ تحریمی کا فتویٰ دیتے۔ کیونکہ بہت سے احکام حالاتِ زمانہ کے تغیر سے بدل جاتے ہیں اور ان کا فتویٰ جواز سے کراہت میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ مقدس میں عورتوں کو نمازِ جمعہ اور پنجگانہ جماعتوں میں شمولیت جائز تھی۔ لیکن آنحضرتؐ کے بعد صحابۂ کرام اور دیگر علماء نے اپنے اپنے زمانہ میں فسادِ زمانہ کی وجہ سے منع فرما دیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اگر رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے زمانہ کی عورتوں کا حال مشاہدہ فرماتے تو یقیناً ان کو باہر نکلنے سے

منع فرماتے اور اس قسم کے بہت سے واقعات ہیں کہ شروع میں اُن کا حکم کچھ اور تھا اور بعد میں فتنہ وفساد کی وجہ سے کچھ اور ہو گیا اور اس کو تبدیل یا منسوخ کرنا نہیں کہا جا سکتا۔ کیونکہ صاحبِ شریعت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد نسخ غیر ممکن ہے۔ بلکہ یہ شرائط و اسباب کی وجہ سے رفع حکم کے مترادف ہے جیسا کہ کتب اصول میں مفصل مذکور ہے۔ غرضیکہ کتب فقہ میں جماعت ثانیہ کے متعلق کراہتہ تحریمی کی روایتیں بھی ہیں اور کراہتہ تنزیہی کی بھی۔ اور بعض نے تحریم کو صحیح کہا ہے اور بعض نے تنزیہہ کو۔ بس اس زمانہ میں اگر کوئی عالم ترکِ جماعت کی عادتِ بد اور عوام کی سُستی کو دیکھ کر کراہتہ تحریم کا فتویٰ دے تو کچھ بعید نہیں اور کراہتہ تنزیہہ میں تو کچھ کلام ہی نہیں۔ اگر کسی احتیاط کی وجہ سے تنزیہہ کا فتویٰ دیا جائے تو کوئی بحث نہ کی جائے گی۔ پس جاننا چاہیئے کہ ائمہ حنفیہ کی ظاہری روایت سے مطلق تکرار کی کراہتہ معلوم ہوتی ہے۔ خواہ اذان و اقامت کے ساتھ ہو خواہ بلا اذان و اقامت اور صاحبِ ظہیریہ نے بھی کراہتہ کو ہی لیا ہے اور بدائع میں بھی کراہتہ کو ہی مسلّم رکھا ہے اور عقلی و نقلی دلیل کو ثابت کیا ہے۔ چنانچہ ردالمحتار میں یہ روایتیں موجود ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ تعالےٰ عنہما اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مکان سے باہر تشریف لائے جب واپس ہوئے تو مسجد میں جماعت ہو چکی تھی۔ آپؐ اپنے کسی رشتہ دار کے گھر تشریف لے گئے اور وہاں جا کر جماعت سے نماز پڑھی۔ اگر مسجد میں جماعتِ ثانیہ مکروہ نہ ہوتی تو آپؐ ایسا نہ کرتے بلکہ مسجد ہی میں جماعت کراتے۔ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب صحابہؓ کی جماعت فوت ہو جاتی تھی تو مسجد میں الگ الگ نماز پڑھا کرتے تھے کیونکہ تکرارِ جماعت سے جماعت کے کم ہونے کا خطرہ ہے۔ ورنہ جب لوگوں کو جماعت کے فوت ہو جانے کا علم ہو جائے گا تو وہ جلدی کریں گے اور جماعت زیادہ ہو گی (یعنی اگر لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے گا کہ اگر ہم سے یہ جماعت فوت ہو گئی تو پھر فضیلت جماعت سے محروم ہو جائیں گے، تو کوشش سے جماعت میں شامل ہوں گے اور جماعت زیادہ ہو گی ورنہ آہستہ آہستہ آتے رہیں گے اور جماعتیں کراتے رہیں گے۔

پس ان روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ علماء ثلٰثہ رحمہم اللہ تعالےٰ سے روایت ظاہر حکم کراہت تکرار ہے اور کراہت جب مطلق ہو تو تحریم مراد ہوتی ہے۔ ردالمحتار میں ہے کہ علماء جب مطلق مکروہ کہیں تو اس سے تحریم مراد ہوتی ہے تاوقتیکہ تنزیہہ کو واضح طور پر ظاہر نہ کریں۔ مصفیٰ میں ہے کہ لفظ کراہتہ جب مطلق ہو تو اس سے تحریم مراد ہوتی ہے امام ابو یوسفؒ نے حضرت امام صاحب سے پوچھا کہ جب آپ کسی مسئلہ میں صرف لفظ "مکروہ" فرمائیں تو اس سے آپ کی کیا مراد ہوتی ہے؟ آپ

نے فرمایا "تحریم" اور جب دلیل پر نظر کی جائے تو کراہتہ تحریمہ ہی ضروری ہے کیونکہ جماعت کا کم یا متفرق ہو جانا مکروہ تحریمی ہے اور جو چیز ان باتوں کا باعث ہو وہ بھی تحریم کے ہی حکم میں ہے۔ اس لئے کہ وسائل کے لئے بھی مقاصد کا حکم ہوتا ہے۔ ہدایہ میں ہے حرام کا سبب بھی حرام ہی ہے۔ البتہ کراہتہ کلی مشکوک ہے۔ کیونکہ اس کی شدت و خفت اس کے نقصان کے مطابق ہوتی ہے جس قدر کراہت تکرار مع الاذان میں ہے بغیر اذان اُس قدر نہیں۔

ردالمحتار میں ہے کہ تنزیہہ کے درجات اپنی شدت اور تحریمہ کے قرب کی وجہ سے مختلف ہیں۔ اس لئے کہ استحباب کے درجے مختلف ہوتے ہیں۔ جیسے سُنّت واجب اور فرض کے درجے۔ پس اسی طرح ان کے اضداد (مکروہ حرام وغیرہ) کے درجے مختلف ہیں۔ اس لئے بعض دفعہ تکرارِ جماعت تنزیہہ کے قریب ہوتی ہے۔ جیسا کہ ترک اذان و اقامت اور محراب کو چھوڑ کر مسجد کے ایک کونہ میں دوسری جماعت کرانا۔ جن حضرات نے جواز کا فتویٰ دیا ہے اس سے بھی کراہتہ مراد[1] ہے۔ چنانچہ اس کی تحقیق آئندہ آئے گی اور باوجود ظاہر روایت کے اس کے خلاف فتویٰ دینا مناسب نہیں۔ ردالمحتار میں ہے کہ جس ظاہر روایت پر ہمارے اصحاب متفق ہو گئے ہیں۔ اسی پر فتویٰ دینا ضروری ہے اور ظاہر ہے روایت اس کو کہتے ہیں جو امام ابوحنیفہ و ابو یوسف و محمد رحمہم اللہ تعالےٰ سے مشہور و معتبر طور پر منقول ہو۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مسجد نبوی میں تکرارِ جماعت کو چھوڑنا حالانکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا ہے کہ مسجد نبوی میں ایک نماز پڑھنا مسجد حرام کے سوا کسی دوسری مسجد میں ہزار نمازیں پڑھنے سے بہتر ہے۔ کراہتہ پر دلیل ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا باوجود افضل کے مفضول کا اختیار کرنا بلا وجہ نہیں ہو سکتا اور اس کی وجہ ظاہر ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جماعت کی اہمیت ثابت و ظاہر فرمائی ہے۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جماعت کے معاملہ میں کس قدر تاکید اور اہتمام فرمایا ہے اور صرف ایک جماعت کے لئے کس قدر ترغیب و ترہیب سے کام لیا کہ فرمایا جو شخص اذان سے قبل مسجد میں حاضر ہوا اس کا ثواب یہ ہے اور وقت سے پہلے جو مسجد میں آئے اس کا ثواب یہ ہے۔ اور جماعت سے نماز پڑھنے اور صفوں کی برکتیں بالخصوص صفِ اول کا ثواب اس قدر ہے اور پھر تارکینِ جماعت کو کبھی منافق فرمایا، کبھی ان کے گھر جلا دینے کی وعید فرمائی۔ وغیر ذٰلک۔ تو ان تمام

---

[1] کتب حنفیہ کے دیکھنے والوں پر مخفی نہیں کہ لفظ جواز بعض اوقات جواز مع الکراہتہ پر بھی بولا جاتا ہے اور کراہتہ تنزیہہ کے ساتھ تو بکثرت استعمال ہے۔

۱۲۔ محمد شفیع دیوبندی عفا اللہ عنہ

وعدہ اور وعید سے اصل مقصود صرف مسلمانوں کا مجتمع ہو جانا، جماعت اولیٰ کی طرف مسارعۃ اور جلدی کرنا اور جماعت کو ترک نہ کرنا ہے۔ ورنہ رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم کی شان سے یہ بات بالکل بعید ہے کہ تارکینِ جماعت کے مکانوں میں آگ لگا دینے کی وعید فرمائیں بلکہ اگر جماعتِ ثانیہ میں کچھ قباحت نہ ہوتی تو تارکین کا عذر قبول فرما کر جماعتِ ثانیہ کا حکم دیتے۔ لیکن چونکہ جماعت اولیٰ ہی کی حاضری کی مراد تھی اس لئے جماعتِ ثانیہ کا قطعًا ذکر نہ فرمایا اور واضح طور پر کراہتہ تکرارِ جماعت کا اشارہ فرما دیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر انجام پر اس قدر گہری تھی کہ سوائے شانِ نبوت کے ممکن نہیں۔ لہٰذا ان باتوں کا بھی انسداد فرما دیا جن سے کسی مفسدہ کا احتمال بھی ہو سکتا تھا۔

پس اس صورت میں اگر بذاتِ خود تکرارِ جماعت فرماتے تو یقیناً تکرار کو مشروع کرتے اور خود (معاذ اللہ) باعثِ تکرارِ جماعت ہوتے اور اہتمام اجماع کے برعکس باعث تفریق ہوتے کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنے تمام افعال کو مشروع و ممنوع جانتے تھے۔ چنانچہ داخلہ مکہ معظمہ کے بعد آپ غمگین ہوئے کہ چاہ زمزم سے پانی کھینچنے کا حکم دینے سے بسبب ہجوم مردم میں نے اپنی اُمت کو تکلیف کے اندر مبتلا کیا اور آپ نے اس سے منع فرما دیا۔ علیٰ ہذا القیاس اس قسم کے بہت سے واقعات کتب حدیث سے معلوم ہو سکتے ہیں۔ اور اسی طرح صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جماعتِ ثانیہ کے ترک کی عادت رکھتے تھے۔ پس جب کہ خود صاحبِ شرع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تکرارِ جماعت کو ترک فرمایا اور صحابہ کرامؓ نے باوجود قابلِ ثواب امور اور نماز باجماعت پر حریص ہونے کے تکرار جماعت سے پرہیز کیا اور علماء حنفیہ کی ظاہر روایت بھی یہی ہے تو اس سے زیادہ اور کیا قوی دلیل ہو سکتی ہے۔ اور جب درایت و روایت کے ساتھ موافق ہو جائے تو یقیناً قابلِ قبول ہے۔

شارح مُنیہ ابن الہمام سے نقل کرتے ہیں کہ جب روایت و درایت سے موافق ہو جائے تو اس کا تبدیل کرنا مناسب نہیں۔ اس صورت میں اگرچہ تکرارِ جماعت ثواب بھی ہو لیکن اس کا ترک زیادہ ضروری اور مقدم ہو گا۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالےٰ کی ایک ذرہ بھر نافرمانی کو چھوڑنا دو جہان کی عبادت سے افضل ہے اور یہی وجہ ہے کہ نفع حاصل کرنے سے نقصان کے دُور کرنے کو مقدم سمجھتے ہیں۔ چنانچہ اشباہ میں ہے کہ جب مفسدہ اور مصلحت میں تعارض ہو جائے تو پہلے مفسدہ کو دور کرنا چاہیئے۔ اور فتح القدیر میں فرمایا ہے کہ فعل سُنت سے مکروہ کا ترک کرنا مقدم ہے اور درحقیقت ترمذی کی اس حدیث سے جس سے جواز تکرار جماعت معلوم ہوتا ہے۔ ایکم یتجر علیٰ ھٰذا الاخر ۃ اور جیسا سنن ابوداؤد میں بھی روایت ہے جواز پر استدلال نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس حدیث سے متنفل کی نماز کا جواز مفترض کے

پیچھے معلوم ہوتا ہے اور یہ تکرارِ جماعت نہیں بلکہ جو تکرار جماعت متنازعہ فیہ ہے وہ مفترض کے پیچھے ہے اور جس پر بروے ظاہر روایت کراہت کا حکم ہے اور جس کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ترک فرمایا اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کا جس کے ترک پر عمل رہا وہ یہی فرض ادا کرنے والے کی نماز فرض ادا کرنے والے کے پیچھے ہے نہ صرف تکرار، ورنہ جماعت تراویح کو بھی بعد نمازِ عشاء تکرار جماعت پر قیاس کر سکتے ہیں (یعنی حدیث ترمذی و روایت سنن ابوداؤد سے جو جواز تکرارِ جماعت معلوم ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ امام نماز فرض ادا کرے اور مقتدی نماز نفل۔ اور چونکہ یہ صورتِ تکرار متنازعہ فیہ نہیں بلکہ فرض ادا کرنے والے کی نماز فرض ادا کرنے والے کے پیچھے ہے اس لئے یہ حدیث موافق مطلب نہیں ہو سکتی۔ مترجم) اور متنفل کا اقتدار مفترض کے پیچھے بالاتفاق جائز ہے۔ بحر میں ہے کہ جب امام فرض ادا کرے اور مقتدی نفل تو اس میں کوئی کراہت نہیں۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ جب تم دو شخصوں نے اپنی سواریوں پر نماز ادا کر لی پھر تم کسی جماعت سے پڑھنے والی قوم کی طرف آئے تو ان کے ساتھ نماز پڑھ لو۔ اور یہ نماز تمہارے لئے نفل ہو جائے گی۔

اور طحطاوی ص۶ میں ہے کہ متنفل کا خلف مفترض نماز سے مراد ہے کہ امام صاحب فرض ادا کر رہا ہو اور مقتدی نفل تو مکروہ نہیں اور اگر تکرار متنازعہ فیہ کو اس پر قیاس کریں تو جاننا چاہیئے کہ یہ حدیث قضیہ شخصیہ کے لئے واقع ہوئی ہے اس شخص کے لئے جو مجبوراً جماعت سے رہ گیا ہو۔ ہر مختلف کے لئے نہیں اور اگر شخصیات سے حکم کلی لینا چاہیں تو قیاس کیا کرتے ہیں، اور قیاس اس جگہ صحیح ہوتا ہے جبکہ نص صریح اس کی ممانعت میں موجود نہ ہو اور یہاں نصوص کثیرہ مثل احراق بیوت اور تارک جماعت کا نفاق و سبب تفریق و تقلیل جماعت و کسل مسلمین قیاس کی مانع موجود ہیں۔ پس سوائے اس قسم کے مختلف کے اور کسی شخص پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ خلاف قیاس حکم اپنے مورد کے لئے محدود ہوتا ہے اس لئے نص کی تمام قیود کا لحاظ رکھا جائے گا۔ یعنی اگر کوئی متخلف مسجد کے گوشہ میں بغیر کسی دوسرے شخص کو بلائے نماز شروع کرے اور کوئی نفل کی نیت سے اس کی اقتدا کرے تو یقیناً یہ تکرار بلا کراہت جائز ہوگا ورنہ ناجائز۔ اور بخاری نے اپنی سنن کے ترجمۃ الباب میں جو تعلیقاً روایت کی ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ جماعت کے بعد مسجد میں آئے۔ پس آپ نے اذان کہی اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھی، کچھ مضائقہ نہیں کیونکہ حضرت انس رضؓ کا فعل کسی راستہ کی مسجد یا اسی قسم کی مسجد پر محمول کر سکتے ہیں۔ اور چونکہ مسجد محلہ میں جماعتِ ثانیہ اذان و اقامت کے ساتھ بالاتفاق مکروہ تحریمی ہے اس لئے مجوزین تکرار کے لئے یہ قول نافع نہیں ہو سکتا اور اس صورت میں حضرت

انسؓ کا یہ فعل اقوالِ سابقہ کا معارض نہیں ہو سکتا۔ الحاصل جب روایت غیر مشہورہ آثار و اخبار کی موافقت سے مرجح ہو جائے تو ظاہر روایت بطریق اولیٰ راجح ہو جائے گی۔ ابن نجیم صاحبِ بحر الرائق میں سراج وہاج سے روایت کی ہے کہ اگر کوئی شخص ایسی مسجد میں داخل ہو جس میں جماعت ہو چکی ہو تو نہ اذان دے اور نہ اقامت کہے۔ تو یہ مکروہ ہے کہ اذان کہیں اور جماعت دوبارہ کریں بلکہ الگ الگ پڑھیں اور صاحبِ بحر کا اس موقعہ استدلال پر اس روایت کو نقل کرنا کراہتہ جماعتِ ثانیہ اور اختیارِ وحدت کی دلیل ہے اور کنز العباد میں فوائد جامع الصغیر سے نقل کیا ہے کہ جب کوئی شخص مسجد میں داخل ہوا کہ اس میں جماعت سے نماز پڑھی گئی اور وہ مسجد کسی قوم کی مسجد ہے (یعنی مسجد راہ وغیرہ نہیں بلکہ محلہ کی مسجد ہے) پس وہ اس میں اکیلا نماز پڑھے بغیر اذان و اقامت کے اور اگر اذان و اقامت سے پڑھی تو مکروہ ہے اور رد المحتار میں ہے طحطاوی سے نقل کیا ہے۔ شافعیہ کی اقتدار افضل ہے لیکن تاخیر کرنا مکروہ ہے۔ اس لئے کہ ایک مسجد میں جماعت کی تکرار ہمارے نزدیک بقول معتمد مکروہ ہے۔ مگر ہاں جبکہ جماعت اولیٰ اس مسجد والوں کے بغیر ہوئی یا مکروہ طریق پر ادا کی گئی ہو۔ اور طحطاوی اس روایت کو باب اقامت میں نقل کرتے ہیں اور معلوم ہے کہ جس جگہ مذاہب کی تعداد جماعت ہے وہاں ہیئت اولیٰ اور مکان کے تغیر و اختلاف کے ساتھ بلا اذان ہے۔ اور یہ معلوم ہو چکا کہ عند الاطلاق کراہتہ کے لئے تحریم کا حکم ہے۔ اور یہاں شرح منیہ کی روایت کا ذکر ضروری ہے کہا کہ اگر مسجد کا امام و مؤذن ہے تو ہمارے نزدیک اذان و اقامت کے ساتھ جماعت ثانیہ مکروہ ہے اور امام صاحبؒ سے روایت ہے کہ اگر جماعتِ ثانیہ تین سے زائد کی ہو تو مکروہ ہے۔ اور امام یوسفؒ سے روایت ہے کہ اگر ہیئت اولیٰ پر نہ ہو تو مکروہ ہے ورنہ نہیں اور یہی صحیح ہے۔ اور محراب سے ہٹ جانا ہیئت کو تبدیل کر دیتا ہے ایسا ہی بزازیہ میں ہے۔

پس پہلے جاننا چاہیئے کہ ہیئت جماعت اولیٰ تین چیزوں سے ہے۔ ایک اذان دوم اقامت سوم محراب جو امام کے کھڑے ہونے کی جگہ ہے۔ اب رہا ہیئت جماعت میں اذان و اقامت کا دخل، تو ہدایہ میں کہا ہے کہ اگر کوئی اکیلا شخص نماز اس ہیئت سے پڑھے کہ اذان کہے اور اقامت کہے تو یہ ہیئت جماعت ہو گی اور محراب یہ شرح منیہ سے معلوم ہوتی ہے جیسا کہ کہا ہے "محراب سے عدولی کرنا ہیئت کو تبدیل کر دیتا ہے"۔ اور یہ تینوں باتیں جماعتِ اولیٰ میں موجود ہیں۔ پس ان تینوں میں سے ایک کے نہ ہونے سے ہیئتِ اولیٰ تبدیل ہو جائے گی۔ اگرچہ نفس ہیئت جماعت باقی رہے۔ چنانچہ لفظ "یختلف" اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اور چونکہ اذان و اقامت کو ہیئت میں ظاہری دخل ہے۔ اس لئے شارح منیہ کو اختلاف ثابت کرنے کی ضرورت سوائے محراب کے ان کو ترک کر کے پیش نہ آئی۔ اس وجہ سے کہ محراب کا بظاہر جماعت میں دخل نہ تھا۔ کیونکہ مسجد تمام ایک مکان ہے اس کی کوئی جگہ خاص خصوصیت نہیں رکھتی۔ اور محراب کی ضرورت

کثرتِ جماعت کے وقت ہوتی ہے تاکہ امام وسط صف میں کھڑا ہو۔ اس وجہ سے محراب سنت ہے ورنہ اس کے بعد چھوڑ دینے میں کوئی حرج نہیں، بخلاف اذان و اقامت کے۔ اسی وجہ سے شارح منیہ نے بزازیہ سے سند بیان کی۔ یہاں یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ اس بات کے چھپانے سے کہ تغیرِ ہیئت میں مکان و مقام کو دخل ہے یا نہیں شاید کوئی اس بات کا منکر ہُوا ہو۔ اس وجہ سے ردّالمحتار میں تاتارخانیہ سے روایت ہے "وبہ ناخذ" یعنی باختلاف ہیئت محراب کو بدل دینے سے اور قرینہ اس کا یہ ہے کہ ردّالمحتار نے باب اذان میں کہا ہے "ہاں صحیح یہ ہے کہ تکرارِ جماعت مکروہ نہیں جبکہ ہیئت اولیٰ پر نہ ہو" صحیح" کے ساتھ ناخذ نہ کہا۔ حالانکہ بہ ناخذ "ہوالصحیح" سے زیادہ موکد اور ایسے موقعہ پر سند کے لئے زیادہ نہ ہوئی۔ مگر صاف ظاہر ہوتا ہے کہ "بہ ناخذ" کی ضمیر ہیئت کے اختلاف کی طرف نہیں بلکہ عدم کراہتہ کی طرف ہے۔ اس وجہ سے "ہوالصحیح" ہی مناسب ہُوا۔ جیسا آئندہ بیان ہوگا۔

الغرض جب ہر سہ صورتوں کا جماعت اولیٰ کی ہیئت دخل ہے کہ اگر تینوں صورتیں نہ رہیں تو قطعاً ہیئت اولیٰ نہیں اور اگر دو صورتیں مرتفع ہو جائیں خواہ وہ کوئی سی دو ہوں اذان و اقامت ہو یا اذان و محراب یا اقامت و محراب تاہم ہیئت مرتفع ہو جائے گی۔ اس لئے کہ اکثر پر کل کا حکم ہوتا ہے اور اگر ایک صورت مرتفع ہو جائے پھر بھی ہیئت اولیٰ مرتفع ہو جائے گی۔ کیونکہ ایک جزو کے ارتفاع سے بھی ہیئت کلی مرتفع ہو جاتی ہے۔ اور بزازیہ کی عبارت کا مطلب جو شارح منیہ نے نقل کی ہے یہی ہے کہ صرف محراب کے اختلاف سے ہیئتِ اولیٰ کے اختلاف کا حکم ہو جاتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ حرمین شریفین میں اذان و مکان کے ترک پر اکتفا کیا اور ترک اقامت کی ضرورت نہ سمجھی۔ اور یہ بھی جاننا چاہیئے کہ محراب کا ترک کرنا اذان و اقامت کے ترک سے کم ہے۔ اس لئے کہ محراب میں کھڑا ہونا اس غرض سے مسنون ہوتا ہے کہ امام درمیان رہے۔ ردّالمحتار میں ہے: "سُنت یہ ہے کہ امام محراب میں کھڑا ہو اور بظاہر یہ صورت جماعت کی کثرت کے وقت ہے تاکہ امام غیر وسط میں کھڑا نہ ہو اور اگر یہ صورت نہ ہو مکروہ نہیں۔ پس معلوم ہُوا کہ ترکِ محراب کثرتِ جماعت کے وقت مکروہ تنزیہی ہے ورنہ جائز ہے۔ اور جب کہ بزازیہ کے قول کے مطابق ادنیٰ اختلاف (عدول محراب) سے اختلاف ہیئت ہو جاتا ہے تو ترکِ اعلیٰ (ترکِ اذان و اقامت سے) بطریق اولیٰ ہوگا۔ کیونکہ اذان و اقامت خواص جماعت سے ہیں بالخصوص اقامت۔ اور اس وقت میں اگر جماعت ثانیہ اذان و اقامت اور بلا عدولِ محراب کریں تو شدید کراہتہ ہوگی اور صرف اذان کے بغیر کم۔ اور بغیر اذان و اقامت کے صرف محراب میں کھڑا ہونے سے اس سے کم۔ اور تینوں کے بغیر اس سے بھی کم۔ کیونکہ ظاہر روایت میں اطلاق کراہت کو کسی شق میں مستثنیٰ نہیں کیا۔ اگرچہ افراد کے اختیار میں کراہتہ میں فرق آجائے۔ اور صاحب بحر نے اپنے رسالہ میں باوجود تبدیل ہیئت اولیٰ کے جیسے کہ جماعتِ ثانیہ کرنے والے عام طور پر اذان و اقامت کے ترک سے کر لیتے ہیں۔ تکرارِ جماعت کو مکروہ کہا ہے اور اسی کو معتبر کہا۔ اور بحرالرائق میں بھی سراج وہاج کی روایت سے اکیلا پڑھنے کی تصریح کی۔ پس واضح ہُوا کہ دوسری ہیئتوں کا بدل دینا کراہتہ مطلقہ کو دور نہیں کرتا۔ البتہ کراہتہ کی تغلیظ دور ہو جاتی ہے۔ اور پہلے گزر چکا کہ کراہتہ تحریمیہ کے افراد

تغلیظ و تخفیف میں مختلف ہوتے ہیں۔ پس یہ عوام نے گھڑ لیا کہ جماعتِ ثانیہ اگر اقامت سے ہو تو مکروہ ہے اور اگر تینوں باتوں کے ارتفاع سے ہو تو بلا کراہۃ مطلق جائز ہے درست نہیں۔ کیونکہ جب اختلافِ ہیئت دونوں میں موجود ہے تو صرف درجات کا فرق ہو گا، اسی طرح دوسری شقوں میں۔ بلکہ کراہۃ سب میں موجود ہے اگرچہ ایک کی کراہۃ دوسرے سے زیادہ ہو۔ ان تمہیدوں کے بعد شرح مُنیہ کی مذکورہ روایت کے معنی معلوم کرنے چاہئیں کہ جب اوّل شارح منیہ نے کہا کہ یکرہ تکرار الجماعۃ عندنا (ہمارے نزدیک تکرارِ جماعت مکروہ ہے۔ پس لفظ "عندنا" (ہمارے نزدیک) علمائے ثلثہ حنفیہ کا صاف اقرار کر کے کراہۃ تحریمی ثابت کی۔ کیونکہ اذان و اقامت کے ساتھ جماعتِ ثانیہ کی تحریم متفقہ ہے اور عندالاطلاق وہی تحریم مراد ہوتی ہے جبکہ ظاہر روایت سے کراہۃ تکرار تمام صورتوں میں معلوم ہوئی۔ لہٰذا اذان و اقامت کا مفہوم مخالف مضر نہیں۔ کیونکہ جو کچھ شارح مُنیہ نے روایت کی وہی ظاہر روایت علماء ثلثہ سے ہے۔ جیسا کہ ظاہر ہے اور شارح مُنیہ کی تقیید سے ظاہر روایت مقید نہیں ہو سکتی۔ اس لئے کہ اول تو مفہوم اکثری ہے نہ کلی۔ اور اس کے ساتھ ہی دوسری روایت کی مخالفت کی صورت میں مفہوم معتبر نہیں ہوتا۔ اور صاحبِ ظہیریہ نے یہ صراحۃً ظاہر روایت سے اکیلے نماز پڑھنے کو بیان کیا ہے اور شارح مُنیہ نے بعض شقوں سے سکوت اختیار کیا ہے۔ پس شارح مُنیہ نے کراہۃ تحریم تکرار ثابت کرنے کے بعد امام یوسفؒ سے دوسری روایت نقل کی جس سے ہیئتِ اولیٰ کے اختلاف کی صورت میں کراہۃ تحریم کی نفی معلوم ہوتی ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ امام یوسفؒ سے ایک روایت میں منقول ہے کہ ہیئت کے اختلاف سے کراہۃ تحریمہ نہیں رہتی نہ یہ کہ کراہۃ مطلق ہی مرتفع ہو جاتی ہے۔ اگرچہ بعض صورتوں میں کراہۃ ایک دوسرے سے خفیف ہو جیسا کہ تینوں باتیں چھوڑنے سے جیسا کہ پہلے گزرا۔ اور نہ لازم آتا ہے کہ اگر ہیئتِ اولیٰ کا اختلاف صرف محراب چھوڑ دینے سے ہو جائے اور اذان و اقامت اپنی حالت پر رہیں تو کراہۃ پھر بھی نہ ہو۔ کیونکہ ترکِ محراب کی وجہ سے ہیئتِ اولیٰ تو باقی نہ رہی جیسا کہ بزازیہ سے معلوم ہُوا یہ بالکل غلط ہے۔ پس شارح مُنیہ نے کہا ہے کہ صحیح یہی ہے کہ اختلافِ ہیئت سے کراہۃ میں کمی ہو جاتی ہے۔ نہ جیسا کہ ظاہر روایت ہے کہ علی الاطلاق کراہۃ تحریم تکرار اس سے مستفاد ہے۔ اس لئے کہ بقول ردالمحتار جب کلام علماء میں ہو تو اس سے تحریم مراد لیتے ہیں۔ تاوقتیکہ تنزیہہ کا لفظ صاف طور پر بیان نہ کیا جائے۔

پس غور کرنا چاہیئے کہ ظاہر روایت اور امام ابو یوسفؒ کی اس روایت کو اصل کراہۃ میں اختلاف نہیں اور اس کی تائید میں یہ ہے کہ صاحبِ بحر نے امام یوسفؒ کی اسی روایت کو لفظ لا بأس سے نقل کی ہے۔ بحر میں ہے اور مجتبیٰ میں کہا ہے مسجد میں اذان و اقامت کے ساتھ تکرارِ جماعت مکروہ ہے اور امام یوسفؒ سے روایت ہے کہ تکرارِ جماعت قومِ کثیر کے ساتھ مکروہ ہے۔ لیکن ایک نے ایک کے ساتھ یا دو کے ساتھ پڑھی اور امام کی جگہ کو بدل دیا تو مطلق کوئی حرج نہیں اور امام محمدؒ سے روایت ہے کہ تکرارِ جماعت اگر دوسرے کو بلا کر علی الاعلان کی جائے تو مکروہ ہے۔ لیکن اگر پوشیدہ گوشۂ مسجد میں ہو تو کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ "لا بأس" کراہۃ تنزیہہ کا مقتضی ہے۔ ردالمحتار میں نہایہ سے روایت ہے لفظ "لا بأس" دلیل ہے کہ مستحب اس کے علاوہ ہے اور جس جگہ دلیل کراہۃ موجود ہو ترک مستحب مکروہ تنزیہی ہوتا ہے اور اگر مفہوم اذان و

اقامت کی قید شرح مُنیہ کی روایت میں معتبر ہو۔ جیسا بعض لوگ کہتے ہیں کہ اذان و اقامت کے ساتھ مکروہ ہے اور بغیر ان کے غیر مکروہ اور وہ جانتے ہیں کہ اذان و اقامت کے ترک سے ہیئت اولیٰ تبدیل ہو جاتی ہے تو اس کے معنی بعینہٖ یہ ہُوئے کہ تغیر ہیئت کے ساتھ غیر مکروہ ہے اور بلا تغیّر ہیئت مکروہ۔

پس مَیں کہتا ہوں کہ امام یوسفؒ کی اس روایت کو نقل کرنا محض لغو ہے اور مندرجہ ظاہر روایت لفظ "عندنا" سے اور امام یوسفؒ کی روایت میں مطلق مقابلہ نہیں رہتا اور امام یوسفؒ اپنی روایت میں اپنی اس ظاہر روایت سے ہرگز اختلاف نہیں کرتے۔ پس اس کے نقل کرنے کی کس لئے اور کس وجہ سے ضرورت پیش آئی۔ اگر آپ کے اس قول سے کہ "اگر پہلی شکل و ہیئت پر نہ ہو، ہر سہ امور کا نہ ہونا مراد لیتے ہیں اور روایت بزازیہ میں ان کے قول کے ساتھ "محراب کو چھوڑ دینے" کی قید اذان و اقامت چھوڑ دینے کے ساتھ بڑھاتے ہیں۔ اگرچہ بزازیہ کی عبارت اس کے مخالف ہے مگر پھر بھی بحر لفظ "لا بأس" کراہتہ تنزیہہ کے لئے قائم رکھتا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ اس روایت میں امام یوسفؒ کی مراد عدم کراہتہ تحریم ہے نہ کہ کراہتہ تنزیہہ کی نفی۔ نیز حدیث (لا یصلی بعد صلوٰۃ مثلوہا) "نماز کے بعد اسی طرح نہ پڑھو" کے تحت میں عینی شرح کنز میں اور صاحب مستخلص عینی کی شرح میں اور صاحب کفایہ و عنایہ ہدایہ کے حاشیہ میں روایت کرتے ہیں اور "ہمارے بعض مشائخ نے کہا ہے کہ اس حدیث سے مساجد میں تکرارِ جماعت سے منع کرنا مراد ہے" اور فتح القدیر میں کہا ہے کہ "یا ہیئت اولیٰ سے مکرر جماعت پر محمول ہے اور رد المحتار میں اسی حدیث کے تحت میں کہا ہے کہ "فخر الاسلام نے کہا اگر اس حدیث کو مسجد محلہ میں تکرارِ جماعت پر محمول کیا جائے تو صحیح ہے اور اسی کو بحر میں شرح جامع صغیر مؤلفہ قاضی خان سے نقل کیا ہے۔ پھر بحر میں کہا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ اگر تکرار صلوٰۃ مسجد میں ہیئت اولیٰ پر ہو تو مکروہ ہے" اور ان روایات سے بھی کراہتہ تحریم تکرار جماعت معلوم ہوتی ہے اس لئے کہ "لا یصلی" کہ نفی بمعنی نہی ہے زجر و تحریم کے معنوں میں ہے۔ پس اکثر علماء نے اس کو علی الاطلاق رکھا ہے مثل تعمیم ظاہر روایت کے اور نفس جماعت میں مماثلت لی ہے اس لئے کہ مماثلت تمام اوصاف میں محال ہے مگر صاحب فتح و بحر نے ہیئت اولیٰ کی قید بڑھا دی جس کا بیان شرح مُنیہ کی تقریر میں گزر چُکا کہ اگر بقید ہیئت مُراد لیں تو عدیم کراہتہ سے مراد ہے۔ ورنہ صاحبِ بحر کا کلام بحر کی ایسی روایت میں اور اپنے اس رسالہ کی روایت میں جس سے طحطاوی نے نقل کیا ہے اور خود بحر کی مسلّمہ روایت میں جو سراج سے نقل کی ہے متعارض و مخالف ہوگا اور یہ مستبعد ہے۔ اور حرمین شریفین کی تکرار جماعت پر علماء کا انکار بھی باوجود تبدیل ہیئت کے دلیل کراہت ہے کیونکہ اگرچہ تبدیل ہیئت کی وجہ سے ان کا تکرار جماعت بروئے روایاتِ مذکورہ بالا تحریم کے درجہ میں نہیں رہا مگر تاہم کراہتہ مخففہ پر بھی ہمیشہ عمل کرتے رہنا مناسب نہیں۔ کیونکہ تفریق (جماعتِ اولیٰ کی حاضری میں) سُست ہو جانا (یہ دونوں قباحتیں ہیئت اولیٰ تبدیل کر لینے پر بھی) موجود ہیں اور رد المحتار میں آثارِ بالا نقل کرنے کے بعد منقول ہے" اور اس لئے کہ اس طرح اطلاق میں جماعت کی کمی ہے اس وجہ سے کہ مسلمانوں کو جب معلوم ہو جائے گا کہ (جماعتِ اولیٰ فوت ہو جانے سے) ان کی جماعت فوت نہ ہوگی (بلکہ دوسری کر لیں گے) لیکن راستہ کی مسجد میں سب لوگ برابر ہیں اس میں کسی جماعت کی تخصیص نہیں' ایسا ہی بدائع وغیرہ میں ہے۔ اس استدلال کا مقتضی مسجد محلہ میں کراہت تکرار ہے اگرچہ بغیر اذان ہو۔ اس قول کی تائید ظہیریہ کی ظاہر روایت کرتی ہے اور ایسا ہی علامہ سندھی تلمیذ محقق ابن الہمام

نے اپنے رسالہ میں ذکر کیا ہے کہ اگر اہل الحرمین نمازیں کئی اماموں کے ساتھ متواتر جماعتوں میں پڑھتے ہیں تو بالاتفاق مکروہ ہے اور ہمارے بعض مشائخ سے اس کا صراحۃً انکار نہیں کیا گیا ہے۔

ان تمام روایات سے معلوم ہُوا کہ باوجود تبدیل ہیئت اولیٰ کراہۃ باقی رہتی ہے اگرچہ بعض کے نزدیک تنزیہہ ہو اور کنز العباد میں بھی ہے کہ" اور کافی میں ہے کہ ہمارے نزدیک تکرارِ جماعت جائز نہیں۔ اور جامع صغیر میں ہے کہ کوئی شخص مسجد میں داخل ہُوا کہ محلہ والوں نے اس میں نماز ادا کر لی۔ پس وہ بغیر اذان و اقامت کے پڑھے۔ کیونکہ تکرارِ جماعت اس کے قلت کا باعث ہے۔ چونکہ کوئی شخص جماعت فوت ہو جانے سے نہ ڈرے گا تو اس لئے یہ مکروہ ہو گا" اس موقع پر بعض لوگوں کو طحطاوی کی اس روایت سے تشویش ہوتی ہے: فلا کراھتہ مطلقاً (اس میں مطلق کراہت نہیں) لہٰذا اس کا بیان ضروری ہے۔ طحطاوی نے باب اذان میں اپنے قول" بن یکرہ اور الاخیرۃ کے ساتھ باب امامت میں کہا ہے کہ اذان ثانی میں خلط اور تلبیس ہے۔ کیونکہ اکثر غلطی سے اذان ثانی کو اذان اول خیال کیا جائے گا۔ لیکن جب جماعت بغیر اذان کے دوبارہ پڑھی جائے تو اس میں مطلق کراہت نہیں اور اسی پر مسلمان متفق ہیں"۔ پس اوّل سُننا چاہیئے کہ ظاہر عبارت طحطاوی یہ ہے کہ کراہت تکرار اور اس کے عدم میں فرق کرنے والی چیز صرف اذان ہے اسی وجہ سے تکبیر اقامت اور عدول محراب کا ذکر نہیں کیا اور جو کچھ کراہت اذان کے لئے وہ دلیل لائے ہیں یقیناً درست ہے لیکن ایک دلیل کے بیان کر دینے سے دوسری دلیلوں کی نفی لازم نہیں آتی اور اس دلیل کا اقتضاء تحریم ہے اور اس کے ساتھ معصیت کا افشاء تقصیر و کسل کا اظہار اذان کی صورت میں بدرجہ کمال ہے۔ لہٰذا طحطاوی نے کہا کہ صاحب درمختار نے قید محلہ بڑھا دی ہے اور مجتبیٰ سے کہ اس کی عبارت بحر سے پہلے نقل کر دی گئی اطلاق مساجد کا مفہوم حاصل ہوتا ہے اور یہی راجح معلوم ہوتا ہے۔ پس اذان کے ساتھ تکرارِ جماعت جس طرح مسجد محلہ میں مکروہ تحریمی ہے۔ دوسری مسجدوں میں بھی ہونی چاہیئے۔ لیکن جب بغیر اذان کے دوبارہ پڑھی جائے تو کراہت نہیں یعنی تحریمی۔ یعنی تمام مساجد میں اسی وجہ سے کہ لفظ مطلقاً" فلا کراہت" کے پہلو میں واقع ہُوا ہے تو اس لئے خیال پیدا ہُوا کہ عدم کراہت مطلقاً سے مراد ہے نہ تحریمی کراہت ہے نہ تنزیہی حالانکہ بات یہ نہیں بلکہ" مطلقاً" وہی مراد ہے جیسا کہ صدر روایت میں کہا ہے اور مجتبیٰ کی روایت" وعلیہ المسلمون" یعنی قرون ثلثہ اور اسلاف کے بعد کے مسلمان اور" علیہ المسلمون" سے بھی کراہت تنزیہہ معلوم ہوتی ہے کیونکہ تمام مسلمان عوام خواص اتفاق رکھتے ہیں کہ جماعتِ ثانیہ افضل نہیں اور افضلیت کا نہ ہونا بھی کراہت تنزیہہ ہے۔ غایۃ کراہت جنس مشکوک ہے اور اس کے تحت دو نوع ہیں۔ اوّل کراہت تنزیہہ کہ اس کی جس کراہت اور ترک اُس کا مسنُون ہے اور اس کے بعض افراد قریب تحریم اور بعضے کم۔ اور اساوۃ (برائی) جو کراہت سے بھی زیادہ بُری چیز ہے یہ بھی اسی کراہت میں ہے۔ دوم کراہت تحریم جس کا ترک کرنا واجب ہے اور اس کے بھی قلت و کثرت مفاسد کے لحاظ سے کئی درجے ہیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تین قسمیں قرار دی جائیں یعنی تنزیہہ اور تحریم کے درمیان تیسری قسم اساءۃ قرار دی جائے۔ اس صورت میں اساءۃ (برائی) کو ترک کرنا مسنون اور تنزیہہ کا ترک مستحب کہا جا سکتا ہے۔ پس طحطاوی نے جس کراہت کی نفی کی ہے یہی کراہت تحریم کی قسم ہے جس کا باب اذان میں اقرار کیا ہے نہ مطلق کراہت اور اس صورت میں کوئی اختلاف نہیں اور کیونکر ہو سکتا ہے جبکہ خود طحطاوی نے بابِ امامت میں ابن نجیم سے نقل کیا ہے" بلکہ دیر کرنا مکروہ ہے اس وجہ سے کہ تکرارِ جماعت ایک ہی مسجد میں بقول معتمد ہمارے نزدیک مکروہ ہے" اور اس روایت کو معتبر سمجھ کر سند بیان

کی ہے اور ظاہر ہے کہ حنفیہ کی جماعت شوافع کے بعد بلا اذان ہوتی ہے اور اگر یہ بات ہمارے کہنے کے مطابق نہیں تو طحطاوی کا اپنے قول میں تعارض ہوگا اور یہ درست نہیں بلکہ ناظرین قلتِ تدبر کی وجہ سے تعارض میں پڑ گئے۔ نیز ردالمحتار میں ہے جبکہ احلوانی نے زمانہ سلف میں جماعت کا ایک ہی دفع ہونا بیان کیا ہے اور جیسا رسولِ محترم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ مقدس میں اور آپ کے بعد خلفائے کرام کے زمانہ میں ہوتا رہا۔ اور یہ بات معلوم ہوگئی کہ تکرارِ جماعت مکروہ ہے بروایت ظاہر۔ مگر ایک روایت میں امام صاحبؒ اور ایک روایت میں امام یوسفؒ سے (کراہۃ ثابت نہیں) جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کر دیا اور عنقریب اس کا بیان آئے گا۔ اہلِ مذہب کے نزدیک جماعت کے واجب ہونے کی وجہ سے کہ اگر اتفاقاً فوت ہو جائے تو گنہگار ہوتا ہے اور ایسے موقع پر جماعت کے لئے جلدی آنا ضروری ہے نہ اول وقت ادا کرنے کی وجہ سے یا مسجد میں ادا کرنے کی وجہ سے بلکہ جماعت کے قائم کرنے کی غرض سے ورنہ جماعت کرانا پڑے گی اور یہ دونوں باتیں مکروہ ہیں"۔ اس روایت میں بنظر ظاہر عیاں ہے کہ تکرار جس پر کراہۃ کا حکم ہے وہ تکرار بلا اذان ہے اور یہ بھی ثابت ہے کہ صحابۂ کرامؓ اور سلف عظام کے زمانہ میں تکرارِ جماعت نہ تھا جیسا کہ خود ردّ محتار میں شرح جامع صغیر میں نقل کیا ہے "کہ تکرارِ جماعت بدعت" ہے اور علماء ثلثہ حنیفہ کراہۃ کے قائل ہیں سوائے امام صاحبؒ کی ایک روایت اور ایک روایت امام یوسفؒ کے کہ جس کا مطلب تحریم نہیں بلکہ تنزیہہ ہے۔ اور ایسی ہی روایت امام محمدؒ جس کی نقل بحوالہ بحر پہلے کر دی گئی۔ اور ایسی شاذ روایتیں مذہب کے لئے باعثِ عیب نہیں ہوتیں۔ اسی وجہ سے طحطاوی نے قول "وعلیہ المسلمون" پر بعد القرون ثلثہ والسلف" کی قید زیادہ کر دی اور جو ردالمحتار میں خزائن سے نقل کیا ہے "مسجد محلہ میں اذان و اقامت کے ساتھ تکرارِ جماعت مکروہ ہے، جب پہلی دفعہ دوسرے لوگوں نے اذان و اقامت سے نماز پڑھی ہو یا اہلِ محلہ ہی نے پڑھی ہو لیکن اذان آہستہ دی ہو۔ اگر اس محلہ والے بغیر اذان و اقامت کے دوبارہ جماعت کریں یا راستے کی مسجد ہو تو بالاجماع جائز ہے اور اسی طرح درمختار میں ہے۔ اور منبع میں کہا ہے اور تقیید مخصوص مسجد سے احتراز ہے شارح سے اور احتراز ہے اس بات سے کہ جب مسجد محلہ میں جماعت بغیر اذان کی گئی تو بالاتفاق جائز ہے"۔ نیز شرح مجمع کی عبارت جو کہ عالمگیریہ میں بھی منقول ہے" اور اذان ثانی کی قید اس لئے کہ اگر انہوں نے بلا اذان نماز پڑھی تو بالاتفاق جائز ہے" بھی کوئی خدشہ کا مقام نہیں اس لئے کہ اس کہنے سے کہ" اقامت و اذان کے ساتھ تکرار جماعت مکروہ ہے" ظاہر ہے کہ کراہۃ تحریم مراد ہے۔ چنانچہ اوپر یہی بات ردمحتار نے کہی ہے کہ مکروہ ہے یعنی تحریمی اور بقول کافی "جائز نہیں" اور مجمع میں" جائز نہیں" اور شرح جامع الصغیر میں ہے کہ" یہ بدعت ہے" پس جو کچھ اس کے بعد کہا اگر" ان کے بغیر تکرار جماعت ہو بالاتفاق جائز ہے"۔ تو اذان و اقامت کے وصف کے دُور کرنے سے اسی تحریم کی نفی ہے نہ کہ تنزیہہ کی اور لفظ جواز کراہۃ کے منافی نہیں۔ کیونکہ اکثر جواز سے کراہۃ بغیر تحریمہ مراد لیتے ہیں۔ ردالمحتار میں ہے کہ" اور مطلق جائز کہا جاتا ہے اور اس سے مکروہ مراد لیا جاتا ہے۔ اور حلیہ میں اصول ابن الحاجب سے مروی ہے کہ وہ مطلق کہتا ہے اور اس سے وہ فعل مراد لیتا ہے جو شرعاً ممنوع نہ ہو۔ اور وہ مباح، مکروہ، مندوب اور واجب پر شامل ہے لیکن بظاہر مکروہ سے مراد تنزیہی ہے۔ کیونکہ مکروہ تحریمی شرعاً مکروہ ہے"۔

غرض مکروہ تحریمی سے کم پر کبھی لفظ "جائز" کا اطلاق کرتے ہیں۔ پس خزائن کے "جاز اجماعاً" سے یہی کراہت تنزیہی

مُراد ہے اور پہلے اشارہ ہوچکا کہ کراہت کی قسموں میں فرق ہوتا ہے اور ہیئت کے تغیّر سے کراہت میں تخفیف ہو جاتی ہے۔ پس کوئی فرق (ہمارے بیان اور خزائن کی تقریر میں باقی) نہ رہا ورنہ ظاہر ہے کہ لفظ "اجماعًا" کے معنی صحیح نہ ہوں گے اور مباح وہ ہے کہ اس کا کرنا چھوڑنا یکساں ہو اور کرنے اور چھوڑنے میں ثواب و عذاب نہ ہو اور کبھی مباح سے مکروہ تنزیہہ بھی مُراد لیتے ہیں۔ ردّالمحتار میں اوقاتِ مکروہہ کے باب میں کہا بظاہر مباح سے مراد غیر ممنوع ہے۔ پس کراہتہ تنزیہہ کے منافی نہیں۔ پس شرح مجمع وغیرہ میں جو کہا ہے "بالاتفاق مباح ہے" تو یہ کراہتہ تنزیہہ کے منافی نہیں ورنہ لفظ "اتفاقات" کے کچھ معنی نہ ہوں گے۔ کیونکہ کراہتہ پر جملہ ائمہ کا اتفاق معلوم کیا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس جس روایت میں بھی اس قسم کے الفاظ ہوں موجبِ حیرت نہیں۔ جیسا کہ لَا باس" اور "لم یرَ بہ بسا" وغیرہا کیونکہ یہ الفاظ کراہتہ تنزیہہ کے منافی نہیں چنانچہ پہلے تحقیق گزر چکی اور بعض کتابوں میں جو "بلا کراہتہ بالاتفاق جائز ہے" کہا ہے۔ پس اس کے معنی بلا کراہتہ تحریمہ ہے۔ چنانچہ حلبی، طحطاوی اور ردالمحتار نے درمختار قول کی شرح میں ہے "جائز ہے۔ بلا کراہتہ یعنی بلا کراہتہ تحریمہ" اور خود معلوم ہے لفظ "جواز" تحریم کے علاوہ اور حکم کے لئے بولا جاتا ہے۔ لہٰذا جائز بلا کراہتہ سے کراہتہ تنزیہہ سوائے تحریم کے مُراد ہے اور باوجود اس کے مَیں کہتا ہوں کہ منبع کی اس عبارت کے معنی کہ جماعتِ اولیٰ اگر مسجد محلّہ میں بغیر اذان پڑھی گئی ہو تو اذان ثانی بلاجماع جائز ہے۔ کیونکہ تکرارِ اذانِ ثانی نہیں ہُوا۔ کیونکہ یہ تو حقیقت میں اذانِ اولیٰ ہے۔ اور شرح مجمع کی روایت میں "اذا کان المسجد لہ امام معلوم وجماعۃ معلومۃ فصلوا فیہ باذان واقامۃ الخ" ظاہر ہے کہ صلوا کی ضمیر امام معلوم اور جماعت معلومہ کی طرف راجع ہے اور اس کے بعد جو اس کی عبارت ہے لانہم لو صلوا بلا اذان مباح اس میں بھی ان صلوا کی ضمیر کا مرجع امام معلوم اور جماعت معلومہ ہے۔

پس معنی یوں ہوئے کہ "انہوں نے یعنی جماعت معلومہ نے اگر نماز پڑھی یعنی پہلی دفعہ بغیر اذان تو بالاتفاق مباح ہے۔ کیونکہ یہ اذان اذانِ اوّل ہے نہ کہ ثانی اور ایسے ہی عالمگیریہ کی عبارت کے معنی ہیں اور ان عبارتوں کا یہ ترجمہ زیادہ بہتر اور واضح ہے اُن ترجموں سے جو جماعتِ ثانیہ کے مجوزین کرتے ہیں اور بلاضرورت ضمائر کو منتشر کرتے ہیں اور روایات میں پڑتے ہیں اور یہ مسئلہ وہی ہے جو خزائن میں کہا ہے ولو صلی اھلہ الخ اور ردّالمحتار کی عبارت کہ "صحیح یہ ہے کہ اگر ہیئتِ اولیٰ پر نہ ہو تو تکرارِ جماعت رجوع مکروہ نہیں کراہتہ تکرار کی مخالف نہیں اس وجہ سے کہ صاحب ردّالمحتار اس عبارت سے اپنی منقولہ عبارت شرح مُنیہ کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور شرح مُنیہ کی عبارت کے معنی معلوم ہوگئے اور پھر بھی صاحب ردالمحتار نے اسی مسئلہ کو اختیار کیا ہے جو ظاہر روایت میں ہے اس پر دلیل یہ ہے کہ وہ خزائن کی عبارت نقل کرنے اور کراہتہ تکرار کے دلائل بیان کرنے کے بعد خزائن کی ظاہر عبارتوں پر بطور نقض کہتے ہیں الخ" اور یہ عبارت جیسا کہ ظاہر ہے خود ردالمحتار کی ہے۔ اور یہ بات معلوم ہے کہ جس روایت کو معلل بیان کریں قائل کے نزدیک راجح وہی ہوتی ہے۔ پس معلوم ہُوا کہ صاحبِ ردّ محتار نے اسی روایت کراہتہ کو اختیار کیا ہے اور سنن ترمذی سے بھی اظہار کراہتہ ہوتا ہے۔ جب اُس نے کہا ہے کہ دوسرے اہلِ علم نے کہا ہے کہ "الگ الگ پڑھیں" اور اسی سے کہتا ہے کہ سفیان وابن المبارک والشافعیؒ نے الگ الگ نماز پڑھنے کو اختیار کیا ہے۔ البتہ پہلی عبارت جو بعض صحابہؓ اور تابعینؒ کا قول،

جس مسجد میں نماز ہو چکی ہو وہاں دوبارہ نماز باجماعت پڑھ لینے میں کوئی حرج نہیں اور اسی پر احمدؒ اور اسحٰقؒ نے فتویٰ دیا ہے"۔ حضرت انسؓ کی روایت سے (کہ جب صحابہؓ کی جماعت فوت ہو جاتی تو الگ الگ پڑھا کرتے تھے) بظاہر متعارض ہے مگر فی الواقع متعارض نہیں۔ کیونکہ ترمذی نے لفظ "لا بأس" سے روایت کی ہے اور یہ لفظ کراہۃ تنزیہہ کے خلاف نہیں۔

پس ممکن ہے کہ کراہۃ تنزیہہ ان کے نزدیک بھی مسلم ہو۔ اور وہ نماز الگ الگ پڑھنے کو اختیار کرتے تھے" میں اختیار تاکید کے منافی نہیں۔ لہٰذا ترمذی میں لفظ "لا بأس" اور "اختیار" متقابل واقع ہوئے ہیں اور عمل کرنا اور چیز ہے اور "لا باس" اور چیز۔ پس اگرچہ بعض حضراتؓ کے نزدیک تکرار مکروہ تحریمی نہ ہو لیکن یہ ضرور ہے کہ تکرار کو اختیار نہ کرتے تھے۔ حدیث میں ہے کہ اللہ تعالےٰ کی ذرہ بھر نافرمانی کو ترک کرنا ثقلین کی عبادت سے بہتر ہے"۔ اور یہ حضرات رضوان اللہ بالطبع مائل تجربہ تھے۔ پس کوئی فرق نہ رہا۔ اس میں جو ترمذیؒ نے کہا ہے کہ احمدؒ و اسحٰقؒ اور بعض صحابہؓ اور تابعین تکرار کو درجہ کراہۃ تنزیہہ پر رکھتے تھے، ان حضرات کے خلاف نہیں جو تحریم کے درجے پر رکھتے ہیں اور میزان شعرانی میں ہے" اور اسی طرح سے حضرت امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ کا قول ہے کہ اگر کوئی شخص مسجد میں داخل ہو اور امام نماز سے فارغ ہو چکا ہو تو اس کے لئے دوبارہ جماعت کرنا مکروہ ہے مگر یہ کہ یہ مسجد گزرگاہ عوام پر ہو" اور اہلِ علم و فہم اگر تامل و انصاف کریں تو صلوٰۃ خوف کی صورت خود کراہۃ تکرار کے اوپر ایک روشن دلیل ہے۔

الحاصل یہ تمام منقولہ روایتیں مسجد محلہ میں تکرارِ جماعت کو ظاہر کرتی ہیں۔ بعض سے مطلق کراہۃ تحریمی مستفاد ہوتی ہے اور بعض سے تغیرِ ہئیت کی صورت میں کراہۃ تنزیہہ۔ مگر اصل کراہۃ میں سب متفق ہیں۔ پس اس کے بعد اصل کراہۃ میں تردد مناسب نہیں۔ البتہ کراہۃ اپنی شدت و خفت کی صورت میں ایک امرِ مطلق ہے جو بسببِ مفاسد و مقتضائے وقت و حال مختلف ہو جاتی ہے جیسا کہ آغازِ رسالہ میں بیان کیا گیا۔ اب اس کے بعد جاننا چاہیئے کہ جب ایک چیز کسی اعتبار اور جہت سے ایک شرعی حکم کے محکوم ہو گئی تو بغیر دوسری وجہ کے دوسرا کوئی حکم ہرگز اس حکم کے خلاف نہیں ہو سکتا۔ مثلاً زردی کے وقت نماز عصر خطاب و امر واجب کی وجہ سے ادا کرنا جائز ہے اور اسی وجہ سے اس پر کراہۃ کا حکم ہرگز نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ مامور مکروہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ حکم خوبی چاہتا ہے نہ کہ برائی۔ اور وہ جو اس میں کراہۃ ہے وہ کفار کی مشابہت کی وجہ سے ہے جیسا علماء پر ظاہر ہے۔ علیٰ ہذا القیاس جس جگہ ایک فعل پر دو مختلف اثر ہوں تو غور کرنا چاہیئے کہ یقیناً دو [illegible] اعتبار کی وجہ سے ہیں [illegible] اس مسئلہ زیر بحث میں جب کراہت ثابت ہو گی اور حکم کراہۃ صرف تکرارِ جماعت پر ہے جو جماعتِ مطلقہ کی ایک قسم ہے اور جماعتِ مطلقہ جنس ہے۔ یہ حکم کراہۃ اس قسم پر ہے نہ کہ جماعتِ مطلقہ پر۔ پس اس تکرار پر سوائے کراہۃ اور کون سا حکم کراہۃ کے خلاف بیان کیا جا سکتا ہے اور وجوب و سنیت و استحباب و فضیلت جو کراہۃ کی ضد ہیں اس پر ہرگز ثابت نہیں ہو سکتیں۔ اور یہ جو وجوب جماعت کا حکم ہے وہ جماعتِ اولیٰ کے ساتھ مخصوص ہے جو ایک دوسری قسم ہے نہ کہ صرف مطلق جماعت کے لئے۔ چنانچہ اسی طرح حقیقت و غرض کے تباین و تخالف سے ہر قسم کی جنس کا حکم علیحدہ علیحدہ ہوتا ہے۔ کیونکہ نوع جنس سے خالی نہیں۔ اگرچہ یہ نفع مفاسد تکرار کی وجہ سے معلوم ہو جائے۔ پس مسجد محلہ میں جماعت کا حکم جو ایک نوع ہے واجب ہے اور اجرِ نماز کے تضعیف کا وعدہ اور ترک پر وعید اور دوسری نوع جماعت مکررہ کا حکم کرنے میں مکروہ اور ترک میں ثواب۔ اگرچہ بعض صورتوں

میں کراہتہ کم ہو۔ اور جماعتِ مطلقہ کا نفع اس جماعت مکروہ میں بھی موجود ہے۔ مگر کراہتہ کی قباحت اختیار کرنے کی وجہ سے اس کا اثر ظاہر نہیں ہوتا بلکہ گناہ کا پہلو غالب رہتا ہے۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ جماعت ثانیہ میں ثواب اور اجر مضاعف کا امیدوار ہونا اور اس کو انفرادی نماز سے افضل جاننا بہت ناممکن ہے۔ مثلاً آدھ پاؤ خالص میٹھا پانی اگر تولہ شکر میں ملاویں تو اگرچہ حسبِ منشاء لذیذ شربت تیار نہ ہوگا۔ مگر ایک قسم کا مزہ ضرور پیدا ہو جائے گا اور اگر ایک تولہ ایلوا بھی اس میں ملادیں تو اگرچہ شکر کا مٹھاس اس کے اندر ہی موجود ہے لیکن کوئی سمجھدار اس کو میٹھا نہ کہے گا۔ باوجودیکہ شکر کی آمیزش اس میں یقینی ہے لیکن اس کڑواہٹ کی وجہ سے اس مٹھاس کو معدوم محض سمجھا جائے گا اور خالص پانی سے افضل نہ کہا جائے گا۔ اسی طرح یہاں سمجھنا چاہیئے اور یہ بالکل ظاہر ہے کہ اجرِ مضاعف سُنت و مشروع امور میں ہوتا ہے نہ کہ مکروہ اور ممنوعہ امور میں، اور ردّ محتار میں جماعتِ نفل بتداعی اور جماعت وتر خارج رمضان کے مسئلہ کے تحت کراہتہ تنزیہہ ثابت کرنے کے بعد لکھا ہے" اور اس اقتدار سے فضیلتِ جماعت حاصل نہیں ہوتی۔ جیسا ہم نے پہلے بیان کیا کہ جماعتِ نفل مسنون نہیں"۔ اور اسی کتاب کے باب ادراک الفریضہ میں ہے کہ "مراد اس سے یہ ہے جماعتِ اولیٰ کو حاصل کر لینے سے ستائیس درجے زیادہ ثواب ملتا ہے جیسا کہ اگر شروع سے امام کے ساتھ نماز پڑھتا کیونکہ جماعت مشروعہ ہے"۔

پس ان دونوں روایتوں سے صاف معلوم ہُوا کہ اجر مضاعف کا حاصل ہو جانا سنت و مشروعیت پر موقوف ہے۔ البتہ اگر اصل جماعت مشروع ہو لیکن کسی خارجی وجہ سے کراہتہ پیدا ہو جائے تو مشروعیت کی وجہ سے اجر ملے گا۔ اور امر خارجی کی وجہ سے مکروہ ہوگی جیسا کہ فاسق کے پیچھے نماز پڑھنا جو کتابوں میں مصرح بیان ہے اور بیان سابق سے معلوم ہو چکا کہ ظاہر روایت اختیار انفرادی ہے اور عبدالوہاب شعرانیؒ نے ائمہ ثلثہ سے اختیار انفرادی روایت کیا ہے اور ترمذی نے بھی بعض اماموں سے انفراد ہی اختیار کرنے کو بیان کیا ہے اور صحابہؓ انفراد ہی پر عمل فرماتے تھے۔ تو اگر یہ جماعت انفراد سے افضل ہوتی تو یہ دین کے پیشوا ہرگز اس کو ترک نہ فرماتے بلکہ ایسے کثیر الوقوع فعل کے جواز کے لئے جو ضروریاتِ دین سے ہے۔ رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ضرور کوئی چیز منقول ہوتی جیسا اس قسم کے دوسرے ضروری امور میں ثابت ہے۔ لیکن یہاں برعکس ممانعتیں اور سخت سخت وعیدیں منقول ہیں۔ اور جن لوگوں نے اس کو جائز قرار دیا ہے وہ اس بحث سے بالکل خارج ہے۔ کیونکہ سابقہ بیانات سے تامل و انصاف کے ساتھ معلوم کیا جا سکتا ہے کہ وہ دلائل کراہتہ میں یا استحباب و فضیلت کی۔ پس معلوم ہُوا کہ جماعتِ اولیٰ کے بعد انفرادی طور پر نماز پڑھنا افضل و فاضل ہے اور جماعتِ ثانیہ مکروہ ہے، تحریمی یا تنزیہی۔ جیسا کہ بیان ہوا۔ اللہ تعالےٰ زیادہ جاننے والا ہے۔ اور اس کا علم یہ ہے جو ان مختلف روایات کی توجیہ اور جمع کرنے میں جو اس عاجز کی نظر سے گزریں تحریر ہوا۔

اس کے بعد عرض یہ ہے کہ تھوڑا عرصہ ہُوا ایک فاضل کی ایک تحریر جماعتِ ثانیہ کی انفرادی نماز کے فضیلت اور اس کے مطلق مکروہ نہ ہونے کے بارے میں احقر کی نظر سے کامل و غالب ہے گزری، اس کا جواب اگرچہ اس نہ

سے سمجھ سکتے ہیں مگر چونکہ آنجناب نے ترجیح روایات کا طرز اختیار کیا ہے تو اس کے ساتھ یہ بھی جو اس ہیچمدان کی سمجھ میں آتا ہے پیش کرتا ہے اور علام الغیوب شاہد ہے کہ میرا مقصد اس سے آں عالی مرتبہ کا مقابلہ نہیں۔ چونکہ بظاہر یہ تحریر باعثِ فتنہ عوام ہے اس لئے اس کا انسداد ضروری ہے۔ میں علماء سے اور آنجناب فاضل سے توقع رکھتا ہوں کہ یہ تحریر ان کی خاطر پاک کے لئے باعثِ ملال نہ ہوگی۔ اگر میں نے کوئی غلطی کی ہو تو اصلاح کر کے اس عاجز کو ہدایت دیں بسر و چشم قبول کروں گا۔ اور اگر درست ہو تو قبول فرمائیں۔ اے اللہ! تعصب کی رو سے جو حرف قلم سے نکلا ہو اس کو اس رسالہ سے محو کر دے۔ اور میں صرف اللہ تعالےٰ ہی سے توفیق و یاری چاہتا ہوں اسی پر میرا بھروسہ ہے اور وہ صاحبِ عرشِ عظیم ہے۔

وہ کہتے ہیں مسجد محلہ میں تکرارِ جماعت کے متعلق علماء کا اختلاف ہے اور کتابوں میں اس کے متعلق مختلف روایتیں موجود ہیں اور بظاہر مجمع البحر کے متن کی روایت کی رُو سے مسجد محلہ میں کراہتہ جماعتِ ثانی اس وقت ہے جبکہ اذان و اقامت ثانی کے ساتھ ہو ورنہ مکروہ نہیں۔ جیسا کہا ہے کہ مسجد محلہ میں اذان ثانی کے ساتھ تکرار جماعت نہیں۔ یعنی جب مسجد کا امام معلوم اور جماعتِ معلومہ ہو اور اس میں جماعت اور اذان کے ساتھ نماز پڑھ لی گئی تو ہمارے نزدیک پھر اس میں تکرارِ جماعت، اذان و اقامت کے ساتھ مباح نہیں اور اذان ثانی کی شرط اس لئے لگائی کہ اگر ان لوگوں نے جماعتِ اولیٰ بلا اذان پڑھی تو پھر بالاتفاق مباح ہے اور اذان کے ساتھ اقامت کا انکار نہیں کیا جا سکتا اس لئے صرف اذان کے ذکر پر اکتفا کیا اور متنوں کی روایتیں حواشی وغیرہ پر مقدم ہوتی ہیں (انتہی بلفظہ) میں کہتا ہوں پہلے اس رسالہ سے واضح ہوا کہ اختلاف کراہتہ میں نہیں بلکہ تحریم اور تنزیہ میں ہے اور شرح مجمع البحرین کی روایت کے معنی بھی بیان کئے گئے اور یہ تسلیم کر لینے کے بعد کہ اختلاف صرف کراہتہ میں ہے اور شرح مجمع کی روایت کے معنی اذان و اقامت نہ ہونے کی صورت میں کراہتہ مطلقہ کے نہ ہونے کو ظاہر کرتے ہیں تو میں کہتا ہوں کہ اوّلاً یہ قاعدہ کلیہ غیر مسلّم ہے کہ میں کی .... ہر ایک روایت اپنے سوائے تمام مضامین سے افضل ہوتی ہے بلکہ یہ تقدم و فضیلت اس وقت ہے جبکہ مثلاً متن اور شرح کی روایتیں دونوں غیر مطلق مذہبِ بہ تصحیح ہو اور متن کی روایت مطلق ہو تو اس صورت میں متن کی روایت مقدم نہیں بلکہ شرح کی روایت کو ترجیح ہوگی۔ اس کی تصریح ردالمحتار نے کی ہے کہ "اگر متن میں کوئی مسئلہ بیان کیا جائے اور اس کی تصریح صحت کی نہ ہو بلکہ اس کے مقابل کی صحت کی تصریح کی جائے تو علامہ قاسم نے دوسرے (مقابل) کی صحت کی تصریح کو مانا ہے اس لئے کہ تصحیح صریح ہے اور متن کی تصحیح التزامی ہے اور صریح تصحیح التزامی پر مقدم ہے"۔ پس جس صورت میں ابن نجیم نے بروئے اعتماد ہمارے نزدیک مکروہ ہے"۔ کہہ کر تصریح کر دی ہو جیسا کہ اوپر نقل کیا گیا التزامی تصحیح اس کے مقابلہ میں نہیں ہو سکتی ہے اور ترجیح کراہتہ کو ہی رہے گی۔ اور اسی کے ساتھ یہ بھی سمجھنا چاہیئے کہ جو رسالہ کسی خاص مسئلہ کے اثبات میں لکھا جائے وہ متن ہی ہوتا ہے۔ کیونکہ متن کی ترجیح محض اس سبب سے ہے کہ ماتن نے روایت راجح کا التزام کیا ہے اور یہ بات رسالہ میں بھی موجود ہے۔ پس کوئی فرق باقی نہ رہا۔ میں کہتا ہوں کہ رسالہ کے متن کی روایت خود شرح مجمع اور مجمع کے متن پر راجح پر ہوگی اور دوسرے جو کچھ مجمع سے

ظاہر ہوتا ہے وہ منطوق عبارت نہیں بلکہ وصف اور قید کے دُور کر دینے کے بعد بجائے رفع حکم کے مفہوم مخالف ہے اور مفہوم اس وقت ہوتا ہے جبکہ منطوق اس کے خلاف نہ ہو۔ ورنہ مفہوم ہرگز معتبر نہ ہوگا اور قیود و اوصاف کو محامل مقررہ میں سے کسی محمل پر محمول کریں گے اور اس موقع پر ظاہر روایت اور دوسری کتابوں کا منطوق معلوم ہو گیا کہ کراہۃ ہے۔ پس یہاں شرح مجمع کی روایت باقی رہے گی نہ متن کی روایت' البتہ اگر شارح خود متن لکھنے والا ہو تو مضائقہ نہیں۔ مگر اس صورت میں ابن نجیم کے رسالہ کا متن مسلّم رہے گا۔ وہ کہتے ہیں اور وہ دُرِّ مختار میں ہے "مکروہ ہے تکرارِ جماعت محلہ کی مسجد میں اذان و اقامت کے ساتھ" اور در مختار میں اس قول کے تحت کہا" اور مکروہ تحریمی ہے کیونکہ صاحب کافی نے ناجائز کہا ہے اور صاحب مجمع نے غیر مباح اور شرح جامع صغیر میں بدعت کہا گیا۔ پس یہ تمام روایتیں جماعتِ ثانیہ کے عدم جواز اور بقید اذان و اقامت ثانیہ مکروہ تحریمی پر دلالت کرتی ہیں۔ چنانچہ در مختار کے محشی رد محتار نے اسی کراہۃ تحریمی کو قرار دیا ہے اور کافی و مجمع وغیرہ کے اقوال بطور دلیل نقل کئے۔ اور کافی وغیرہ کا قول اگرچہ مطلق ہے لیکن چونکہ روایات میں مطلق کو مقید پر محمول کرنا جائز ہے اس لئے اس مطلق سے بھی مقید مراد ہے (انتہی بلفظہ) میں کہتا ہوں اذان و اقامت کی صورت میں کراہۃ تحریم کو ہر دو فریق تسلیم کرتے ہیں اور رد محتار اور در مختار کی عبارتوں کے یہاں لانے کی غرض یہ ہے کہ چونکہ اس روایت در مختار اور اس کے حاشیہ میں کراہۃ تحریم اذان و اقامت کے ساتھ مقید واقع ہوئی ہے اس لئے اس کے مفہوم کے خلاف اذان و اقامت نہ ہونے کے وقت عدم کراہۃ معلوم ہوتی ہے ورنہ مسئلہ متنازعہ ان روایات میں ہرگز مذکور نہیں۔ مگر سننا چاہیئے کہ مفہوم کا قاعدہ یہ ہے کہ وہ حکم جو مقید میں ہے قید کے دُور کر دینے پر وہی حکم مرتفع ہوتا ہے جیسا کہ ماہرین پر مخفی نہیں۔ پس جب اذان و اقامت کی قید دُور کی گئی تو وہی عدم کراہۃ تحریمی مرتفع ہو گی نہ کہ کراہۃ کی دوسری قسمیں تنزیہیہ اور اساءۃ یہ کونسا مفہوم ہے کہ اس حکم کو جو ابھی عبارت میں بھی نہیں آیا اُٹھا دیا جائے۔ اور اگر یہ کہیں کہ شارح در مختار نے اپنے قول میں "یکرہ" سے کراہۃ مطلقہ مراد لی ہے۔ پس اُس کی قید اُٹھ جانے سے کراہۃ کی تمام قسمیں مرتفع ہو جائیں گی کیونکہ رفع مطلق اس کی تمام افراد کے رفع کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔ پس میں کہتا ہوں کہ محشی رد محتار کی قید "تحریما" سے بالکل لغو ہوئی۔ کیونکہ اس نے نوع خاص کو مشخص کیا ہے اور وہ ایک نوع دوسری نوع سے مغائر رکھتی ہے۔ پس ایک نوع کے ارتفاع سے دوسری نوع کا ارتفاع لازم نہیں آتا۔ اور اگر فرمائیں کہ ہمارا مطلب صرف کراہۃ تحریم کا ارتفاع ہے نہ کہ تنزیہیہ کا۔

پس چشم ما روشن دلِ ماشاد ہمارا مدعا بھی یہی ہے کہ اس کا چھوڑنا افضل ہے اور تکرارِ جماعت سے انفرادی نماز افضل ہے اور یہی کراہۃ تنزیہیہ کا مرجع ہے۔ اور یہ محقق خود اپنی اسی تحریر کے آخر میں جماعت ثانیہ کی افضلیت کے مقرر ہوئے ہیں۔ جیسا آگے بیان آتا ہے اور اسی واسطے ہم نے پہلے شارح خزائن کے قول "جاز اجماعًا" کی توجیہ کراہۃ تنزیہیہ کے ساتھ جواز کی کی ہے اور یہ جو اس محقق نے کافی وغیرہ کے مطلق کو مقید پر اس وجہ سے محمول فرمایا ہے کہ مطلق کو مقید پر محمول کرنا قاعدہ کلیہ ہے' تو پہلے تو مقید پر محمول وہاں کیا جاتا ہے کہ وہاں کوئی دلیل مطلق کی داعی نہ ہو ورنہ مقولہ "المطلق یجری علی اطلاقہ" محقق و مسلّم ہے اور یہاں ظاہر روایت اطلاق کی دلیل موجود ہے تو ان روایات کی دلالت کو تسلیم کر لینے کے بعد بغیر اذان و اقامت کے کراہۃ تنزیہیہ کے رفع کو ماننا غیر مسلّم ہے۔ بہر حال ان روایات سے ایک طرف کو ترجیح دے کر بھی کراہۃ مطلقہ کا عدم ثابت نہیں ہوتا۔ وہ کہتے

ہیں اور صاحب طحطاوی نے درمختار کے اس قول کے تحت میں کہا ہے اور بغیر اذان کے عدم کراہتہ کی تصریح کی ہے کہ "جب بغیر اذان جماعت ثانیہ ہو تو مطلق کراہتہ نہیں اور اسی پر مسلمانوں کا اتفاق ہے اور لفظ "علیہ المسلمون" (اسی پر مسلمانوں کا اتفاق ہے) اس پر دلالت کرتا ہے کہ بغیر اذان کے تکرارِ جماعت متوارث ہے اور متوارث مکروہ نہیں ہوتا اور درمختار کے باب اذان میں ہے "متوارث مکروہ نہیں ہوتا"، جب مسلمانوں نے پسند کیا تو اللہ تعالےٰ نے بھی پسند کر لیا (انتہیٰ بلفظہٖ) میں کہتا ہوں طحطاوی کے کلام کی تقریر ہم پہلے کر چکے کہ مطلقاً سے مراد اطلاقِ مساجد ہے نہ کہ اطلاقِ کراہت اور اس کی غرض کراہت تحریم کا رفع ہے نہ کہ تنزیہہ کا۔ پھر میں آپ کی ہی بات کو مان کر کہتا ہوں کہ طحطاوی کے قول کو ظاہر روایت اور ابن نجیم وغیرہ کے قول کے مقابلہ میں کوئی وقعت اور اعتبار نہیں کیونکہ یہ تو شرح ہے اور رسالہ ابن نجیم متن ہے۔ پس اپنے ہی قاعدہ مسلّم کی رُو سے انصاف کرنا چاہیئے اور رہا توارث مسلمین۔ پس جاننا چاہیئے توارث دو قسم پر ہے۔ اوّل یہ کہ قرون ثلٰثہ کے بعد کسی قرن میں بغیر کسی حجت شرعیہ قائم کئے کسی مصلحت کی وجہ سے کوئی بات پیدا ہو گئی اور اخلاف نے اسلاف کے اتباع کی وجہ سے اس پر عمل شروع کر دیا اور ہوتے ہوتے وہ مسلمات اور ضروریات کے درجے تک پہنچ گیا کہ چھوڑنا ضروریاتِ دین کو چھوڑنے کے برابر خیال کیا جانے لگا تو اس صورت عمل کو رواج کہتے ہیں۔ یہ کوئی دلیل نہیں ہوتی اور ہرگز قابلِ التفات نہیں ہوتا اگرچہ علماء نے بھی بلا تردّد اس پر عمل کیا ہو۔ دوسرے یہ کہ قرون ثلٰثہ کے بعد کسی قرن میں کوئی بات پیش آئی ہو۔ اور علماء کو بعد تحقیق کوئی حجتہ شرعیہ معلوم ہو گئی ہو اور یہی مراد ہے اس حدیث سے کہ "جس چیز کو مسلمانوں نے پسند کیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی وہ پسند ہے"۔ کیونکہ رویت فعل قلب ہے اور اس کی نسبت مسلمانوں کی طرف ہے اور مشتق علیہ کی طرف نسبت کے لئے مشتق منہ ضروری ہے اس لئے رویت بوجہ اسلام مراد ہو گی اور لفظ اسلام سے بسبب اطلاق فردِ کامل مُراد لیں گے اور کمال اسلام صرف علمائے ربانیین میں منحصر ہے۔

پس حاصلِ حدیث یہ ہُوا کہ جس چیز کو علمائے کرام امورِ دین سے تامل اور رویتِ قلبی کے ساتھ شرعی دلیل سے حسن جانیں۔ وہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک بھی حسن دلپسندیدہ ہے۔ کیونکہ تمام اہلِ سُنت کے نزدیک حسن و قبح کا آلۂ ادراک شریعت ہے۔ اگرچہ بعض کے نزدیک عقل ہے لہٰذا "راٰہ المسلمین" فرمایا "راٰہ الناس" (لوگوں نے اچھا دیکھا) یا "تعامل الناس" (لوگوں نے عمل کیا) یا "تعامل المسلمون" نہ فرمایا اور توارث اجرا بھی اس وقت معتبر ہوتا ہے جبکہ تعامل صحابہؓ اور قرون ثلٰثہ کے خلاف نہ ہو اور "مارآہ المسلمین" اسی وقت ہوتا ہے جبکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے، قولی، فعلی، تقریری اور صحابہ کرام و تابعین ابرار و مجتہدین عظام علیہم الرضوان سے اس میں کوئی تصریح نہ ہو۔ اور اگر ہو تو پھر مسلمانوں کی پسندیدگی یا ناپسندگی کو اس میں دخل نہ ہو گا حتیٰ کہ مجتہدین کا اجتہاد بھی معتبر نہ ہو گا۔ چنانچہ شارح مُنیہ نے کہا ہے کہ روایت کے خلاف درایت لینا مناسب نہیں۔ اور ردمحتار نے جو کہا ہے کہ "متوارث" مکروہ نہیں ہوتا تو اس سے یہی متوارث مراد ہے نہ کہ مطلق توارث المسلمین اور خود سلف صالحین میں توارث جماعت ثانیہ کا حال ردمحتار کی عبارتِ بالا سے دیکھ لیا اعادہ کی ضرورت نہیں۔ اور شرح جامعہ صغیر میں صراحۃً بدعت ہونے کے حکم کو بار کہا ہے اور ہر ایک زمانہ میں علماء کو اُس پر انکار رہا ہے۔ پس خوب ظاہر ہو گیا کہ یہ تعامل رواج سے زیادہ درجہ نہیں رکھتا۔ اور جو روایات شاذّہ حضرت امام ابو یوسفؒ وغیرہ سے ظاہر مذہب کے خلاف ہیں اولاً ان کا مطلب عدم کراہتہ تحریم ہے نہ کہ عدم کراہتہ تنزیہہ جیسا بیان ہو چکا اور نہ ظاہر مذہب کے مقابلہ میں ان روایات کا ہرگز کوئی اعتبار نہ ہو گا اور مورث اجماع نہیں

ہوسکتیں اور ممکن ہے کہ انہوں نے اپنے زمانہ میں فساد ہونے کی وجہ سے "لا باس" فرما دیا ہو۔ لیکن اب اہلِ زمانہ کے فساد کی وجہ سے وہ حکم قابلِ عمل نہیں رہا۔ چنانچہ اسی کتاب کے شروع میں اس کی طرف اشارہ کیا گیا۔ حاصل کلام اس روایت ترجیح کی رُو سے اثبات جواز میں ابھی کلام ہے اور اس جگہ یہ بھی سمجھ لینا چاہیئے، تعامل قرونِ ثلٰثہ وہی ہے کہ ان زمانوں میں بلا نکیر و بغیر انکار اُس پر عمل ہُوا ہو۔ ورنہ اگر ایک دو آدمیوں نے عمل کیا ہو یا جماعت نے ہی کیا ہو۔ مگر دوسروں کا انکار اس پر وارد ہُوا ہو، اس کو تعامل نہ کہا جائے گا۔ اور یہ قاعدہ یاد کر لینا چاہیئے بہت مفید ہے اور اس کی نظیریں بے شمار ہیں۔

وہ کہتے ہیں اور فتاویٰ عالمگیریہ میں جس کو بہت سے علماء نے جمع کیا ہے لکھا ہے "جس مسجد کا امام معلوم اور جماعت معلوم ہو اور اس میں اہلِ محلہ نماز پڑھ لیں تو اذان ثانی کے ساتھ پھر تکرارِ جماعت جائز نہیں۔ لیکن جب بغیر اذان کے پڑھی گئی ہو تو بالاجماع جائز ہے"۔ اور ردّ محتار میں ہے "اگر مسجد والے یعنی اہلِ محلہ اُن (اذان و اقامت) کے بغیر تکرارِ جماعت کریں یا مسجد طریق ہو تو بالاتفاق جائز ہے"۔ اور قول ظہیریہ اور ظاہر الروایۃ کے نقل کے بعد ردّ محتار نے یہ عبارت نقل کی ہے، حضرت امام یوسفؒ سے روایت ہے کہ "اگر جماعتِ ثانی ہئیتِ اولیٰ پر نہ ہو تو مکروہ نہیں، ورنہ ہے اور یہی صحیح ہے" اور عدولِ محراب سے ہئیت تبدیل ہو جاتی ہے۔ ایسا ہی بزازیہ میں ہے اور تاتارخانیہ میں ہے کہ "اسی سے ہم لیتے ہیں (یعنی اسی پر عمل کرتے ہیں) اور مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ میں ہے "تکرارِ جماعت بغیر اذانِ ثانی و اقامتِ ثانیہ کے بالاتفاق جائز ہے اور اُس کے بعض نسخوں میں ہے کہ "بلا کراہۃ بالاجماع جائز ہے" شرح الدرر میں ہے کہ "یہی صحیح ہے" اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی گئی کہ یکے بعد دیگرے نماز میں کوئی مضائقہ نہیں جبکہ امام پہلے امام کی جگہ کھڑا نہ ہو۔ اور یہی وہ ہے جس پر عمل ہے۔ پس چاہیئے کہ اسی پر عمل ہو اور درمختار ہی میں باب اذان میں ہے "ہاں یہ بات معلوم ہو گئی کہ صحیح یہی ہے کہ تکرارِ جماعت جبکہ ہئیتِ اولیٰ پر نہ ہو تو مکروہ نہیں۔ (انتہی بلفظہ)

میں کہتا ہوں کہ ان تمام روایتوں کی توجیہ و تقریر پہلے ہو چکی اور فاضل مقرر کی تقریر کو تسلیم کرنے کے بعد میں کہتا ہوں کہ عالمگیریہ کی روایت (دراصل) شرح مجمع کی روایت ہے اور ردّ محتار کی روایت بھی جو اُس نے خزائن سے نقل کی ہے شرح تنویر کی روایت ہے۔ پس حسبِ قاعدہ مسلّمہ یہ فاضل ابن نجیم کی متن کے متعارض کیونکر ہو سکتے ہیں۔ اور ظاہر روایت ان روایات کے خلاف ہے اور معلوم ہے کہ جب تک روایت کے خلاف تصریح صریح موجود نہ ہو فتوے کے قابل نہیں۔ چنانچہ اوپر درمختار اور ردّ محتار سے نقل ہُوا اور جو کچھ مُلّا علی قاریؒ نے نقل کیا ہے اور بعض کتابوں سے تدئیل تصحیح کے بغیر نقل کرتے ہیں اور اس کی تمام عبارت اس طرح ہے "اور ہمارے نزدیک تکرارِ جماعت مکروہ ہے اور اسی پر بروایت صحیح امام احمدؒ کے خلاف امام مالکؒ و امام شافعیؒ نے فتویٰ دیا۔ پھر ہمارے علماء میں اختلاف ہو گیا۔ پس بعض نے مکروہ تحریمی کہا۔ چنانچہ کافی میں ہے کہ تکرارِ جماعت جائز نہیں اور شرح المنظومہ اور مجمع میں ہے کہ مباح ہے اور شرح جامع الصغیر میں بدعت کہا گیا۔ اور بعض کتابوں میں ہے کہ تکرارِ جماعت بلا اذان و اقامتِ ثانی اتفاقاً جائز ہے اور بعض کتابوں میں ہے کہ بالاجماع بلا کراہۃ جائز ہے"۔ پس یہ نقلیں ظاہر روایت اور رسالہ ابن نجیم کے مقابلہ میں کیونکر قابلِ قبول ہو سکتی ہیں۔ اور سوچنا چاہیئے کہ اہلِ فہم کے نزدیک مُلّا علی قاریؒ کی عبارت کی جو توجیہ ہم نے کی ہے کس قدر معاون ہے اس میں اوّل

"تکرارِ جماعت ہمارے نزدیک مکروہ ہے" کہہ کر اپنے قول کی" پھر ہمارے علماء نے اختلاف کیا" سے کس طرح تشریح کرتے ہیں اور ان کے قول "کہ یہ وہی ہے جس پر عمل ہے" کا جواب وہی ہے جو توارث کی تحقیق میں گزرا۔ بعد ازیں سُننا چاہیئے کہ بندہ کی تقریر پر جو ان روایات کی توجیہ میں پہلے گزر چکی "اجماعاً جائز ہے" بالاتفاق مباح ہے" جیسے الفاظ اور عالمگیریہ اور خزائن وغیرہ کی روایتوں سے کوئی خدشہ نہیں۔ مگر مجوزین جماعتِ ثانیہ کی رائے کے مطابق اشکالِ عظیم پیش آتا ہے کیونکہ جبکہ علمائے ثلثہ حنفیہ کی ظاہر روایت کراہتہ تکرار ہے، پھر اجماعاً کیا معنی رکھتا ہے اور اگر کوئی شاذہ روایت ان سے مروی ہو تو ظاہر روایت اور اجماع کراہتہ میں خلل انداز نہیں ہو سکتی۔ اور صاحبِ مذہب کے خلاف اجماع کیا معنی رکھتا ہے اور باوجود اس کے جمہور علماء کو ہمیشہ سُنتے رہتے ہیں کہ تکرارِ جماعت پر نکیر شدید رکھتے رہے۔ اور ردمحتار کا قول یہی معنی رکھتا ہے کہ "یہ حکایت اجماع مخالف ہے" کیا دیکھتے نہیں کہ ردمحتار میں انکار کے بارے میں کس قدر اقوال منقول ہیں۔ اور علّامہ سے سند پیش کی ہے" بالاتفاق مکروہ ہے" جیسا پہلے گزر چکا۔ پس ہم نہیں سمجھتے کہ اجماع کے کیا معنی ہوئے۔ اگر اجماع سے اجماع عامۃ المسلمین مراد ہے تو اُس کا جواب بحث توراث سے معلوم ہو سکتا ہے۔

بہرحال جس طرح سے مجوزین تقریر کرتے ہیں اس طرح اتفاق و اجماع کے لفظ کو ثابت کرنا ان کے اوپر واجب ہے باقی رہا شرح کا قول کہ "یہ صحیح ہے" اور شرح مُنیہ کی روایت اور مجوزین کا یہ سب سے اچھا استدلال ہے تو اس کا بیان مفصّل ہو چکا۔ لیکن چونکہ یہ صاحب اس روایت سے جواز کو ترجیح دیتے ہیں، اس سلسلہ میں اس کا بیان ضروری ہوا۔ اس روایت کا مطلب جیسا وہ فرماتے ہیں تسلیم کر لیا گیا۔ چنانچہ جس طرح یہ بات معلوم ہو گئی کہ متنوں کی تصحیح التزامی ضمنی ہے اسی طرح ظاہر روایت ضمنی ہے اور ظاہر روایت سے عدول جائز نہیں جب تک تصحیح صریح روایت میں اس کے مقابل نہ ہو جیسا کہ درمختار نے اس کی تحقیق کی لیکن تصحیح جب دونوں طرف موجود ہو تو پھر ترجیح ظاہر روایت کو ہو گی۔ پس اس صورت میں معلوم ہے کہ جس طرح شارح مُنیہ اور دُرر نے "ہو الصحیح" کو اس کے ساتھ ملایا ہے۔ صاحب بحر "علی المعتمد" کو ظاہر روایت کے ساتھ ملاتے ہیں۔ اور طحطاوی و ردمحتار کا بحر کی اس تصحیح کو تسلیم کرنا ان سے اس روایت کراہتہ کی تصحیح کے حکم میں ہے اور تاتارخانیہ کا لفظ "وبہ ناخذ" اول تو ابھی مبہم ہے اور اگر فرض کر لیا جائے کہ عدم کراہتہ پر ہے اور بعض مالکیہ نے مذاہب اربعہ پر فتویٰ دیا اور ردمحتار میں کراہتہ کی طرف اشارہ ہے اور فتویٰ جس لفظ سے بھی دیا جائے تصحیح واضح وغیر با الفاظ سے موکد ہوتا ہے جیسا کہ درمختار میں ذکر کیا گیا۔ باقی رہی یہ بات کہ اس کو کہیں کہ یہ فتویٰ مالکی ہے حنفی نہیں۔ پس جاننا چاہیئے کہ "بعض مالکیوں نے فتویٰ دیا" کے معنی یہ ہیں کہ بعض مالکیوں نے یہ ثابت کیا کہ مذاہب اربعہ میں کراہتہ پر فتویٰ ہے۔ کیونکہ مفتی مجتہد ہوتا ہے اور غیر مجتہد فتویٰ نقل کرنے والا ہوتا ہے نہ کہ مفتی۔ صاحب البحر نے رسالہ (رفع الغشا عن وقتی العصر والعشاء) میں کہا ہے "مجتہد ابن الہمام نے کہا کہ سوائے مجتہد کے کوئی فتوے نہیں دے سکتا اور ایک اصول قرار دیا کہ مفتی مجتہد ہوتا ہے اور جو غیر مجتہدین کے اقوال یاد کر لے وہ مفتی نہیں۔

پس معلوم ہُوا کہ موجودہ زمانہ میں جو فتوے دیئے جاتے ہیں یہ فتوے نہیں بلکہ مفتی کے کلام کی نقل ہیں۔ پس معلوم ہُوا کہ مفتی فی الحقیقت اہلِ مذہب ہیں اور بعض مالکیہ فتویٰ نقل کرنے والے ہیں اور صاحب ردمحتار نے جو مذہب حنفیہ

کے ماہر ہیں ان کی اس نقل پر تعاقب و نکیر کر کے قبول نہیں کیا۔ لہٰذا ظاہر ہُوا کہ مذہب حنفیہ میں فتویٰ کراہتہ پر ہے۔ اگرچہ ہم کو وہ کتاب اور عبارت معلوم نہ ہو لیکن آخر ہم جو دوسری روایتوں کے صحیح اور مفتی بہ ہونے پر یقین واثق رکھتے ہیں تو ان ہی کتابوں کی نقل کی وجہ سے رکھتے ہیں (یعنی یہ ضروری نہیں کہ ہم جس بات کو مانیں اس کی کتاب اور عبارت کو پہلے دیکھیں۔ بلکہ ہم ردمحتار وغیرہ جیسی مسلمۂ فریقین کی عبارتوں پر یقین کر لیتے ہیں، تو جب دیگر روایتوں میں یہ یقین ہے تو اس مسئلہ متنازعہ میں یہ یقین کیوں نہ ہو) یا یہ بات ہو کہ بعض مالکیہ نے اپنے مذہب پر فتویٰ دیا ہو اور اہلِ مذاہب ثلثہ نے اپنے اپنے مذہب پر فتویٰ دیا ہو۔ اور مالکیوں کی طرف اس فتویٰ کی نسبت اس وجہ سے ہو کہ وہ اس فتویٰ کے باعث ہوئے ہیں۔ اور جس طرح کہ یہ مفتی مجتہدین کے طبقہ کے بعد ہیں اسی طرح "ہو الصحیح" اور "بہ ناخذ" کہنے والے شارح مُنیہ اور والوالجی طبقہ مجتہدین کے بعد ہیں اور جبکہ طحطاوی اور ردمحتار کی تصحیح ہم تسلیم کرتے ہیں، تو جو خود انہوں نے تسلیم کیا ہو تو اس کو بطریق اولیٰ ہمیں سر پر رکھنا پڑے گا۔

الغرض اس مسئلہ میں کراہتہ کا پہلو معتمد اور مفتی بہ نکل آیا اور عدم کراہتہ کا پہلو بزعم مجوزین مصحح اور ماخوذ ہے۔ پس اول فتویٰ کو ترجیح ہے اور اس کے بعد ظاہر روایت کو۔ اور یہ جو اس فاضل نے بعد میں نقل کیا ہے کہ "جب کوئی روایت کتاب میں مذیل بہ تصحیح ہو جائے تو اس کے خلاف فتویٰ نہ دیا جائے" تو چونکہ ظاہر روایت غیر مصحح اور مذیل بلفظِ فتویٰ ہے اور روایت شرح مُنیہ مذیل بہ تصحیح، اس لئے کہ اُن کی یہ بات مناسب نہ ہوئی کیونکہ یہاں تصحیح دونوں طرف موجود ہے بلکہ ظاہر روایت کی تصحیح اپنے مقابل سے زیادہ قوی ہے۔ اور یہ بھی بیان آگے آتا ہے کہ یہ تذییلات و تصحیحات امام کی روایت کے خلاف قابلِ التفات نہیں ہوتیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اس حدیث میں جس کی ابوداؤد و ترمذی نے حضرت ابوسعید خدریؓ سے تخریج کی ہے کہ "ایک آدمی آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ چکے تھے۔ پس آپؐ نے فرمایا کہ ہے کوئی آدمی جو صدقہ کرے؟ اور اس کے ساتھ نماز پڑھے۔ پس ایک آدمی کھڑا ہُوا اور اس کے ساتھ نماز پڑھی۔ اس بات پر دلیل ہے کہ افضلیت ہمراہی میں ہے تنہائی میں نہیں اور شرح مُنیہ میں ہے کہ "جب روایت درایت کے موافق ہو جائے تو اس سے عدول نہیں چاہیئے" اس کو واجباتِ نماز میں رکوع و سجود میں رفع کی روایت کو ترجیح کے موقع پر بیان کی ہے اس دلالت کی وجہ سے کہ اگرچہ یہ امام کی مشہور روایت کے خلاف ہے لیکن سُنّت ہے۔" (انتہی بلفظہ)

مَیں کہتا ہوں کہ یہ حدیث پہلے بیان ہو چکی کہ اس حدیث میں مسئلہ متنازعہ کا ہرگز بیان نہیں۔ اور نہ ہی اس موقع پر اس حدیث کو نقل کر سکتے ہیں۔ البتہ (یصلی بعد صلوٰۃ مثلھا) ایک نماز کے بعد اس جیسی نماز پڑھو) اپنے بعض مضامین اور "ردمحتار" کے بدائع سے نقل کردہ آثار اور تاکیدِ جماعت کے بارے میں احادیث کی وجہ سے اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ افضلیت بلکہ ضرورت تنہا میں ہے نہ کہ ہمراہی میں۔ اور حسب تحقیق شرح مُنیہ بالضرورت تنہائی کو اختیار کرنا چاہیئے کیونکہ یہ درایت روایت کے موافق ہے اگرچہ عوام اور بعض علماء اور بعض کتابوں میں جواز تکرار مشہور ہے۔ وہ کہتے ہیں جب امام یوسفؒ نے ظاہر روایت کو چھوڑ کر اذان و اقامت کے بغیر تکرار جماعت کو جائز کہا ہے اور زمانہ سابق کے تمام اکابر علماء نے اس کو تسلیم کیا ہے اور

حجت کے قابل ہوئے ہیں تو پھر کسی شخص کو ظاہر روایت پر فتویٰ دینے کا کیا اختیار باقی رہ سکتا ہے اور وقف البحر وغیرہ میں ہے "جب ایک مسئلہ میں دو قول صحیح موجود ہوں تو ان دونوں میں سے ایک کا حکم اور فتوے دے سکتے ہیں اور جب کہ کتاب میں کوئی روایت مذیل بہ تصحیح ہو اور ماخوذ ہو یا اُن سے فتویٰ دیا جاتا ہو۔ اُس پر فتویٰ ہو تو اس کے خلاف فتویٰ نہ دیا جائے۔ ہاں اگر اس کا مقابل بھی صحیح ہو تو اپنے نزدیک زیادہ قوی لائق اور صحیح پر فتویٰ دے اور اکثر ایسا ہوا ہے کہ باوجود ظاہر روایت کے صاحبینؒ بلکہ امام زفر کے قول پر فتوے دیا ہے (انتہی بلفظہٖ) میں کہتا ہوں کہ اس روایت کے فتویٰ کی نسبت امام یوسفؒ کی طرف کرنا بہت مستبعد ہے۔ کیونکہ اول تو یہ معلوم ہے کہ امام یوسفؒ کا مذہب ظاہر روایت ہے اور مصنفین کی عادت ہے کہ مجتہدین کا مذہب بیان کرنے کے بعد اگر کوئی روایت شاذہ کسی مجتہد سے پاتے ہیں تو اس کو بھی نقل کر دیتے ہیں۔ ہدایہ کو دیکھنا چاہیئے کہ اس قسم کی مثالوں سے پُر ہے۔ پس اس نقل کو امام ابو یوسفؒ کا فتویٰ خیال کرنا بہت تعجب ہے اور ظاہر روایت کے ہوتے ہوئے جس کا حکم متواتر ہے روایت شاذہ کو ان کا مفتی بہ کہنا مناسب نہیں۔ البتہ اگر "ہو الصحیح" امام ابو یوسفؒ سے منقول ہوتا تو مضائقہ نہ تھا کہ ابو یوسفؒ نے اپنے مذہب مشہور کو ترک کر کے دوسری روایت کو صحیح مان لیا مگر یہ بات بالکل غیر مسلم ہے کیونکہ بحر میں اس روایت کو لفظ "لا بأس" سے لائے ہیں اور "ہو الصحیح" اس کے ساتھ چسپاں نہیں ہوتا۔ اور مضمرات میں بھی لفظ "لم یر بسا" کہا ہے اور "ہو الصحیح" کہیں نہیں۔ اور دوسری کتابوں میں بھی یہ لفظ ابو یوسفؒ سے منقول ہے لیکن اس کی تصحیح کہیں منقول نہیں۔ اور ملا علی قاریؒ کے رسالہ سے خود آپ نے یہ روایت "روی انہ لم یر بسا" کے لفظ سے نقل کی ہے اور کوئی فتوے کا لفظ اس کے ساتھ نہیں۔ اور "ھذا ھو الذی علیہ العمل" مصنف کا مقولہ ہے کہ امام ابو یوسفؒ کا اسی طرح شارح مُنیہ نے روایت نقل کرنے کے بعد "ہو الصحیح" اپنی طرف سے ملا دیا۔ تو اس کی نسبت امام ابو یوسفؒ کی طرف کرنا کیونکر درست ہے۔ اور اگر کسی کتاب میں ابو یوسفؒ کا فتویٰ یا تصحیح موجود ہو تو ظاہر کی جائے اور بتایا جائے۔ ورنہ روایت مذہب بیان کرنے کے بعد "وعن فلان" پر ہرگز فتویٰ نہیں ہو سکتا اور اگر ہم مان لیں کہ ابو یوسف نے جواز تکرار کا فتویٰ دیا ہے تو تب بھی سنو کہ صاحب درمختار کیا کہتے ہیں: "اور ایسے قابل اختیار نہیں ہوتا اگر ان دونوں قولوں میں سے ایک امام کا قول ہو اور دوسرا کسی دوسرے کا قول ہو اس وجہ سے کہ جب دو قول صحیح متعارض ہوں تو ساقط ہو جاتے ہیں اور ہم اس اصل کی طرف رجوع کرتے ہیں جو ابتدائی قول امام ہے۔

شہادۃ الفتویٰ میں ہے کہ ہمارے نزدیک یہ مقرر ہے کہ سوائے قول امام اعظمؒ کے اور کسی کے قول پر عمل نہ کیا جائے اور نہ فتویٰ دیا جائے اور صاحبینؒ یا ان دونوں میں سے ایک کے قول کی طرف بلا ضرورت عدول نہ کیا جائے اگرچہ مشائخ نے فتویٰ دے کر صاحبینؒ کے قول کی تصریح کی ہو۔ کیونکہ امام اعظمؒ صاحب مذہب اور امام مقدم ہیں اور ایسا ہی بحر میں اوقات الصلوٰۃ کو موقع پر کتاب القضاء سے نقل کیا ہے۔ امامؒ کے قول پر فتویٰ دینا جائز ہے۔ اگرچہ یہ معلوم نہ ہو کہ امام صاحبؒ نے یہ بات کہاں سے کہی ہے۔ اور نیز صاحب البحر نے رسالہ کشف الغطا میں کہا ہے "اور اس سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ سوائے قول ابو حنیفہؒ کے نہ عمل کیا جائے اور نہ فتویٰ دیا جائے اور صاحبین کے قول کی طرف عدول نہ کیا جائے۔

سوائے ضعفِ دلیل کے یا ضرورت تعامل کے سبب کے۔ نیز یہ مستفاد ہوتا ہے کہ اگر بعض مشائخ نے کہا ہو کہ فتویٰ صاحبین کے قول پر ہے اور امام اعظم کی دلیل واضح اور مذہب ثابت ہو تو اس فتویٰ کی طرف التفات نہ کی جائے نہ اس پر عمل کیا جائے۔ اگرچہ مشہور و معروف کتاب ہی ہو۔ پس صاف روشن ہو گیا کہ اگر یہ روایت ابو یوسفؒ کے مذہب مشہور کی بھی ہو تاہم فتویٰ امام اعظمؒ کے مذہب پر دینا چاہیئے اور ہر چند شرح منیہ جیسی مشہور کتابوں میں "ہو الصحیح" اور "بہ ناخذ" جیسے الفاظ کہتے ہوں۔ لیکن اس کی طرف التفات نہیں کرنا چاہیئے۔ اور امامؒ کی روایت کو یا تو ضعفِ دلیل کی وجہ سے ترک کر سکتے ہیں تو یہاں امام صاحب کی دلیل کی قوت عقلاً و نقلاً معلوم ہو گئی کہ صحابہؓ کا تعامل اور توافقِ حدیث اُس کا موئد ہے صاحبِ بحر کا مؤید جو مسلّم الثبوت نقاد ہیں کافی ہے یا ضرورت کی وجہ سے ترک کر سکتے ہیں اور ضرورت سے وہ مراد ہے کہ جس میں مسلمانوں کا حرج ہوتا ہو اور یہاں سوائے اس ضرورت کے کہ جماعتِ اولیٰ میں حاضری کی تکلیف اور تاکید عوام سے اُٹھا لی جائے اور کیا ہو سکتی ہے؟ یا بسبب تعامل ترک قولِ امامؒ ہو سکتا ہے۔ تعامل سے مراد تعاملِ سلف ہے نہ طریقۂ عوام اور یہاں تعامل بھی ترکِ جماعتِ ثانیہ ہے۔ پس اس صورت میں ظاہر روایت کو چھوڑنا کیونکر جائز ہو گا اور اس کے علاوہ دوسری روایتوں پر فتویٰ دینا کیونکر درست ہو گا اور موجودہ عالم مفتی نہیں بلکہ فتوؤں کے ناقل ہیں۔ لہٰذا ان کو وہی نقل کرنا چاہیئے جس کو اہلِ مذہب اور مشائخ نے معتمد اور معتبر کہا ہو اور اگر اس کے خلاف تصحیح پائیں تو اس کی طرف متوجہ نہیں ہونا چاہیئے۔

اور یہ بالکل واضح ہو گیا کہ ظاہر روایت کو چھوڑ کر صاحبینؒ اور زفرؒ کے قول پر فتویٰ اسی جگہ ہے جہاں ظاہر روایت کی دلیل ضعیف ہو یا قرونِ ثلٰثہ کا تعامل اور سلف کا اجماع اس کے خلاف ہو یا حرج ہو۔ اور یہاں تینوں امر مرفوع ہیں اور علمائے سلف کے تسلیم کرنے کا حال مذکورۂ بالا بیانات سے معلوم ہو چکا کہ ہر ایک زمانہ میں علمائے کرام کا جمِ غفیر اس سے انکار کرتا رہا۔ وہ کہتے ہیں "غرضیکہ وہ روایتیں جو بالفاظ فتویٰ "ہو الصحیح" و "بہ ناخذ" و "علیہ الفتویٰ" و "علیہ المعمول" و "علیہ المسلمون" وغیرہ الفاظ سے مذیل ہوں وہ دوسری روایتوں پر ترجیح رکھتی ہیں۔ فقہائے زمانہ میں کسی کو اُس کے خلاف فتویٰ دینے کی گنجائش نہیں اور ہمارا یہ حق نہیں کہ علمائے سابقین کے فتوے پر جو مرجع انام ہیں جدید فتوے کو غالب کر دیں اور کہہ دیں کہ ان کا فتویٰ اب عمل کے قابل نہ رہا۔ اور موجودہ زمانہ کے لوگوں کا حال یہ ہے کہ ہر شخص کو جماعتِ اولیٰ میں شمولیت کی توفیق نہیں ہوتی۔ اگر کسی کی سو جماعتیں فوت ہو جائیں تو وہ کبھی بھی جماعتِ اولیٰ میں شمولیت کی کوشش نہ کرے گا اور جس کو (فضیلت و ثواب) غرض ہے اس لئے یہی کافی ہے کہ جماعتِ ثانیہ ثواب میں اولیٰ کے برابر نہیں۔ یہاں تک کہ بعض علماء نے اس کو مکروہ کہا ہے اور شہر کی بہت سی مسجدوں میں جمعہ جائز کر دینا بھی میرے اس قول کا موئد ہے۔ واللہ اعلم احکم و اقوم (انتہی بلفظہ)

میں کہتا ہوں وجہ تائید جو احقر کی سمجھ میں آئی ہے کہ جمعہ جامع جماعات ہے اور جمعہ میں دراصل عدم تعدد کا حکم ہے اور باوجود اس کے ایک ہی شہر میں تعدد کے جواز کا فتویٰ دیا ہے۔ پس جامع مسجد، مسجد محلہ کے مشابہ ہوئی اور تمام شہر مشابہ محلہ اور جس طرح جمعہ کے دن فقط جامع مسجد میں جمعہ پڑھنا افضل ہے۔ اگرچہ دیگر مساجدِ شہر میں بھی جائز ہو۔

اسی طرح اہلِ محلّہ کو چاہیئے کہ جماعتِ اولیٰ میں حاضر ہوں اور اگر حاضر نہ ہُوئے اور خلافِ ہئیتِ اولیٰ تکرارِ جماعت کر لی تو جائز ہوگی۔

تو مَیں کہتا ہوں کہ جامع مسجد جس پر مسجد محلہ کو قیاس کیا گیا ہے حکمًا ایک مکان ہے۔ چنانچہ اُس کے ایک ہونے کا اثر احکام سجدۂ تلاوت و اتصال صفوف میں ظاہر ہے اور جامع مسجد جس پر قیاس کیا گیا ہے اور دوسری مسجدیں حکمًا متعدد مکانات ہیں۔ پس تکرار کا قیاس تعدد پر کیونکر درست ہو سکتا ہے۔ البتہ یہ تائید اُس وقت درست ہوتی کہ تمام مساجد جمعہ کے بارے میں ایک مکان کا حکم رکھتیں تاکہ اگر جامع مسجد میں جو محراب کے مشابہ ہے نماز نہ پڑھیں، اور دوسری جگہ جس سے دوسری مسجدیں مراد ہیں پڑھ لیں تو جمعہ درست ہو جائے اور اس صُورت میں کہ اگر محراب چھوڑ کر نماز پڑھیں تو تکرار جائز ہو جائے۔ مگر حقیقت یوں نہیں بلکہ دوسری مسجدیں مسئلہ جمعہ کی صُورت میں مختلف مکانات کے حکم میں ہیں نہ کہ مسجد جامع کے قطعات اور اجزاء کے حکم میں۔ پس یہ قیاس مع الفارق ہوا۔ ہاں البتہ جامع مسجد حکمًا ایک مکان ہے۔ اگر تعدد جمعہ ایک مسجد میں جائز ہوتا تو یقیناً تائید درست تھی، ورنہ دوسری مسجد میں جا کر جمعہ پڑھنا ایسا ہے جیسا کوئی شخص جس سے جماعتِ اولیٰ ترک ہو گئی ہو وہ اپنے گھر میں اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ جماعت سے نماز ادا کرے۔ اور یہ بات کُتب فقہ میں مصرح ہے کہ یہ جماعت گھر میں مکروہ نہیں۔

ایسا ہی فتح القدیر وغیرہ میں ہے کہ مسجد محلہ میں تکرارِ جماعت نہ کرے۔ جیسا کہ جس شخص سے جامع مسجد میں جمعہ کی جماعت چھُوٹ جائے تو وہ جامع مسجد میں تکرارِ جمعہ نہ کرے البتہ دوسری مسجد میں جا کر دوسری مسجد والوں کے ساتھ جماعت میں شریک ہو جائے۔ اور فتح القدیر میں ہے کہ "جب یہ فوت ہو جائے بالاتفاق مسجد میں طلب کرنا واجب نہیں بلکہ بہتر یہ ہے کہ دوسری مسجد میں چلا جائے اور اگر اکیلا پڑھے تو یہ بھی بہتر ہے اور قدوری نے لکھا ہے "کہ اپنے گھر والوں کو جمع کر کے اُن کے ساتھ نماز پڑھے یعنی اس سے جماعت کی فضیلت حاصل ہو جائے گی"۔ ایسا ہی فتاویٰ قاضی خان اور شرح مُنیہ میں ہے۔

اور ظاہر روایت کے جواز تعدد جمعہ کے خلاف ہوتے ہُوئے اس کا جواز دلیل کے قوی ہونے اور عدم تعدد سے مسلمانوں کا حرج ہونے کی وجہ سے ہے۔ چنانچہ فتح القدیر وغیرہ میں بالتصریح مذکور ہے اور حرج و ضرورت کے وقت روایت مقابلہ کے دلیل کی قوت کی وجہ سے ظاہر روایت کو ترک کرنا مسلّم الثبوت ہے، بخلاف مسئلہ تکرارِ جماعت کے کہ اس کی قوتِ دلیل ظاہر ہے اور ضرورت و حرج کا نہ ہونا بھی روشن ہے۔ پس اس کی تائید اس مسئلہ جمعہ سے کیونکر ہو سکتی ہے۔ البتہ صلوٰۃ خوف کی مشروعیت میں تکرارِ جماعت کے مکروہ ہونے کی تائید ظاہر و بیّن ہے۔

الغرض جب کراہت معتمد اور ثابت ہو گئی اگرچہ تنزیہہ ہی ہو تو یقیناً ترکِ تکرار افضل ہوگا اور تنہا نماز پڑھنا زیادہ بہتر ہوگا؟ اور کس طرح افضل نہ ہو جبکہ صحابۂ کرامؓ کا عمل علیحدہ علیحدہ نماز پڑھنا تھا اور اگر جماعتِ ثانیہ افضل ہوتی تو وہ بالکل متروک کیوں کر دیتے۔ اور ظاہر روایت سے بھی انفراد کی فضیلت ثابت

ہُوئی اور ائمہ ثلثہ سے انفراد منقول ہُوا۔ بلکہ ترمذی نے لفظ "لاباس" کی وجہ سے امام محمدؒ کے نزدیک بھی انفراد کی افضلیت ثابت ہوئی اور تمام کراہتِ تکرار کی روایتیں افضلیت انفراد کی متقاضی ہیں۔ کیونکہ کوئی ایسا مکروہ نہیں کہ جس کا ترک کرنا افضل نہ ہو۔ اور یہ مکروہ کا ادنیٰ حال ہے اور اگر باوجود کراہت بھی اس کا کرنا افضل ہے تو یہ شرع شریف کا قلب موضوع ہُوا اور مکروہ سے مستحب میں تبدیل ہوگیا اور جو خرابیاں اس میں پیدا ہوسکتی ہیں وہ ظاہر ہیں۔ اب بفضلہٖ تعالےٰ اس مسلک سے ترجیح بھی ثابت ہوگئی کہ راجح تکرار ہے اور اہلِ مذہب اور جمہور علماء و مشائخ کرام نے کراہت کو صحیح اور معتمد قرار دیا ہے۔

پس موجودہ فقہاء کو مناسب ہے کہ وہ ظاہر روایت مفتیٰ بہا کو ترک نہ کریں اور روایت غیر مشہورہ پر فتویٰ نہ دیں۔ اور بنی نوع انسان کا حال ہمیشہ سے یہی ہے کہ سعادت مند کے لئے ایک اشارہ کافی ہوجاتا ہے اور غیر سعید کو ہزار بار کہنا بھی مفید نہیں۔ چنانچہ ابوجہل کو ہادیٔ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہدایت نہ ہوسکی۔ مگر علماء کو زیب نہیں دیتا کہ عوام کو کاہل دیکھ کر اور زیادہ سُست کرنے والی روایتیں بیان کریں اور توفیق ازلی کا حوالہ دے کر خود امر و نہی سے بے فکر ہو بیٹھیں۔ اور ہم نے یہ بات تجربہ سے معلوم کی ہے کہ بات کا بہت اثر ہوتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے انسان کی فطرت میں قابلیت رکھی ہے کہ جس بات کی طرف لگائیں ان کی طبیعت قبول کرلیتی ہے۔ پس علماء کو لازم ہے کہ عوام کی ہمت کو پست بنائیں نہ کہ پست ہمتی کے ارشادات سُنائیں۔

و اٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین وصلی اللہ تعالی علی سیدنا سید الانبیاء والمرسلین وعلی اٰلہ وصحبہ اجمعین وعلی من یتبعھم اجمعین وعلی من یتبعھم الی یوم الدین ٥

تذکرۃ الرشید

سوانح قدوۃ العلماء زبدۃ الفقہاء فخر المحدثین قطب العالم

حضرت مولانا الحاج الحافظ رشید احمد گنگوہی قدس اللہ سرہ

تالیف

حضرۃ الحاج مولانا محمد عاشق الٰہی صاحب میرٹھی نور اللہ مرقدہ

ادارۂ اسلامیات

انارکلی ○ لاہور

اَلْمُهَنَّدُ عَلَى الْمُفَنَّدِ

یعنی

عقائدِ علماءِ اہلِ سنّت دیوبند رحمہم اللہ

تالیف

فخر المحدّثین حضرۃ مولانا خلیل احمد سہارنپوری قدس اللہ سرّہ العزیز
المتوفی ۱۳۴۶ھ

باضافہ

عقائدِ اہل السنّۃ والجماعۃ

از

حضرۃ مولانا مفتی سیّد عبد الشکور ترمذی مدظلّہم

مع

تصدیقاتِ قدیمہ وجدیدہ

ادارۂ اسلامیات ○ ۱۹۰- انارکلی لاہور

انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد دُنیا کے مُقدّس ترین انسانوں کی سرگزشتِ حیات

سیر الصحابہ رضی اللہ عنہم

تاریخِ اسلام، اَسماءُ الرِّجال اور ذخیرۂ احادیث کی گرانقدر کتابوں سے ماخوذ
مُستند حوالہ جات پر مبنی صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نیز مشہور تابعین و تبع تابعین اور
اَئمۂ کرام رحمہم اللہ کے مفصّل حالاتِ زندگی پر اُردو میں سب سے جامع کتاب،

جلد اوّل ۱ — جلد پنجم ۵
خلفائے راشدین رضؓ — اسوۂ صحابہ رضؓ کامل ۲ حصّے

جلد دوم ۲ — جلد ششم ۶
سیرِ مُہاجرین کامل ۲ حصّے — سیر الصحابیات / اُسوۂ صحابیات / اہلِ کتاب صحابہ

جلد سوم ۳ — جلد ہفتم ۷
سیرِ انصار کامل ۲ حصّے — تابعینِ کرام

جلد چہارم ۴ — جلد ہشتم ۸
چار کبار صحابہؓ / ۱۵۰ اصغار صحابہؓ — تبع تابعین

مکمّل چودہ حصّے آٹھ جلدوں میں مجلّد، پانچ ہزار کے قریب صفحات، عمدہ کتابت و طباعت
دبیز عُمدہ کاغذ، مضبوط ڈائی دار جلد، کامل سیٹ ۸ جلد مجلّد

طلب فرمایئے: **اِدارۂ اسلامیّات** ۱۹۰۔ انارکلی۔ لاہور ۲